

باسمہ تعالیٰ

تَوَمُّوْلُوْدُ كِے اَحْكَام

وَ
اسلامی نام

(مع متعلقہ فضائل)



مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

نومولود کے احکام

و

اسلامی نام

(مع متعلقہ فضائل)

لڑکے اور لڑکی کی ولادت و کفالت اور پرورش کے فضائل و احکام
نومولود کے کان میں اذان دینے، نومولود کی تحنیک کرنے، نومولود کا نام تجویز کرنے
نومولود کے عقیدت اور ختنہ وغیرہ کے مدلل و مفصل احکام اور متعلقہ فضائل
نام تجویز کرنے سے متعلق اسلامی ہدایات و احکامات، اور اسلامی ناموں کی فہرست

تصنیف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

نام کتاب: تومؤلؤ دكے احكام واسلامى نام
مصنّف: مفتى محمد رضوان
طباعت اول: شعبان ۱۴۳۱ھ جولائى 2010ء
صفحات: ۴۹۶
قیمت: روپے



ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈى پاکستان

فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

فہرست

صفحہ نمبر ﴿	مضامین ﴿	شمار نمبر ﴿
۷	تمہید	۱
۹	﴿ پہلا حصہ ﴾ تُوْمُوْلُوْد کے احکام	۲
۱۰	﴿ مقدمہ ﴾ اولاد کے حصول کی فضیلت و اہمیت	۳
//	اولاد کا حصول عظیم نعمت ہے	۴
۱۲	اولاد کا حصول مطلوب اور نکاح کے مقاصد میں سے ہے	۵
۲۴	اولاد پر نبیتِ ثواب خرچ کرنے کی فضیلت	۶
۲۷	لڑکیوں کی پیدائش و پرورش کی فضیلت	۷
۳۵	بیٹے اور بیٹی کی ولادت پر مبارک باد	۸
۳۸	اولاد کے نیک عمل اور والدین کے لیے دعا کا اجر و ثواب	۹
۴۱	اولاد کے فوت ہونے پر فضیلت	۱۰
۵۱	خلاصہ	۱۱
۵۲	تُوْمُوْلُوْد کے متعلق احکام اور ان کے فضائل	۱۲
۵۴	﴿ پہلا باب ﴾ تُوْمُوْلُوْد کے کان میں اذان کے فضائل و احکام	۱۳
۷۰	﴿ دوسرا باب ﴾ تُوْمُوْلُوْد کی تحنیک کے فضائل و احکام	۱۴

۸۲	﴿ تيسر ابا ب ﴾ تو مؤلؤ دكے نام كے فضائل واحكام	۱۵
۸۷	﴿ چوتھا باب ﴾ عقیقہ كے فضائل واحكام	۱۶
//	عقیقہ كے سنت و مستحب ہونے كا ثبوت مع متعلقہ مسائل	۱۷
۹۹	عقیقہ كے مقاصد و فوائد	۱۸
۱۰۳	عقیقہ میں ذبح كئے جانے والے جانوروں كے احكام	۱۹
۱۱۵	عقیقہ كا وقت	۲۰
۱۲۴	عقیقہ كے جانور كے ذبح اور گوشت وغیرہ كے احكام	۲۱
۱۳۷	﴿ پانچواں باب ﴾ بال مُنڈانے اور ان كے عوض صدقہ كے فضائل واحكام	۲۲
۱۴۷	﴿ چھٹا باب ﴾ ختنہ كے فضائل واحكام	۲۳
//	اسلام میں ختنہ كى اہمیت	۲۴
۱۵۱	ختنہ كے فوائد و منافع	۲۵
۱۵۳	ختنہ كى عمر	۲۶
۱۶۰	بچيوں كا ختنہ	۲۷
۱۷۵	﴿ خاتمہ ﴾ بچوں كى تعلیم و تربیت	۲۸

۱۸۹	﴿ دوسرا حصہ ﴾ اسلامی نام	۲۹
۱۹۰	اسلام میں نام کی اہمیت	۳۰
۱۹۱	اچھے نام رکھنے کا حکم	۳۱
۱۹۵	اچھے نام کون سے ہیں؟	۳۲
۲۰۴	بچے کا نام کب رکھا جائے؟	۳۳
۲۰۸	اچھے اور برے ناموں کے اثرات	۳۴
۲۱۵	ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ نام	۳۵
۲۱۶	(۱).....شرکیہ نام رکھنا	۳۶
۲۲۰	(۲).....اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا	۳۷
۲۲۹	(۳).....شیطان نام رکھنا	۳۸
۲۳۲	(۴).....غلط و مکروہ معنی و نسبت والے نام رکھنا	۳۹
۲۴۴	جگہوں کے بھی برے نام رکھنا منع ہے	۴۰
۲۴۸	(۵).....اپنی پاکیزگی کے اظہار اور بدفالی والے نام رکھنا	۴۱
۲۵۲	خلاصہ	۴۲
۲۵۳	اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور ان کی فضیلت	۴۳
۲۶۳	حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق	۴۴
۲۷۲	ناموں سے متعلق معجز ق مسائل و احکام	۴۵
۲۸۳	کنیت، لقب اور نسبت و نسب کے احکام	۴۶

۲۹۳	عربی ناموں کے بارے میں کچھ فنی قواعد و علمی فوائد	۴۷
//	اسمائے مشتقہ والے نام	۴۸
۳۰۳	اسمائے مصدریہ والے نام	۴۹
۳۰۴	اسمائے جامدہ والے نام	۵۰
۳۰۵	وزنِ فعل والے نام	۵۱
۳۰۶	اسمِ تصغیر والے نام	۵۲
۳۰۷	اسمِ منسوب والے نام	۵۳
۳۰۸	الفونون زائد تان والے نام	۵۴
۳۰۹	مذکر و مؤنث نام	۵۵
۳۱۱	نام کے صحیح و جائز ہونے کی نسبت	۵۶
	﴿ خاتمہ ﴾	
۳۲۰	بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست	۵۷
۳۲۲	لڑکوں کے اسلامی نام	۵۸
۴۵۱	لڑکیوں کے اسلامی نام	۵۹



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر اور پھر ان کے واسطے سے ان کی زوجہ مطہرہ حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرما کر انسانوں کے توالد و تناسل کا سلسلہ جاری فرمایا، جس کے نتیجے میں ہزاروں، لاکھوں انسان وجود میں آئے، یہاں تک کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام اربوں، کھربوں انسان، حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی واسطہ در واسطہ اولاد ہیں۔

اسی وجہ سے وہ بنی آدم کہلاتے ہیں، اور نہ جانے کتنے بنی آدم فوت ہو چکے ہیں، اور کتنے آئندہ پیدا ہونے والے ہیں۔

یہ تمام بنی آدم ہونے کے باوجود مختلف مذہبوں، قبیلوں اور خاندانوں میں منقسم ہیں، اور اپنے اپنے مخصوص ناموں کے اعتبار سے اپنی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور شیطان انسان کی پیدائش ہی سے اس مقصود میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔

اس لئے ضروری ہوا کہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ان ہدایات و احکامات پر عمل شروع کر دیا جائے، جو انسان کی پیدائش کے مقصود میں معین و مددگار ہوں، اور اس کے برعکس شیطانی کوششوں میں مانع و رکاوٹ ہوں۔

اور اگرچہ انسان شرعی احکام کا پوری طرح مکلف اور پابند تو بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، لیکن کچھ صلاحیتیں انسان پیدائش ہی سے اپنے ساتھ لے کر آتا ہے، جو غیر محسوس طریقہ پر اپنی کاروائی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

اس لئے شریعت کی طرف سے بچہ کی پیدائش ہی سے ایسے احکامات و ہدایات کا سلسلہ جاری و ساری فرما دیا گیا کہ ان کو اختیار کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کی تمہید قائم ہو جاتی ہے، اور اس تمہید پر مرتب ہونے والی تعمیر مضبوط و پائیدار ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں نومولود سے متعلق شریعت کی پیش کردہ پاکیزہ تعلیمات و ہدایات کو کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو بندہ نے دو حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

پہلا حصہ ایک مقدمہ، چھ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، جس میں نومولود کے متعلق احکامات اور ان کے فضائل و فوائد کو ذکر کیا گیا ہے۔

اور دوسرے حصہ میں اسلامی نام سے متعلق فضائل و احکام اور اسلامی ناموں کی فہرست کو ذکر کیا ہے۔

ایک عرصہ سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو نومولود سے متعلق شریعت کی ہدایات کا علم نہیں، اور اگر کچھ علم بھی ہے تو وہ سنی حد تک ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان نومولود سے متعلق شریعت کی پاکیزہ تعلیمات کو سیکھ اور سمجھ کر ان پر عمل کرے، تاکہ اس کی اولاد نیک صالح ہو، اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے اس کی فلاح و صلاح کا ذریعہ بنے اور معاشرہ کو آنے والے وقت میں اچھی بنیاد حاصل ہو۔

اسی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے زیر نظر کتاب کو ترتیب دیا گیا ہے۔

اگر بچہ کی ولادت پر مختلف غیر شرعی ہنگامہ آرائیوں کے بجائے اس کتاب کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے، اور کسی عزیز و رفیق کے ہاں بچہ کی ولادت پر مختلف ہدایا و تحائف کے بجائے اس جیسی کتابوں کو ہدیہ میں پیش کیا جائے، تو بہت سعادت مندی حاصل ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، تمام مسلمانوں کو نومولود سے متعلق شرعی احکامات پر عمل کر کے ان

کے دنیاوی و آخروی فضائل و فوائد سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد رضوان

مورخہ ۱۹/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ 02/ جولائی/ 2011ء بروز جمعہ

ادارہ غفران، راولپنڈی

پہلا حصہ

تومولود کے احکام

(مع متعلقہ فضائل)

نومولود سے متعلق شریعت کی پاکیزہ ہدایات و تعلیمات
اور ان کے فضائل و فوائد

مقدمہ

اولاد کے حصول کی فضیلت و اہمیت

سب سے پہلے ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہونا ضروری ہے کہ اسلام میں اولاد کا جائز طریقہ پر حصول صرف کوئی دنیاوی معاملہ یا صرف نفسانی تقاضے کی تکمیل کا نتیجہ نہیں، بلکہ شریعت کی نظر میں یہ ایک اہم عبادت ہے، اور اس کی فضیلت و اہمیت پر شریعت نے مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ہم نومولود سے متعلق احکام ذکر کریں، اولاد کے حصول کے چند فضائل و فوائد کو ذکر کیا جاتا ہے۔

تاکہ ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہو کہ اولاد کے حصول کی صورت میں اس کو کس کس طریقہ سے اجر و ثواب اور فضائل و فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور اس لئے وہ شروع ہی سے اس کی اہمیت کو سمجھے اور اپنی نیت اور عمل کو درست رکھے۔

اولاد کا حصول عظیم نعمت ہے

کسی مسلمان کو اولاد کا حاصل ہونا، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی، یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور عطیہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ۱

۱ السُّنُونَ مِنْ شُعْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ وَهِيَ قِيَامُ الرَّجُلِ عَلَى وَاٰلِهِ وَآهْلِهِ وَتَعْلِيمُهُمُ إِيَّاهُمْ مِنْ أُمُورِ دِينِهِمْ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ، فَأَمَّا الْوَلَدُ فَلَا ضَلُّ فِيهِ أَنَّهُ نِعْمَةٌ مِنَ اللَّهِ وَمَوْهَبَةٌ وَكَرَامَةٌ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً) وَقَالَ: (يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنْآثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذَّكَوْرَ) فَامْتَنَّ عَلَيْنَا بِأَنْ أَخْرَجَ مِنْ أَصْلَابِنَا أَمْثَالِنَا، وَأَخْبَرَ أَنَّ الْأُنثَى مِنَ الْأَوْلَادِ مَوْهَبَةٌ وَعَطِيَّةٌ كَالذَّكَرِ مِنْهُمْ، وَذَمَّ قَوْمًا تَسَوَّهَمُ الْبِنَاتُ، فَيَتَوَارَوْنَ مِنَ الْقَوْمِ لِئَلَّا يَذْكَرُوهُنَّ لَهُمْ، قَالَ: (وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ) يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ (فَكُلُّ مَنْ وُلِدَ لَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَدٌ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى فَعَلَيْهِ أَنْ يَحْمَدَ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ عَلَى أَنْ أَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ نَسَمَةً مِثْلَهُ تُدْعَى لَهُ، وَتَنْسَبُ إِلَيْهِ، فَيَعْبُدُ اللَّهَ لِعِبَادَتِهِ، وَيُكْتَرِبُ بِهِ فِي الْأَرْضِ أَهْلَ طَاعَتِهِ) شُعْبِ الْإِيمَانِ لِلْبَيْهَقِيِّ، بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنْ أُنثِيَ وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (سورة الشورى آیت ۴۹، ۵۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں، لڑکیاں ہبہ فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے ہبہ فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ نے لڑکی اور لڑکے دونوں کو ہبہ قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اولاد خواہ نرینہ ہو، یا غیر نرینہ، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہبہ اور عطیہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةٌ لِلَّهِ لَكُمْ، يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنْ أُنثِيَ، وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۰۷۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہاری اولاد تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا ہبہ ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں، لڑکیاں ہبہ فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں، لڑکے ہبہ فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت کثیر بن عبید سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذَا وُلِدَ فِيهِمْ مَوْلُودٌ - يَعْنِي : فِي أَهْلِهَا - لَا تَسْأَلُ : غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً ، تَقُولُ : خُلِقَ سَوِيًّا ؟ فَإِذَا قِيلَ : نَعَمْ ، قَالَتْ : الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الأدب المفرد للبخاری، باب من حمد الله عند

الولادة إذا كان سويا ولم يبال ذكرا أو أنثى، حدیث نمبر ۱۲۹۸) ۲

۱ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، هَكَذَا إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ : " أَطِيبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ " قال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

۲ قلت: كثير بن عبيد التيمي مولا هم رضيع عائشة نزل الكوفة مقبول من الثالثة، كذا في تقريب التهذيب. وفيه عبد الله بن ذكين وهو أبو عمر الكوفي البغدادي مختلف فيه، فالحدیث حسن، ان شاء الله تعالیٰ. محمد رضوان.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلقین میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو وہ یہ معلوم نہ کرتی تھیں کہ بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی؟ بلکہ یہ معلوم کیا کرتی تھیں کہ کیا ٹھیک طریقے سے پیدا ہو گیا؟ جب جواب میں کہا جاتا کہ جی ہاں! تو فرماتیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول اس وجہ سے تھا کہ بیٹے کی پیدائش ہو، یا بیٹی کی؛ اُس کا سلامتی کے ساتھ پیدا ہو جانا ہی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس لیے اس پر شکر کی ضرورت ہے۔

اولاد کا حصول مطلوب اور نکاح کے مقاصد میں سے ہے

قرآن و سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں مطلوب ہے، بلکہ نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

اور اولاد کے حصول میں علاوہ دوسرے فوائد کے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی امت کی کثرت کا باعث ہے، اور حضور ﷺ کی امت کی کثرت حضور ﷺ کے لئے فخر و مسرت کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي وَتَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاتِرٌ بِكُمْ الْأُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلَيْسُ كَحِمْزٍ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وَجَاءَ (سنن ابن ماجہ)

حدیث نمبر ۱۸۳۶، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے، اور جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا، تو وہ مجھ (یعنی میری امت میں) سے نہیں، اور تم نکاح کیا کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) دوسری امتوں پر فخر کروں گا، اور تم میں سے جو طاقت رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ نکاح کرے، اور جسے طاقت نہ ہو، تو وہ روزوں

کا اہتمام کرے، کیونکہ روزہ اس کے لئے وِجاء (شہوت کو توڑنا) ہے (ترجمہ ختم) وِجاء سے مراد شہوت کے غلبہ کو توڑنا ہے۔

اگر کسی کو شہوت کا زیادہ غلبہ ہو، تو اس کو نکاح کر کے جائز طریقہ سے شہوت پوری کرنا چاہئے، اور جائز طریقہ میسر نہ ہو، تو حضور ﷺ نے اس کا علاج روزے رکھنے سے بیان فرمایا۔ اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَإِنِّهَا لَا تَلِدُ أَفَاتَزَّ وَجُهَا قَالَ لَا . ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّلَاثَةَ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوُدُودَ الْوُلُودَ فَإِنِّي مُكَاتِرٌ بِكُمْ الْأَمَمَ . (ابوداؤد حدیث نمبر ۲۰۵۲، کتاب النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء، واللفظ له، سنن نسائی حدیث نمبر ۳۲۲۷، باب کراهیة تزویج العقیم، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۵۳۴۲، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۹۰۲، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۴۰۵۶، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲۶۳۵، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۳۸۵۷)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی عورت کو پایا ہے، جو کہ بڑے نسب اور حسن والی ہے (اور بعض روایات میں منصب اور مال والی ہونے کا بھی ذکر ہے) لیکن اس کے اولاد نہیں ہوتی، تو کیا میں اس سے نکاح کر لوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، پھر وہ شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا، پھر بھی نبی ﷺ نے اسے اس عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمایا، پھر تیسری مرتبہ وہ شخص حاضر ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں (قیامت کے دن) تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے شریعت کی نظر میں اولاد کے حصول کی اہمیت معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ نے حسن

وجمال اور حسب و نسب والی عورت کے مقابلہ میں اولاد کی صلاحیت والی عورت سے نکاح کو ترجیح دی، اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرمائی۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبْتُلِ نَهْيًا شَدِيدًا ، وَيَقُولُ " : تَزَوَّجُوا الْوُدُودَ الْوُدُودَ ، إِنِّي مُكَاتِرٌ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ " (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۶۱۳، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانی

حدیث نمبر ۵۰۹۹، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۵۰۹۹، سنن البیہقی حدیث

نمبر ۱۳۸۵۸، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۴۰۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جماع پر قدرت رکھنے والے کو نکاح کا حکم فرمایا کرتے

تھے، اور نکاح نہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم

محبت کرنے والی اور خوب بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، بے شک میں اپنی

امت کی کثرت کی وجہ سے دوسرے نبیوں کی امتوں پر قیامت کے روز فخر کروں

گا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت کی مقدار کو بڑھانا شریعت میں مطلوب ہے، اور اس کا صحیح راستہ اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت والی عورتوں سے نکاح کرنا ہے۔

اس لئے اولاد کا حصول نکاح کے مقاصد میں سے ہوا۔ ۱

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ

ﷺ سے عرض کیا کہ (میرے بیٹے) انس آپ کے خادم ہیں، ان کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے

دعا کر دیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی:

۱ تَزَوَّجُوا الْوُدُودَ أَيِ التِّي تَحِبُّ زَوْجَهَا الْوُلُودَ أَيِ التِّي تَكْتَرُ وَوَلَدَتَهَا وَقِيدَ بَهْدَيْنِ لِأَنَّ

الْوُلُودَ إِذَا لَمْ تَكُنْ وَوَدَا لَمْ يَرْغَبِ الزَّوْجَ فِيهَا وَالْوُدُودَ إِذَا لَمْ تَكُنْ وَوَدَا لَمْ يَحْصَلِ

الْمَطْلُوبُ وَهُوَ تَكْتِيرُ الْأُمَّةِ بِكَثْرَةِ التَّوَالِدِ وَيَعْرِفُ هَذَانِ الْوَصْفَانِ فِي الْأَبْكَارِ مِنْ أَقْرَابِهِنَّ

إِذِ الْغَالِبُ سَرَايَةَ طَبَاعِ الْأَقْرَابِ بَعْضُهُنَّ إِلَى بَعْضٍ وَيَحْتَمِلُ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ (مِرْقَاة،

کتاب النکاح)

اللَّهُمَّ أَكْثَرَ مَا لَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيمَا أُعْطِيْتَهٗ (بخاری، حدیث نمبر ۵۹۰۱،
 کتاب الدعوات، باب الدعاء بکثرة المال مع البركة، واللفظ له؛ مسلم حدیث نمبر
 ۲۵۲۷)

ترجمہ: یا اللہ! ان کے مال کو اور اولاد کو زیادہ فرما دیجئے، اور آپ نے جو نعمتیں (مال
 وغیرہ کی شکل میں) ان کو عطا فرما رکھی ہیں، ان میں برکت عطا فرمائیے (ترجمہ ختم)
 اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی کثرت آپ ﷺ کو محبوب و مرغوب تھی، اسی لئے آپ نے اس کی دعا
 فرمائی۔ ۱

اور شریعت کی نظر میں اولاد کے حصول کے مطلوب ہونے کی وجہ سے بچے کی پیدائش کی صلاحیت
 واستعداد کو ختم کرنا، خواہ نسبندی کر کے ہو، یا خصیتین وغیرہ نکال کر، یا ان کو مسل کر، وہ جائز نہیں۔
 چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فُقُلْنَا اَلَا
 نَسْتُخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ (بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل
 والخصاء)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، اور ہمارے پاس کوئی
 چیز (یعنی بیوی و باندی جس سے جائز طریقے پر شہوت پوری کی جاسکے) نہیں ہوتی
 تھی، تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں (جس سے
 ہماری شہوت کا تقاضا ختم ہو جائے) تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خصی ہونے سے منع
 فرمادیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں:

اَرَادَ عَثْمَانُ بَنُ مَطْعُوْنٍ اَنْ يَّتَبَّلَ فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۱۔ اللهم أكثر ماله وولده بفتحين وضم فسكون أي أولاده وبارك له فيما أعطيته أي
 من المال والولد والبركة زيادة النماء في إفادة النعماء (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب،
 باب جامع المناقب)

وَلَوْ أَجَارَ لَهُ ذَلِكَ لَأَخْتَصِمْنَا (مسلم، حدیث نمبر ۳۴۷۲، کتاب النکاح، باب اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَأْتَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ وَوَجَدَ مُؤَنَّةَ الْخَبْءِ؛ واللَّفِظُ لَهُ، بخاری، باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبْتُلِ وَالْخِصَاءِ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دنیا سے بے تعلق ہونے اور نکاح نہ کرنے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمادیا، اور اگر رسول اللہ ﷺ ان کو اس کی اجازت دیدیتے، تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے (ترجمہ ختم) اور ابن شہاب سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے:

أَنَّ عَثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ أَرَادَ أَنْ يَخْتَصِمَ وَيَسِيحَ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ لَكَ فِي أَسْوَةِ حَسَنَةٍ؟ فَأَنَا آتِي النِّسَاءَ وَأَكُلُ اللَّحْمَ وَأَصُومُ وَأَفْطِرُ، إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِي الصَّيَامُ وَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ خَصَمَ أَوْ اخْتَصَمَ (الطبقات الكبرى لابن سعد، ج ۳ ص ۳۹۴، تحت ترجمة عثمان بن مظعون، ومن بنى جمع بن عمرو بن هيصم بن كعب بن لؤى عثمان بن مظعون)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے خصی ہونے اور (دنیا سے بے تعلق ہو کر) زمین میں سیاحت کرنے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا آپ کو میرے اندر اسوۂ حسنہ نظر نہیں آتا؛ میں بیویوں کے پاس آتا ہوں، اور گوشت کھاتا ہوں، اور روزہ رکھتا ہوں، اور افطار کرتا ہوں، بے شک میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے؛ اور جو خصی ہوا، یا جس نے خصی ہونے کو طلب کیا، وہ میری امت میں سے نہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن مسعود سے روایت ہے:

أَنَّ عَثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِيَّاكَ لَنَا بِالْإِخْتِصَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَمَ

وَلَا اِخْتَصَى ، اِنَّ حِصَاءَ اُمَّتِي الصِّيَامِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اِنْدُنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ ، فَقَالَ : اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اِنْدُنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ ، فَقَالَ : اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِي الْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ ، اِنْتَظَارَ الصَّلَاةِ " (الزهد والرفائق لابن المبارك، حديث نمبر

۸۳۲؛ باب التواضع، شرح السنة، باب فضل القعود في المسجد لانتظار الصلاة)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، اور کہا کہ ہمیں خصی ہونے کی اجازت دے دیجیے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ انسان ہم میں سے نہیں، جو خصی ہو، اور نہ وہ جو خصی ہونے کو طلب کرے، بے شک میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے۔

پھر انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں (لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر) زمین میں سیاحت کی اجازت دیجیے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے؛ حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں ترہب (یعنی لوگوں سے لاتعلق ہو کر عبادت) کی اجازت دیجیے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ترہب مساجد میں بیٹھنا، نماز کا انتظار کرنا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَزْلِ "أَنْتَ تَخْلُقُهُ، أَنْتَ تَرْزُقُهُ، أَفِرُّهُ قَرَارَهُ، فَإِنَّمَا ذَلِكَ الْقَدْرُ" (مسند احمد، حديث نمبر ۱۱۵۰۳، واللفظ له؛ المعجم الاوسط للطبرانی، حديث نمبر ۱۷۶۶؛ مسند الشاميين للطبرانی، حديث نمبر ۱۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا، آپ اس کو پیدا کرو گے؟

آپ اس کو رزق دو گے؟ اُس کو اپنی جگہ رہنے دو، کیونکہ یہ تو تقدیر کا معاملہ ہے (ترجمہ ختم) اسی قسم کی حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۱۔
عزل کا مطلب یہ ہے کہ بیوی سے جماع کرتے ہوئے انزال کے وقت علیحدہ ہو جائے، اور منی اندر خارج کرنے کے بجائے باہر خارج کرے، تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔
مذکورہ حدیث میں حضور ﷺ نے عزل کی ممانعت کو یہ کہہ کر منع فرمایا کہ اولاد کا پیدا کرنا اور اس کو رزق دینا انسان کا کام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، جس سے معلوم ہوا کہ رزق کے ڈراور تنگدستی کے خوف کی وجہ سے عزل کرنا جائز نہیں۔
اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (سورة الہود، آیت ۶)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے، جس کا رزق اللہ نے اپنے (فضل سے) ذمے نہ لے رکھا ہو (ترجمہ ختم) ۲

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(سورة العنکبوت، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور کتنے جانور ہیں، جو اپنا رزق اٹھا نہیں پاتے، اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے،

۱۔ حدیثنا بکر بن سہل، ثنا عبد اللہ بن صالح، حدیثنا معاویہ بن صالح، عن ابی مریم الأنصاری، عن جابر بن عبد اللہ، عن النبی ﷺ أنه جاءه رجل من الأنصار فقال: يا رسول الله ما ترى في العزل؟ فقال النبی ﷺ: أنت تخلقه وأنت ترزقه؟ أقره مقره فإنما هو القدر (مسند الشاميين للطبرانی، حدیث نمبر ۱۸۸۵)

حدیثنا ابن مخلد، قال: حدیثنا أحمد بن منصور الرمادی، قال: حدیثنا عبد اللہ بن صالح، قال: حدیثنا معاویہ بن صالح، قال: حدیثنا أبو مریم الأنصاری، عن جابر بن عبد اللہ، قال: جاء رجل من الأنصار إلى رسول الله ﷺ قال: ما ترى في العزل؟ فقال له رسول الله ﷺ: أنت تخلقه؟ أنت ترزقه؟ أقره مقره فإنما هو القدر (الابانة الكبرى لابن بطة، حدیث نمبر ۱۴۱۶)

۲ (وَمَا مِنْ) زائده (دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ) هي ما دَبَّ عليها (إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا) تكفل به فضلاً منه تعالیٰ (تفسیر الجلالین، تحت آیت ۶ من سورة الہود)

اور تمہیں بھی، اور وہ ہر بات کو سننے والا ہے، جاننے والا ہے (ترجمہ ختم)
اس سے معلوم ہوا کہ رزق کے خوف کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا جائز نہیں، اور اگر عزرا اس بنیاد پر ہو،
تو وہ بھی ناجائز ہے۔ ۱

اور اسی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں جو بہت سے لوگ تنگدستی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے
تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے منع فرمایا، اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ رزق دینا ہمارا کام ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ (سورۃ الانعام آیت

(۱۵۱)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے
ہیں، اور اُن کو بھی رزق دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ (سورۃ الاسراء، آیت

(۳۱)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے
ہیں، اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدَاءً
وَهُوَ خَلْقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ
قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَرَانِي بِحَلِيلَةٍ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصَدِيقَهَا
(وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا) (البخاری حدیث نمبر

۱ (وَكَأَيِّنْ) کم (مِّنْ ذَاتِيبَةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا) لضعفها (اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ) (تفسیر

الجلالین، تحت آیت ۶۰ من سورۃ العنکبوت)

۶۳۵۴، کتاب الہدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم، واللفظ لہ، ترمذی حدیث نمبر ۳۱۰۶، نسائی حدیث نمبر ۴۰۲۴، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۷۱۹)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا ہے، اُس آدمی نے عرض کیا کہ پھر کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ آپ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کریں کہ وہ آپ کے ساتھ کھائے پئے گی، اس آدمی نے عرض کیا کہ پھر کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ آپ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور (رحمن کے مخصوص بندے) وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کو شریک نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اُسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اُسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا (سورۃ الفرقان، آیت ۶۸)

مذکورہ آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ رزق کی تنگی کی وجہ سے اولاد کا قتل حرام ہے، پس جو عزل تنگ دستی کے خوف کی وجہ سے ہوگا، وہ بھی قرآن و سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ ۱

۱ اور یہ شبہ کرنا درست نہیں کہ ان آیات اور حدیث میں تو اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت کو بیان فرمایا گیا ہے، نہ کہ عزل کی ممانعت کو۔

کیونکہ اولاد کو قتل کرنا تو ایسے بھی جائز نہیں، اور جب اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت کو بیان کرتے ہوئے تنگ دستی کے خوف کی علت کو بھی ذکر فرمایا گیا، اور ”نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ“ نیز ”نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ“ اور ”خَشِيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكُمْ“ فرما کر اس علت کو بھی باطل قرار دے دیا گیا، تو اس سے مذکورہ علت پر مبنی عزل کا ناجائز ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

حضرت جد امۃ بنتِ وہب رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں فرماتی ہیں:

ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ذَلِكَ

الْوَأْدُ الْخَفِيُّ (مسلم، حدیث نمبر ۳۶۳۸، کتاب النکاح، باب جواز الغيلة وهي

وطء الموضع وكرهة العزل)

ترجمہ: پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزال کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خفیہ زندہ درگور کرنا ہے (ترجمہ ختم)

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے یہاں پیدا ہونے والی بیٹی کو شرم و عار اور تنگدستی کے خوف کی وجہ سے زندہ حالت میں دفن کر دیا کرتے تھے، جس کو زندہ درگور کرنا کہا جاتا ہے، اور اس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ تکویر میں کیا گیا ہے۔ ۱

لہذا عزال کو خفیہ زندہ درگور قرار دینے کا مطلب یہی ہے کہ اگر عزال اس بنیاد پر ہو، جس بنیاد پر پیدا ہونے والی بیٹی کو زمانہ جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، یعنی شرم و عار اور تنگ دستی کے خوف کی وجہ سے، تو اس بنیاد پر عزال کرنا بھی خفیہ زندہ درگور کرنے کا حکم رکھتا ہے۔

اور کیونکہ پیدا ہونے کے بعد درگور کرنے کا عمل تو ظاہر میں نظر آنے والا ہے، مگر عزال میں بظاہر زندہ درگور کرنا نہیں پایا جاتا، لیکن جو عزال شرم و عار یا تنگدستی کے خوف کی علت پر مبنی ہو، اور دل میں نیت اور غرض وہی ہو، جس پر ظاہری زندہ درگور کرنے کا عمل مبنی تھا، تو علت کے دونوں جگہ مشترک ہونے کی وجہ سے دونوں کا حکم ناجائز ہوگا، اس فرق کے ساتھ کہ ایک خفیہ عمل ہے، اور دوسرا ظاہری۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت میں مطلوب ہے، اور نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے، اور اس مقصود کو فوت کرنا جائز نہیں۔

لہذا مرد یا عورت کا نخصی ہونا اور کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنا کہ جس سے ہمیشہ کے لیے اولاد پیدا

۱ (وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ الْجَارِيَةُ تَدْفَنُ حَيَّةَ خَوْفِ الْعَارِ وَالْحَاجَةِ (سُئِلَتْ) تَبْكِي تَلْقَاتِهَا

(تفسیر الجلالین تحت آیت ۹ من سورة التكویر)

ثم سألوه عن العزل أي عن جوازه مطلقاً أو حين الإرضاع أو حال العجل فقال رسول الله

ذلك أي العزل الوأد الخفي قال النووي الوأد دفن البنت حية وكانت العرب تفعل

ذلك خشية الإملاق والعار (مرقاة، كتاب النكاح، باب المباشرة)

کرنے کی صلاحیت و استعداد ضائع و ختم ہو جائے، وہ جائز نہیں۔ ۱۔
اور اسی طرح بچہ پیدا ہونے کے بعد یا حمل ٹھہرنے کی اتنی مدت بعد کہ حمل میں جان پڑ گئی ہو (جو کہ چار مہینے کی مدت ہے) ایسے حمل کو ساقط کرنا حرام ہے، کیونکہ جان پڑنے کے بعد اس کو ساقط کرنا قتل کرنے کے مترادف ہے، خواہ پیدا ہونے والے بچے کے معذور ہونے کا خدشہ ہو، تب بھی اُس کا اسقاط جائز نہیں۔

اور عزل اور عارضی مانع حمل تدابیر (مثلاً مخصوص غبارہ، گولیاں، انجکشن، جھلا وغیرہ) اگر ایسی غرض پر مبنی ہوں کہ جو شریعت سے متصادم اور شریعت کے خلاف ہوں، مثلاً تنگدستی اور افلاس کا خوف، تو ایسی غرض سے عزل کرنا اور مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا حرام ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔
اور اگر کسی مجبوری اور ایسی ضرورت کی وجہ سے، کہ جس کا شریعت اعتبار کرتی ہو، عزل یا عارضی مانع حمل تدابیر کا اختیار کیا جائے، مثلاً عورت بہت کمزور ہے، اور ماہر اطباء کی رائے میں استقرارِ حمل یا ولادت کی وجہ سے شدید تکلیف لاحق ہونے یا پیدا ہونے والے بچے کے غیر معمولی کمزور و ناقص ہونے کا قوی اندیشہ ہے، یا پیدا شدہ بچہ ابھی بہت چھوٹا ہے، اور اتنی جلدی دوسری مرتبہ استقرارِ حمل کی وجہ سے، پہلے سے موجود بچے کی تربیت و پرورش میں غیر معمولی مشکلات کا سامنا ہے، تو ایسی صورت میں عزل یا عارضی مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے۔

اور جب نہ تو کوئی فاسد غرض ہو، اور نہ ہی کوئی مجبوری اور معتبر ضرورت ہو، تو پھر عزل یا عارضی مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا مکروہ ہے۔ ۲۔

۱۔ وجعل الإنسان خصياً أو مجبوا حرام وإن كان مملو کا وبعزر مرتکبه (نصاب الاحتساب، الباب الأربعون فی الاحتساب علی أهل الاحتساب)
قولہ فنہانا عن ذلک یعنی عن الاختصاء وفیہ تحریم الاختصاء لما فیہ من تغییر خلق اللہ تعالیٰ ولما فیہ من قطع النسل وتعذیب الحيوان (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، سورة المائدة، باب قوله یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما أحل الله لکم)

۲۔ چنانچہ امداد الفتاویٰ میں ہے:

خلاصہ یہ کہ سب میں اشد حمل جی کا اسقاط اور اس سے کم حمل غیر جی کا اسقاط، اور اس سے کم مانع حمل کا

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جن عذر کی صورتوں میں عارضی مانع حمل تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے، اُن صورتوں میں حمل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

استعمال؛ البتہ عذر مقبول سے دو امر آخر کے جائز ہیں، اور امرِ اوّل ہر حال میں حرام (امداد الفتاویٰ، جلد ۴، صفحہ ۲۰۴، احکام متعلقہ علاج و دواء وغیرہ)

ملفوظ ہے کہ فقہائے کرام نے عزل کی جائز صورتوں میں جواز کو زوجہ حرہ کی اجازت سے مشروط کیا ہے، اور اس پر مندرجہ ذیل احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۱۸؛ کتاب النکاح، باب العزل، مسند أحمد، حدیث نمبر ۲۱۲)

هذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة..... وله شاهد من حديث ابن عمر ومن حديث ابن عباس (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه؛ كتاب النكاح، باب العزل)

عن ابن عباس قال تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۲۲، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تُسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ يُعْزَلُ عَنِ الْأُمَّةِ (ابن أبي شيبة، حدیث نمبر ۱۶۸۷۶، کتاب النکاح، باب من قال: يعزل، عن الأمة وتستأمر الحرة)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: يُعْزَلُ عَنِ الْأُمَّةِ وَيَسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر ۱۴۷۱۵، کتاب النکاح، باب من قال يعزل عن الحرة بإذنها وعن الجارية بغير إذنها)

عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَا يُعْزَلُ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (ابن أبي شيبة، حدیث نمبر ۱۶۸۷۷، کتاب النکاح، باب من قال: يعزل، عن الأمة وتستأمر الحرة)

أبو بشر يحيى بن إسماعيل قال سألت الحسين عن العزل فقال أما للأمة فأنت أملك بها وأما الحرة فاستأمرها (الكنى والأسماء للدولابي، حدیث نمبر ۵۳۰)

عن عطاء أنه كره أن يعزل عن الحرة إلا بأمرها يقول هو من حقها (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۱، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة) جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ سَأَلْتُ عَطَاءَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ عَنِ الْحُرَّةِ بِرِضَاهَا وَأَمَّا الْأُمَّةُ فَذَاكَ إِلَيْكَ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر ۱۴۷۱۶، کتاب النکاح، باب من قال يعزل عن الحرة بإذنها وعن الجارية بغير إذنها)

عن سعيد بن جبیر قال لا يعزل الحرة إلا بأمرها (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۳، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة، ابن أبي شيبة، حدیث نمبر ۱۶۸۷۵)

عن عكرمة قال لا بأس أن يعزل الرجل عن امرأته إذا استأمرها فأذنت له (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۱۲۵۶۲، کتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة) عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: تُسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ فِي الْعَزْلِ وَلَا تُسْتَأْمَرُ الْأُمَّةُ (السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر ۱۴۷۱۳، کتاب النکاح، باب من قال يعزل عن الحرة بإذنها وعن الجارية بغير إذنها)

ٹھہرنے کے بعد اُس میں جان پڑنے یعنی چار مہینے سے پہلے، اُس کا اسقاط کرنا بھی جائز ہے۔^۱ گزشتہ مدلل و مفصل بحث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل جو خاندانی منصوبہ بندی کے عنوان سے ادارے قائم ہیں، اور وہ تنگدستی کے خوف کی وجہ سے نسلِ انسانی کی کمی کی عمومی کوششیں کرتے اور اس کی دعوت دیتے ہیں، اُن کا مقصود اور غرض شرعی اُصولوں کے منافی اور ناجائز ہے۔ جہاں تک مجبوری کے وقت انفرادی طور پر عارضی مانع حمل تدابیر کا تعلق ہے، تو اس کی نوعیت خاندانی منصوبہ بندی کے موجودہ اداروں سے بالکل الگ ہے، اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

اولاد پر بنیتِ ثواب خرچ کرنے کی فضیلت

گذشتہ دلائل سے اصولی انداز میں اولاد کے حصول کی اہمیت و فضیلت واضح ہو چکی۔ اور اولاد کے حصول کے بعد ان کی کفالت و تربیت کرنے کے الگ اور مستقل فضائل ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (بخاری،

^۱ ویکرہ أن تسقى لإسقاط حملها و جاز لعذر حيث لا يتصور (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة)
(قوله ویکرہ إلخ) أى مطلقاً قبل التصور وبعده على ما اختاره فى الخانية كما قدمناه قبيل الاستبراء وقال إلا أنها لا تأثم إثم القتل (قوله و جاز لعذر) كالمرضعة إذا ظهر بها الجبل وانقطع لبنها وليس لأبى الصبى ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاك الولد قالوا يباح لها أن تعالج فى استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو وقدرت تلك المدة بمائة وعشرين يوماً، و جاز لأنه ليس بأدمى وفيه صيانة الآدمى خانية (قوله حيث لا يتصور) قيد لقوله: و جاز لعذر والتصور كما فى القنية أن يظهر له شعر أو أصبع أو رجل أو نحو ذلك (رد المختار، كتاب الحظر والإباحة)
و جاز عزله عن أمته بغير إذنها، وعن زوجته بإذنها، و جاز لهما سدُّ فمِ رحمهما لئلا تحبل بإذنها، وإلا لا يجوز. ویکرہ لها أن تشرب دواءً لإسقاط حملها، قبل التصور وبعده، إلا لعذر - كالمرضعة إذا ظهر بها الحمل، وانقطع لبنها، وليس لأبى الصبى ما يستأجر به المرضعة، ويخاف هلاك الولد، ما دام الحمل مضغة، أو علقة، ولم يخلق له عضو (الدرر المباحة فى الحظر والإباحة، الباب الثالث فى النظر والمس. مطلب فى العزل عن الأمة، والزوجة)

حدیث نمبر ۴۹۳۲ کتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، واللفظ له؛ مسلم)
ترجمہ: جب مسلمان اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، تو وہ اُس کے
لیے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ تم)

گھر والوں میں بیوی اور بچے سب داخل ہیں۔ ۱

اور حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ، فَهُوَ لَكَ
صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ
خَادِمَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۱۷۹؛ الادب المفرد
للبخاری، حدیث نمبر ۸۲) ۲

ترجمہ: جو آپ (ثواب کی غرض سے) اپنے آپ کو کھلائیں، وہ آپ کے لیے صدقہ

۱ یعنی: مروہم بالخیر وانہوہم عن الشر وعلموہم وأدبوہم تفوہم بذلك
ناراً (تفسیر البغوی، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)
ووقایة النفس عن النار بترك المعاصی وفعل الطاعات، ووقایة الأهل بحملهم على
ذلك بالنصح والتأديب..... والمراد بالأهل على ما قيل: ما يشمل الزوجة والولد
والعبد والأمة. واستدل بها على أنه يجب على الرجل تعلم ما يجب من الفرائض
وتعليمه لهؤلاء، وأدخل بعضهم الأولاد في الأنفس لأن الولد بعض من أبيه (تفسیر
روح المعانی، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)
أى: مروہم بالمعروف، وانہوہم عن المنکر، ولا تدعوہم مہملاً فتأکلہم النار يوم
القیامة (ابن کثیر، جزء ۵ صفحہ ۲۴۰)
وہذا یدل علی أن علینا تعلیم أولادنا وأهلینا الذین والخیر وما لا یستغنی عنہ من
الآداب.....قولہ تعالیٰ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)
ویدل علی أن للأقرب فالأقرب منا مزیة بہ فی لزومنا تعلیمہم وأمرہم بطاعة اللہ تعالیٰ
(احکام القرآن جصاص، سورة التحريم آیت ۶)

۲ قال الهیثمی:

رواہ أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۱۱۹، باب فی نفقة الرجل علی نفسه
وأهله وغير ذلك)

وقال المنذری:

رواہ أحمد بإسناد جيد (الترغیب والترہیب تحت حدیث رقم ۳۰۰۲، کتاب النکاح)

ہے، اور جو آپ اپنی اولاد کو کھلائیں، وہ بھی آپ کے لیے صدقہ ہے، اور جو آپ اپنی بیوی کو کھلائیں، وہ بھی آپ کے لیے صدقہ ہے، اور جو آپ اپنے خادم کو کھلائیں، وہ بھی آپ کے لیے صدقہ ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اولاد پر بہت ثواب خرچ کرنے میں صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتِكِ مَرْدُودَةٍ إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ (ابن ماجہ، حدیث نمبر، ۳۶۵۷، کتاب الادب، باب بر الوالد والإحسان إلى البنات، مسند أحمد، حدیث نمبر ۱۷۵۸۶؛ المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۶۴۶۲؛ معرفة الصحابة، حدیث نمبر ۳۶۰۱)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو افضل صدقہ نہ بتلاؤں، اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اپنی اُس بیٹی (پر صدقہ کرنا) جو آپ کی طرف (اُس کے شوہر کے فوت ہونے یا طلاق دینے کی وجہ سے) لوٹ کر آئی ہے، اور اُس کا آپ کے علاوہ کوئی کمانے والا نہیں ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی کے بالغ ہونے اور اس کی شادی کرنے کے بعد بھی اگر اُس کا شوہر

۱ (ما أطمعت زوجته فهو لك صدقة وما أطمعت ولدك فهو لك صدقة وما أطمعت خادمك فهو لك صدقة وما أطمعت نفسك فهو لك صدقة) إن نواه في الكل كما دل عليه تقييده في الخير الصحيح بقوله وهو يحتسبها فيحمل المطلق على المقيد قال القرطبي: أفاد منطوقه أن الأجر في الإنفاق إنما يحصل بقصد القرية سواء كانت واجبة أو مباحة وأفاد مفهومه أن من لم يقصد القرية لا يؤجر لكن تبرأ ذمته من النفقة الواجبة لأنها معقولة المعنى وأطلق الصدقة على النفقة مجازاً والمراد بها الأجر والقرينة الصارفة عن الحقيقة الإجماع على جواز النفقة على الزوجة الهاشمية التي حرمت عليها الصدقة.

(حم طب عن المقدم بن معد يكرب) قال الهيثمي: رجاله ثقات وقال المنذرى بعد ما عزاه لأحمد: إسناداه جيد وبه يعرف أن رمز المؤلف لحسنه تقصير وأنه كان الأولي الرمز لصحته (فيض القدير للمناوى، تحت رقم حديث ۷۸۲۳)

فوت ہو جائے، یا اُس کو نعوذ باللہ تعالیٰ طلاق ہو جائے، اور اُس لڑکی کا والد کے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو، تو اُس کے اوپر خرچ کرنا، اور اس کی کفالت کرنا یہ افضل صدقے میں داخل ہے۔ ۱۔
 خلاصہ یہ کہ اولاد پر نیتِ ثواب حلال مال خرچ کرنے سے انسان کو صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے، خواہ نابالغ اولاد پر خرچ کرے، یا بالغ ضرورت مند اولاد پر، بلکہ بچہ کی ولادت و پیدائش پر، جو کچھ خرچ ہوتا ہے، اس میں بھی اگر ثواب اور رضائے الہی کی نیت کی جائے، تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ صدقہ میں شمار ہوگا۔

مگر یاد رہے کہ یہ حکم ضروری، مفید اور جائز اخراجات کا ہے، ناجائز اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرنے میں ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

لڑکیوں کی پیدائش و پرورش کی فضیلت

یوں تو کسی مسلمان کو اولاد کا حاصل ہونا اور اس کی پرورش کرنا اور اس پر خرچ کرنا بہت بڑی نعمت ہے، خواہ اولاد زینہ یعنی لڑکا ہو، یا غیر زینہ یعنی لڑکی۔
 لیکن زینہ اولاد کے مقابلے میں غیر زینہ اولاد یعنی لڑکی کی پیدائش اور اس کی پرورش کی اسلام میں زیادہ اہمیت و فضیلت ہے۔

اس لیے لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔ ۲۔

۱۔ ابنتک بالرفع ای ہو صدقتها مردودة بالنصب علی الحالیة ای مطلقہ راجعة
 إلیک لیس لها کاسب ای منفق علیها غیرک بالرفع علی الوصفیة وفی نسخة بالنصب
 علی الاستثناء لکنہ ضعیف لأن الصحیح فی ذی الحال أن یكون معرفة هذا وفی النہایة
 المرودة هی التي تطلق وترد إلی بیت أبيها وأراد ألا أدلک علی أفضل أهل الصدقة
 فحذف المضاف قال الطیبی ویمكن أن تقدر صدقة تستحقها ابنتک فی حال ردھا
 إلیک و لیس لها کاسب غیرک وهما حالان إما متردافان أو متداخلتان واللہ
 أعلم (مرفاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

۲۔ الأول "أن لا یكثر فرحہ بالذکر و حزنہ بالأنتی، فإنه لا یدری الخیرة له فی أيهما،
 فکم من صاحب ابن یتمنی أن لا یكون له، أو یتمنی أن یكون بنتاً، بل السلامة منهن أكثر
 والثواب فیهن اجزل (احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۴۰۴)

لڑکوں کی پیدائش پر خوش ہونا، اور لڑکیوں کی پیدائش پر غمگین ہونا، زمانہ جاہلیت کے طریقوں میں سے ہے، جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کھینچا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَّا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (سورة النحل آیت ۵۸، ۵۹)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی (پیدائش) کی خوشخبری دی جاتی ہے، تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے، اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔

اس خوشخبری کو بُرا سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رہنے دے، یا اُسے زمین میں گاڑ دے، دیکھو انہوں نے کتنی بُری باتیں طے کر رکھی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَنْ وُلِدَتْ لَهُ أُنْثَىٰ فَلَمْ يَبْدُهَا وَلَمْ يَنْهَهَا وَلَمْ يُؤْتِرْهُ وَوَلَدَهُ - يَعْنِي الذَّكَرَ - عَلَيْهَا، أَذْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ

(مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۷۴۵۶، واللفظ له؛ شعب الایمان للبیہقی، حدیث

نمبر ۸۳۲۶؛ الآداب للبیہقی، حدیث نمبر ۲۲؛ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب

الادب، باب فی العطف علی البنات، حدیث نمبر ۲۵۹۴۳) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے بیٹی پیدا ہوئی، اور اس نے اُس کو زندہ نہیں گاڑا، اور نہ ہی اس کی توہین و تذلیل کی، اور نہ ہی اُس کو لڑکے پر ترجیح دی، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اُس بیٹی کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۱۔ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُكْرَهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ" (مسند احمد، حديث نمبر ۱۷۳۷۳؛ المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۴۲۷۲؛ شعب الايمان للبيهقي، حديث نمبر ۵۳۹۲؛ معرفة الصحابة لابی نعیم، حديث نمبر ۵۳۹۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انسیت (اور وحشت دور) کرنے والی اور (آجرو ثواب کے اعتبار سے) قیمتی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم) اور حضرت سعید بن ابی ہند سے مرسل روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُكْرَهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْمَجْمَلَاتُ" (شعب الايمان للبيهقي، حديث نمبر ۸۳۲۸، باب فى حقوق الاولاد والاهلين)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انسیت (اور وحشت دور) کرنے والی اور (گھر بلکہ مرد کے ایمان کو) زینت بخشنے والی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُكْرَهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُجَهَّزَاتُ الْمُؤْنِسَاتُ" (شعب الايمان، حديث نمبر ۸۳۲۹؛ باب فى حقوق الاولاد والاهلين، البر والصلة للحسين بن حرب، حديث نمبر ۱۳۸، عن سالم بن أبى الجعد) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ (آخرت کی)

۱ قال الهيثمى:

رواه أحمد والطبراني وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۵۶)

وقال الالبانى:

أن رواية قتيبة بن سعيد عن ابن لهيعة ملحقة -من حيث الصحة- برواية العبادلة عنه كما بينه الحافظ الذهبي فى "السير" (السلسلة الصحيحة، تحت حديث رقم ۳۲۰۶)

تیار کرانے والی اور اُنسیت (اور وحشت دُور) کرنے والی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)
 اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
 مَنْ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ (مسلم)
 حدیث نمبر ۲۸۲۲، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات؛ ترمذی،
 ابواب البر والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات
 ترجمہ: جو شخص لڑکیوں کی طرف سے کسی آزمائش میں ڈالا گیا، پھر اس نے (صبر کیا،
 اور) اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ لڑکیاں اُس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی
 (ترجمہ ختم)

آزمائش میں ڈالے جانے سے مراد یہ ہے کہ عام طور پر لڑکیوں کی پیدائش کو بُرا سمجھا جاتا ہے، جو کہ
 شریعت کی نظر میں غلط ہے۔

لہذا لڑکیوں کی پیدائش سے انسان کا امتحان ہوتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی اور خوش
 ہوتا ہے، اور صبر و ہمت سے کام لے کر لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، تو وہ جہنم سے آزادی
 کی کامیابی حاصل کرتا ہے، اور اس کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں ناکام ہو جاتا ہے۔ ۱

۱ قوله ﷺ: (من ابتلى من البنات بشيء). (إنما سماه ابتلاء لأن الناس يكرهونهن
 في العادة وقال الله تعالى: (وإذا بشر أحدهم بالأنثى ظل وجهه مسوداً وهو كظيم)
 (شرح النووي، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات)
 (من ابتلى) البلاء الامتحان يعني من امتحن (من هذه) الإشارة إلى أمثال المذكورات
 في السبب الآتي في الفاقة أو جنس البنات مطلقاً (البنات بشيء) من أحوالهن أو من
 أنفسهن لينظر هل يحسن أو يسه، وعد نفس وجودهن بلاء لما ينشأ عنهن من العار
 تارة والشر تارة والفتن بين الأصهار أخرى (فأحسن إليهن) بالقيام بهن على الوجه
 الزائد عن الواجب من نحو إنفاق وتجهيز وغير ذلك بما يليق بأمثالهن على الكمال
 المطلوب (كن له ستراً) أي حجاباً وأراد بالستر الجنس الشامل للقليل والكثير وإلا
 لقال أستاراً (من النار) جزاء وفاقاً فمن سترهن بالإحسان جوزى بالستر من النيران،
 وأفاد تأكيد حق البنات لضعفهن غالباً بخلاف الذكور لما لهم من القوة وجودة الرأي
 وإمكان التصرف غالباً.

(تنبيه) قال الزين العراقي: لم يقيد هذه الرواية بالاحتساب وقيدته في أخرى به والظاهر
 حمل المطلق على المقيد (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۸۲۷۸)

اور حضرت ابی الرواع سے روایت ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَهُ ، وَلَهُ بَنَاتٌ فَتَمَنَّى مَوْتَهُنَّ ، فَغَضِبَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ : أَنْتَ تَرْتُزُّهُنَّ ؟ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۳، باب من کره ان یتمنی موت البنات)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی تھا، جس کی بیٹیاں تھیں، اُس آدمی نے اُن بیٹیوں کی موت کی تمنا کی، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سخت غصہ ہوئے، اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اُن کو رزق دیتا ہے؟ (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ والدین اور اولاد سب کو رزق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، لہذا بیٹیوں کی موت کی تمنا کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثِ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (ترمذی، ابواب البر والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء فى النفقة على البنات والأخوات، واللفظ له؛ الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، پھر وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ ختم)

تین بیٹیاں یا بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت دو اور ایک بیٹی و بہن کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے زیادہ ہے، اس لیے مذکورہ حدیث میں تین بیٹیوں و بہنوں کا ذکر کیا گیا۔ ورنہ دو بیٹیوں بلکہ ایک بیٹی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ صُحْبَتَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر

۷۸، باب من عال جاريتين أو واحدة، واللفظ له؛ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، باب فی العطف علی البنات؛ مسند احمد، ۳۴۲۲؛ ابن ماجہ، حدیث نمبر

۳۶۶۰؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر (۷۴۵۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کو دو بیٹیاں حاصل ہوئیں، پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ دونوں بیٹیاں اُس کے لیے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنیں گی (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ. وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. (مسلم حدیث نمبر ۶۸۶۲، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، واللفظ له؛ مصنف ابن ابی شیبہ،

حدیث نمبر ۲۵۹۴۸؛ المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۵۵۷؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۲۴۹۸؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۷۴۵۸؛ ترمذی، ابواب البر

والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات؛ مصنف ابن ابی

شیبہ، کتاب الادب، باب فی العطف علی البنات) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، تو وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ساتھ ساتھ ہوں گے، یہ فرماتے ہوئے (سمجھانے کی غرض سے) آپ ﷺ نے اپنی دونوں

۱ وقال الهيثمي:

قلت رواه ابن ماجة إلا أنه قال ابتنان بدل أختان - رواه أحمد وفيه شرح حليل بن سعد وثقه ابن حبان وضعفه جمهور الأئمة، وبقيه رجاله ثقات. (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۵۷)

اقول: هذا حديث جيد لأن له شواهد كثيرة. محمد رضوان

۲ قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

انگلیوں کو ملادیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيَهُنَّ، وَيَرْحُمُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ" قَالَ: فَيَقِيلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: فَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ "وَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ" قَالَ: فَرَأَى بَعْضُ الْقَوْمِ، أَنْ لَوْ قَالُوا لَهُ وَاحِدَةً، لَقَالَ "وَاحِدَةً" (مسند احمد، حديث نمبر ۱۴۲۴۷) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ اُن کو ٹھکانہ دے، اور اُن پر رحم کرے، اور اُن کی کفالت کرے، تو اُس کے لیے ضرور جنت ثابت ہو جاتی ہے، راوی نے کہا کہ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، راوی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ایک کا سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی جواب دیتے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ ثَلَاثًا مِنْ بَنَاتٍ يَكْفِيَهُنَّ وَيَرْحُمُهُنَّ وَيَرْفُقُ بِهِنَّ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: وَاثْنَتَيْنِ حَتَّى قُلْنَا: إِنَّ إِنْسَانًا لَوْ قَالَ: وَاحِدَةً، لَقَالَ: وَاحِدَةً (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حديث نمبر ۲۱۵۶) ۲

۱ قال الهيثمي:

رواه أحمد والبخاري والطبراني في الاوسط بنحوه وزاد ويزوجهن من طرق واسناد أحمد جيد (مجمع الزوائد ج ۸، ۱۵۷)

۲ قال البوصيري:

رواه مسدد مرسلًا، وأحمد بن منيع و أبو يعلى بسند صحيح (اتحاف الخيرة المهرة، باب ما جاء في الإحسان إلى البنات والأخوات)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، اُن کی ضروریات کو پورا کیا، اور اُن پر رحم کیا اور ان کے ساتھ نرمی کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ اگر کوئی انسان ایک کا سوال کرتا تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی جواب دیتے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں ایک بیٹی کے بارے میں بھی حضور ﷺ کے ارشاد کی صراحت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَىٰ لَأْوَائِهِنَّ، وَصَرَائِهِنَّ، وَسَرَائِهِنَّ، أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ " فَقَالَ رَجُلٌ: "أَوْ اثْنَتَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ " أَوْ اثْنَتَانِ " فَقَالَ رَجُلٌ: "أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ "أَوْ وَاحِدَةٌ" (مسند احمد، حدیث نمبر ۸۴۲۵؛ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، باب فی العطف علی البنات)

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں ہوں، پھر وہ اُن کی سختیوں اور رنجوں اور خوشیوں (سب پر) صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اُس کو اُن بچیوں پر رحم کرنے کی برکت سے جنت میں داخل فرمائیں گے، ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، پھر ایک آدمی نے کہا کہ کیا اے اللہ کے رسول! ایک بیٹی کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیٹی کی وجہ سے بھی (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے تین بیٹیوں کی تربیت اور ان پر رحم کرنے کی تو بطور خود فضیلت بیان فرمائی، اور دو اور ایک بیٹی کی فضیلت کو سوال کے بعد جواب میں بیان فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ تین بیٹیوں کی فضیلت دو اور ایک سے زیادہ ہے۔

اور اسی کے ساتھ حضور ﷺ نے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ ایک بیٹی کی ولادت پر اکتفاء نہ کیا جائے۔

ان احادیث و روایات سے لڑکیوں کی پیدائش اور ان کی اچھے طریقے پر محبت اور پیار کے ساتھ پرورش اور تربیت کرنے کی فضیلت اور اجر و ثواب واضح ہوا۔

لہذا لڑکیوں کی پیدائش کو حقیر و مکروہ سمجھنے کے بجائے باعثِ اعزاز و اکرام سمجھنا چاہیے۔ آج کل بعض لوگ زمانہ حمل میں جدید طبی ذرائع سے تشخیص کراتے ہیں، اور اگر حمل کے بارے میں لڑکی کا ہونا معلوم ہوتا ہے، تو اسے ضائع کر دیتے ہیں، یہ طرز عمل جائز نہیں۔

بیٹے اور بیٹی کی ولادت پر مبارک باد

جب یہ بات معلوم ہوگی کہ اولاد کا حصول خواہ بیٹا ہو یا بیٹی، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور بیٹی کی فضیلت بعض جہات سے بیٹے کے مقابلہ میں زیادہ ہے، تو اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی مسلمان کو اس نعمت کے حاصل ہونے پر مبارک باد دینا بھی مستحب ہے۔

اور جس طرح لڑکے کی ولادت پر مبارک باد کا دینا مستحب ہے، اسی طرح لڑکی کی پیدائش پر بھی مبارک باد دینا مستحب ہے۔

اور لڑکے کی ولادت پر تو مبارک باد دینا اور لڑکی کی ولادت پر مبارک باد دینے سے کنارہ کشی اور اعراض کرنا نامناسب طریقہ ہے، جو زمانہ جاہلیت سے میل کھاتا ہے۔^۱ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَبْرِكُ

^۱ يستحب ان يهنأ الوالد بالولد. قال اصحابنا ويستحب ان يهنأ بما جاء عن الحسين رضي الله عنه (انه علم انسانا التهنة فقال قل بارك الله لك في الموهوب لك وشكرت الواهب وبلغ اشده ورزقت بره) ويستحب ان يرد المهنأ على المهنء فيقول بارك الله لك وبارك عليك أو جزاك الله خيرا أو رزقك الله مثله أو احسن الله ثوابك وجزاءك ونحو هذا (المجموع شرح المهدب ج ۸ ص ۴۴۳) ولا ينبغي للرجل أن يهنئ بالابن ولا يهنئ بالبنات بل يهنئ بهما أو يترك التهنة ليتخلص من سنة الجاهلية (تحفة المودود باحكام المولود لابن القيم ص ۲۰)

عَلَيْهِمْ وَيُحَسِّنُهُمْ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۳، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه الخ، واللفظ له، ابو داؤد حدیث نمبر ۵۱۰۸، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۹۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے، اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (ترجمہ ختم) تحنیک کے بارے میں تفصیل آگے آتی ہے، اور برکت کی دعا سے مراد مبارک باد دینا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت پر مبارک باد دینا سنت سے ثابت ہے۔

برکت کے معنی خیر کے حصول اور اس کی کثرت کے ہیں، لہذا اس قسم کے الفاظ سے دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خیر کے حصول اور خیر کی کثرت کا ذریعہ بنائیں۔ ۱ اور ایک حدیث میں حضور ﷺ سے مبارک بادی ان الفاظ میں منقول ہے:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرمانبردار اور متقی بنائیں (مسند ابی احمد حدیث نمبر ۷۳۱۰)

اور بعض اسلاف سے بچے کی ولادت پر مبارک بادی ان الفاظ میں منقول ہے:

جَعَلَهُ اللَّهُ مُبَارَكًا عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یعنی اس بچے کو اللہ تعالیٰ آپ پر اور امت محمد ﷺ پر مبارک فرمائیں۔ ۲

۱ یؤتی بالصبيان وكذا بالصبيات ففيه تغليب فيبرك عليه بتشديد الراء أى يدعو لهم بالبركة بأن يقول للمولود بارك الله عليك فى أساس البلاغة يقال بارك الله فيه وبارك له وبارك عليه وباركه وبرك على الطعام وبرك فيه إذا دعا له بالبركة قال الطيبى بارك عليه أبلغ فإن فيه تصوير صب البركان وإفاضتها من السماء كما قال تعالى لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض الأعراف ويحنكهم بتشديد النون أى يمضغ التمر أو شيئاً حلوا ثم يدللك به حنكه (مرواة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

۲ حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح، ثنا عمرو بن الربيع بن طارق، ثنا السرى بن يحيى، أن رجلاً ممن كان يجالس الحسن ولد له ابن فنهأه رجل فقال: ليهنك الفارس

﴿بقية حاشيا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اگر اس سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ کہہ دیئے جائیں، یا عربی زبان کے بجائے کسی بھی دوسری زبان میں اس طرح کے دعائے کلمات کہہ دیئے جائیں، تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ۱
اور بچے کے والدین و سرپرستوں کو مبارک باد دینے والے کے جواب میں ”جزاک اللہ خیراً“ وغیرہ کہہ دینا چاہئے۔ ۲

مسئلہ.....: شریعت کے مطابق مبارک باد دینے کے لئے زبان سے اخلاص کے ساتھ مبارک بادی کے الفاظ کہنا کافی ہے، ساتھ میں کوئی تحفہ و ہدیہ دینا ضروری نہیں۔
لہذا بعض لوگوں کا تحفے و ہدیہ کو لازم سمجھنا اور اس کے بغیر مبارک بادی کو کافی قرار دینا اور ضروری و واجبی حقوق فوت کر کے بلکہ قرض وغیرہ تک لے کر بچے کی پیدائش پر تحفے و ہدیہ کا انتظام کرنا۔
یہ سب غیر شرعی طریقے اور شرعی حدود سے تجاوز ہے۔

مسئلہ.....: آج کل بعض لوگ اپنے یہاں بیٹے کی ولادت پر تو خوب زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور لوگوں میں ہدایا و تحائف بھی تقسیم کرتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں بیٹی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی جان چراتے ہیں، اور اگر کوئی بیٹی کی ولادت پر مبارک باد پیش کرے، تو اس پر ”جزاک اللہ“ وغیرہ بھی نہیں کہتے۔
یہ طرز عمل قابل اصلاح ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فقال الحسن : وما يدريك أنه فارس لعله نجار ، لعله خياط قال : فكيف أقول ؟ قال :
قل جعله الله مباركا عليك وعلى أمة محمد ﷺ (الدعاء للطبراني حديث نمبر ۸۷۰)
حدثنا محمد بن علي بن شعيب السمسار ، ثنا خالد بن خداس ، ثنا حماد بن زيد ، قال :
كان أيوب إذا هنأ رجلا بمولود قال : جعله الله مباركا عليك وعلى أمة محمد ﷺ (الدعاء للطبراني ، حديث نمبر ۸۷۱)
۱ أخرج ابن عساكر عن كلثوم بن جوشن قال : جاء رجل عند الحسن وقد ولد له مولود فقيل له بهنيك الفارس فقال الحسن : وما يدريك أفارس هو ؟ قالوا : كيف نقول يا أبا سعيد ؟ قال : تقول بورك لك في الموهوب وشكرت الواهب ورزقت بره وبلغ أشده . (الحاوي للفتاوى في الفقه، باب التهنة بالمولود)
۲ يُسَدَّبُ التَّهْنِئَةُ فِي الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَنَحْوِهِ بِنَحْوِ بَارِكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ وَبَلَّغَهُ رُشْدَهُ وَرَزَقَكَ بِرَّهُ وَالرُّدُّ بِنَحْوِ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا (حاشيتا قلوبى - وعميرة، فَصْلُ فِي الْعَقِيْقَةِ)

اولاد کے نیک عمل اور والدین کے لیے دعا کا اجر و ثواب

اولاد کے حصول کے فضائل تو اپنی جگہ ہیں، اسی کے ساتھ اولاد کے ذریعہ سے انسان اپنے نامہ اعمال میں بہت سی نیکیوں کا ذخیرہ بھی جمع کر سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَرَفَعْتُ إِلَيْهِ امْرَأَةً صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلْهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ (مسلم،

حدیث نمبر ۳۳۱۷، کتاب الحج، باب صحة حج الصبی وأجر من حج به، واللفظ له؛

ترمذی، باب ماجاء فی حج الصبی؛ نسائی، باب الحج بالصغیر؛ ابن ماجہ، باب حج

الصَّبِيِّ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۳۱۹۵)

ترجمہ: پھر ایک عورت نے حضور ﷺ کی طرف ایک بچے کو اٹھا کر عرض کیا، کہ کیا اس

کے لیے بھی حج ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک، اور آپ کے لیے اجر

ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ اگر بچے کو بھی حج کرایا جائے، تو حج کرانے والے والدین کو بھی اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچے کو نیک عمل کرنے پر ثواب ملتا ہے، اور بچے کے لئے نیک عمل کا سبب بننے والے والدین کو بھی ثواب ملتا ہے۔ ۱

اور والدین تو ویسے ہی اولاد کے دنیا میں آنے کا سبب بنتے ہیں، پھر اگر وہ اپنی اولاد کو نیک عمل پر

۱ قالت ألهذا أى يحصل لهذا الصغير حج أى ثوابه قال نعم أى له حج النفل ولك

أجر أى أجر السببية وهو تعليمه إن كان مميزاً أو أجر النيابة فى الإحرام والرمى

والإيقاف والحمل فى الطواف والسعى إن لم يكن مميزاً (مراقبة، كتاب المناسك)

لكن الصحيح أن حسنات الصبی له ولو ألدیه ثواب التعلیم ولذا ذكر اللقانى أنه تكنب

حسناته فمقتضاه أن له كاتب حسنات (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب هل يفارقه

الملكان)

وفى البزازی إذا عمل الصبی حسنات قبل البلوغ فثوابه له لا لأبويه ولهما ثواب التعلیم

إن علماه وقيل ثواب الطاعة له مع أبويه (لسان الحكام، الفصل التاسع عشر فى الهیة)

ڈالیں، تو اولاد کے نیک عمل سے اولاد کو تو ثواب حاصل ہوتا ہی ہے، اسی کے ساتھ والدین کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ
وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَثَتَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ
بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ
بَعْدِ مَوْتِهِ (ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۳۸، باب ثواب معلم الناس الخیر؛ شعب الایمان
للبيهقي، باب مما يلحق المؤمن من عمله، حدیث نمبر ۳۲۹۳؛ ابن خزيمة، باب جماع
أبواب الصدقات، حدیث نمبر ۲۲۹۳)

ترجمہ: ”مومن کو اس کے جن نیک اعمال کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں:

وہ دین کا علم جو اس نے کسی کو سکھایا اور پھیلایا۔

اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا۔

یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (یعنی تالاب، کنواں جو خلقِ خدا کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) بنوا گیا، یا کوئی اور صدقہ جس کو اُس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی حالت میں نکالا تھا (اور خلقِ خدا کو بعد میں بھی اُس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہے گا“ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ
أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مسلم، حدیث نمبر ۴۳۱۰، کتاب

الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، وفاته واللفظ له) ۱۔
 ترجمہ: (مسلمان) انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کا
 عمل منقطع ہو جاتا ہے، لیکن (أصولی طور پر) تین (اعمال ایسے ہیں کہ اُن) کا
 سلسلہ منقطع نہیں ہوتا (اُن میں سے) ایک صدقہ جاریہ ہے۔
 دوسرے ایسا علم ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔
 تیسرے نیک صالح اولاد ہے جو اس (فوت ہونے والے) کے لئے دعا کرتی ہے
 (ترجمہ مکمل)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد جو مرحوم والدین کے لئے دعاء و استغفار کرتی ہے، وہ ان
 کے لیے صدقہ جاریہ ہے، اول تو اولاد کو نیک صالح بنانا ہی مستقل صدقہ جاریہ ہے کہ جب تک
 وہ کوئی نیک کام کرے گی والدین کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔
 پھر اگر وہ اولاد والدین کے لئے دعا بھی کرتی رہے تو یہ والدین کے لئے ایک اور مستقل ذخیرہ
 ہے۔ ۲

۱۔ ورواہ ابو داؤد، حدیث نمبر ۲۴۹۴؛ ترمذی، حدیث نمبر ۲۹۷۱ قال أبو عیسیٰ
 هذا حدیث حسن صحیح؛ نسائی، حدیث نمبر ۳۵۹۱؛ مسند احمد، حدیث نمبر
 ۸۴۸۹؛ شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۳۲۹۳؛ سنن الدارمی، حدیث نمبر
 ۵۷۰؛ مسند ابویعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۶۳۲۶؛ صحیح ابن حبان، حدیث نمبر
 ۳۰۸۰؛ صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۲۹۷؛ مستخرج ابو عوانة، حدیث نمبر
 ۴۷۰؛ الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۳۹۔

۲۔ ولد صالح وجعل الولد من العمل لأنه السبب فی وجوده (مراقبة، کتاب العلم،
 الفصل الاول)
 الولد من کسبه (شرح النووی، کتاب الوصیة، باب ما يلحق الانسان من الثواب
 بعد وفاته)

(أو ولد صالح) أى مسلم (یدعو له) لأنه هو السبب لوجوده وصلاحه وإرشاده إلى
 الهدی وفائدة تقييده بالولد مع أن دعاء غيره ينفعه تحريض الولد على الدعاء للوالد.
 وقيد بالصالح أى المسلم، لأن الأجر لا يحصل من غيره (فيض القدير للمناوی، تحت
 رقم حدیث ۸۵۰)

اولاد کے فوت ہونے پر فضیلت

پھر اولاد کے حصول کی فضیلت اس پر موقوف نہیں کہ اولاد پیدا ہونے کے بعد زندہ بھی رہے، بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد فوت ہو جائے، اور اس پر صبر سے کام لیا جائے، تو شریعت نے اس پر بھی عظیم الشان فضیلت اور اجر و انعام کو مقرر کیا ہے۔

چنانچہ حضرت قرۃ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَتُحِبُّهُ؟ " فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحَبَّكَ اللَّهُ كَمَا أُحِبُّهُ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ؟ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيهِ " أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ أَبَاكَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِلَّا وَجَدْتَهُ يَنْتَظِرُكَ؟ " فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَهُ خَاصَّةٌ أَمْ لِكُلِّنَا؟ قَالَ " بَلْ لِكُلِّكُمْ "

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۵۹۵؛ مسند البزار، حدیث نمبر ۳۳۰۲؛ مسند

الطیالسی، حدیث نمبر ۱۱۵۸؛ المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۱۵۳۹۷؛

مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۱۳۶۷، وقال صحیح الاسناد؛ ابن حبان، ذکر رجاء

نوال الجنان لمن قدم ابنا واحدا محتسبا فيه، حدیث نمبر ۲۹۴۷) ل

ل قال البوصیری:

رواه أبو داود الطيالسی، وأحمد بن حنبل بسند الصحیح، وابن حبان فی صحیحہ (اتحاف الخیرة المہرۃ، کتاب المساجد، حدیث نمبر ۱۸۵۴)

وقال الهیثمی:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۱۰، باب فیمن مات له ابنان)

وقال المنذری:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحیح وابن حبان فی صحیحہ باختصار قول الرجل أله خاصة إلى آخره (الترغیب والترہیب، حدیث نمبر ۲۰۰۷، کتاب الجہاد)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس آدمی کے ساتھ اس کا ایک بیٹا تھا، پس اس سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ تو اُس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ سے ایسی محبت فرمائیں جیسی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں) پھر (چند دن بعد) نبی ﷺ نے اس بچے کو مفقود (یعنی غیر موجود) پایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کے بیٹے کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ فوت ہو گیا، تو نبی ﷺ نے اس کے والد سے فرمایا کہ کیا آپ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ آپ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے پر بھی آئیں، تو آپ اپنے بیٹے کو اُس دروازے پر اپنا منتظر پائیں (یعنی یہ بات یقیناً تمہیں پسند ہے)

تو ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ فضیلت اس آدمی کے لیے خاص ہے، یا ہم سب کے لیے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کے لیے ہے (ترجمہ ختم) اور بعض صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّهُ يُقَالُ لِلْوَلَدَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ. " قَالَ: " فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ حَتَّى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا "، قَالَ: " فَيَأْبُونَ، قَالَ " فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا لِي أَرَاهُمْ مُحَبَّبِينَ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ " قَالَ " فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ آبَاؤُنَا " قَالَ " فَيَقُولُ: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ (مسند احمد، حديث رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، حديث نمبر ۱۶۹۷۱؛ معرفة الصحابة لابی نعیم، حديث نمبر ۷۲۲۹) ۱

ترجمہ: قیامت کے دن بچوں کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا، تو وہ بچے عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے، جب تک کہ ہمارے ماں باپ جنت میں داخل نہ ہوں، وہ بچے جنت میں داخل ہونے

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ أحمد ورجالہ ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۱۱، باب فیمن مات لہ ابنان)

سے انکار کریں گے، پھر (کچھ وقفہ کے بعد) اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ یہ جنت میں داخل ہونے میں کیوں دیر لگا رہے ہیں، تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ بچے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے ماں باپ؟ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اور تمہارے ماں باپ سب جنت میں داخل ہو جاؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً لَمْ يَسْأَلُوا الْحِثَّ ، كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ " فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ : قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ ؟ قَالَ " وَاثْنَيْنِ " فَقَالَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ أَبُو الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَاءِ : قَدَّمْتُ وَاحِدًا ؟ قَالَ " وَوَاحِدٌ ، وَلَكِنْ ذَاكَ فِي أَوَّلِ صَدْمَةٍ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۴۰۷۷ واللفظ لہ؛ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۵۹۵)

ترجمہ: جس نے تین نابالغ بچوں کو آگے بھیج دیا (یعنی تین نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا) تو وہ اس کے لیے جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے، حضرت ابوالدرداء نے عرض کیا کہ میں نے تو دو بھیجے ہیں (یعنی میں نے تو دو نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھیجے جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے، پھر حضرت ابی بن کعب؛ ابوالمنذر سید القراء نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بھیجا ہے (یعنی میں نے تو ایک نابالغ بچے کے فوت ہونے پر صبر کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بھیجے جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہو گا، لیکن یہ فضیلت اس وقت ہے، جب ابتدائی صدمہ پہنچنے کے وقت صبر کیا ہو (ترجمہ ختم) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ ، فَاحْتَسَبَهُمْ ، دَخَلَ الْجَنَّةَ " قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ : وَاثْنَانِ ؟ قَالَ " وَوَاحِدٌ " قَالَ : قُلْتُ لِجَابِرٍ : أَرَأَيْتُمْ لَوْ قُلْتُمْ وَاحِدًا ، لَقَالَ : وَوَاحِدٌ ، قَالَ " وَأَنَا وَاللَّهِ أَظُنُّ ذَاكَ (مسند

احمد، حدیث نمبر ۱۴۲۸۵، مُسْنَدُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؛ شعب الايمان للبيهقي، باب في الصبر على المصائب؛ صحيح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۹۴۶) ۱۔
ترجمہ: جس کے تین بچے فوت ہو گئے، اور اس نے اُن کے فوت ہونے پر صبر کیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائیں گے؛ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر دو فوت ہو جائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کے فوت ہونے پر بھی؛ حضرت محمود راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اگر تم ایک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی فضیلت بیان فرماتے؛ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا گمان بھی یہی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ
إِيَّاهُمَا "فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ اثْنَانِ؟ قَالَ " أَوْ اثْنَانِ " قَالُوا : أَوْ وَاحِدٌ؟
قَالَ " أَوْ وَاحِدٌ " ثُمَّ قَالَ " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجْرُ أُمَّهُ
بِسَرِّهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبْتَهُ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۰۹۰ حدیث
معاذ بن جبل؛ المعجم الكبير للطبراني، حدیث نمبر ۱۶۷۲۰؛ مسند عبد بن حميد،
حدیث نمبر ۱۲۵) ۲۔

ترجمہ: جو بھی دو مسلمان (یعنی میاں، بیوی) ایسے ہوں، کہ اُن کی تین اولادیں فوت

۱۔ قال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۷، باب فيمن مات له ابنان)

۲۔ قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبراني في الكبير وفيه يحيى بن عبيد الله التيمي ولم أجد من وثقه ولا
جرحه (مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۹، باب فيمن مات له ابنان)

وقال المنذرى:

رواه أحمد والطبراني وإسناد أحمد حسن أو قريب من الحسن (الترغيب والترهيب،
كتاب النكاح وما يتعلق بها)

ہو گئیں، تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں (والدین) کو اُن بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی وجہ سے اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل فرمائیں گے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر دو بچے فوت ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو فوت ہوں تو تب بھی، پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ایک فوت ہو تو؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک فوت ہو تو تب بھی؛ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ساقط شدہ حمل اپنی ماں کو اپنی نال کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، جبکہ اُس کی ماں نے حمل کے ساقط ہونے پر صبر کیا ہو (ترجمہ ختم)

نال، ناف کے ساتھ وابستہ اُس نالی کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے جنین کے پیٹ میں غذاء پہنچتی ہے۔ ۱

پس جس عورت کا حمل معتد بہ زمانہ گزرنے کے بعد ساقط ہو جائے، اور وہ اُس پر صبر کرے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر کی امید وار رہے، تو وہ حمل اُس کو جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہوگا۔ ۲
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچپن اور نابالغی کی حالت میں جس مسلمان کی اولاد فوت ہو جائے، وہ اس کے لیے آخرت میں بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور عظیم فضیلت کا باعث ہوگی، اور دو اولادوں کے فوت ہونے پر ایک کے فوت ہونے سے زیادہ اور تین اولادوں کے فوت ہونے پر دو کے فوت ہونے سے زیادہ فضیلت حاصل ہوگی؛ کیونکہ تین کے فوت ہونے پر زیادہ بڑا صدمہ اور دو کے فوت

۱ والسرر: بسین مہملۃ وراء محرکاً هو ما تقطعه القابلة، وما بقى بعد القطع فهو السرة (اتحاف الخيرة المهرة، باب موت الاولاد)

۲ السقط بالكسر أشهر من أختيه وهو مولود غير تام ليجر أمه أي ليسحبها بسره بفتحيتين وكسرهما لغة في السين وهو ما تقطعه القابلة من السرة كما في القاموس وفي النهاية ما يبقى بعد القطع اه والأول أظهر لأن الله تعالى يعيد جميع أجزاء الميت كالأظفار المقلوعة والأشعار المقطوعة والقلفة وغيرها إلى الجنة وفيه إشارة بالغة إلى أن هذا الطفل الذى ليس له بالقلب كبير تعلق إذا كان هذا ثوابه فكيف بثواب من تعلق به تعلقاً كلياً حتى صار أعز من النفس عندها وأما تفسير ابن حجر السرر بالمصران المتصل بسرته وبطن أمه فغريب مخالف للعلة إذا احتسبته أى إذا عدت أمه موته ثواباً وصبرت على فراقه احتساباً (مرقاة، كتاب الجنائز، باب البكاء)

ہونے پر اس سے کم اور ایک کے فوت ہونے پر اس سے بھی کم صدمہ ہوتا ہے، اور جتنا بڑا صدمہ ہو، اس پر صبر کا اُسی کے اعتبار سے اجر ہوتا ہے۔

یہ فضیلت تو نابالغ اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں ہے، اور اگر بالغ اولاد ہو، اور وہ فوت ہو جائے، تو اس پر صبر کرنے پر بھی اجر و ثواب ہے، خاص طور پر جبکہ وہ نیک بھی ہو، تو اس کا ثواب بہت عظیم ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

بَخِ بَخٍ، لَخَمْسٍ مَّا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يَتَوَفَّى فِي حَسْبِهِ وَالدَّاهِ
(مسند أحمد، حَدِيثٌ مَوْلَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدِيثٌ نُمْبِر ۱۵۶۲،
وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مُسْتَدْرَكُ حَاكِمِ عَلِيٍّ صَحِيحِينَ، حَدِيثٌ نُمْبِر ۱۸۳۹؛ شَعْبُ الْإِيمَانِ
حَدِيثٌ نُمْبِر ۹۲۹۹؛ صَحِيحُ ابْنِ حِبَانَ حَدِيثٌ نُمْبِر ۸۳۳؛ الْمَعْجَمُ الْكَبِيرُ حَدِيثٌ
نُمْبِر ۱۸۳۱۰) ۱

ترجمہ: خوشخبری سُن لو، خوشخبری سُن لو، میزانِ عمل میں پانچ چیزیں بہت زیادہ بھاری ہیں، ایک لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اور دوسرے اللہ اکبر، اور تیسرے سبحان اللہ، اور چوتھے الحمد للہ، اور پانچویں نیک اولاد جو فوت ہو جائے، اور اُس پر اس کے والدین ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے صبر کریں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بالغ اور صالح اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔ ۲

۱ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ " وقال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۴۹، باب في الايمان بالله واليوم الآخر)
۲ (بخ بخر كلمة تقال للمدح والرضا وتكرر للمبالغة فإن وصلت جرت ونونت
وربما شددت (لخمس) من الكلمات (ما أثقلهن) أي أرجحهن (في الميزان) التي
توزن بها أعمال العباد يوم التناد (لا إله إلا الله وسبحان الله والحمد لله والله أكبر)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لَهُ: مَا مِثْلَكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يَرُدُّ
وَلَكِنِّي امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنْتَ رَجُلٌ كَافِرٌ، وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ،
فَإِنْ تُسَلِّمَ فَذَلِكَ مَهْرِي لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَأَسَلِمَ، فَكَانَتْ لَهُ فَدَخَلَ
بِهَا، فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا صَبِيحًا، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ يُحِبُّهُ حُبًّا
شَدِيدًا، فَعَاشَ حَتَّى تَحْرَكَ فَمَرِضٌ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ حُزْنًا
شَدِيدًا حَتَّى تَضَعُضِعَ، قَالَ: وَأَبُو طَلْحَةَ يَغْدُو عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَبْرُوحُ، فَارَاحَ رَوْحَةً وَمَاتَ الصَّبِيُّ، فَعَمَدَتْ إِلَيْهِ أُمُّ
سُلَيْمٍ، فَطَبَّيْتُهُ وَنَظَّفْتُهُ وَجَعَلْتُهُ فِي مِخْدَعِنَا، فَاتَى أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ:
كَيْفَ أُمْسَى بِنِّي؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ مَا كَانَ مُنْذُ اشْتَكَى أَسْكَنَ مِنْهُ اللَّيْلَةَ،
قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهُ وَسَرَّ بِذَلِكَ، فَقَرَّبَتْ لَهُ عَشَاءَهُ، فَتَعَشَّى ثُمَّ مَسَتْ
شَيْئًا مِنْ طَيْبٍ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ حَتَّى وَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا تَعَشَّى وَأَصَابَ مِنْ
أَهْلِهِ، قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ رَأَيْتَ لَوْ أَنَّ جَارًا لَكَ أَعَارَكَ عَارِيَّةً،
فَاسْتَمْتَعْتَ بِهَا، ثُمَّ أَرَادَ أَخْذَهَا مِنْكَ أَكُنْتَ رَادًّا عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: إِي

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یعنی أن ثوابهن يجسد ثم يوزن فيرجح على سائر الأعمال وكذا يقال في قوله (والولد الصالح) أي المسلم (يتوفى للمرأة المسلم فيحتسبه) عند الله تعالى قال الديلمي: الاحتساب أن يحتسب الرجل الأجر بصبره على ما أصابه من المصيبة (البزار) في مسنده (عن ثوبان) مولى النبي ﷺ قال الهيثمي: حسن يعنى البزار إسناده إلا أن شيخه العباس ابن عبد العزيز البالساني لم أعرفه (ن حب ك) في الدعاء والذكر (عن أبي سلمى) راعى رسول الله ﷺ حمصى له صحبة وحديث في أهل الشام ورواه عنه أيضا ابن عساكر وقال: يعرف بكنيته ولم يقف على اسمه وقال غيره اسمه حريث (حم عن أبي أمامة) قال الحاكم: صحيح وأقره الذهبي ورواه أيضا الطبراني من حديث سفينة قال المنذرى: ورجاله رجال الصحيح (فيض التقدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير، المؤلف: العلامة محمد عبد الرؤوف المناوى، تحت رقم حديث ۳۱۲۹)

وَاللّٰهُ، اِنِّى كُنْتُ لَرَاۡدَهَا عَلَيَّهِ، قَالَتْ: طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُكَ؟ قَالَ: طَيِّبَةً بِهَا نَفْسِىْ، قَالَتْ: فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعَارَكَ بِنِّى وَمَتَّعَكَ بِهِ مَا شَاءَ، ثُمَّ قُبِضَ اِلَيْهِ، فَاصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ، قَالَ: فَاسْتَرْجَعَ اَبُو طَلْحَةَ وَصَبَرَ، ثُمَّ اَصْبَحَ غَادِيًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَهُ حَدِيْثَ اُمِّ سُلَيْمٍ كَيْفَ صَنَعَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَْا فِى لَيْلَتِكُمَا، قَالَ: وَحَمَلْتُ تِلْكَ الْوَاۡقِعَةَ فَاَتَّقَلْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِى طَلْحَةَ: اِذَا وَلَدْتُ اُمِّ سُلَيْمٍ فَجِنِّىْ بِوَلَدِهَا، فَحَمَلَهَا اَبُو طَلْحَةَ فِى حِرْقَةٍ، فَجَاءَ بِهِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَمَضَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً، فَمَجَّهَا فِى فِىهِ فَجَعَلَ الصَّبِىُّ يَتَلَمَّظُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِى طَلْحَةَ: حُبُّ الْاَنْصَارِ التَّمْرَ فَحَنَكُهُ وَسَمِّىْ عَلَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ (صحيح ابن حبان حديث نمبر ۷۱۸۷، واللفظ له، مسلم حديث نمبر ۶۳۷۶، مسند احمد حديث نمبر ۱۴۰۶۵)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا، تو حضرت ام سلیم نے جواب میں کہا کہ اے ابو طلحہ آپ جیسے شخص کا مجھے ملنا خوش بختی ہے، لیکن میں مسلمان عورت ہوں، اور آپ کا فر شخص ہیں، اور میرے لئے یہ حلال نہیں کہ آپ سے نکاح کروں، اگر آپ اسلام لے آئیں، تو میرا مہر یہی ہے (اس وقت نکاح میں اس طرح سے مہر مقرر کرنا جائز تھا) اور میں کسی چیز کا آپ سے سوال نہیں کروں گی، تو حضرت ابو طلحہ اسلام لے آئے، اور حضرت ام سلیم ان کی بیوی بن گئی، حضرت ابو طلحہ نے (نکاح کے بعد) ان سے ہمبستری کی، جس سے وہ حاملہ ہو گئیں، پھر ان کے یہاں ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا، اور حضرت ابو طلحہ اپنے اس بچے سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی زندگی عطا فرمائی، کہ وہ ہلنے جلنے لگا، پھر وہ بیمار

ہو گیا، جس پر حضرت ابو طلحہ کو شدید غم ہوا، یہاں تک کہ حضرت ابو طلحہ کمزور ہو گئے، اور حضرت ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح کو تشریف لے جاتے تھے، اور شام کو واپس آیا کرتے تھے، ایک دن وہ شام کو واپس آئے، اور (ان کی آمد سے پہلے) بچہ فوت ہو چکا تھا، حضرت ام سلمہ نے اس بچے کو خوشبو لگائی، اور اسے صاف ستھرا کیا، اور ایک کپڑے میں لپیٹ دیا، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آ کر پوچھا کہ میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ام سلمہ نے کہا خیریت کے ساتھ ہے، جو کل تک تکلیف تھی، رات ہونے پر اس سے سکون مل گیا ہے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس پر شکر ادا کیا، اور اس سے خوش ہو گئے، پھر حضرت ام سلمہ نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، جس کو انہوں نے تناول کیا، پھر حضرت ام سلمہ نے اپنے آپ کو خوشبو لگائی، اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، اور دونوں نے ہمبستری فرمائی، جب ان چیزوں سے فارغ ہو گئے، تو حضرت ام سلمہ نے حضرت ابو طلحہ سے کہا کہ اگر آپ کے پڑوسی نے آپ کو کوئی چیز عاریتاً (وامانتاً) دی ہو، اور آپ نے اس سے فائدہ اٹھالیا ہو، پھر وہ پڑوسی آپ سے اس چیز کو واپس لینا چاہے، تو کیا آپ اس کو وہ چیز لوٹا دیں گے، تو حضرت ابو طلحہ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کی قسم میں اس کو ضرور بالضرور لوٹا دوں گا، حضرت ام سلمہ نے کہا کہ آپ خوش دلی کے ساتھ اس کو لوٹا دیں گے؟ تو حضرت ابو طلحہ نے فرمایا کہ ہاں بالکل خوش دلی کے ساتھ اس کو لوٹا دوں گا، حضرت ام سلمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا بیٹا عاریتاً (وامانتاً) دیا تھا، اور آپ نے جتنا چاہا اس سے فائدہ اٹھالیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس لے لیا، تو آپ صبر کیجئے، اور ثواب کی امید رکھئے، یہ سن کر حضرت ابو طلحہ نے انا اللہ پڑھا، اور صبر کیا، پھر صبح ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ام سلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر کیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری گذشتہ رات میں برکت فرمائے، اس رات کے واقعہ سے حضرت ام سلمہ کو حمل ہو گیا، چند دن گزرنے کے بعد (جب رسول اللہ ﷺ کو اس

کی اطلاع دی گئی تو) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلمحہ سے فرمایا کہ جب امّ سلیم کے ولادت ہو جائے، تو ان کے بچے کو میرے پاس لانا، پھر جب بچے کی ولادت ہوگئی، تو حضرت ابوطلمحہ نے اس کو ایک کپڑے میں لپیٹا، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو چبایا، پھر وہ کھجور بچے کے منہ میں دی، جس کو وہ بچہ چوسنے لگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلمحہ سے فرمایا کہ انصار کو کھجور پسند ہے (اور یہ بیٹا انصار کا ہے) اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کی تحنیک فرمائی، اور اس کا نام رکھا، اور اس کے لئے دعا فرمائی، اور اس کا نام عبد اللہ رکھا (ترجمہ ختم)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ بے بہا ثواب عطا فرماتے ہیں، بلکہ اس کے ساتھ دنیا میں بھی اس کا نعم البدل عطا فرماتے ہیں۔ بچے کی تحنیک کی تفصیل آگے آتی ہے۔

آج کل بعض لوگ اور خاص کر خواتین، ایسی عورت بلکہ ایسے گھرانے کو، جس کے یہاں چند بچے پیدا ہو کر فوت ہو جائیں، منحوس سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ ایسی عورت اور ایسے گھر میں کسی نئی دلہن کا بھی جانا درست نہیں سمجھتے، اور کہتے ہیں کہ وہاں جانے سے ”مرت بیائی“ لگ جائے گی۔

یہ سوچ اور طرز عمل سراسر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے، کیونکہ اسلام کی رو سے ولادت کے بعد بچوں کی فوتگی منحوس چیز نہیں، بلکہ باعثِ فضیلت چیز ہے، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہو چکا۔

مسئلہ.....: جس بچہ میں پیدائش کے وقت زندگی کے آثار و علامات ہوں، اور وہ بعد میں فوت ہو جائے، تو اس کو سنت کے مطابق کفن دفن دینا، اور اس کا نام رکھنا، اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا، یہ ساری چیزیں سنت ہیں۔

البتہ اگر اس بچے کا عقیدہ یا ختنہ نہ ہوئی ہوں، یا سر کے بال نہ مونڈے گئے ہوں، تو فوتگی کے بعد ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ ۱

۱۔ حتی يستهل فی النہایة إستہلال الصبی تصویبہ عند ولادته و هذا مثال والمدار علی ما یعلم بہ حیاتہ وقد تقدم عن ابن الہمام ما ینفعک فی هذا المقام (مرقاة المفاتیح، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنائز) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

پس گزشتہ تمام تر تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں پسندیدہ اور مختلف فضائل و فوائد کا حامل ہے۔

اور یہ فضیلت نریہ اولاد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ لڑکیوں کے ذریعہ سے بھی فضیلت حاصل ہوتی ہے، بلکہ لڑکیوں کا حصول، لڑکوں کے مقابلہ میں کئی اعتبار سے زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ اور اولاد کے ذریعہ سے انسان اپنے لئے صدقہ جاریہ اور آخرت کا بڑا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے، خواہ اولاد بڑے ہونے تک زندہ رہے، یا فوت ہو جائے، بہر حال شریعت کے بتلائے ہوئے اصولوں کو اختیار کرنے سے بہر صورت فضیلتیں و خوبیاں حاصل ہوتی ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت کو اولاد کے حصول پر شکر کرنا چاہئے، اور شرعی احکامات و ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔

نومولود اور نوزائیدہ بچے سے متعلق شریعت نے جو ہدایات و احکامات ذکر فرمائے ہیں، آگے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

إذا استهل الصبی ای رفع صوتہ یعنی علم حیاتہ صلی علیہ ای بعد غسلہ و تکفینہ ثم دفن کسائر أموات المسلمین وورث بضم فتشدید راء مکسورة ای جعل وارثا ای جعل وارثا فی شرح السنة لو مات إنسان ووارثه حمل فی البطن یوقف له المیراث فإن خرج حیا کان له وإن خرج میتا فلا یورث منه بل لسائر ورثة الأول فإن خرج حیا ثم مات یورث منه سواء استهل أو لم یستهل بعد أن وجدت فیہ إمارة الحیاة من عطاس أو تنفس أو حركة دالة علی الحیاة سوی اختلاج الخراج عن المضیق وهو الثوری والأوزاعی والشافعی وأصحاب أبی حنیفة رحمهم الله تعالی (مرقاة المفاتیح، کتاب الفرائض والوصایا، باب الفرائض)

قال ابن العربی : وهذا باب لیس للنظر فیہ مدخل وإنما هو موقوف علی الأثر (والسقط یصلی علیہ) إذا تیقنت حیاتہ أو إذا استهل (ویدعی لو لدیہ بالمغفرة والرحمة) ای فی حال الصلاة علیہ وفيه ادعية مأثورة مشهورة مبنية فی الفروع وغیرها (فیض القدير للمناوی، تحت حدیث رقم ۴۴۹۲)

تومولود کے متعلق احکام اور ان کے فضائل

شریعت نے تومولود کے جو احکام بیان کئے ہیں، وہ انتہائی فطرت کے مطابق ہیں، اور ان پر مرتب ہونے والے فضائل و فوائد بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

تومولود کی پیدائش کے بعد جو احکام اس سے متعلق ہیں، وہ مجموعی طور پر چھ احکام ہیں۔

(۱)..... تومولود کے کان میں اذان دینا (۲)..... تومولود کی تحنیک کرنا

(۳)..... تومولود کا نام رکھنا (۴)..... تومولود کا عقیقہ کرنا (۵)..... تومولود کے سر

کے پیدائشی بال مونڈنا، اور ان کے عوض صدقہ کرنا (۶)..... تومولود کی خنتہ کرنا۔

اور بچے کے سمجھدار ہونے کے بعد والدین و سرپرستوں کے ذمہ اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری

ہے۔ ل

ایمان کے بعد عبادات تین قسم کی ہیں، ایک بدنی، دوسرے مالی، اور تیسرے دونوں کا مجموعہ۔

ل دلائل کی رو سے افضل یہ ہے کہ نام عقیقہ سے پہلے رکھا جائے۔

ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ حَدَّثَانٌ مَوْلِدِهِ بَعْدَ أَشْيَاءَ: **أُولَاهَا** أَنْ يُؤذَنَ فِي أُذُنَيْهِ حِينَ يُوَلَّدُ..... **وَالثَّانِيَةُ** أَنْ يُحَنِّكَهُ بِسَمَرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَحْلُو بِشَيْبِهِ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَتَوَلَّى ذَلِكَ مِنْهُ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَبَرَكَتُهُ..... **وَالثَّالِثَةُ** أَنْ يُعَقِّقَ عَنْهُ..... **وَالرَّابِعَةُ** أَنْ يَحْلِقَ عَقِيقَتَهُ وَهُوَ شَعْرُ رَأْسِهِ الَّذِي وُلِدَ بِهِ..... **وَالخَامِسَةُ** أَنْ يُسَمِّيَهُ..... **وَالسَّادِسَةُ** أَنْ يَخْتِنَهُ.....

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ: **وَأَمَّا التَّعْلِيمُ وَالتَّادِيْبُ** فَوَقْتُهُنَّ أَنْ يَبْلُغَ الْمَوْلُودُ مِنَ السَّنِّ وَالْعَقْلُ مَبْلُغًا يَحْتَمِلُهَا (شعب الایمان للبيهقي، السُّنُونُ مِنْ شَعْبِ الْإِيْمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ مَلْخَصًا)

آداب الولادة وهي خمسة " **الأول** " أن لا يكسر فرجه بالذكر وحزنه بالأنثى،

..... **الأدب الثاني** : أن يؤذن في أذن الولد..... **الأدب الثالث** : أن تسميه اسماً حسناً؛

..... **الرابع** : العقيقة عن الذكر بشاتين، وعن الأنثى بشاة ذكراً كانت أو أنثى.....

الخامس : أن يحنكه بتمرة أو حلاوة (احياء العلوم للغزالي، ج ۱ ص ۴۰۴)

ينبغي أن تكون التسمية قبل العق. و عليه: فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق (إعانة

الطالبين: البكري الدمياطي ج ۲ ص ۳۸۴)

تومولود کی ولادت کی فضیلت کا ذکر تو پہلے کیا جا چکا ہے، اور بچے کی تعلیم و تربیت کا درجہ اس کے سمجھدار ہونے کے بعد ہے،

اس لئے اس کو ہم نے مذکورہ چھ احکام اور چھ ابواب کے بعد خاتمہ میں ذکر کیا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کی طرف سے بچہ کی تینوں قسم کی عبادات کا اس طرح انتظام کیا گیا کہ:
کان میں اذان کے ذریعہ سے بچہ کو شیطان سے محفوظ اور ایمان اور نماز کی طرف متوجہ
کیا گیا۔

تحنیک کے ذریعہ سے نیک صالح بننے کی طرف متوجہ کیا گیا۔
اچھے اسلامی نام کے ذریعہ سے اسلام کی ترجمانی اور مزید حسن و خوبیوں کے اثرات پیدا
ہونے کا انتظام کیا گیا، یہ سب بدنی عبادات تھیں۔
اور عقیقہ کے ذریعہ سے بدنی اور مالی عبادت کے مجموعہ کو ادا کیا گیا۔
اور بال کٹا کر اس کے سر سے گندگی کو دور کیا گیا، اس عمل کو حج کی قربانی (دم شکر)
اور اس کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام سے نکلنے سے مشابہت حاصل ہے۔
اور پھر بالوں کے برابر صدقہ دے کر خالص مالی عبادت کو ادا کیا گیا۔
اور ختنہ کے ذریعہ سے اسلامی شعاری مہر لگائی گئی اور بیماریوں سے حفاظت کا انتظام کیا
گیا۔

اور پھر کچھ شعور پیدا ہونے کے بعد اس کی شریعت کے مطابق تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے دنیا
و آخرت کی مزید خیر و بھلائی حاصل ہونے اور والدین کے لئے صدقہ جاریہ کا انتظام کیا گیا۔
اس طرح بچے اور نومولود سے متعلق یہ تمام احکام انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، جن کو صدق و اخلاص
کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

ان احکام اور ان پر مرتب ہونے والے فضائل و فوائد کا آگے فرداً فرداً ابواب کے تحت ذکر کیا
جاتا ہے۔



پہلا باب

تو مولود کے کان میں اذان کے فضائل و احکام

جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس پر شیطان اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے شریعت کی طرف سے سب سے پہلے شیطان کی اثر اندازی کو دور کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان دی جائے، جس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے بچہ شیطان کے اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمْسُهُ حِينَ يُوَلَّدُ فَيَسْتَهْلُ صَارِحًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرِيْمَ وَإِنِّهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَقْرَأُ وَإِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (بخاری، حدیث نمبر ۴۱۸۴، کتاب تفسیر القرآن، باب وانی أعیذها بك وذریتها من الشیطان الرجیم، صحیح مسلم، باب فضائل عیسی علیہ السلام)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بچہ بھی ایسا نہیں پیدا ہوتا کہ جس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے ساتھ چھیڑ نہ کرتا ہو، اور وہ بچہ شیطان کی چھیڑ کرنے سے ہی آواز کرتا اور چیختا ہے، مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے) پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو، تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو:

وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور بے شک میں اس بچے (یعنی عیسیٰ) اور اس کی اولاد کو

شیطان مردود کی طرف سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں (ترجمہ ختم)
مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت مذکورہ دعا کی تھی، جس کی برکت سے وہ شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ وَلَدِ آدَمَ الشَّيْطَانِ نَائِلٌ مِنْهُ تِلْكَ الطَّعْنَةُ وَالْهَا يَسْتَهْلُ الْمَوْلُودُ صَارِحًا، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ وَابْنِهَا، فَإِنَّ أُمَّهَا حِينَ وَضَعَتْهَا يَعْنِي أُمَّهَا قَالَتْ: إِنِّي أُعِيدُهَا بِكَ وَذَرَيْتَهَا مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَضْرَبَ ذُونَهَا الْحِجَابَ فَطَعَنَ فِيهِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولِ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۱۲۳، واللفظ له، سنن

البيهقي حدیث نمبر ۱۲۸۶۳، باب میراث الحمل)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کو شیطان اس طعنہ کے ذریعہ سے چھیڑ کرتا ہے، اور اسی کی وجہ سے پیدائش کے وقت بچہ روتا اور چیختا ہے، سوائے حضرت مریم اور اس کے بیٹے کے، کیونکہ ان کی والدہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت یہ دعا کی تھی:

إِنِّي أُعِيدُهَا بِكَ وَذَرَيْتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

”اور بے شک میں اس بچے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی طرف سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں“

اس کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان کے درمیان ایک حجاب حاصل کر دیا گیا، تو شیطان نے اسی حجاب میں طعنہ مار دیا، تو ان کے رب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اچھے طریقے سے قبول فرمایا، اور ان کی بہتر طریقہ سے نشوونما فرمائی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبِهِ

بِإِصْبَعِهِ حِينَ يُؤَلَّدُ غَيْرَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ
(بخاری حدیث نمبر ۳۰۴۴، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده، واللفظ له،

مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۷۷۳، سنن البيهقي، باب ميراث الحمل)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کی پیدائش کے وقت شیطان اپنی انگلی سے اس کے پہلوؤں میں طعنہ مارتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم کے کہ شیطان ان کے (پہلوؤں میں طعنہ نہیں مارتا، بلکہ) حجاب میں طعنہ مار کر چلا گیا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی دعا کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کی چھیڑے سے محفوظ رہے، اور شیطان کی رسائی صرف حجاب یعنی کپڑے تک ہی ہو سکی۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت کے بعد شیطان بچے کو چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، اور اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ۱

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ
وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوبَ

۱ قولہ فی الحجاب ہو الجلدۃ الی فیہا الجنین وتسمی المشیمۃ قالہ ابن الجوزی
وقبل الحجاب الثوب الذی یلف فیہ المولود (عمدة القاری، کتاب بدء الخلق، باب
صفة ابليس و جنوده)

ذہب یطعن فطعن فی الحجاب ای فی المشیمۃ الی فیہا الولد قال القرطبی ہذا الطعن
من الشیطان ہو ابتداء التسلیط فحفظ اللہ مریم و ابنہا منہ ببرکۃ دعوتہا حیث قالت
انی أعینہا بک وذریعتہا من الشیطان الرجیم (فتح الباری لابن حجر، باب قول اللہ
تعالی واذکر فی الکتاب مریم إذ انتبذت من أهلها مکانا شرقیا)

(ما من بنی آدم مولود الا یمسه) فی روایۃ ینخسه (الشیطان) ای یطعنه یا صبعہ فی
جنبہ (حین یولد فیستهل) ای یرفع المولود صوتہ (صارخا) ای باکیا (من) ألم
مس الشیطان) باصبعہ و ہذا مطرد فی کل مولود (غیر مریم) بنت عمران (و ابنہا)
روح اللہ عیسیٰ فانہ ذہب لیطعن فطعن فی الحجاب الذی فی المشیمۃ و ہذا الطعن
ابتداء التسلیط فحفظ مریم و ابنہا ببرکۃ استعاذتہا (خ عن ابی ہریرۃ) بل ہو متفق
علیہ (التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی، حرف المیم)

بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ (بخاری حدیث نمبر ۵۷۳، کتاب الاذان، باب فضل التاذین، واللفظ له، مسلم حدیث نمبر ۸۸۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۶، سنن نسائی حدیث نمبر ۶۶۹، مسند احمد حدیث نمبر ۸۱۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے، تو شیطان آواز کے ساتھ اپنی ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے، اور وہ اذان کو نہیں سنتا، پھر جب اذان مکمل ہو جاتی ہے، تو پھر آ جاتا ہے، یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے، تو پھر بھاگ جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان اذان اور اقامت سے بھاگ جاتا ہے۔ ۱
اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ - حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ - بِالصَّلَاةِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۷، کتاب الادب، باب فی الصبی یولد فیؤذن فی أذنه، واللفظ له، ترمذی حدیث نمبر ۱۴۳۶) ۲

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان دی (ترجمہ ختم)

اور مستدرک حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدَّنَ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ حِينَ

۱ حتی إذا ثوب بالصلاة من التشويب وهو الإعلام مرة بعد أخرى والمراد به الإقامة أدبر حتى لا يسمع الإقامة (مراقبة، كتاب الصلاة، باب فضل الاذان واجابة المؤذن) (حتى إذا ثوب بالصلاة) المراد بالتشويب الإقامة، وأصله من ثاب إذا رجع، ومقيم الصلاة راجع إلى الدعاء إليها، فإن الأذان دعاء إلى الصلاة، والإقامة دعاء إليها (شرح النووي على مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه)

۲ قَالَ أَبُو عِيَسَى الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۱۴) ۱
 ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں
 حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، تو ان کے کان میں اذان دی (ترجمہ ختم)
 بعض روایات میں حضرت حسن اور بعض میں حضرت حسین کے کان میں اذان کا ذکر ہے، اور دونوں
 روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، کیونکہ دونوں کے کانوں میں آپ ﷺ نے اذان دی تھی۔ ۲
 ملحوظ رہے کہ مندرجہ بالا روایت کو بعض نے عاصم بن عبید اللہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً تو
 ان کی حدیث میں بعض نے کوئی حرج نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور امام ترمذی و امام حاکم نے ان کی
 حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور بعض نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔
 اور دوسرے ان سے حضرت شعبہ اور حضرت ثوری روایت کرتے ہیں، جو کہ اپنے زمانے کے امام
 الحدیث ہیں۔ ۳

۱ قال الحاکم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

۲ اور ایک روایت میں ایک ساتھ حضرت سن اور حسین رضی اللہ عنہما کے کانوں میں اذان کا ذکر ہے، مگر اس کی سند کو
 محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَضْرَمِيُّ ، حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَامٍ . ح وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ
 إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى الْجَمَانِيُّ ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ شُعَيْبٍ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
 عُبَيْدِ اللَّهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْنَى فِي أُذُنِ
 الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ وُلِدَا ، وَأَمَرَ بِهِ ، وَاللَّفْظُ لِلْجَمَانِيِّ (المعجم الكبير
 للطبرانی حدیث نمبر ۹۲۱ ، واللفظ له ، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۱۷۷۰)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الكبير وفيه حماد بن شعيب وهو ضعيف جدا (مجمع الزوائد
 ج ۴ ص ۶۰)

اور ہمارا مقصود اس روایت پر متوقف نہیں، اس لئے ہم نے اس روایت کو متن میں شامل نہیں کیا۔

۳ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَجَلِيُّ : لَا بَأْسَ بِهِ . وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ بْنِ عَدَى : وَقَدْرُوى
 عَنْهُ الثُّورِيُّ ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ ، وَشُعْبَةُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ ثِقَاتِ النَّاسِ ، وَقَدْ احْتَمَلَهُ النَّاسُ ، وَهُوَ مَعَ
 ضَعْفِهِ يَكْتَبُ حَدِيثَهُ رَوَى لَهُ الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ "أَفْعَالِ الْعِبَادِ" ، وَالنَّسَائِيُّ فِي
 "الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ" ، وَالباقون سوى مسلم (تهذيب الكمال ج ۱۳ ص ۵۰۶)

وَوَقَعَ فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ : الْحُسَيْنُ بِالْبَاءِ الْمُثَنَّىةِ تَحْتَ ، وَذَكَرَهُ فِي تَرْجَمَةِ

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیسرے اس حدیث کو امت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے، اس لئے اس حدیث پر ضعف کا حکم لگا کر اس کی تردید کرنا درست نہیں۔ ۱

اور مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"أَذَّنَ فِي أُذُنِي الْحَسَنَ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ" (مسند احمد

حدیث نمبر ۲۳۸۶۹)

ترجمہ: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن کی ولادت ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کے دونوں کانوں میں نماز والی اذان دی (ترجمہ ختم)

فقہائے کرام نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کو مستحب قرار دیا ہے، اور اس روایت میں دونوں کانوں میں اذان کا ذکر ہے، اور اذان بول کر اقامت مراد لیا جانا ممکن ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اذان بول کر اقامت مراد لی گئی ہے۔ ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الْحُسَيْنَ بَالِيَاءَ، وَقَالَ: مِمَّا يَقْوَى عَدَمَ التَّصْحِيفِ. وَكَذَا وَقَعَ فِي نَسْخِ الرَّافِعِيِّ كَلِمَهَا، وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ..... قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ. وَسَكَتَ عَلَيْهِ أَبُو دَاوُدَ، وَعَبَدُ الْحَقِّ فِي أَحْكَامِهِ فَهُوَ إِمَامٌ حَسَنٌ أَوْ صَحِيحٌ (البدر المنير في تخريج الاحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملحق، كتاب العقيدة، الحديث التاسع)

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: عَصِمَ غَيْرُ قَوِيٍّ. وَخَالَفَ الْعَجَلِيُّ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَالتِّرْمِذِيُّ فَصَحَّ حَدِيثُ الْأَذَانِ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ..... ثُمَّ نَظَرْتُ فَإِذَا شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ قَدْ رَوَى عَنْهُ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ - وَهُمَا إِمَامَانِ أَهْلِ زَمَانِهِمَا (البدر المنير في تخريج الاحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملحق، كتاب العقيدة، الحديث السادس)

۱ (قلت) وقد جرى عمل الناس بذلك (مواهب الجليل شرح مختصر خليل، كتاب الصلاة، فصل الاذان والاقامة)

۲ چنانچہ محدثین نے متعدد احادیث میں اذان سے اقامت مراد لی ہے۔

قال أنس: قُلْتُ لِزَيْدٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسُّحُورِ؟ قَالَ: قَدَرُ خَمْسِينَ آيَةٍ. الْغَرِيبُ الْأَذَانُ: يَرِيدُ بِهِ الْإِقَامَةَ. وَيَبِينُ ذَلِكَ مَا فِي الصَّحِيحِينَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدٍ قَالَ: تَسْحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدَرُ خَمْسِينَ

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

لہذا دونوں کانوں میں اذان سے یہ مراد لینا درست ہے کہ ایک کان میں اذان اور ایک کان میں اقامت کہی، بالخصوص جبکہ اذان و اقامت کے الفاظ میں کوئی معتد بہ فرق بھی نہیں، اقامت میں صرف دو مرتبہ ”قد قامت الصلاة“ کا اضافہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور بعض روایات میں دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کا ذکر بھی ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

آیۃ (تیسیر العلام شرح عمدۃ الحکام - للبسام، کتاب الصیام)
قال القاضی: المراد بالأذان هنا الإقامة (شرح النووی علی مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة اللیل مشنی و مشنی والوتر رکعة من آخر اللیل)
فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد حتى ساوى الظل التلول وقال الكرمانی فإن قلت الإبراد إنما هو فی الصلاة لا فی الأذان قلت كانت عادتہم أنهم لا يتخلفون عند سماع الأذان عن الحضور إلى الجماعة فالإبراد بالأذان إنما هو لغرض الإبراد بالصلاة أو المراد بالتأذین الإقامة قلت يشهد للسجواب الثانی رواية الترمذی حيث قال حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا أبو داود قال أنبأنا شعبۃ عن مهاجر أبی الحسن عن زید ابن وهب عن أبی ذر أن رسول الله كان فی سفر ومعه بلال فأراد أن یقیم فقال رسول الله أبرد ثم أراد أن یقیم فقال رسول الله أبرد فی الظهر قال حتى رأینا فیء التلول ثم أقام فصلى فقال رسول الله إن شدة الحر من فیح جهنم فأبردوا عن الصلاة (عمدۃ القاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الإبراد بالظہر فی السفر)

بین کل أذانیین أى أذان وإقامة فیہ تغلیب أو المعنی بین إعلامین صلاة قال الطیبی غلب الأذان علی الإقامة وسمهاها باسمه قال الخطابی حمل أحد الاسمین علی الآخر شائع (مروقات، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن)

فیسمى الأذان إقامة كما یقال: سنة العمرین، ویراد به سنة أبی بکر وعمر رضی الله عنہما، وقال: ^{صلی اللہ علیہ وسلم} (بین کل أذانیین صلاة لمن شاء إلا المغرب)، وأراد به الأذان والإقامة (بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل بیان سنن الحج و بیان الترتیب و افعالہ)

۱ مگر محدثین کے نزدیک وہ روایات شدید ضعیف ہیں، اس لئے ہم نے ان روایات کو متن میں شامل نہیں کیا، اور ان پر ہمارا مدعا موقوف بھی نہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ فِرَاسٍ، بِمَكَّةَ، أَنَا أَبُو حَفْصٍ الْجَمَحِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، نَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ الرَّازِيُّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُعْتَمِلِيِّ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْبُسْرَى رُفِعَتْ عَنْهُ أُمُّ الصَّيِّبَاتِ" (شعب

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

جس طرح شیطان اذان سے بھاگتا ہے، اسی طرح اقامت سے بھی بھاگتا ہے، اور اذان و اقامت دونوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت کی صورت میں ایمان کا اور اس کے بعد سب سے اہم عمل نماز کا ذکر ہے، لہذا اس عمل کے ذریعہ سے شیطان سے حفاظت کا فائدہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ بچے کو ایمان اور توحید و رسالت کی تلقین بھی ہو جاتی ہے۔ نیز اذان اور اقامت دونوں میں نماز کے عمل کی دعوت بھی ہے، لہذا اذان اور اقامت دونوں کے جمع کرنے میں شیطان کے اثرات سے کامل حفاظت کا سامان ہے۔

پھر ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت سے دونوں کانوں کے واسطے سے شیطان سے حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے، اور اذان اقامت سے مقدم ہے، اور دائیں طرف کو بائیں طرف پر فوقیت حاصل ہے، اس لئے پہلے دائیں کان میں اذان اور اس کے بعد بائیں کان میں اقامت کو تجویز کیا گیا ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۵۴، واللفظ لہ، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر (۶۲۳۴)

قال المناوی:

قال الہیثمی: فیہ مروان بن سالم الغفاری وهو متروک وأقول: تعصیبه الجنایة برأسه وحده یؤذن بأنه لیس فیہ سما یحمل علیہ سواہ والأمر بخلافہ فیہ یحیی بن العلاء البجلی الرازی قال الذہبی فی الضعفاء والمتروکین قال: أحد کذاب وضاع وقال فی المیزان: قال أحمد: کذاب یضع ثم أوردہ له أخبارا هذا منها. (فیض القدر تحت حدیث رقم ۹۰۸۵)

وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ الصَّفَّارِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَيْفِ السَّدُوسِيِّ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُطِيبٍ، عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةٍ، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَوْمَ وُلِدَ، فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى" (فِي هَذَيْنِ الْإِسْنَادَيْنِ ضَعْفٌ) (شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۵۵، واللفظ لہ)

اس روایت کی سند میں محمد بن یونس کدی اور حسن بن عمرو ہیں، ان کو بھی محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔

۱ قال الطیبی ولعل مناسبة الآية بالأذان أن الأذان أيضا يطرد الشيطان لقوله إذا نودي للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التأذين وذكر الأذان والتسمية في باب العقيقة وارد على سبيل الاستطراد اه والأظهر أن حكمة الأذان في الأذن أنه يطرد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان دینا سنت ہے، اور فقہائے کرام کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے۔ ۱

مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ پیدائش کے بعد جلد از جلد بچے کے کان میں اذان دے دی جائے، تاکہ بچے کے کان میں اذان و اقامت کے کلمات پہلے واقع ہوں۔

اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو بعد میں دینا بھی درست ہے (کذا فی فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۴۵۶) ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وسمعة أول وهلة ذكر الله تعالى على وجه الدعاء إلى الإيمان والصلاة التي هي أم الأركان رواه الترمذی وأبو داود وقال الترمذی هذا حديث حسن صحيح (مراقبة، كتاب الاطعمة) (ويقام في اليسرى) والحكمة في ذلك أن الشيطان يخنسه حينئذ فشرع الأذان والإقامة لأنه يدبر عند سماعهما ولم يسلم منه إلا مريم وابنها كما في الأخبار (تحفة الحبيب في شرح الخطيب، ج ۵ ص ۲۶۰)

وحكمة الأذان في اليمين أن الأذان أفضل من الإقامة لكونه أكثر نفعاً، واليمين أشرف من اليسار فجعل الأشرف للأشرف (حاشية الجبرمي على الخطيب، كتاب الصلاة، سنن الصلاة) ۱ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ جَدَّتَانِ مَوْلِدِهِ بَعْدَهُ أَشْيَاءٌ: أَوْلَاهَا أَنْ يُؤْذَنَ فِي أُذُنَيْهِ حِينَ يُولَدُ، وَذَلِكَ بِأَنْ يُؤْذَنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَيُقِيمَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى (شعب الإيمان للبيهقي، السُّنُونُ مِنْ شَعْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ)

(و) يسن أن يؤذن في أذنه اليمنى (ثم يقام في اليسرى) حين يولد (للخبر الحسن) (أنه ﷺ) أذن في أذن الحسين حين ولد) وحكمته أن الشيطان يخنسه حينئذ فشرع الأذان والإقامة لأنه يدبر عند سماعهما وروى ابن السني خبر (من ولد له مولود فأذن في أذنه اليمنى وأقام الصلاة في أذنه اليسرى لم تضره أم الصبيان) وهي التابعة من الجن وقيل مرض يلحقهم في الصغر ويسن أن يقرأ في أذنه اليمنى فيما يظهر: (وإني أعيدها بك وذريتها من الشيطان الرجيم) ويزيد في الذكر التسمية وورد (أنه ﷺ) قرأ في أذن مولود الإخلاص (فيسن ذلك أيضاً تحفة المحتاج في شرح المنهاج، فصل في العقيقة)

قال جماعة من أصحابنا: يستحب أن يؤذن في أذنه اليمنى ويقام الصلاة في أذنه اليسرى (الاذكار النووية، باب الأذان في أذن المولود)

روى أن عمر بن عبد العزيز كان يؤذن في اليمنى ويقام في اليسرى إذا ولد الصبي (شرح السنة للإمام البغوي، ج ۱ ص ۲۷۳، باب الأذان في أذن المولود)

۲ آج کل بعض اوقات بچے کے کزور یا طبیعت کے ناساز ہونے کے باعث پیدائش کے فوراً بعد انتہائی نگہداشت کی مشینوں وغیرہ میں رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان کا موقع میسر نہیں آتا۔ ایسی مجبوری میں بچے کے کان میں بعد میں اذان دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ.....: احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کی چیٹھ سے محفوظ رہنے کے لئے جس دعا کو ذکر کیا گیا ہے، مستحب یہ ہے کہ بچے کے کان میں وہ دعا بھی پڑھ لی جائے۔ اور وہ دعا یہ ہے:

إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۱

مسئلہ.....: حدیث میں نماز کی اذان کا ذکر ہے، اس لئے بچے کے کان میں نماز والی اذان اور نماز والی اقامت کہنی چاہئے۔

البتہ اس اذان میں ”الصلوة خیر من النوم“ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ صرف فجر کی اذان میں سنت ہے، اور اگر کوئی یہ الفاظ کہہ دے، تو بھی گناہ نہیں۔ ۲
مسئلہ.....: اگر کوئی دونوں کانوں میں اذان دے دے، یا دائیں کان میں اقامت اور بائیں کان میں اذان کہہ دے۔

تب بھی گناہ نہیں، کیونکہ اذان و اقامت کے کلمات میں کوئی معتد بہ فرق نہیں۔

مسئلہ.....: نماز کی اذان میں ”حی علی الصلوة“ کہتے ہوئے دائیں طرف، اور ”حی علی الفلاح“ کہتے ہوئے بائیں طرف متوجہ ہونا سنت ہے۔

اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھی ”حی علی الصلوة“ کہتے ہوئے دائیں طرف، اور ”حی علی الفلاح“ کہتے ہوئے بائیں طرف متوجہ ہونا

۱ قال السنوی فی الروضة ويستحب أن يقول في أذنه إني أعوذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم (مراقبة، كتاب الاطعمة)

۲ حدیث میں اذان صلاہ کا ذکر ہے، جس سے مطلق اذان مراد ہوگی، جبکہ فجر کی اذان خاص ہے۔ والمعنى أذن بمثل أذان الصلاة وهذا يدل على سنية الأذان في إذن المولود (مراقبة، كتاب الاطعمة)

ما نصه: قال المحقق أبو زرعة: إنما يكون، أي إدباره من أذان شرعي مجتمع الشروط واقع بمحلله أريد به الإعلام بالصلاة فلا أثر لمجرد صورته اهـ. أقول: ويمكن حمل ما قاله أبو زرعة على ما فهم من الحديث من أنه يدبر وله ضراط حتى لا يسمع صوته، وهو لا ينافي أنه إذا سمع الأذان على غير تلك الهيئة يدبر فيكفي شره وإن لم يكن إدباره بتلك الصفة (نهاية المحتاج الى شرح المنهاج، فصل في بيان الاذان والاقامة)

سنت ہے۔ ۱

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز والی اذان میں دائیں بائیں متوجہ ہونے کا مقصد دائیں بائیں طرف کے لوگوں تک آواز پہنچانا ہوتا ہے۔

مگر بچے کے کان میں اذان دینے کا مقصد دائیں بائیں کے لوگوں کو آواز پہنچانا نہیں ہے، بلکہ صرف بچے کے کان میں آواز پہنچانا کافی ہے۔

اس لئے بچے کے کان میں اذان دیتے وقت دائیں بائیں متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ۲
بہر حال بچے کے کان میں اذان دیتے وقت ”حی علی الصلاة“ اور ”حی علی الفلاح“ کہتے وقت

۱ (ویلنتف فیہ) وکذا فیہا مطلقا ، وقیل إن المحل متسعا (یمینا ویسارا) فقط ؛
لئلا یتدبر القبلة (بصلاة وفلاح) ولو وحده أو لمولود ؛ لأنه سنة الأذان مطلقا
(در مختار)

وفی الشامیة : (قوله مطلقا) للمنفرد وغیره والمولود وغیره ط . (رد المحتار ، باب
الاذان)

قال السندي رحمه الله تعالى: فيرفع المولود عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن
في اذنه اليميني ويقيم في اليسرى ويلتفت فيهما بالصلاة لجهة اليمين وبالفلاح لجهة
اليسار (التحرير المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۵)

وما كان دعاء للناس يحول وجهه يمينا وشمالا، ليتم سماع جميع الناس ذلك، ومن
الناس من يقول إذا كان يصلي وحده لا يحول وجهه؛ لأنه لا حاجة إلى الإعلام، وهو
قول شمس الأئمة الحلواني .

والصحيح: أنه يحول على كل حال؛ لأنه صار سنة الأذان، فيؤتى به على كل حال، قال
حتى قالوا في الذي يؤذن لمولود: ينبغي أن يحول وجهه يمينا ويسرة عند هاتين
الكلمتين (المحيط البرهاني ، باب نوع آخر في بيان ما يفعل فيه أي الاذان)

۲ وما ذكره بعض الفقهاء من تحويل الوجه في هذا الاذان يمينا وشمالا لم اجد له
اصلا ولا يصح قياسه على التحويل في الاذان للصلاة لانه للاعلام ولا حاجة الى مثل هذا
الاعلام هاهنا كما لا يخفى (حاشية اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۲۳)

وأما الأذان في أذن المولود فيحتمل أنه لا يطلب فيه رفع الصوت ولا الالتفات المذكور
لعدم فائدته قاله الشيخ ، ووافق على ذلك شيخنا البلقيني

وقوله: ولا يبعد الالتفات أشار إلى تصحيحه وقوله إنه لا يطلب أشار إلى تصحيحه اهـ
(حاشية البجيرمي على الخطيب ، كتاب الصلاة ، سنن الصلاة)

أما الأذان في أذن المولود فلا يطلب فيه رفع ولا التفات لعدم فائدته (اعانة
الطالبين ، فصل في الاذان والاقامة)

دائیں بائیں طرف متوجہ ہونے میں بھی حرج نہیں، اور اگر کوئی متوجہ نہ ہو، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔
مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان دیتے وقت زیادہ اونچی آواز کرنے اور اذان دینے والے کا منہ بچے کے کان کے بہت زیادہ قریب کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اتنی آواز اور اتنا قرب کافی ہے، جس سے بچے کے کان میں صحیح طریقہ سے آواز پہنچ جائے، اور اس کو تکلیف بھی نہ ہو (کذافی امداد الاحکام ج ۱ ص ۴۱۷) ۱۔

مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان دیتے وقت اذان دینے والے کا اپنے کانوں میں انگلیاں کرنا ضروری نہیں، کیونکہ کانوں میں انگلیاں کرنے کا مقصود آواز کو بلند کرنا ہے، جس کی یہاں ضرورت نہیں۔

البتہ اگر سنت کی اتباع میں کانوں میں انگلیاں رکھ کر اذان دی جائے، تو بہتر ہے۔ ۲۔
مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان واقامت کہتے وقت سنت ہے کہ اذان واقامت کہنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور کھڑا ہو کر اذان دے، جیسا کہ نماز کی اذان میں بھی کھڑے ہونا، اور قبلہ کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔

۱۔ وأما الأذان في أذن المولود فيحتمل أنه لا يطلب فيه رفع الصوت ولا الالتفات المذكور لعدم فائدته قاله الشيخ، ووافق على ذلك شيخنا البلقيني وقوله: ولا يبعد الالتفات أشار إلى تصحيحه وقوله إنه لا يطلب أشار إلى تصحيحه اهـ (حاشية البجيرمي على الخطيب، كتاب الصلاة، سنن الصلاة)
 أما الأذان في أذن المولود فلا يطلب فيه رفع ولا التفات لعدم فائدته (اعانة الطالبين، فصل في الاذان والاقامة)
 ۲۔ والأفضل للمؤذن أن يجعل أصبعيه في أذنيه قال عليه السلام (لبلال) رضی اللہ عنہ: إذا أذنت فاجعل أصبعيك في أذنيك، فإنه أمدى وأرفع لصوتك، ولأن المقصود من الأذان الإعلام، وذلك برفع الصوت وجعل الإصبعين في الأذنين يزيد في رفع الصوت، وعن هذا قلنا الأولى أن يؤذن حيث يكون أسمع للجيران، وإن ترك ذلك لم يضره (المحيط البرهاني، باب نوع آخر في بيان ما يفعل فيه أي الاذان)
 (قوله: فأذانه إلخ) تفریع علی قوله ندبا. قال في البحر: والأمر أي في الحديث المذكور للندب بقريئة التعليل، فلذا لو لم يفعل كان حسنا. فإن قيل: ترك السنة فكيف يكون حسنا؟ قلنا: إن الأذان معه أحسن، فإذا تركه بقي الأذان حسنا كذا في الكافي اهـ فافهم (رد المحتار، باب الاذان)

تاہم اگر کوئی کسی عذر سے بیٹھ کر اذان دے، یا قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، تب بھی کوئی گناہ نہیں (کذافی امداد الاحکام ج ۱ ص ۴۱۷) ۱۔

مسئلہ.....: سنت یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان کوئی نیک صالح اور کلمات کی صحیح ادائیگی اور صحیح تلفظ کرنے والا مرد دے، تاکہ اذان کے صحیح کلمات اور اذان دینے والے کے نیک ہونے کے اثرات بچے پر بھی منتقل ہوں۔

اگر کوئی مرد میسر نہ ہو، تو عورت کا اذان دینا بھی کافی ہے، بشرطیکہ وہ حیض و نفاس کی حالت میں نہ ہو (کذافی فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۴۵۵، ۴۵۶) ۲۔

اور فاسق و فاجر کا اذان دینا مکروہ ہے۔ ۲

۱۔ المستحب للمؤذن أن يستقبل القبلة استقبالا، هكذا روى عن عبد الله بن زيد رضى الله عنه عن النازل من السماء، فلأن قوله حتى على الصلاة حتى على الفلاح دعاء إلى الصلاة، وخطاب للناس بالحضور، وما قبله وبعده ثناء على الله، فما كان ثناء يستقبل القبلة (المحيط البرهاني، باب نوع آخر في بيان ما يفعل فيه أي الاذان) قال السندي رحمه الله تعالى: فيرفع المولود عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن في أذنه اليمنى ويقوم في اليسرى (التحريير المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۵) ويكره الأذان قاعدا لأنه خلاف المتوارث (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

۲۔ ويستحب أن يكون المؤذن صالحا تقيا عالما بالسنة وأوقات الصلوات، مواظبا على ذلك، والله أعلم (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان) هل يشترط في أذان غير الصلاة الذكورة أيضا فيحرم على المرأة رفع الصوت به ويباح بدون رفع صوتها لكن لا تحصل السنة فيه نظر ولا يبعد الاشتراط سم عبارة شيخنا، والمعتمد اشتراط الذكورة في جميع ذلك كما هو مقتضى كلامهم خلافا لما وقع في حاشية الشوبري على المنهج من أنه لا يشترط في الأذان في أذن المولود الذكورة ويوافقه ما استظهره بعض المشايخ من أنه تحصل السنة بأذان القابلة في أذن المولود (هـ) تحفة المحتاج في شرح المنهاج، فصل في الاذان والاقامة (قول المتن وأن يؤذن) أي ولو من امرأة لأن هذا ليس من الأذان الذي هو من وظيفة الرجال بل المقصود به مجرد الذكر للتبرك (تحفة المحتاج في شرح المنهاج، فصل في العقيقة) وكره أبو حنيفة أن يكون المؤذن فاجرا (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

مسئلہ.....: اذان دینے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا ضروری ہے، اور بالغ ہونا ضروری نہیں۔
 لہذا نابالغ سمجھار بچے کا اذان دینا بھی درست ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ بالغ اذان دے۔ ۱
 مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینے والا با وضو ہو، اور اگر وضو کے بغیر اذان
 دے دی جائے، تو بھی گناہ نہیں ہے۔

البتہ اگر اذان دینے والا جنبی ہو، یعنی اس پر غسل واجب ہو (حیض و نفاس والی عورت بھی اس میں داخل
 ہے) تو اس کا اذان دینا مکروہ ہے، اور اگر کسی ایسے شخص نے اذان دے دی، تو اس کا لوٹانا بہتر ہے۔ ۲

۱ (و يجوز) بلا کراهة (اذان صبی مراهق و عبد) (درمختار)
 (قوله : صبی مراهق) المراد به العاقل وإن لم يراهق كما هو ظاهر البحر وغيره ، وقيل
 يكره لکنه خلاف ظاهر الرواية كما في الإمداد وغيره ، وعلى هذا يصح تقريره في
 وظيفة الأذان بحر (ردالمحتار، باب الاذان)
 يكره اذان الصبي الذي يعقل وإن كان جائزا حتى لا يعاد في ظاهر الرواية لحصول
 المقصود ، وأما الصبي الذي لا يعقل فلا يجوز ويعاد (منحة الخالق على هامش
 البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاذان)
 ويستحب إعادة اذان الجنب والصبي الذي لا يعقل والمجنون والسكران (الاختيار
 لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)
 ۱ (قوله : مندوب) فقد نص في اذان الهداية على استحباب الوضوء لذكر الله تعالى
 (ردالمحتار، كتاب الطهارة، سنن الغسل)
 (ويؤذن ويقيم على طهارة) لأنه ذكر ، فتستحب فيه الطهارة كالقرآن ، فإذا أذن على
 غير وضوء جاز لحصول المقصود ويكره وإن أذن وأقام على غير وضوء لا يعيد
 (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)
 اذان الجنب فمكروه رواية واحدة ؛ لأنه يصير داعيا إلى ما لا يجيب إليه وإقامته أولى
 بالكرهية (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاذان)
 ويستحب إعادة اذان الجنب (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)
 قال (وينبغي أن يؤذن ويقيم على طهر) ؛ لأن لهما شباها بالصلاة على ما سيأتي ، فإن
 أذن بغير وضوء جاز بلا كراهة في ظاهر الرواية ؛ لأنه ذكر فكان الوضوء فيه مستحبا
 كالقراءة إلا أنه ليس بصلاة على الحقيقة ، ولو كان صلاة على الحقيقة لم يجوز
 مع الحدث والجنابة فإذا كان مشبها بها كرهه مع الجنابة اعتبارا للشبه ولم يكرهه مع
 الحدث اعتبارا للحقيقة ولم يعكس ؛ لأننا لو اعتبرنا في الحدث جانب الشبه لزمنا
 اعتباره في الجنابة بطريق الأولى ؛ لأن الجنابة أغلظ الحدثين فكان يتعطل جانب
 الحقيقة (العناية شرح الهداية، باب الاذان)

مسئلہ.....: بچے کے کان میں دی جانے والی اذان و اقامت کا سننے والے کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ۱۔

مسئلہ.....: اذان کے کلمات کھینچ کھینچ کر اور ٹھہر ٹھہر کر، اور اقامت کے کلمات، اذان کے کلمات کے مقابلہ میں کھینچے بغیر جلدی جلدی ادا کرنا سنت ہے۔

البتہ نماز والی اذان اور اقامت کا سننے والے کو جواب دینے کی ضرورت ہے۔

اور نماز والی اذان کا مقصود اعلان ہے، اور بچے کے کان میں دی جانے والی اذان میں ان دونوں باتوں کی ضرورت نہیں۔

اس لئے بچے کے کان میں دی جانے والی اذان و اقامت کو نماز والی اذان و اقامت کی طرح زیادہ ٹھہر ٹھہر کر دینے کی ضرورت نہیں، بلکہ کچھ جلدی کلمات ادا کر دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ.....: بچے کے کان میں اذان دینے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بچے کو ولادت کے بعد غسل دے دیا گیا ہو۔

البتہ اگر بچے کے جسم پر کوئی نجاست و غلاظت موجود ہو، تو اس کو صاف کر دینا چاہئے۔

مسئلہ.....: اذان کے کلمات یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ	اللَّهُ أَكْبَرُ	اللَّهُ أَكْبَرُ	اللَّهُ أَكْبَرُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
اللَّهُ أَكْبَرُ	اللَّهُ أَكْبَرُ	اللَّهُ أَكْبَرُ	اللَّهُ أَكْبَرُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۱۔ ولا تسنن إجابة الأذان والإقامة في أذنى المولود (حاشية الجمل، باب الأذان والإقامة)

اور اقامت کے کلمات یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
 حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
 حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ
 اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

“

دوسرا باب

نومولود کی تحنیک کے فضائل و احکام

بچے کے کان میں اذان کے بعد نومولود کے لئے شریعت کی طرف سے دوسرا عمل تحنیک کی شکل میں مقرر کیا گیا ہے۔

اور تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ کسی نیک صالح آدمی کے منہ میں چبائی ہوئی اور نرم کی ہوئی کھجور وغیرہ کو بچے کے تالوپر لگا دیا جائے، تاکہ بچے کے پیٹ میں نیکی کے اثرات منتقل ہوں۔^۱ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبُرْكَاةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى (مسلم حدیث نمبر ۵۰۴۵، واللفظ له، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک

المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، نبی

۱ وَالشَّانِيَةُ أَنْ يُحَنَكَهُ بِتَمْرٍ (شعب الایمان للبيهقي، السُّنُونُ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

والحکم الثانی تحنیک المولود (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولد لمن یعق عنه وتحنیکه)

ثم رأیت المنهاج قید الاذان والاقامة بحین الولادة، ولم یقید التحنیک به، بل ذکره بعد القید المذكور، وعبارة مع التحفة: ویسن أن یؤذن فی أذنه الیمنی، ثم یقام فی الیسری حین یولد، وأن یحنکه بتمر. اهـ وهو یفید أن الاذان وما بعده مقدمان علی التحنیک (اعانة الطالبین ج ۲ ص ۳۸۵)

یحنکه بتمره أو حلاوة (احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۴۰۴)

قال أهل اللغة: التحنیک أن یمضغ التمر أو نحوه ثم یدلك به حنک الصغیر، وفيه لغتان مشهورتان حنکته وحنکته بالتخفیف والتشدید، والروایة هنا (شرح النووی علی مسلم، کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی بھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی، اور پھر بچہ مجھے دے دیا، اور یہ حضرت ابو موسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَبْرِكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۳، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، واللفظ له، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۸، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۹۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے، اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نومولود بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا تھا، اور آپ ﷺ ان کی تحنیک فرماتے تھے، اور برکت کی دعا فرماتے تھے، جس کو ہماری زبان میں مبارک باد دینا کہا جاتا ہے۔

مثلاً یہ الفاظ کہتے تھے کہ:

بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے مبارک فرمائیں

برکت کے معنی خیر کے حصول اور اس کی کثرت کے ہیں، لہذا اس قسم کے الفاظ سے دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خیر کے حصول اور خیر کی کثرت کا ذریعہ بنائیں۔ ۱

۱ یؤتی بالصبيان وكذا بالصبيات ففيه تغليب فيبرك عليه بتشديد الراء أى يدعو لهم بالبركة بأن يقول للمولود بارك الله عليك فى أساس البلاغة يقال بارك الله فيه وبارك له وبارك عليه وباركه وبارك على الطعام وبارك فيه إذا دعا له بالبركة قال الطيبي بارك عليه أبلغ فإن فيه تصوير صب البركان وإفاضتها من السماء كما قال تعالى لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض الأعراف ويحنكهم بتشديد النون أى

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوَاهُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَذْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری حدیث نمبر ۳۶۲۰، کتاب المناقب، باب ہجرت النبی ﷺ وأصحابه إلى المدينة)

ترجمہ: (مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ماہجرین) مسلمانوں میں سب سے پہلے پیدا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یمضغ التمر أو شيئاً حلوا ثم يدلک به حنکہ (مرقا، کتاب الصيد والذبايح، باب العقیقة)

(كان يؤتى بالصبيان فيبرک عليهم) أى يدعو لهم بالبركة ويقرأ عليهم الدعاء بالبركة ذكره القاضى. وقيل يقول بارک الله عليكم (ويحنکهم) بنحو تمر من تمر المدينة المشهود له بالبركة ومزيد الفضل (ويدعو لهم) بالإمداد والإسعاد والهداية إلى طرق الرشاد. وقال الزمخشري: بارک الله فيه وبارک له وعليه وبارکه وبرک على الطعام وبرک فيه إذا دعا له بالبركة. قال الطيبي: وبارک عليه أبلغ فإن فيه تصويب البركات وإفاضتها من السماء، وفيه ندب التحنيك وكون المحنك ممن يتبرک به (فيض القدير للمناوى، تحت حدیث رقم ۶۹۲۹)

قوله: (فيبرک عليهم) أى يدعو لهم ويمسح عليهم، وأصل البركة: ثبوت الخير وكثرته. وقولها: (فيحنکهم) قال أهل اللغة: التحنيك أن يمسغ التمر أو نحوه ثم يدلک به حنک الصغیر، وفيه لغتان مشهورتان حنكته وحنكته بالتخفيف والتشديد، والرواية هنا (فيحنکهم) بالتشديد وهي أشهر اللغتين. وقولها: (فبال فى حجره) يقال بفتح الحاء وكسرهما لغتان مشهورتان. وقولها: (بصبى يرضع) هو بفتح الياء أى رضيع وهو الذى لم يفطم (شرح النووى على مسلم، كتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

ومعنى: (يُبرک عليهم): أى يدعوا لهم بذلك، وخصنهم بذلك لما فيها من معنى النماء والزيادة فى جسمه وعقله وفهمه ونباته لكون الطفل فى مبادئ ذلك (اکمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

وقوله: كان يؤتى بالصبيان فيبرک عليهم ويحنکهم: يبرک عليهم: يدعو لهم بالبركة، ويحنکهم: يمسغ التمر، ثم يدلکه بحنک الصبى. وكل ذلك تبرک بالنبي ﷺ (المفهم لما اشکل فيه كتاب مسلم للقرطبي، كتاب الطهارة، باب نضح بول الرضيع)

ہونے والے بچے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے، جن کو ان کے اہل خانہ نبی ﷺ کے پاس لائے، نبی ﷺ نے ایک کھجور لی، اور اس کو چبایا، پھر عبداللہ بن زبیر کے منہ میں ڈالا، پس ان کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز جو داخل ہوئی، وہ (کھجور کے ساتھ لگا ہوا) نبی ﷺ کا تھوک مبارک تھا (ترجمہ ختم)

تحنیک کے ذریعہ سے نیک صالح انسان کے لعاب و ہن کی برکات بچے کے پیٹ میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور سنن البیہقی کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمْ تَرْضِعْهُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَحَنَكَهُ وَدَعَا لَهُ
وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ (سنن البیہقی حدیث
نمبر ۱۲۵۰۷، کتاب اللقطة، باب ذکر بعض من صار مسلماً بإسلام أبويه أو أحدهما
من أولاد الصحابة رضی اللہ عنہم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ نے ان کو دودھ نہیں پلایا، یہاں تک کہ ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اور نبی ﷺ نے ان کی تحنیک فرمائی، اور ان کے لئے دعا کی، اور یہ اسلام میں مدینہ منورہ میں حاضری کے بعد (مہاجرین کا) سب سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ تھا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ تحنیک میں افضل یہ ہے کہ اس سے بچے کی غذا کا آغاز کیا جائے۔ ۱

۱ وقوله " :ويحكنهم ليكون أول ما يدخل أجوافهم ما أدخله النبي (ﷺ) لا سيما بما مزجه به من ريقه وتفله في فيه (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضي عياض، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)
وقال الطيبى الفاء جزاء شرط محذوف تعنى أنا هاجرت من مكة وكانت أول امرأة هاجرت حاملا ووضعت بقاء فكان أى عبد الله أول مولود أى من المهاجرين ولد فى الإسلام أى بعد الهجرة إلى المدينة قال النووى يعنى أول من ولد فى الإسلام بالمدينة بعد الهجرة من أولاد المهاجرين وإلا فالنعمان بن بشير الأنصارى ولد فى الإسلام بالمدينة قبله بعد الهجرة وفيه مناقب كثيرة لعبد الله بن الزبير منها أن النبى مسح عليه وبارك عليه ودعا له وأول شىء دخل جوفه ريقه عليه السلام (مرقاة، كتاب الصيد والذبايح، باب العقيقة)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ غُلَامًا ، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ : أَحْمِلُهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَعَثَ مَعَهُ بَتَمْرَاتٍ ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَعَهُ شَيْءٌ ؟ قَالُوا : نَعَمْ ، تَمْرَاتٌ ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَعَهَا ، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهُ فِي فِي الصَّبِيِّ ، ثُمَّ حَنَّكَ بِهِ ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۳۹۴، کتاب الطب، باب فی التمر یحنک به المولود،

واللفظ له، بخاری حدیث نمبر ۵۰۴۸)

ترجمہ: حضرت ام سلیم کے بیٹا پیدا ہوا، تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اس بچے کو نبی ﷺ کے پاس لے آئے، اور چند کھجوریں بھی ساتھ لائے، نبی ﷺ نے اس بچے کو لیا، اور فرمایا کہ کیا ساتھ میں کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں، تو کھجوروں کو نبی ﷺ نے لے لیا، اور لے کر اپنے دانتوں سے چبایا، اور ان میں اپنا لعاب مبارک شامل کیا، پھر اس کے بعد بچے کے منہ میں دے دیا، اور اس طرح سے اس بچے کی تحنیک فرمائی، اور اس کا نام عبداللہ رکھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ : أَحْمِلُهُ فِي خِرْقَةٍ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَحْمِلْ مَعَكَ تَمْرَ عَجْوَةٍ . قَالَ : فَحَمَلْتُهُ فِي خِرْقَةٍ . قَالَ : وَلَمْ يُحَنَّكَ ، وَلَمْ يَذُقْ طَعَامًا وَلَا شَيْئًا ، قَالَ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَلَدَتْ أُمَّ سُلَيْمٍ ، قَالَ : "اللَّهُ أَكْبَرُ مَا وَلَدَتْ ؟" قُلْتُ : غُلَامًا ، قَالَ : "الْحَمْدُ لِلَّهِ" ، فَقَالَ : "هَاتِبِهِ إِلَيَّ" فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ ، فَحَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ لَهُ " مَعَكَ تَمْرٌ عَجْوَةٍ ؟ " قُلْتُ : نَعَمْ ،

فَأَخْرَجْتُ تَمْرًا ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً وَأَلْقَاهَا فِي فِيهِ ، فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْوُكُهَا حَتَّى اخْتَلَطَتْ بِرَبِيقِهِ ، ثُمَّ دَفَعَ الصَّبِيَّ . فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ وَجَدَ الصَّبِيَّ حَلَاوَةَ التَّمْرِ جَعَلَ يَمُصُّ حَلَاوَةَ التَّمْرِ وَرَبِيقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَكَانَ أَوَّلُ مَا تَفْتَحَتْ أَمْعَاءُ ذَلِكَ الصَّبِيِّ عَلَى رَبِيقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ " ، فَسَمَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ (مسند احمد حديث نمبر ۱۲۸۶۵ ، واللفظ له ، سنن البيهقي حديث نمبر ۷۳۸۱ ، مسند الطيالسي ۲۱۵۶)

ترجمہ: مجھے ابو طلحہ نے فرمایا کہ اس بچے کو کپڑے میں اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، اور اپنے ساتھ بجوہ کھجور بھی لے جاؤ، تو حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں اس بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لے گیا، اور اس وقت تک ان کے تا لو کو کوئی چیز نہیں لگائی گئی تھی، اور نہ اس بچے نے کوئی کھانا پینا چکھا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ام سلمہ کے ولادت ہوئی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! کس کی ولادت ہوئی ہے؟ تو میں نے کہا کہ بیٹی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچے کو رسول اللہ ﷺ کو دے دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحنیک فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس بجوہ کھجور ہے؟ تو میں نے کہا کہ جی ہاں، میں نے کھجور نکالی، جسے رسول اللہ ﷺ نے لیا، اور اپنے منہ میں رکھا، اور اس کو چباتے رہے، یہاں تک کہ اس کھجور میں آپ کا لعاب دہن شامل ہو گیا، پھر وہ بچے کے منہ میں دی، اور اس بچے نے کھجور کی مٹھاس کو محسوس کیا، اور وہ کھجور کی مٹھاس اور رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن کو چوسنے لگا، پس اس بچے کی آنتیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن پر کھلیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھجور انصار کو

محبوب ہے (اور یہ انصار کا بیٹا ہے) اور اس بچے کا نام عبداللہ بن ابی طلحہ رکھا (ترجمہ ختم) اور مسند بزرگی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْهَبْ يَا أَنَسُ إِلَى أُمِّكَ ، فَقُلْ لَهَا : إِذَا قَطَعْتَ سِرَارَ ابْنِكَ ، فَلَا تُدَيِّقِيهِ شَيْئًا حَتَّى تُرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ ، قَالَ : فَوَضَعْتُهُ عَلَى ذِرَاعِي ، حَتَّى آتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ : ائْتِنِي بِثَلَاثِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ ، قَالَ : فَجِئْتُهُ بِهِنَّ ، فَقَذَفَ نَوَاهُنَّ ، ثُمَّ قَذَفَهُ فِي فِيهِ ، فَلَاكَهُ ، ثُمَّ فَتَحَ فَالْغُلَامَ ، فَجَعَلَهُ فِي فِيهِ ، فَجَعَلَ يَنْلَمُّهُ ، فَقَالَ أَنْصَارِيُّ يُحِبُّ التَّمْرَ ، فَقَالَ : إِذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ ، فَقُلْ : بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا (مسند البزار حديث نمبر ۷۳۱۰) ۱

ترجمہ: پس اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے انس اپنی والدہ (ام سلیم) کے پاس جاؤ، اور ان سے کہو کہ جب آپ اپنے بیٹے کی نال کاٹیں، تو اس کو کوئی چیز نہ چکھائیں، یہاں تک کہ اس کو میری طرف بھیج دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم نے اس بچے کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دے دیا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے تین عجوہ کھجوریں دے دو، حضرت انس نے تین عجوہ کھجوریں دے دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی گٹھلیوں کو نکالا، پھر اپنے منہ میں رکھا، اور ان کو خوب چبایا،

۱۔ قال الهیثمی:

رواه البزار ورجاله رجال الصحيح غير أحمد بن منصور الرمادى وهو ثقة وفي رواية للبزار أيضا قالت له أتزوجك وأنت تعبد خشية يجرها عبدى فلان قلت فذكر الحديث ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۱)

پھر بچے کا منہ کھولا، اور اس کے منہ میں دے دیا، وہ بچہ کھجوروں کو چوسنے لگا۔
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ انصاری (بچہ) ہے، جو کھجور کو پسند کرتا ہے، پھر فرمایا
کہ اپنی والدہ کی طرف جاؤ، اور ان سے کہو:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرمانبردار اور متقی بنا لیں

(ترجمہ ختم)

ضروری نہیں کہ آپ ﷺ نے وہ تینوں کھجوریں چبا کر ایک ہی وقت میں بچے کے منہ میں دے دی
ہوں، بلکہ ممکن ہے کہ اس میں سے کچھ مقدار دی ہو، اور باقی بعد میں دی گئی ہوں۔
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے بعد نیک لوگوں کے ذریعہ سے بچے کی تحنیک
کرانی چاہئے۔

تاکہ بچے کے پیٹ میں نیک لوگوں کی تحنیک سے غذا کا آغاز ہو، اور وہ بچے کے لئے ایمان اور
نیک عمل کی بنیاد بنے۔ ا

مسئلہ.....: احادیث سے معلوم ہوا کہ تحنیک کا عمل سنت اور بچے کے لئے بہت بابرکت عمل

۱۔ و قوله: (كان يؤتى) بالصبيان فيبرك عليهم ويحنكهم) : فيه التبرك
بأهل الفضل ، والتماس دعائهم ، والافتداء بهذا الأدب والسيره ميق؟ حمل المولودين
إلى الفضلاء عند ولادتهم وعرضهم عليهم ليدعوا لهم (اكمال المعلم شرح صحيح
مسلم للقاضي عياض، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)
والحكمة فيه أنه يتفاءل له بالإيمان لأن التمر ثمرة الشجرة التي شبهها رسول الله
بالمؤمن وبحلوانه أيضا ولا سيما إذا كان المحنك من أهل الفضل والعلماء
والصالحين لأنه يصل إلى جوف المولود من ريقهم ألا ترى أن رسول الله لما حنك
عبد الله بن الزبير حاز من الفضائل والكمالات ما لا يوصف وكان قارئا للقرآن عفيفا
فى الإسلام وكذلك عبد الله بن أبي طلحة كان من أهل العلم والفضل والتقدم فى
الخير ببركة ريقه المبارك (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب العقيدة، باب
تسمية المولود غداة يولد لمن يعق عنه وتحنيكه)

والتحنك بالتمر تهاؤل بالإيمان، لأنها ثمرة الشجرة التي شبهها رسول الله ﷺ -
بالمؤمن ولحلوانها أيضا (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الصبر)

ہے، لہذا بچے کے سر پرستوں کو چاہئے کہ بچے کو پیدائش کے بعد کسی نیک شخص کی خدمت میں لے جا کر تحنیک کرائیں، اور ان سے برکت کی دعا حاصل کریں۔ ۱

مسئلہ.....: تحنیک کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کو ولادت کے بعد احتیاط کے ساتھ کسی نیک صالح بزرگ کی خدمت میں لے جایا جائے، اور ساتھ میں کھجور وغیرہ لے جائی جائے۔

اور وہ بزرگ کھجور کو اپنے منہ میں رکھ کر خوب چبائیں، اور نرم کریں، پھر اس کے بعد کھجور کا کچھ حصہ اپنے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر لے کر بچے کا منہ کھول کر اس کے تالو میں لگا دیں۔ ۲

۱۔ وفي هذا الحديث فوائد منها تحنیک المولود عند ولادته ، وهو سنة بالإجماع كما سبق (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود الخ)

أما أحكام الباب :ففيه :استحباب تحنیک المولود .وفيه :التبرک بأهل الصلاح والفضل .وفيه :استحباب حمل الأطفال إلى أهل الفضل للتبرک بهم ، وسواء فی هذا الاستحباب المولود فی حال ولادته وبعدها .وفيه :السند إلى حسن المعاشرة واللين والتواضع والرفق بالصغار وغيرهم (شرح النووی علی مسلم، کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

وتحنیکهم بالتمر كان سنة معروفة معمولاً بها ، فلا ينبغي أن يعدل عن ذلك اقتداءً بالنبي ﷺ واغتناماً لبركة الصالحين ، ودعائهم .والحنیک هنا :جعل مضغ التمر فی حنك الصبي (اکمال المعلم لما اشکل فيه من تلخیص کتاب مسلم، کتاب الادب، ومن باب تسمية الصغير وتحنیکه والدعاء له)

وفيه ندب التحنیک وكون المحنك ممن يتبرک به (فيض القدير للمناوی ، تحت حديث رقم ۶۹۲۹)

ويؤخذ منه التبرک بأهل الفضل ، واغتنام أدعيتهم للصبيان عند ولادتهم (المفهم لما اشکل فيه من تلخیص کتاب مسلم للقرطبي، کتاب الطهارة، باب نضح بول الرضيع)

۲۔ اتفق العلماء علی استحباب تحنیک المولود عند ولادته بتمر ، فإن تعذر فما فی معناه وقريب منه من الحلو ، فيمضغ المحنك التمر حتى تصير مائعة بحيث تتبلع ، ثم يفتح فم المولود ، ويضعها فيه ليدخل شيء منها جوفه (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه الخ)

قوله ليحنكه من التحنیک وهو أن يمضغ التمرة ويجعلها فی فم الصبي ويحنك بها فی حنكه بسبابتها حتى يتحلل فی حنكه والحنك أعلى داخل الفم (عمدة القاری شرح

﴿بقية حاشية لگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: تحنیک کے بعد ان بزرگ کو چاہئے کہ بچے کے والدین اور سرپرستوں کو مخاطب کر کے مبارک باد کے دعائیہ کلمات کہیں، مثلاً یہ کہیں:

بَارَكَ اللهُ لَكُمْ فِيهِ ، وَجَعَلَهُ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرمانبردار اور متقی بنا لیں اور مبارک بادی کے یہ الفاظ بھی بعض اسلاف سے منقول ہیں:

جَعَلَهُ اللهُ مُبَارَكًا عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس بچے کو اللہ تعالیٰ آپ پر اور امت محمد ﷺ پر مبارک فرمائیں

اور اس سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ کہنا بھی درست ہے۔ ۱

مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ تحنیک کھجور سے کی جائے، اور اس میں بھی عجوہ کھجور ہو، تو زیادہ بہتر ہے۔ ۲

اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو چھوڑے یا کسی بھی دوسری میٹھی چیز سے تحنیک کر دی جائے، اور میٹھی چیز میں شہد کا ہونا بہتر ہے، اور یہ بھی میسر نہ ہو تو کسی دوسری ایسی میٹھی چیز سے تحنیک کر دی جائے، جو

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

صحیح البخاری، باب وسم الإمام إبل الصدقة ببده

قوله فحنكه التحنیک إدخال الإصبع في فم الصغير عند ولادته والحنك باطن أعلى الفم قوله لأحنكنك أى لأستأصلن يقال أحنكتك فلان ما عند فلان من علم أى استقصاه (فتح الباری لابن حجر، كتاب الاعتصام، الفصل الخامس فى سياق ما فى الكتاب من الألفاظ الغریبة على ترتیب الحروف مشروحا، فصل ح ق)

۱ وفى النهاية الحجر بالفتح والكسر الثوب ثم دعا بتمرة فمضغها ثم نفل أى وضع وألقى ذلك التمر المختلط بريقه فى فيه أى فى فمه ثم حنكه بتشديد النون أى ذلك به حنكه ثم دعا له وبرك علیه بتشديد الراء أى قال بارک الله علیك والعطف یحتمل التفسیر والتخصیص فكان وفى نسخة صحیحة بالواو (مراقبة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقیقة)

۲ اور اگر تین کھجوریں ہوں، تو زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی تین کھجوروں سے تحنیک فرمائی تھی۔ البتہ تینوں کھجوریں ایک ساتھ بچے کو فراہم کرنا ضروری نہیں، بلکہ کچھ مقدار پہلے اور کچھ بعد میں فراہم کی جاسکتی ہے۔ محمد رضوان

آگ پر نہ پکی ہو، مثلاً کسی پھل، کیلے وغیرہ سے۔ ۱
 مسئلہ.....: اگر بچے کی ولادت کے وقت کوئی نیک صالح بزرگ موجود ہوں، تو انہی سے تحنیک کرائی جائے، اور اگر وہاں موجود نہ ہوں، تو مناسب یہی ہے کہ تحنیک کے لئے بچے کو کسی نیک صالح بزرگ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا جائے، اور بزرگوں کو بچے کے پاس آنے کی زحمت نہ دی جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو تحنیک کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ۲

۱۔ و یحسبکم بتشدید النون ای یمضغ التمر أو شیئا حلوا ثم یدلک به حنکھ (مرقاۃ، کتاب الصيد والذباح، باب العقیقۃ)
 يُحْنَكُهُ بِتَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَحْلُو بِشِبْهِهِ (شعب الایمان للبیہقی، السُّتُونُ مِنْ شُعْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ)
 السنۃ ان یحسبک المولود عند ولادته بتمر بان یمضغه انسان ویدلک به حنک المولود ویفتح فاه حتی ینزل إلی جوفه شیئ منه قال أصحابنا فان لم یکن تمر فبشیئ آخر حلو (المجموع شرح المہذب ج ۸ ص ۴۴۳)
 ومنها التبرک بآثار الصالحین، وریقہم، وکل شیء منهم. ومنها کون التحنیک بتمر، وهو مستحب، ولو حنک بغيره حصل التحنیک، ولكن التمر أفضل (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود الخ)
 والأولی فیہ التمر فإن لم یتیسر فالرطب وإلا فشیء حلو وعسل النحل أولى من غیره ثم ما لم تمسه النار (عمدة القاری، کتاب العقیقۃ، باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن یعق عنه وتحنیکه) واولاه التمر فإن لم یتیسر تمر فرطب وإلا فشیء حلو وعسل النحل أولى من غیره ثم ما لم تمسه نار کما فی نظیرہ مما یفطر الصائم علیہ (فتح الباری لابن حجر، باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن لم یعق عنه)
 (وقوله: بتمر) فی معناه الرطب. قال فی النہایۃ: والوجه تقدیم الرطب علی التمر نظیر ما مر فی الصوم. اھ. ومثله فی التحفۃ. (وقوله: فحلوا) ای فإن لم یوجد تمر فحلوا لم یمسه النار ای کزیب (اعانة الطالبین ج ۲ ص ۳۸۵)
 ۲۔ وفيہ استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلی صالح یحسبک (عمدة القاری، کتاب العقیقۃ، باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن یعق عنه وتحنیکه)
 ویستحب أن یكون المحسب من الصالحین وممن یتبرک به رجلا کان أو امرأ، فإن لم یکن حاضرا عند المولود حمل إلیہ (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلی صالح یحسبک الخ)
 وفيہ تحنیک المولود وأنه یحمل إلی صالح لیحسبک (شرح النووی علی مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة الانصاری)

البتہ اگر بچے کو لے جانے میں کوئی عذر ہو، تو کسی بزرگ کو بچے کے پاس بلا کر بھی تحنیک کرائی جاسکتی ہے، لیکن بزرگوں کی راحت و آرام کا خیال بہر حال ضروری ہے۔ اور اگر یہ صورت بھی مشکل ہو، تو آخری درجہ میں کسی بزرگ سے کھجور وغیرہ کو منہ میں چبوا کر، بچے کے پاس لے آئیں، اور بچے کا والد یا والدہ یا کوئی اور اس کو اپنی شہادت کی انگلی سے بچے کے تالو میں لگا دیں۔

مسئلہ.....: تحنیک کے لئے اگر کوئی نیک صالح مرد میسر نہ ہو، تو کسی نیک صالح عورت سے تحنیک کرائی جائے۔ اگر بچے کا والد نیک صالح ہو، تو وہ خود تحنیک کر دے۔ ۱
مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد جلد از جلد تحنیک کرائی جائے، اور تحنیک ہی سے بچے کی غذا کا آغاز کرایا جائے۔ ۲

لیکن اگر کسی عذر سے ایسا نہ ہو سکے، تو کچھ بعد میں بھی تحنیک کرا لینا درست ہے۔ ۳

۱۔ وَيَنْبَغِي أَنْ يَتَوَلَّى ذَلِكَ مِنْهُ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَبَرَكَتُهُ (شعب الایمان، السُّنُونُ مِنْ شُعْبِ الْإِيمَانِ) وفيه نَدْبُ التَّحْنِيكِ وَكُونِ الْمَحْنَكِ مِمَّنْ يَتَبَرَّكُ بِهِ (فيض القدير، تحت حديث رقم ۶۹۲۹) ومنها أَنْ يَحْنَكَهُ صَالِحٌ مِنْ رَجُلٍ أَوْ امْرَأَةٍ (النووي كتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود الخ) وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَحْنَكُ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَجُلًا فَامْرَأَةً صَالِحَةً (المجموع شرح المذهب ج ۸ ص ۴۴۳)

(قولہ: رَجُلًا، فَامْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ) أَفَادَ سَنَ كَوْنِ الْمَحْنَكِ لَهُ رَجُلًا، فَإِنْ لَمْ يَوْجَدْ فَامْرَأَةً. وَأَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالصَّالِحِ. وَعِبَارَةٌ شَرْحِ الرُّوْضِ: قَالَ فِي الْمَجْمُوعِ: وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَحْنَكُ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَجُلًا فَامْرَأَةً صَالِحَةً. اهـ. (اعانة الطالبین ج ۲ ص ۳۸۵)

۲۔ ملحوظ رہے کہ آج کل بہت سے ڈاکٹر بچے کو سب سے پہلے غذاء ماں کا دودھ ہونے پر زور دیتے ہیں، اور ابتداء میں تحنیک سے منع کرتے ہیں، جبکہ بعض ڈاکٹر کسی دوسرے کے تھوک کے بچے کے پیٹ میں جانے کو طبی اعتبار سے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں شرعی احکام سے ناواقفیت اور شرعی احکام کی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے ہیں، ورنہ تھوڑی مقدار میں کھجور جیسی لطیف غذاء طبی اعتبار سے نقصان دہ نہیں، بلکہ مفید ہے، بالخصوص جبکہ وہ صاف ستھری اور باریک کی ہوئی ہو، اور تالو پر لگا دی جائے، تاکہ دیکھتے ہی پیٹ میں نہ پھنچے، نیز کسی بزرگ کے لعاب دہن کا سنت کے مطابق کسی بچے کے پیٹ میں پہنچنا ہرگز نقصان دہ نہیں، شرعی حکم کا درجہ ان طبی تحقیقات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے، جو بدلتی رہتی ہیں۔

۳۔ وفيه استحباب تحنیک المولود وحمله إلى أهل الصلاح ليكون أول ما يدخل جوفه ريق الصالحين (عمدة القاری، کتاب الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم فی الصورة) وقوله: "ويحَنَكُهُمْ لِيَكُونَ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ أَجْوَاهُمْ مَا أَدْخَلَهُ النَّبِيُّ (ﷺ) لَا سِيَّمَا بِمَا مَزَجَهُ بِهِ مِنْ رَيْقِهِ وَتَفْلِهِ فِي فِيهِ (أَكْمَالُ الْمَعْلَمِ، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله) وفيه: استحباب حمل الأطفال إلى أهل الفضل للتبرك بهم، وسواء في هذا الاستحباب المولود في حال ولادته وبعدها (شرح النووي كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

تیسرا باب

تَوَمُوْلُوْد كِے نَام كِے فِضَائِلِ وَاِحْكَام

نو مولود سے متعلق تیسرا عمل یہ ہے کہ اس کا اسلامی طریقہ پر نام رکھا جائے۔ ۱
نام سے متعلق تفصیلی فضائل و احکام ہم نے اپنی ایک مستقل تالیف ”اسلامی نام“ میں ذکر کر دیئے
ہیں، یہاں صرف ضروری درجے کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔
اگر تفصیل مطلوب ہو، تو ہماری مذکورہ تالیف کی طرف رجوع کیا جائے۔ ۲

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِنْكُمْ تُدْعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ (ابوداؤد حدیث
نمبر ۴۹۵۰، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶۹۳،
سنن دارمی حدیث نمبر ۲۷۵۰، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۶۵، مسند
عبد بن حمید حدیث نمبر ۲۱۵) ۳

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے

۱۔ عقیدہ کا جانور نزع کرتے وقت جس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، اس میں بچے کے نام کا بھی ذکر ہے۔
اس کا تقاضا یہ ہے کہ بچے کا نام عقیدہ سے پہلے رکھ دینا افضل ہے، اور اسی وجہ سے ہم نے نام کے موضوع کو عقیدہ سے پہلے
ذکر کیا ہے۔

ينبغي أن تكون التسمية قبل العق. وعليه: فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق (إعانة
الطالبين، البكري الدمياطي ج ۲ ص ۳۸۴)

۲۔ یہ تالیف اس کتاب کے ساتھ بھی دوسرے حصے میں شامل اشاعت ہے۔

۳۔ قال ابن حجر:

ورجاله ثقات إلا أن في سنده انقطاعا بين عبد الله بن أبي زكريا راويه عن أبي الدرداء
وأبي الدرداء فإنه لم يدره (فتح الباری باب كان النبی ﷺ إذا سمع الاسم القبيح
حواله إلى ما هو أحسن منه)

باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (ترجمہ ختم)
اس حدیث سے اچھے نام رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اور ساتھ ہی اس کی ایک وجہ بھی اور وہ یہ کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، اور اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ہوں گے۔
ظاہر ہے کہ آخرت کے میدان میں سب کے سامنے کوئی برے نام سے پکارا گیا تو بڑی رسوائی اور خِشْت ہوگی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَنْطَيِّرُ، وَكَانَ يُحِبُّ
الْإِسْمَ الْحَسَنَ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۱۱۳۰، واللفظ له، شرح
السنن للبلغوی، باب ما يكره من الطيرة واستحباب الفال، اخلاق النبي لابی الشيخ

الاصبهانی حدیث نمبر ۷۳۷، مسند ابن الجعد حدیث نمبر ۲۵۴۴) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ نیک فال لیا کرتے تھے، اور بدفالی اور بدشگونی سے پرہیز فرماتے
تھے، اور اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا نام رکھنا سنت ہے، اور برا و مکروہ نام خلاف سنت ہے۔
یوں تو اچھے اور مستحب نام بے شمار ہیں، لیکن حضور ﷺ نے اصولی انداز میں اچھے اور پسندیدہ
ناموں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

چنانچہ احادیث روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف ”عبد“ کی نسبت
کر کے نام رکھنا مستحب ہے، خاص طور پر عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

۱ قال الهیثمی:

رواه أحمد والطبرانی وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف بغير كذب (مجمع الزوائد،
باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث بريدة وعبد الله بن شخير. فالحديث حسن لغيره. محمد

رضوان

اسی طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب ہے۔
 اور اسی طرح صالحین، اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام رکھنا بھی مستحب ہے۔
 نیز اچھے اور ایسے معنی پر مشتمل نام رکھنا جو انسان کی حالت کے زیادہ لائق اور مناسب ہوں، وہ بھی
 مستحب ہیں، مثلاً حارث اور ہمام وغیرہ۔
 اور برے اور ناپسندیدہ معنی پر مشتمل ناموں کا رکھنا مناسب نہیں۔

(ماخوذ از ”اسلامی نام“ مصنف: بندہ محمد رضوان)

بچے کا نام ساتویں دن تجویز کرنا افضل ہے، کیونکہ قولی احادیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا ذکر ہے
 اور ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے ساتویں دن سے پہلے
 نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اگر کوئی ساتویں دن تک نام نہ رکھ سکے، تو اس کے بعد رکھنے میں بھی کوئی
 گناہ نہیں۔

ساتویں دن نام تجویز کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد غور و فکر کرنے کا موقع مل
 جاتا ہے، اور بغیر سوچے سمجھے نام رکھنے کے نتیجے میں نام رکھ کر پھر تشریش میں پڑنے اور تبدیل کرنے
 کی زحمت سے کافی حد تک نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی پہلے دن یا اس کے بعد ساتویں دن سے پہلے نام تجویز کرے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ پوری
 طرح سے نام طے نہ کرے، خوب غور و فکر کر لے، اور اطمینان ہونے کے بعد ساتویں دن نام طے
 کر دے (ایضاً حوالہ بالا)

یوں تو انسان اور کسی بھی چیز کا نام بظاہر ایک چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز
 کے نام کے اس پر اچھے اور برے اثرات منتقل ہوتے ہیں، اور وہ اثرات صرف دنیا تک محدود نہیں،
 بلکہ آخرت سے بھی ان کا تعلق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں اچھے ناموں کا حکم دیتے وقت یہ فرما کر کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے
 ناموں سے پکارا جائے گا، اچھے ناموں کا آخرت سے بھی تعلق ظاہر کر دیا گیا۔
 اس کے علاوہ مذہب کی شناخت بھی کافی حد تک نام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی اہتمام کے ساتھ انسانوں بلکہ جگہوں کے برے ناموں کو کثرت کے ساتھ تبدیل فرمایا ہے۔

انسان کے اعمال و احوال پر ناموں کے اثرات پڑنے کا کئی احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔ حضور ﷺ نے صرف اچھے ناموں کو پسند اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے برے اور اچھے ناموں کی نشاندہی بھی فرمائی، اور برے ناموں کو بدل کر اچھے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

چنانچہ جن ناموں میں کوئی شرکیہ بات پائی جاتی ہو، یا جو نام (عبد کی نسبت لگائے بغیر) اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوں، یا جو شیطان کے نام ہوں، یا شیطان کی طرف منسوب ہوں، یا ان کے معنی اور نسبت غلط اور مکروہ ہو، یا جن ناموں سے اپنی بڑائی یا پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہو، ایسے ناموں کو حضور ﷺ نے تبدیل فرمادیا، اس لئے ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے (ایضاً حوالہ بالا) مسئلہ.....: بچے کا نام اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور نام کے اچھا ہونے کی بنیاد کسی کو صرف پسند آجانا نہیں ہے، بلکہ شریعت کی نظر میں اس نام کے اچھا ہونے پر ہے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بعض حضرات نے فرمایا کہ بچے کا نام کسی نیک صالح انسان سے تجویز کرنا مستحب ہے، تاکہ شرعی ہدایات کا لحاظ بہتر طریقہ پر ہو۔

اور اگر کوئی خود سے شرعی ہدایات کے مطابق نام تجویز کر لے، تو بھی کوئی حرج نہیں (ایضاً حوالہ بالا) مسئلہ.....: اگر بچہ نام رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا نام رکھنا مستحب ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کرنے سے پہلے اس کا نام رکھ دیا جائے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: جو بچہ مُردہ پیدا ہو، تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا بھی نام رکھ دینا چاہئے، اس لئے اگر نام رکھ دیا جائے، تو اچھا ہے، اور نہ رکھا جائے، تو کوئی حرج نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بچے کا اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنا اس کے والد اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں

میں سے ہے، اگر انہوں نے کسی بچے کا نام اسلامی اصولوں کے خلاف تجویز کر دیا، تو وہ گناہ گار ہیں، اور ان کو ایسا نام تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

اور اگر وہ ایسا نہ کریں، تو بڑے ہونے کے بعد خود انسان کو مکمل حد تک اپنے نام کی اصلاح ضروری ہے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: بچے کے نام کا انتخاب شرعی ہدایات کے مطابق کرنا چاہئے، اس کی نسبت اور معنی کو نظر انداز کر کے صرف اپنی پسند پر دار و مدار رکھنا یا صرف اس بنیاد پر کوئی نام منتخب کرنا، کہ وہ نام علاقہ اور خاندان میں کسی اور کا نہ ہو، درست نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ.....: آج کل معاشرہ میں غیر اسلامی ناموں کا رواج ہوتا جا رہا ہے اور اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنے کے بجائے ناول اور افسانوں کی کتابوں بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے غیر مذہبی و غیر شرعی پروگراموں سے نام رکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، جو کہ انتہائی افسوسناک صورتِ حال ہے، اس روش کو چھوڑنا چاہئے (ایضاً حوالہ بالا)

(ناموں سے متعلق مزید تفصیل ہماری تالیف ”اسلامی نام“ میں ملاحظہ فرمائیں)



چوتھا باب

عقیقہ کے فضائل و احکام

نو مولود سے متعلق چوتھا عمل یہ ہے کہ اس کا عقیقہ کیا جائے۔ ۱
شریعت کی طرف سے نو مولود سے متعلق یہ عمل بھی عظیم الشان ہے۔
عقیقہ سے مراد نو مولود کی طرف سے اللہ کے نام پر ایسے جانور کو ذبح کرنا ہے، کہ جس جانور کی قربانی جائز ہو جاتی ہو۔ ۲

عقیقہ کے سنت و مستحب ہونے کا ثبوت مع متعلقہ مسائل

عقیقہ فرض و واجب درجے کا عمل تو نہیں، البتہ سنت و مستحب درجے کا عمل ہے، یعنی اگر کوئی کرے، تو عظیم ثواب اور بڑے فائدہ کا عمل ہے، اور اگر نہ کرے، تو گناہ نہیں۔
اور عقیقہ کی احادیث و روایات سے ثابت ہے۔
اور عقیقہ کا اصل رکن مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے خون بہانا ہے۔

۱۔ بعض حضرات نے عقیقہ کو نو مولود کے تیسرے عمل میں ذکر کیا ہے، اور نام کو اس کے بعد ذکر کیا ہے، جبکہ دلائل کے لحاظ سے نام عقیقہ سے مقدم ہے، اس لئے ہم نے ترتیب میں عقیقہ کو نام کے بعد ذکر کیا ہے۔
وَالشَّالِثَةُ أَنْ يَعْقُقَ عَنْهُ (شعب الایمان للبیہقی، السُّنُونُ مِنْ شُعْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ)
۲۔ اور اس عمل کے عقیقہ ہونے کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں۔

وقال الأصمعي العقیقة أصلها الشعر الذي يكون على رأس الصبي حين يولد وسميت الشاة التي تذبح عنه في تلك الحال عقیقة لأنه يحلق عنه ذلك الشعر عند الذبح وقال الخطابي هي اسم الشاة المذبوحة عن الولد وسميت بها لأنها تعق عن ذابحها أي تشق وتقطع ويقال وربما يسمي الشعر عقیقة بعد الحلق على الاستعارة وإنما سمي الذبح عن الصبي يوم سابعه عقیقة باسم الشعر لأنه يحلق في ذلك اليوم وعق عن ابنه يعق عقا حلق عقیقته وذبح عنه شاة وتسمى الشاة التي ذبحت لذلك عقیقة وقال أصل العق الشق فكأنها قيل لها عقیقة أي مشقوقة وكل مولود من البهائم فشعره عقیقة (عمدة القاری للعینی، كتاب العقیقة)

زمانہ جاہلیت میں عقیقہ دراصل جانور ذبح کر کے اس کا خون نومولود کے سر پر لگانے کا نام تھا، اور اس کو فرض و واجب کی طرح کا ضروری عمل سمجھا جاتا تھا، جس سے اسلام نے منع کیا۔ اور ہمارے جن فقہاء نے عقیقہ کو منسوخ قرار دیا، اس سے مراد جاہلیت والے طریقہ کا عقیقہ ہے، اور یہ مطلب ہے کہ زمانہ جاہلیت والا عقیقہ اسلام نے منسوخ و ختم کر دیا ہے، لہذا زمانہ جاہلیت کے طریقہ پر عقیقہ نہیں کرنا چاہئے۔ ۱

۱۔ أما العقیقة فبلغنا أنها كانت في الجاهلية وقد فعلت في أول الإسلام ثم نسخ الأضحى كل ذبح كان قبله ونسخ صوم شهر رمضان كل صوم كان قبله ونسخ غسل الجنابة كل غسل كان قبله ونسخت الزكاة كل صدقة كان قبلها . كذلك بلغنا (مؤطا امام محمد ص ۲۹۱، باب العقیقة)

قال الامام الهمام العلامة ابى الحسنات محمد عبدالحی اللکنوی:

قوله : أما العقیقة: إلخ كأنه يشير إلى عدم مشروعية العقیقة الآن أو إلى كراهته كما تفيدته عبارته في الجامع الصغير حيث قال : لا يعق لا عن الغلام ولا عن الجارية . انتهى وحاصل كلامه ههنا أنه بلغه أن العقیقة كانت في الجاهلية وفعلت في ابتداء الإسلام ثم صار منسوخا وأن مشروعية الأضحى نسخت كل ذبح كان قبله ومشروعية صوم رمضان نسخت كل صوم كان قبله ونسخت فرضية غسل الجنابة كل غسل كان قبله ونسخت الزكاة كل صدقة كانت قبلها . وبلاغه الأول قد أخرج في " كتاب الآثار " عن إبراهيم ومحمد بن الحنفية حيث قال محمد : أنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم : كانت العقیقة في الجاهلية فلما جاء الإسلام رفضت محمد أنا أبو حنيفة نا رجل عن ابن الحنفية أن العقیقة كانت في الجاهلية فلما جاء الإسلام رفضت قال محمد : وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة . انتهى كلامه إذ اعرفت هذا كله فاعلم أن في المقام أبحاثا عديدة : الأول : أنه ماذا أريد من كون العقیقة في الجاهلية وكونها متروكة مرفوضة في الإسلام؟ إن أريد أنها كانت واجبة ولازمة في الجاهلية وكان أهل الجاهلية يوجبونها على أنفسهم فلما جاء الإسلام رفض وجوبه ولزومه فهذا لا يدل على نفي الاستحباب أو المشروعية أو السننية بل على نفي الضرورة فحسب وهو غير مستلزم لعدم المشروعية أو الكراهة وإن أريد أنها كانت في الجاهلية مستحبة أو مشروعة فلما جاء الإسلام رفض استحبابها وشرعيتها فهو غير مسلم . فهذه كتب الحديث المعتمدة مملوءة من أحاديث شرعية العقیقة واستحبابها كما ذكرنا نبذا منها . الثاني : الأحاديث الدالة على استحبابها وشرعيتها لا شك أنها واقعة في الإسلام وهي معارضة لما بلغه من قول النخعي وابن الحنفية ومن المعلوم أن أحاديث النبي صلى الله عليه وسلم أحق بالأخذ من قول غيره كائن من كان . الثالث : أنه لو كان مطلق

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک عقیدتہ مسلمانوں میں رائج ہے، یعنی اس

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

مشروعیة العقیقۃ مرتفعۃ عن الإسلام لما عقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسین فإن ادعی أن ذلك كان فی بدء الإسلام احتیج إلى ذکر ما يدل علی رفع كونه مشروعاً بعد ما كان مشروعاً فی الإسلام وإذ ليس فليس . الرابع : أنه لو كانت مشروعيتها المطلقة مرتفعة لما اختارها أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعده وقد اختاروها كما مر من رواية نافع عن ابن عمر وفي "موطأ يحيى" : "مالک عن هشام بن عروة أن أباه عروة بن الزبير كان يعق عن بنیه الذکور والإناث بشاة شاة . والخامس : أن مراد ابن الحنفية وإبراهيم من كون العقیقۃ مرفوضة یحتمل أن يكون رفض عقیقۃ الجاهلیة فإنهم كانوا یذبحون ذبیحة ویلطخون صوفه فی دمه ویضعونها علی رأس الصبی حتی تسيل علیہ قطرات الدم فلما جاء الإسلام أمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یجعلوا مکان الدم بزغفران ونحوه وعلی هذا لا يدل كلامهما علی نفی مشروعیتهما المطلقة بل علی نفی الطریقه الخاصه . وبالجملة الحكم بنفی مشروعیتها فی الإسلام مطلقاً غیر صحیح . وترك الأحادیث الصریحه المرفوعه والموقوفه الوارده فی هذا الباب بقول محتمل غیر متأصل غیر نجیح . السادس : أن البلاغ الثاني لا یشیت من طریق محتج به حتی یحتج به . السابع : بعد تسلیم ثبوتہ ظاهره يدل علی منسوخية وجوب العقیقۃ ونحوها فإن معناه نسخ الأضحی لزوم كل ذبح كان قبله كالعقیقۃ وكالعنبره وكالرجیبه وكاننا فی الجاهلیة فإنهم كانوا إذا ولدت الناقه أو الشاة ذبحوا أول ولد فأكل وأطعم وكان بعضهم ینذر بأنه إذا بلغ شاته كذا ذبح من كل عشره شاة وكانوا یذبحون شاة لتعظیم شهر رجب ویدل علیہ ضمه بنسخ صوم شهر رمضان كل صوم كان قبله فإنه كان صوم یوم عاشوراء وأیام البیض فرضاً فلما نزل صوم رمضان نسخ وجوب ذلك علی ما بسطه الحازمی فی "كتاب الناسخ والمنسوخ" فكما أن نسخ صوم رمضان لما قبله لم يدل إلا علی عدم لزومه ولا علی عدم مشروعیتہ وانتفاء فضیلته كذلك نسخ الأضحی كل ذبح كان قبله لا يدل علی انتفاء استحبابه وشرعیته . وقال صاحب "البدایع" : "ذکر محمد فی "الجامع الصغیر" : "ولا یعق لا عن الغلام ولا عن الجاریه وإنه إشارة إلى الكراهة لأن العقیقۃ كانت فضیلة ونسخ الفضل فلا یبقی إلا الكراهة بخلاف الصوم والصدقه فإنهما كانتا من الفرائض فإذا نسخت الفرضیة یجوز التنفل بهما . انتهى . ورده القاری بقوله : فیہ بحث لأن الفضیلة إذا انتفت تبقى الإباحة لأن النسخ ما توجه إلا إلى زیادة . وهذا علی تقدیر أنه كان فضیلة وإلا فالظاهر من ذكرها مع الصوم والصدقه أنهما علی منوالهما فی كونهما واجبه . انتهى . فلیتأمل فی هذا المقام فإنه من مزال الأقدام وانظر ما ذكرنا فی هذا البحث فی سلك نظائره التي لم یقف علیها الأعلام (التعلق الممجد علی مؤطامام محمد لعبد المحیی اللکنوی ، باب العقیقۃ)

کوامت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے، جو اس کے سنت و مستحب ہونے کی دلیل ہے۔ ۱
لہذا بعض حضرات کا ہمارے فقہائے کرام کی طرف شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق
عقیدہ کے بدعت و ناجائز ہونے کو منسوب کرنا درست نہیں۔ ۲

۱۔ وَكَيْسَتْ الْعَقِيْقَةُ بِوَاجِبَةٍ وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ
النَّاسُ عِنْدَنَا فَمَنْ عَقَى عَنْ وَوَلَدِهِ فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النَّسْكَ وَالصَّحَابِ لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ
وَلَا عَجْفَاءُ وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ وَلَا يُبَاغُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ وَلَا جُلْدُهَا وَيُكْسَرُ
عِظَامُهَا وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا وَيَتَصَدَّقُونَ مِنْهَا وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ ذِمَّتِهَا (موطا
امام مالک، کتاب العقیقة)

وانما اخذ اصحابنا الحنفية في ذلك بقول الجمهور وقالوا باستحباب العقیقة لما قال
ابن المنذر وغيره: ان الدليل عليه الاخبار الثابتة عن رسول الله ﷺ وعن الصحابة
والتابعين بعده قالو: وهو امر معمول به في الحجاز قديما و حديثا، قال: وذكر مالک
في الموطا: انه الامر الذي لا اختلاف فيه عندهم قال: وقال يحيى بن سعيد الانصاري
التابعي، ادركت الناس وما يدعون العقیقة عن الغلام والجارية، ومن كان يرى العقیقة
ابن عمرو وابن عباس وعائشة وبريدة الاسلامي والقاسم بن محمد وعروة بن الزبير
وعطاء والزهرى وآخرون من اهل العلم يكثر عددهم قال: وانتشر عمل ذلك في عامة
بلاد المسلمين اهـ "شرح المذهب" ملخصاً (۸: ۲۴۷) فر عموماً ان الامر كان مختلفاً فيه
بين الصحابة والتابعين ثم اتفق جمهور العلماء وعامة المسلمين على استحبابه، فاخذو
به وافتو بالاستحباب، ووافقوا الجمهور (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۱۶، باب العقیقة)

۲۔ ونقل صاحب (التوضیح) عن أبي حنيفة والكوفيين أنها بدعة وكذلك قال
بعضهم في شرحه والذي نقل عنه أنها بدعة أبو حنيفة قلت هذا افتراء فلا يجوز نسبه
إلى أبي حنيفة وحاشاه أن يقول مثل هذا وإنما قال ليست بسنة فمراده إما ليست بسنة
ثابتة وإما ليست بسنة مؤكدة (عمدة القارى، كتاب العقیقة، باب تسمية المولود غداة
يولد لمن يعق عنه وتحنيكه)

نسب إلى أبي حنيفة أنه لا يقول بالعقیقة والموهوم إليه عبارة محمد في موطنه، والحق
أن مذهبنا استحبابها (العرف الشذى للكشميري، باب ماجاء في العقیقة)
وهي مستحبة، كما في عالمكبرية. وفي البدائع: إنها منسوخة.
قلت: وإنما حملته عليه عبارة محمد في موطنه قال محمد: العقیقة بلغنا أنها كانت في
الجاهلية، وقد جعلت في أول الإسلام، ثم نسخ الأضحى كل ذبح كان قبله... إلخ.
فلم أزل أتردد في مراد الإمام، حتى رأيت في كتاب الناسخ والمنسوخ عن الطحاوى أن
محمدًا قال في بعض أماليه: إن العقیقة غير مرضية. ثم تبين لي مراده، أنه كان يكره
اسم العقیقة، لأنه يوهم العقوق، ولكونه من أسماء الجاهلية، ولأنهم كانوا يفعلون عند

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تمہید کے بعد اب عقیقہ کے سنت و مستحب اور عبادت ہونے پر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔
حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةً فَأَهْرَبُوا
عَنْهُ دُمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى (بخاری حدیث نمبر ۵۰۴۹، کتاب العقیقہ، باب
إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ؛ ترمذی، باب ماجاء فی العقیقہ؛ ابن ماجہ، کتاب
العقیقہ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۸۷۵)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کا عقیقہ ہے، تو تم اس کی
طرف سے (مخصوص جانور زبح کر کے) خون بہاؤ، اور اس کی گندگی کی دور کرو (ترجمہ
ختم)

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

العقیقہ بعض المحظورات، کنطخ الأشعار بدم الحيوان، مع ورود الحديث في النهي
عن ذلك الاسم أيضا، فكان مراده هذا (فيض الباری شرح البخاری، کتاب العقیقہ،
باب إمطة الأذى عن الصبي في العقیقہ)

(ولنا) أن الجهات - وإن اختلفت صورة - فهي في المعنى واحد؛ لأن المقصود من
الكل التقرب إلى الله - عز شأنه - وكذلك إن أراد بعضهم العقیقہ عن ولد ولد له من
قبل؛ لأن ذلك جهة التقرب إلى الله (بدائع الصنائع، کتاب التضحية، فصل في شرائط
جواز إقامة الواجب في الاضحية)

و لو نوى بعض الشركاء الأضحية و بعضهم هدى المتعة و بعضهم هدى القرآن و
بعضهم جزاء الصيد و بعضهم دم العقیقہ لولادة و ولد ولد له في عامه ذلك جاز عن
الكل في ظاهر الرواية عن محمد رحمه الله تعالى في النواذر كذلك (فتاوى قاضيخان
، کتاب الاضحية)

ولو أرادوا القرية الأضحية أو غيرها من القرب أجزأهم سواء كانت القرية واجبة أو
تطوعا أو وجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القرية أو اختلفت بأن
أراد بعضهم الأضحية و بعضهم جزاء الصيد و بعضهم هدى الإحصار و بعضهم كفارة
عن شيء أصابه في إحرامه و بعضهم هدى التطوع و بعضهم دم المتعة أو القرآن و هذا
قول أصحابنا الثلاثة رحمهم الله تعالى و كذلك إن أراد بعضهم العقیقہ عن ولد ولد له
من قبل كذا ذكر محمد رحمه الله تعالى في نواذر الضحايا (الفتاوى الهندية، کتاب
الاضحية، الباب الثامن)

و هو صريح في كون العقیقہ قرب، فمن عزی الی ابی حنیفة انه قال هی البدعة لا یلتفت الیه.

گندگی دور کرنے سے مراد یا تو بال منڈوانا ہے، یا یہ مراد ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح عقیقہ کے جانور کا خون سر پر نہ لگاؤ، کیونکہ وہ گندگی اور نجاست ہے، بلکہ اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے مراد ختنہ ہے، کیونکہ ختنہ کے بغیر کھال میں گندگی (یعنی پیشاب اور میل کچیل) جمع رہتی ہے، جو کہ ختنہ سے دور ہو جاتی ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے عام معنی مراد ہیں، جس میں بال، خون اور ختنہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ ۱

۱. وأميطوا أى أزيلوا وأبعدوا عنه الأذى أى بحلق شعره وقيل بتطهيره عن الأوساخ التى تلتخ به عند الولادة وقيل بالختان (مراقبة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة) قوله وأميطوا أى أزيلوا وقد مر فى أول الباب قوله والأذى قيل هو إما الشعر أو الدم أو الختان وقال الخطابى قال محمد بن سيرين لما سمعنا هذا الحديث طلبنا من يعرف معنى إمطة الأذى فلم نجد وقيل المراد بالأذى هو شعره الذى علق به دم الرحم فيمات عنه بالحلق وقيل إنهم كانوا يلطمون برأس الصبي بدم العقيقة وهو أذى فنهى عن ذلك وقد جزم الأصمعى بأنه حلق الرأس وأخرجه أبو داود عن الحسن كذلك والأوجه أن يحمل الأذى على المعنى الأعم ويؤيد ذلك أن فى بعض طرق حديث عمرو بن شعيب ويماط عنه أقداره رواه أبو الشيخ (عمدة القارى، كتاب العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي فى العقيقة)

الأذى الذى أمر بإمطته عن رأس المولود هو الدم الذى كان يلطخ به رأسه فى الجاهلية والله أعلم (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله وأميطوا عنه الأذى يعنى ما يفعل بالمولود فى يوم سابعه)

قوله وأميطوا أى أزيلوا وزنا ومعنى قوله الأذى وقع عند أبى داود من طريق سعيد بن أبى عروبة وابن عون عن محمد بن سيرين قال أن لم يكن الأذى حلق الرأس فلا أدرى ما هو وأخرج الطحاوى من طريق يزيد بن إبراهيم عن محمد بن سيرين قال لم أجد من يخبرنى عن تفسير الأذى اه وقد جزم الأصمعى بأنه حلق الرأس وأخرجه أبو داود بسند صحيح عن الحسن كذلك ووقع فى حديث عائشة عند الحاكم وأمر أن يماط عن رء وسهما الأذى ولكن لا يتعين ذلك فى حلق الرأس فقد وقع فى حديث بن عباس عند الطبرانى ويماط عنه الأذى ويحلق رأسه فعطفه عليه فالأولى حمل الأذى على ما هو أعم من حلق الرأس ويؤيد ذلك أن فى بعض طرق حديث عمرو بن شعيب ويماط عنه أقداره رواه أبو الشيخ (فتح البارى لابن حجر، كتاب العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي فى العقيقة) قلت: وفى حديث الحاكم "يماط عن رؤسهما الأذى" كما سيجئ، وقيد الرأس، يترجح معنى اماط الشعر او الدم، والله اعلم. محمد رضوان.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ مَعَ الْعُلَامِ عَقِيْقَةً فَآهَرُ يُقْوَى عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۱) ۱
ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کا عقیقہ ہے، تو تم اس کی طرف سے (مخصوص جانور ذبح کر کے) خون بہاؤ، اور اس کی گندگی دور کرو (ترجمہ ختم)

مذکورہ احادیث میں بچے سے نومولود بچہ مراد ہے، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، اور مطلب یہ ہے کہ بچے کا عقیقہ کرنا عبادت اور ثواب ہے۔

اور خون بہانے کے حکم سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عقیقہ کا اصل رکن مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے خون بہانا ہے۔

لہذا عقیقہ کی سنت مخصوص جانور کو ذبح کرنے سے ہی ادا ہوتی ہے، جانور ذبح کئے بغیر صدقہ خیرات کر دینے سے یہ سنت ادا نہیں ہوتی، خواہ صدقہ و خیرات کتنی ہی زیادہ مقدار میں کیوں نہ کر دیا جائے، اس کا ثواب اپنی جگہ ہے، مگر یہ چیزیں عقیقہ کی حیثیت سے جدا ہیں۔ ۲
حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے ایک مرفوع حدیث میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

۱۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

۲۔ الْمُرَادُ بِالْعُلَامِ الْمَوْلُودُ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَقِيْقَةِ هَاهُنَا الشَّعْرُ أَيْ يَنْبَغِي إِزَالَتَهُ مَعَ إِزَالَةِ الدَّمِ وَإِلَيْهِ أَشَارَ فِي قَوْلِهِ وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى أَيْ ذَلِكَ الشَّعْرُ بِحَلْقِ رَأْسِهِ فَالْحَدِيثُ يُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ قَالَ الْعَقِيْقَةُ إِسْمٌ لِشَّعْرِ الْمَوْلُودِ وَلَعَلَّ مَنْ قَالَ إِنَّهَا إِسْمٌ لِنَفْسِ الدَّبْحِ يَقُولُ لَمَّا كَانَ وَجُودَ الْعُلَامِ سَبَبًا لِنَدْبِ الدَّبْحِ صَارَ كَأَنَّ الدَّبْحَ مَعَهُ وَهُوَ يَسْتَصْحَبُهُ (حاشية السندي على ابن ماجه، باب العقيقة)

مع الغلام أى مع ولادته عقيقة أى ذبيحة مسنونة وهى شاة تذبح عن المولود اليوم السابع من ولادته سميت بذلك لأنها تذبح حين يحلق عقيقه وهو الشعر الذى يكون على المولود حين يولد من العق وهو القطع لأنه يحلق ولا يترك ذكره القاضى وهذا معنى قوله فأهريقوا بسكون الهاء ويفتح أى أريقوا عنه دما يعنى اذبحوا عنه ذبيحة وأميطوا أى أزيلوا وأبعدوا عنه الأذى أى يحلق شعره وقيل بتطهيره عن الأوساخ التى تلتصق به عند الولادة وقيل بالختان وهو حاصل كلام الشيخ التوربشتى (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

مَنْ وُلِدَ لَهُ وَوَلَدٌ فَأَحَبُّ أَنْ يُنْسِكَ عَنْ وُلْدِهِ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا امام محمد

حدیث نمبر ۶۵۸، باب العقیقہ)

ترجمہ: جس کے کوئی بچہ پیدا ہو، اور وہ یہ بات پسند کرے کہ اس بچہ کی طرف سے جانور ذبح کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ ایسا کر لے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے عقیقہ کا فرض و واجب نہ ہونا، اور عقیقہ کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔ ۱

اور حضرت عمر و بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

سَيَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ "لَا أَحِبُّ الْعُقُوقَ مَنْ وُلِدَ لَهُ مِنْكُمْ مَوْوُودٌ فَأَحَبُّ أَنْ يُنْسِكَ عَنْهُ فَلْيَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۰، واللفظ

لہ: ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۴۴، باب فی العقیقہ، سنن نسائی حدیث نمبر ۴۲۲۳، مصنف

ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۲، مسند احمد حدیث نمبر ۶۸۲۲) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ میں عقوق (یعنی نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا، تم میں سے جس کے کوئی بچہ پیدا

ہو، اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنے کو پسند کرے، تو اسے چاہئے کہ بیٹے کی

طرف سے دو بکریاں اور بٹی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ کوئی فرض و واجب اور لازم درجے کا عمل نہیں، بلکہ سنت و مستحب

۱ فقال لا أحب العقوق ولكن من أحب أن ينسك عن ولده فليفعل قال أبو جعفر

فكان ما في هذين الحديثين قد دل أن أمرها قد رد إلى الاختيار لقوله ﷺ من ولد له

مولود فأراد أو أحب أن ينسك عنه فليفعل وكان ما قد رويناه قبل ذلك في تو كيد

أمرها هو على حسب ما كانت عليه في الجاهلية ثم جاء الإسلام فأقرت على ما كانت

عليه في الجاهلية فقلنا بذلك أن ما روى عن النبي ﷺ مما قد خالف ذلك كان

طارنا عليه وناسخا له والله الموفق (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما

روى عن رسول الله ﷺ في العقیقہ وهل هو على الوجوب أو على الاختيار)

۲ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

درجے کا عمل ہے۔ ۱

عقوق کے معنی نافرمانی کے آتے ہیں۔

اور اس حدیث میں حضور ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ”میں عقوق کو پسند نہیں کرتا“ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس سلسلہ میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔

اس کا مطلب زیادہ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ میں اولاد کے لئے والدین کی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا، اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد بڑی ہو کر نافرمانی نہ کرے، تو اسے چاہئے کہ اپنی اولاد کا بچپن میں عقیقہ کرے، کیونکہ عقیقہ نہ کرنے سے اولاد میں نافرمانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ۲

۱۔ فالمعنی من ولد له ولد فأحب أن ينسك عن ولده اتباعا للشرعية فليفعل وحينئذ لا دلالة له على نفى السنية على أنه لو سلمنا أنه دال على نفى السنية فليس له دلالة على نفى الاستحباب الشرعى بوجه من الوجوه فإنه معلق بالمشيئة البتة إذ لا حرج في تركه فلا يثبت به الإباحة المعرأة عن الاستحباب ومع عزل النظر عن ذلك كله نقول: هذا الحديث إن دل على نفى الاستحباب والسنية دل عليه بإشارته وغيره من الأحاديث دل على الاستحباب بعبارة بل بعضها يدل على الوجوب والاستئناس كما مر ذكرها ومن المعلوم أن العبارة مقدمة على الإشارة. ومن النصوص الدالة على الاستحباب (التعليق الممجد على مؤطا امام محمد، باب العقيقة)

۲۔ لا يحب الله العقوق أى فمن شاء أن لا يكون ولده عاقا له فى كبره فليذبح عنه عقيقة فى صغره لأن عقوق الوالد يورث عقوق الولد ولا يحب الله العقوق وهذا توطئة لقوله ومن ولد له الخ، وكأنه أى النبى كره الاسم هذا كلام بعض الرواة أى أنه عليه السلام يستحب أن يسمى عقيقة لئلا يظن أنها مشتقة من العقوق وأحب أن يسمى بأحسن منه من ذبيحة أو نسيسة على ذابته فى تغيير الاسم القبيح إلى ما هو أحسن منه كذا فى النهاية قال التوربشتى هو كلام غير سديد لأن النبى ذكر العقيقة فى عدة أحاديث ولو كان يكره الاسم لعدل عنه إلى غيره ومن عادته تغيير الاسم إذا كرهه أو يشير إلى كراهته بالنهى عنه كقول له لا تقولوا الاسم للعب الكرم ونحوه من الكلام؛ وإنما الوجه فيه أن يقال يحتمل أن السائل إنما سأله عنها لاشتباه تداخله من الكراهة والاستحباب أو الوجوب والندب وأحب أن يعرف الفضيلة فيها ولما كانت العقيقة من الفضيلة بمكان لم يخف على الأمة موقعه من الله وأجابه بما ذكر تنبيهها على أن الذى يبغضه الله من هذا الباب هو العقوق لا العقيقة ويحتمل أن يكون السائل ظن أن اشتراك العقيقة مع العقوق فى الاشتقاق مما يوهن أمرها فأعلمه أن الأمر بخلاف ذلك ويحتمل أن يكون العقوق فى هذا الحديث مستعارا للوالد كما هو حقيقة فى المولود وذلك أن المولود إذا لم يعرف حق أبويه وأبى عن أدائه صار عاقا فجعل أباه الوالد عن أداء حق المولود عقوقا على الاتساع فقال لا يحب الله العقوق أى ترك ذلك من الوالد مع قدرته عليه يشبه إضاعة المولود حق أبويه ولا يحب الله ذلك (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

اور اس حدیث میں عقیقہ کونسک و قربانی فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ ان جانوروں کے ساتھ جائز اور ضروری ہے، جن کی قربانی جائز ہوتی ہے۔ ۱

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (نسائی،

حدیث نمبر ۴۲۲۲، کتاب العقیقہ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۰۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (مسند ابی

یعلیٰ حدیث نمبر ۱۸۹۰، مسند جابر، واللفظ لہ، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر

۲۴۷۱۴) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ سنت عمل ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس عمل کو انجام دیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ

الْجَارِيَةِ شَاةً (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۲۹، کتاب العقیقہ، باب فی

العقیقہ: کم عن الغلام، وکم عن الجارية)

۱ قلت: هو مختلف فيه حسن الحديث، وفيه انه سماه نسيسة ونسكا وهو يعم الابل

والبقرة والغنم اجماعا، وفيه دليل لقول الجمهور لايجزئ في العقیقہ الا مايجزئ في

الاضحیٰ (اعلاء السنن ج ۷ ص ۱۷۱، باب العقیقہ)

۲ قال الهیثمی:

رواه أبو یعلیٰ، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۷)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)
اس طرح کی مزید احادیث آگے آرہی ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الْيَهُودَ تَعُقُّ عَنِ الْغُلَامِ، وَلَا تَعُقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ، فَعُقُّوا عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً (شعب الایمان لیبیہقی، حدیث نمبر ۸۲۵۹، السُّنُونُ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مسند بزار، حدیث نمبر ۸۸۵۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہودی لڑکے کا تو عقیقہ کرتے ہیں، اور لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے، پس تم لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کے ساتھ عقیقہ کرو، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کے ساتھ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی اور لڑکے دونوں کی طرف سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

یہودی تو اگرچہ لڑکے کو اہمیت دیتے ہوں اور لڑکی کو اہمیت نہ دیتے ہوں، مگر اسلام میں لڑکی اور لڑکے کی پیدائش دونوں نعمت ہیں، اور عقیقہ کے جو مقاصد ہیں، ان کی لڑکے اور لڑکی دونوں کو ضرورت ہے۔

اور آگے آتا ہے کہ حضور ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد خود اپنا بھی عقیقہ کیا تھا۔

لہذا عقیقہ کا سنت و مستحب ہونا حضور ﷺ کی قوی و فعلی، دونوں قسم کی احادیث سے ثابت ہے، اور اس کے سنت و مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

البتہ عقیقہ کو اسلام کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرنا ضروری ہے، اور اس میں کوئی جاہلانہ و مشرکانہ چیز شامل کرنا جائز نہیں۔

اب مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے ثابت شدہ چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ.....: عقیقہ فرض و واجب کی طرح کوئی ضروری حکم تو نہیں لیکن سنت و مستحب عمل ضرور ہے اور

بچہ اور والدین کے حق میں دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہت فائدے اور ثواب کی چیز ہے لہذا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اس کو عقیقہ کرنا چاہئے۔ ۱۔

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ کو فرض، واجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح عقیقہ کے لئے انتظام کرتے ہیں خواہ اس کے لئے ان کو فرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔

حالانکہ عقیقہ ایک سنت و مستحب عمل ہے، اس کو فرض و واجب کا درجہ دینا یا فرض، واجب جیسا اس کے ساتھ برتاؤ کرنا اور جب تک عقیقہ نہ ہو جائے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنا غلط ہے، ہر چیز کو اس کے درجہ پر رکھنا ضروری ہے۔

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ کو صرف ایک رسمی چیز سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ حالانکہ عقیقہ عبادت ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا، لہذا عقیقہ کو عبادت سمجھ کر اللہ کی رضاء کے لئے اور سنت طریقہ کے مطابق کرنا چاہئے۔

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ لوگوں اور خاص کر برادری اور دوست و احباب کے لعن طعن سے بچنے کے لئے کرتے ہیں (نہ کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کا حکم سمجھ کر) اور سوچتے ہیں کہ اگر عقیقہ نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟

ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر دنیا میں لوگوں کی لعن طعن سے بچ بھی گئے لیکن آخرت کی رسوائی اور ذلت سے نجات نہ ملی تو کیا فائدہ؟

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ نام و نمود، شہرت اور اپنا نام اونچا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ جبکہ عبادت میں اگر اخلاص نہ ہو بلکہ جاہ طلبی، نام کمانا اور لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور فوقیت جتاننا مقصود ہو تو پھر عبادت عبادت نہیں رہتی بلکہ گناہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ لہذا عقیقہ میں اخلاص ضروری ہے۔

مسئلہ.....: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قربانی کے لئے جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔

۱۔ قال فی السراج الوہاج فی کتاب الأضحیۃ ما نصہ مسألة العقیقة تطوع إن شاء فعلها، وإن شاء لم يفعل (العقود الدرّیة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة، کتاب الذبائح، باب العقیقة)

اسی طرح عقیقہ میں بھی جانور ذبح کرنا ضروری ہے صدقہ کرنے یا گوشت خرید کر غریبوں کو کھلا دینے سے عقیقہ نہیں ہوتا۔

البتہ بغیر جانور ذبح کئے ہوئے کسی چیز کا صدقہ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کا الگ ثواب ہے، مگر وہ عقیقہ کے قائم مقام اور عقیقہ کا متبادل نہیں۔ ۱۔

مسئلہ.....: عقیقہ قربانی والے جانوروں کے ساتھ مخصوص ہے، پس جس جانور کی قربانی جائز ہے، اس سے عقیقہ بھی جائز ہے، اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس سے عقیقہ بھی جائز نہیں، اس کی مزید تفصیل آگے ”عقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانوروں“ کے ذیل میں آتی ہے۔

عقیقہ کے مقاصد و فوائد

عقیقہ کے سنت و مستحب درجے کی عبادت ہونے کا ثبوت اور اس کے مسائل تو پہلے ذکر کئے جا چکے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ عقیقہ کے کیا مقاصد اور فوائد ہیں؟

تو عقیقہ کا سب سے اہم فائدہ اور مقصود تو یہی ہے کہ یہ شریعت کا حکم اور سنت عمل ہے، اور شریعت کے حکم اور سنت عمل میں بے شمار حکمتیں و مصلحتیں اور فوائد اور خوبیاں ہوا کرتی ہیں۔

اور احادیث کی روشنی میں محدثین و فقہائے کرام نے عقیقہ کے کئی مقاصد و فوائد بیان فرمائے ہیں۔ پہلے اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ آج کل بہت سے لوگ بیماری، پریشانی یا کسی حادثے کے وقت بکرے کے صدقے اور اس کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔

حالانکہ قربانی اور عقیقہ اور حج میں دم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنے کو شریعت نے متعین نہیں کیا۔ کسی پریشانی، مصیبت، یا بیماری وغیرہ سے حفاظت کے لئے احادیث میں صدقہ کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور صدقہ اس چیز کا دینا چاہیے جس سے غریب کا زیادہ فائدہ ہو۔

لہذا بعض لوگوں کا مصیبت یا پریشانی کے وقت خون بہایا جان کے بدلے کے عنوان سے جانور کے ذبح کی تخصیص کرنا غلط ہے اور اس میں کئی خرابیاں شامل ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ: ”بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم“)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهِ يُدْبِحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيَسْمَى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۲۴۲، ابواب الاضاحی عن رسول الله ﷺ، باب العقیقة بشاة، واللفظ له، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۹۴) ۱۔
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن (گروی بندھا ہوا) ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ختم)
اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهِ تُدْبِحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيَسْمَى (نسائی حدیث نمبر ۴۲۳۱، باب متی یعق، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۱۳۹)

ترجمہ: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، اس کی طرف سے عقیقہ میں ساتویں دن جانور کو ذبح کیا جائے، اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں بچے سے مراد نومولود و نوزائیدہ بچہ ہے، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ ۲۔
اور اس حدیث میں بچے کو عقیقہ کے ساتھ رہن فرمایا گیا ہے، اور رہن اس امانت کو کہا جاتا ہے، جو قرض لینے کے عوض میں دوسرے کے پاس محفوظ رکھی جاتی ہے، اور قرض کی ادائیگی سے اس کو چھڑا لیا جاتا ہے۔
عقیقہ کے ساتھ بچے کے رہن ہونے اور بعض دوسری روایات میں غور و فکر کرتے ہوئے فقہاء و محدثین نے اپنے اپنے طور پر عقیقہ کے کئی مقاصد و فوائد بیان کئے ہیں۔

۱۔ وقال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

۲۔ قوله (كل غلام) أريد به مطلق المولود ذكرا كان أو أنثى (حاشية السندي على النسائي، باب متی یعق)

جن کا خلاصہ نمبر وار ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

- (۱)..... بچے کا حصول اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور اس نعمت کے شکرانہ کے لئے عقیدت مقرر کیا گیا ہے، پس عقیدت کے ذریعہ سے اس نعمت کے شکر کی ادائیگی ہوتی ہے۔
- (۲)..... بچہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جان کا عطیہ حاصل ہوتا ہے، لہذا عقیدت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک جان پیش کر کے شکر ادا کیا جاتا ہے، جیسا کہ قربانی میں، اور اسی وجہ سے قربانی کی طرح عقیدت میں عیب سے پاک صحیح سالم جانور ضروری ہے۔
- البتہ قربانی سنوی یعنی سالانہ عبادت ہے، اور عقیدت عمری یعنی عمر بھر میں ایک مرتبہ کی عبادت ہے۔ ۱
- (۳)..... عقیدت بچے کے اوپر شیطان کے تسلط سے خلاصی اور نجات و حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ۲
- (۴)..... اولاد کا عقیدت کرنے کی برکت سے بچہ میں والدین کی نافرمانی کے جذبے سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ ۳
- (۵)..... بچے کی آفات اور بلیات سے سلامتی اور اچھے طریقہ پر نشوونما عقیدت کے ساتھ رہن ہوتی ہے، اور عقیدت کے ذریعہ سے وہ آفات و بلیات سے چھٹکارا حاصل کرتا

۱۔ والسر فی العقیقة أن الله أعطاكم نفسا، فقبوا له أنتم أيضا بنفس، وهو السر في الأضحیة. ولذا اشترطت سلامة الأعضاء في الموضوعين، غير أن الأضحیة سنویة، وتلك عمریة (فیض الباری شرح البخاری، کتاب العقیقة، باب إماطة الأذى عن الصبی فی العقیقة)

۲۔ لا یقال لمن یشفع فی غیره مرهون فالأولی أن یقال إن العقیقة سبب لانفکاکه من الشیطان الذی طعنه حال خروجه فهی تخلص له من حبس الشیطان له فی أسره ومنعه له من سعیه فی مصالح آخرته (فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۵۸۱۹)

۳۔ لا یحب الله العقوق أی فمن شاء أن لا یكون ولده عاقلا له فی کبره فلیذبح عنه عقیقة فی صغره لأن عقوق الوالد یورث عقوق الولد ولا یحب الله العقوق وهذا توطئة لقوله ومن ولد له الخ (مرفاة، کتاب الصید والذباح، باب العقیقة)

اور محفوظ ہو جاتا ہے، اور اس کی نشوونما بہتر طریقہ پر ہوتی ہے۔

(۶)..... اگر بچہ بچپن میں فوت ہو جائے، تو عقیدہ کی وجہ سے آخرت میں والدین کے

حق میں بچہ کی طرف سے شفاعت حاصل ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ ۱

۱۔ اور اگرچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ عقیدہ کے بغیر بچے کے فوت ہو جانے کی صورت میں والدین اس کی شفاعت سے محروم رہتے ہیں، مگر محرموی کا قول دلائل کی رو سے کمزور معلوم ہوتا ہے، کیونکہ متعدد احادیث میں بچپن میں اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں شفاعت کے حصول کو صبر و احتساب پر معلق کیا گیا ہے، نہ کہ عقیدہ پر۔

اور یہ احادیث ہم پہلے اس کتاب کے مقدمہ میں ذکر کر چکے ہیں۔

یہ بعض نے مرتبہ کے لفظ سے عقیدہ کے لزوم و وجوب پر استدلال کیا ہے، مگر کیونکہ متعدد احادیث میں عقیدہ کے لزوم کی نفی پائی جاتی ہے، اس لئے یہ قول بھی دلائل کی رو سے راجح معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الغلام مرتہن بضم المیم وفتح الهاء أى مرهون بعقيقته يعنى أنه محبوس سلامته عن الآفات بها أو أنه كالشيء المرهون لا يتم الاستمتاع به دون أن يقابل بها لأنه نعمة من الله على والديه فلا بد لهما من الشكر عليه وقيل معناه أنه معلق شفاعته بها لا يشفع لهما أن مات طفلاً ولم يعق عنه فى شرح السنة قد تكلم الناس فيه وأجودها ما قاله أحمد بن حنبل معناه أنه إذا مات طفلاً ولم يعق عنه لم يشفع فى والديه وروى عن قتادة أنه يحرم شفاعتهم قال الشيخ التوربشتى ولا أدرى بأى سبب تمسك ولفظ الحديث لا يساعد المعنى الذى أتى به بل بينهما من المباينة ما لا يخفى على عموم الناس فضلاً عن خصوصهم والحديث إذا استبهم معناه فأقرب السبب إلى إيضاحه استيفاء طرفة فإنها قلما تخلو عن زيادة أو نقصان أو إشارة بالألفاظ المختلف فيها رواية فيستكشف بها ما أبهم منه وفى بعض طرق هذا الحديث كل غلام رهينة بعقيقته أى مرهون والمعنى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع والاستمتاع به دون فكه والنعمة إنما تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفة الشكر فى هذه النعمة ما سنه نبيه النبيه وهو أن يعق عن المولود شكر الله تعالى وطلباً لسلامة المولود ويحتمل أنه أراد بذلك أن سلامة المولود ونشوه على النعت المحبوب رهينة بالعقيقة وهذا هو المعنى (مراقبة، كتاب الصيد والذباح، باب العقيقة)

(رہین) أى مرهون وللناس فيه كلام فعن أحمد هذا فى الشفاعة يريد أنه إذا لم يعق عنه فمات طفلاً لم يشفع فى والديه وفى النهاية أن العقيقة لازمة له لا بد منها فشبہ المولود فى لزومها له وعدم انفكاكه منها بالرهن فى يد المرتہن وقال التوربشتى أى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع به دون فكه والنعمة إنما تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفته والشكر فى هذه النعمة ما سنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو أن يعق عن المولود شكراً لله تعالى وطلباً لسلامة المولود ويحتمل أنه أراد بذلك أن سلامة المولود ونشوه على النعت المحمود رهينة بالعقيقة (حاشية السندی على النسائی، باب متى يعق)

عقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کے احکام

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور (یعنی دو بکری، دو بکریاں، دو بھینٹ، یا دو دونے) ذبح کئے جائیں۔

اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے۔

البتہ اگر کسی کو لڑکے کے عقیقہ میں دو جانوروں کی گنجائش نہ ہو، تو اس کو ایک جانور سے بھی عقیقہ کرنے کی احادیث سے گنجائش ملتی ہے۔

اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

السُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَاتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً (مصنف ابن ابی شیبہ

حدیث نمبر ۲۴۷۳۰، کتاب العقیقہ، باب فی العقیقہ : کم عن الغلام ، و کم عن

الجارية)

ترجمہ: بیٹے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کرنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

" الْعَقِيقَةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَاتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً " (مسند احمد

حدیث نمبر ۲۷۵۸۲) ۱

ترجمہ: بیٹے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ ہے (ترجمہ ختم)

ایک جیسی سے مراد عمر اور اوصاف میں ایک جیسی ہونا ہے، کہ دونوں عمر میں مکمل اور عیب سے پاک

۱ قال الہیثمی:

رواہ أحمد ، والطبرانی فی الکبیر ، ورجاله محتج بہم (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۷)

ہوں۔ ۱

اور ابن ابی عاصم نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

الْعَقِيْقَةُ حَقٌّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (الاحاد والمثنى لابن ابی

عاصم حدیث نمبر ۲۹۶۲)

ترجمہ: عقیقہ حق ہے، بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری

(ترجمہ ختم)

بکری سے زودادہ ہر وہ جانور مراد ہے، جو قربانی میں جائز ہے، خواہ دنبہ ہو، یا بھینٹ، جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " لِلْغُلَامِ عَقِيْقَتَانِ وَلِلْجَارِيَةِ

عَقِيْقَةٌ " (شرح مشکل الآثار للطحاوی، حدیث نمبر ۱۰۴، باب بیان مشکل ما

روی عن رسول الله ﷺ فيما يذبح عن المولود الذكر يوم سابعه هل هو شاة أو شاتان،

واللفظ له، مسند البزار حدیث نمبر ۵۱۵۷، المعجم الكبير للطبرانی حدیث

نمبر ۱۱۱۶۳) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کے دو عقیقے ہیں، اور لڑکی کا ایک عقیقہ (ترجمہ ختم)

۱۔ اى متساويتان فى السن والحسن أو معادلتن لما يجب فى الزكاة فى الأضحية من

الأسنان مذبوحتان من قولهم كافأ الرجل بين بعيرين إذا وجأ فى لبة هذا ثم لبة ذاك

فنحرهما معا ذكره الزمخشري وزاد أو مكافئتان دفعا لتوهم أن يتجن فى أحديهما

ويهون أمرهما فبين به أن تكون فاضلة كاملة وفيه تنبيه على تهذيب العقيقة من عيوب

الأضحية (فيض القدير للمناوى تحت حدیث رقم ۵۲۳)

۲۔ قال الهيثمى:

رواه البزار والطبرانى فى الكبير وفيه عمران بن عيينة وثقة ابن معين وابن حبان وفيه

ضعف (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۸)

وقال الالبانى:

قلت : وطريق الطحاوى سالمة منه (ارواء الغليل للالبانى تحت حدیث رقم ۱۱۶۶)

دو اور ایک عقیقہ ہونے سے مراد دو اور ایک جانور ہیں، کہ لڑکے کے عقیقے میں دو جانور ہیں، اور لڑکی کے عقیقے میں ایک جانور۔

اور حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانٍ وَعَنِ الْأُنْثَىٰ وَاحِدَةٌ وَلَا يَضْرُكُكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أُمَّ
إِنَانًا (ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۳۵، ابواب الاضاحی، باب ماجاء فی العقیقة، واللفظ لہ،
نسائی حدیث نمبر ۴۲۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۳۷۳، مستدرک حاکم
حدیث نمبر ۷۶۹۸) ۱

ترجمہ: لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے، اور تمہارے لئے
اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جانور نہ ہو یا مادہ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ میں جو جانور ذبح کیا جائے، اس کے لئے نر (مثلاً بکرا) یا
مادہ (مثلاً بکری) ہونا ضروری نہیں، بلکہ نر اور مادہ دونوں قسم کے جانوروں سے عقیقہ جائز ہے۔
ان قولی احادیث (یعنی حضور ﷺ کے ارشادات و فرمودات) سے معلوم ہوا کہ لڑکے کے عقیقہ میں
دو جانور، اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا سنت ہے۔

عورت کو شریعت نے کئی چیزوں میں مرد کے مقابلے میں آدھی حیثیت دی ہے، چنانچہ مرد کے مقابلے
میں عورت کی گواہی آدھی ہے، بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو وراثت آدھی ملتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔
اس لیے اسی آدھ اودھ کے اصول کے مطابق لڑکی کی طرف سے ایک جانور اور لڑکے کی طرف سے
دو جانور رکھے گئے ہیں۔ ۲

۱۔ قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۲۔ (وعن الجارية شاة) على قاعدية الشريعة فإنه سبحانه فاضل بين الذكر والأنثى في الإرث
والدية والشهادة والعق فكذا العق ولا يعارضه أن فاطمة ذبحت عن الحسن والحسين كبشا كبشا
لأن النبي ﷺ ذبح عن كل واحد كبشا وذبحت أمهما عنهما كبشيين واقتصاره في الأخبار على
الشيء يفهم أنه لا يجوز غيرهما ولو أعلى كالإبل والبقر وبه صرح جمع لكن نقل عن مالك أنه
كان يعوق بجزور (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۶۲۳)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ

كَبْشَيْنِ (نسائی، حدیث نمبر ۴۲۳۰، کتاب العقیقة، باب کم یعق عن الجاریة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو

دومینڈھوں کے ساتھ عقیقة کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

كَبْشَيْنِ اثْنَيْنِ مِثْلَيْنِ مُتَكَافِئَيْنِ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۷) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے عقیقة فرمایا، دونوں میں سے

ہر ایک کی طرف سے دو مینڈھے ایک جیسے اور برابر کے ذبح فرمائے (ترجمہ ختم)

ان فعلی احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں میں سے

ہر ایک کا عقیقة دو دو مینڈھوں سے فرمایا تھا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ ، عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكَبْشَيْنِ

(مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۲۸۷۶، مسند انس، واللفظ له، شرح مشکل الآثار

للطحاوی حدیث نمبر ۱۰۳۸) ۲

۱ قال الذهبي تحت هذا الحديث: سوار أبو حمزة ضعيف

وقال الهيثمي:

سوار بن داود أبو حمزة، وثقه أحمد وابن حبان وابن معين، وفيه ضعف (مجمع

الزوائد ج ۵ ص ۲۰۱)

وقال الالباني:

قلت: ولا بأس به في الشواهد (ارواء الغليل للالباني، تحت حدیث رقم ۱۱۶۴)

۲ قال الهيثمي:

رواه أبو يعلى، والبخاري باختصار، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے (مجموعی طور پر) دو مینڈھوں کے ساتھ عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھ اذخ فرمایا تھا۔

اس کے بارے میں تفصیل اگلی حدیث کے بعد آتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَقَّقَ عَنِ الْحَسَنِ كَبْشًا وَعَنِ الْحُسَيْنِ كَبْشًا" (شرح مشکل الآثار للحطاوی حدیث نمبر ۱۰۳۹، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله ﷺ فيما يذبح عن المولود الذكر يوم سابعه هل هو شاة أو شاتان، واللفظ له، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کی طرف سے ایک مینڈھے سے اور حضرت حسین کی طرف سے ایک مینڈھے سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے پہلی احادیث میں دو دو مینڈھوں کے ذبح کرنے کا ذکر تھا، اور مذکورہ روایات میں ایک ایک مینڈھے کا ذکر ہے۔

اس سلسلہ میں محدثین نے فرمایا کہ اگرچہ ایک ایک مینڈھے یا بکری سے بھی لڑکے کا عقیقہ جائز ہے، اور ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایک مینڈھے کو ساتویں دن ذبح کیا ہو، اور ایک ایک مینڈھے کو کسی اور دن ذبح کیا ہو۔ ۱

۱۔ چنانچہ درج ذیل روایت سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَرَ بِرَأْسِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَوْمَ سَابِعِهِمَا فَحُلِقَ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِوَرْنِهِ فِضَّةً، وَلَمْ يَجِدْ ذُبْحًا." (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۲۵۱۱، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۱۲۷، سنن البيهقي حدیث نمبر ۱۹۷۴۸)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الكبير والوسط والبخار وفي إسناده الكبير ابن لهيعة وإسناده حسن وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۷)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایک مینڈھا خود ذبح فرمایا ہو، اور ایک ایک مینڈھا حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

پس جن روایات میں دو دو مینڈھوں کا ذکر کیا گیا، ان میں دونوں مینڈھوں کو جمع کیا گیا (یعنی جو ساتویں دن ذبح کیا گیا، اس کو بھی، اور جو کسی اور دن ذبح کیا گیا، اس کو بھی، یا جو حضور ﷺ نے ذبح کیا، اس کو بھی، اور جو حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے ذبح کیا، اس کو بھی) اور دوسری روایات میں ان دونوں کو جمع نہیں کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱

بہر حال اگر کسی کو بیٹے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنے کی حیثیت نہ ہو، تو اس کے لئے ایک جانور سے بھی عقیقہ کرنے کی گنجائش ملتی ہے۔ ۲

اور اسی طرح اگر کسی بیٹے کے عقیقہ میں ایک دن میں دونوں جانوروں سے عقیقہ کی وسعت نہ ہو، تو دونوں جانوروں کو الگ الگ دنوں میں بھی عقیقہ میں ذبح کرنے کی گنجائش ہے۔

مذکورہ اور اس جیسی احادیث و روایات سے فقہائے کرام نے جو مسائل اخذ کئے ہیں، اب ان کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ.....: عقیقہ کے جانور کا حکم قربانی کے جانور کی طرح ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے عقیقہ کو نسک اور قربانی سے تعبیر فرمایا ہے (جیسا کہ پہلے احادیث میں گزرا) اس لئے عقیقہ بھیڑ، دنبے اور بکری و بکرے کے علاوہ ان جانوروں سے بھی جائز ہے، جن کی قربانی جائز ہے، مثلاً گائے، بیل، بھینس اور اونٹ۔ جن جانوروں سے عقیقہ کرنا جائز ہے، ان کے نام یہ ہیں:

اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بھیڑ، مینڈھا، بکری، بکرا، دنبے، دنبہ۔

۱۔ والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز في الاكتفاء بالأقل أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاتين أن يكون في يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشا وفي السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو عق النبي من عنده كبشا وأمر علياً أو فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه عق كبشا على الحقيقة وكبشين مجازاً والله أعلم (مراقبة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

۲۔ وروى: عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: عَنِ الْجَارِيَةِ وَعَنِ الْغُلَامِ، شَاةٌ، شَاةٌ. (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۳۱)

اور ایک بڑا جانور (یعنی گائے، بیل، بھینس اور اونٹ) کا سا تو اس حصہ ایک چھوٹے جانور (یعنی بھیڑ، دنبے اور بکری) کے قائم مقام ہے۔

اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس سے عقیقہ بھی درست نہیں۔

لہذا عقیقہ صرف اسی جانور کو ذبح کر کے کیا جاسکتا ہے جس کی قربانی کی جاسکتی ہے، اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، خواہ اس وجہ سے کہ وہ قربانی کا جانور نہ ہو (جیسا کہ ہرن، مرغی وغیرہ) یا وہ عیب دار جانور ہو، یا مقررہ عمر سے کم ہو، تو اس جانور سے عقیقہ کرنا بھی جائز نہیں، اگرچہ وہ جانور کتنا زیادہ قیمتی اور اس کا گوشت کتنا ہی لذیذ ہو یا گھر میں پالا ہوا ہو۔ لہذا نیل گائے، ہرن، گھوڑے، خرگوش، مرغ، بٹخ، انڈے وغیرہ سے عقیقہ کرنا صحیح نہیں۔ ۱

مسئلہ.....: احادیث کی رو سے بڑے جانور کے مقابلہ میں چھوٹے جانور یعنی بکری و بکرے، اور مینڈھے و دنبے سے عقیقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ ۲

۱ قلت: هو مختلف فيه حسن الحديث، وفيه انه سماه نسكة ونسكا وهو يعم الابل والبقر والغنم اجماعا، وفيه دليل لقول الجمهور لا يجوز في العقيقة الا ما يجوز في الاضحى. فلا يجوز فيه ما دون الجذعة من الضأن ودون الشنية من المعز، ولا يجوز فيه الا السليم من العيوب، لانه سماه نسكا فلا يجوز فيه الا ما يجوز في النسك (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۱۷، باب العقيقة، بتغير يسير)

(الثالثة) المجزء في العقيقة هو المجزء في الاضحية فلا تجزء دون الجذعة من الضأن أو الشنية من المعز والابل والبقر هذا هو الصحيح المشهور وبه قطع الجمهور..... قال المصنف والاصحاب ويشترط سلامتها من العيوب التي يشترط سلامة الاضحية منها اتفاقا واختلافا ولا اختلاف في اشتراط هذا الا أن الرافي قال أشار صاحب العدة إلى وجه مسامح بالعيوب هنا (المجموع شرح المهذب للنووي، باب العقيقة)

۲ والكلام انما هو في الاجزاء واما الافضلية فلا شك انها في الغنم لحديث عائشة المذكور في المتن، ولما روينا من طريق عبد الرزاق قال أخبرنا بن جريج قال أخبرنا يوسف بن ماهك قال دخلت أنا وبن مليكة على حفصة بنت عبد الرحمن بن أبي بكر وولدت للمنذر بن الزبير غلاما فقلت هلا عقتت جزورا على ابنك فقالت معاذ الله كانت عمتي عائشة تقول على الغلام شاتان وعلى الجارية شاة..... فان غاية ما فيه كون الشاة فيها افضل، والله تعالى اعلم..... قلت وينبغي ان يكون الافضل في الغلام الكبش لما ورد في عقيقة الحسن والحسين رضي الله عنهما، والشاة يعم الذكر والانثى جميعا (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۱۷، باب العقيقة، بتغير يسير)

مسئلہ.....: اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسے کی عمر کم از کم دو سال اور باقی جانوروں (بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، مینڈھا، بھیڑ) کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔

اور جس جانور کی عمر اس سے زیادہ ہو جس کا ذکر کیا گیا یعنی اونٹ، اونٹنی پانچ سال سے زیادہ، گائے بیل، بھینس بھینسا دو سال سے زیادہ، بکرا بکری وغیرہ ایک سال سے زیادہ، اس کی بھی قربانی اور عقیقہ جائز ہے۔ ۱

مسئلہ.....: بھیڑ یا دنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی اگر چھ ماہ یا زیادہ کا ہو اور اس قدر صحت مند، موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں پورے سال کا معلوم ہوتا ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر سال کی بھیڑوں، دنبوں میں چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والا ان میں عمر کا فرق نہ کر سکے تو سال سے کم عمر ہونے کے باوجود اس سے عقیقہ جائز ہے، اور اگر چھ ماہ سے کم عمر ہو تو پھر اس سے کسی صورت میں عقیقہ درست نہیں، خواہ بظاہر کتنا ہی بڑا اور صحت مند ہو۔

مسئلہ.....: اگر جانور کی عمر کا پوری ہونا یقینی طور پر معلوم ہو، مثلاً جانور اپنے سامنے پیدا ہوا ہو، تو تب تو کوئی شبہ والی بات نہیں، اور اگر جانور دوسرے سے خریدا جا رہا ہے، اور جانور فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے بھی اس کے بیان کا غلط ہونا معلوم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے دل مطمئن ہو جاتا ہے تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے (مسائل قربانی بتعیر از مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

مسئلہ.....: سنت تو یہی ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) ذبح کیا جائے، لیکن اگر کسی کو زیادہ تو فیتن نہیں اس

۱ ولا يكون فيه دون الجذع من الضأن والثني من المعز ولا يكون فيه إلا السليمة من العيوب ؛ لأنه إراقة دم شرعا كالأضحية ولو قدم يوم الذبح قبل يوم السابع أو آخره عنه جاز إلا أن يوم السابع أفضل (العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

ولا يجوز فيه ما دون الجذعة من الضأن ودون التشية من المعز ولا يجوز فيه إلا السليم من العيوب لأنه إراقة دم بالشرع فاعتبر فيه ما ذكرناه كالأضحية (المجموع شرح المهذب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۶، ۴۳۷، باب العقيقة)

لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری، یا بھیڑ یا دنبہ سے عقیقہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مگر ایک بکری، یا ایک بھیڑ، یا ایک دنبہ میں ایک سے زیادہ بچوں کا عقیقہ جائز نہیں۔ ۱۔
مسئلہ.....: لڑکے کے دو جانوروں سے عقیقہ کرنے میں سنت و مستحب یہ بھی ہے کہ دونوں جانور برابر جوڑ کے ہوں، یعنی قد و قامت اور صورت و شکل کے لحاظ سے دونوں جانوروں میں جتنی مشابہت و مماثلت ہو، یہ بہتر ہے۔

لیکن ضروری نہیں، لہذا اگر دونوں میں کچھ فرق ہو، مگر دونوں جانور اس قابل ہوں کہ ان کی قربانی جائز ہو جاتی ہو، تو ان کے ذریعہ سے بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

پس اگر ایک بکرا ہے، اور ایک بکری، یا ایک بھیڑ یا دنبہ ہے، اور دوسرا بکری یا بکرا یا رنگ و جسامت میں باہم مختلف ہیں، تو بھی عقیقہ درست و جائز ہے۔ ۲۔

۱۔ ثم إذا أراد أن يعق عن الولد، فإنه يذبح عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة؛ لأنه إنما شرع للسرور بالمولود وهو بالغلام أكثر ولو ذبح عن الغلام شاة وعن الجارية شاة جاز؛ لأن (النبي ﷺ) عق عن الحسن والحسين كبشا كبشا (العقود الدررية في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

والسنة أن يذبح عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة لما روت أم كرز قالت سألت رسول الله ﷺ عن العقيقة فقال للغلام شاتان مكافتان وعن الجارية شاة ولأنه إنما شرع للسرور بالمولود والسرور بالغلام أكثر فكان الذبح عنه أكثر وإن ذبح عن كل واحد منهما شاة جاز لما روى عن ابن عباس رضى الله عنه قال عق رسول الله ﷺ عن الحسن شاة جاز لما روى ابن عباس رضى الله عنه قال (عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين عليهما السلام كبشا كبشا) (المجموع شرح المهذب للنووي، باب العقيقة) السنة أن يعق عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة فان عق عن الغلام شاة حصل أصل السنة لما ذكره المصنف ولو ولد له ولدان فذبح عنهما شاة لم تحصل العقيقة (المجموع شرح المهذب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۹، باب العقيقة)

۲۔ ويسن عن الذكر شاتان مستويتان وعن الأنثى واحدة وعن الخنثى المشكل واحدة والاحتياط ثنتان (العقود الدررية في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

فالمستحب أن تكون الشاتان متماثلتين؛ لقول النبي ﷺ: " شاتان مكافتان. " وفي

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: اگر کوئی بچہ خنثی مشکل پیدا ہو، (یعنی اس میں مرد و عورت میں سے کسی ایک کی علامات غالب نہ ہوں) تو اس کی طرف سے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا کافی ہے، اور احتیاطاً دو ذبح کرنا بہتر ہے۔ ۱

مسئلہ.....: اگر بڑا جانور یعنی گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ پورا کا پورا، ایک لڑکی یا ایک لڑکے کے عقیقہ میں ذبح کیا جائے، تو بھی نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض فقہاء کی تصریح کے مطابق افضل ہے۔

اور اس میں بھی اونٹ کی فضیلت زیادہ اور پھر گائے، بیل، بھینس کی فضیلت ہے۔ ۲

مسئلہ.....: اگر ایک بڑے جانور (اونٹ، بھینس، گائے) میں ایک سے زیادہ بچوں کا عقیقہ کیا جائے، تو بھی جائز ہے۔

جبکہ اس کی رعایت کی جائے کہ ایک بڑے جانور کو سات بکریوں کے قائم مقام سمجھ کر اس میں بچوں کے عقیقہ کے حصے ڈالے جائیں۔

اور اگر اس بڑے جانور میں سارے حصے عقیقہ کے نہ ہوں، بلکہ بعض لوگ کسی دوسری عبادت کی نیت سے شامل ہوں، مثلاً عید الاضحیٰ کی قربانی کی نیت سے، یا حج کی قربانی (دم شکر) کی نیت سے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

روایۃ "مئلان" قال أحمد: یعنی متماثلتین؛ لقول النبی ﷺ "شأتان مکافتان" وفي رواية "مئلان". (المغنی لابن قدامة ج ۲ ص ۵)

(عن الغلام شاتان مکافتان) أي متساويتان في السن والحسن أو معادلتان لما يجب في الزكاة في الأضحية من الأسنان مذبوحتان من قولهم كافأ الرجل بين بعيرين إذا وجأ في لبة هذا ثم لبة ذاك فنحصرهما معا ذكره الزمخشري وزاد أو مكافتان دفعا لتوهم أن يتجن في أحديهما ويهون أمرهما فبين به أن تكون فاضلة كاملة وفيه تشبيه على تهذيب العقيقة من عيوب الأضحية (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۶۲۳)

۱. ويسن عن الذكر شاتان مستويتان وعن الأنثى واحدة وعن الخنثى المشكل واحدة والاحتياط ننتان (العُقُودُ الدَّرِيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفُتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

۲. (وأما) الافضل ففيه وجهان (أصحهما) البدنة ثم البقرة ثم جذعة الضأن ثم ثنية المعز كما سبق في الأضحية (والثاني) الغنم أفضل من الابل والبقر للحديث السابق (عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة) ولم ينقل في الابل والبقر شيئا والمذهب الاول (المجموع شرح المهذب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۰، باب العقيقة)

اور حساب کے اعتبار سے سات حصوں سے زیادہ نہ ہوں، تو بھی جائز ہے۔^۱ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عید الاضحیٰ کے دنوں میں بھی قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کا حصہ ڈالنا جائز ہے، البتہ اس میں عقیقہ کے مستحب وقت کی رعایت کا ثواب نہ ملے گا (امداد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۲۸) مسئلہ.....: افضل یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور ہر قسم کے عیب اور نقص سے خالی ہو، تاکہ بچا اور نومولود کی طرف سے بطور عقیقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اچھی اور عمدہ صحیح سالم چیز پیش کی جاسکے۔

البتہ بعض عیب ایسے ہیں کہ اگر وہ جانور میں موجود ہوں تو وہ عقیقہ کی ادائیگی میں مانع نہیں، مثلاً جانور کا بھینگا ہونا، پیدائشی سینگ نہ ہونا یا کسی سینگ کا اس طرح ٹوٹ جانا کہ اس کی میٹک باقی ہو، یا قدرتی طور پر کان کا چھوٹا ہونا، یا کچھ دانتوں کا ٹوٹا ہوا ہونا، مگر چارہ کھانے کے قابل ہونا، یا ٹانگ میں کچھ لنگڑاپن ہونا، یا جانور کا بانجھ ہونا وغیرہ، اس قسم کے عیب دار جانوروں کو عقیقہ میں ذبح کرنے سے عقیقہ ادا ہو جاتا ہے۔

اور جانور میں بعض عیب وہ ہیں کہ وہ عقیقہ کی ادائیگی میں مانع ہیں، مثلاً کسی جانور کے ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اکھڑ گئے ہوں، یعنی اندر کی میٹک اور گودا بھی ختم ہو گیا ہو، یا جانور کی دم نہ ہو (سوائے چمکتی داردنبے کے، کہ اس کی چمکتی دم کے قائم مقام ہے)

یا کسی جانور کو نظر نہ آتا ہو، یا جانور کے دونوں یا ایک کان بالکل نہ ہوں، یا کان کا تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو، یا جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں، یا اتنے زیادہ گریا گھس گئے ہوں، کہ وہ چارہ کھانے پر قادر نہ ہو، یا جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہو، یا اس قدر لنگڑا ہو کہ وہ چل کر قربان گاہ تک نہ پہنچ

۱۔ ولو ذبح بقرة أو بدنة عن سبعة أولاد أو اشترك فيها جماعة جاز سواء أرادوا كلهم العقيقة أو أراد بعضهم العقيقة (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۹، باب العقيقة)

كأضحية وإحصار وجزاء صيد وحلق ومتعة وقران خلافا لزفر، لأن المقصود من الكل القربة، وكذا لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد قد ولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب بالشكر على نعمة الولد ذكره محمد (رد المحتار، كتاب الاضحية) وإن أراد أحدهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل جاز؛ لأن ذلك جهة التقرب إلى الله بالشكر على ما أنعم من الولد كما ذكر محمد في نوادر الضحايا (تبيين الحقائق، ج ۶ ص ۸)

سکتا ہو۔ ۱

اس قسم کے عیب والے جانور کو عقیقہ میں ذبح کرنے سے عقیقہ ادا نہیں ہوتا۔
اگر جانور میں کوئی عیب ہو، اور اس کے بارے میں مسئلے کا علم نہ ہو، تو اس کی تفصیل بتلا کر کسی مستند
اہل علم سے مسئلہ معلوم کر لینا چاہئے۔ ۲

مسئلہ.....: جانور کو ذبح کے لئے لایا گیا اور ذبح کے وقت گراتے ہوئے کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا
کہ جس کی وجہ سے عقیقہ جائز نہیں ہوتا، مثلاً اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، تو اس جانور کو عقیقہ میں ذبح کرنا
جائز ہے۔

مسئلہ.....: خصی کئے ہوئے بکرے و مینڈھے سے عقیقہ کرنا جائز ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے خصی
کئے ہوئے مینڈھے سے قربانی فرمائی ہے۔ ۳

مسئلہ.....: عقیقہ کی نیت سے جو جانور خریدا گیا، اُس کو خاص عقیقہ میں ذبح کرنا واجب نہیں، لہذا
کسی ضرورت سے اس کے بجائے کوئی دوسرا جانور کرنا چاہیں، تو جائز ہے (امداد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)
مسئلہ.....: احادیث میں بچہ اور بچی کی طرف سے عقیقہ کرنے کا حکم والدین اور سرپرستوں کو
خطاب کر کے دیا گیا ہے، اور عقیقہ میں مال خرچ ہوتا ہے، اس لئے اس کا حکم بچہ کے نان و نفقہ کی
طرح سے ہو گیا، اور اسی وجہ سے جس طرح بچے کا نان و نفقہ والد کے ذمے ہے اسی طرح عقیقہ کے
اخراجات بھی والد ہی اپنے مال سے ادا کرے گا (اللہ یہ کہ کوئی اور اپنی خوشی سے اپنا مال خرچ
کرے) اور بچے کا مال (جو اس کی ملکیت میں ہو) عقیقہ کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ ۴

۱۔ البتہ جو چلنے پر قادر ہو، یعنی چوتھا پاؤں بھی زمین پر رکھتا ہو اور چلنے میں اس سے مدد لیتا ہو، وہ جائز ہے۔

۲۔ ہماری کتاب ’ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام‘ میں بھی تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ محمد رضوان۔

۳۔ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَفْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ (ای خصیین)
(ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۹۷ کتاب الضحایا، باب ما يستحب من الضحایا، و اللفظ له،

ابن ماجہ کتاب الاضاحی، مسند احمد)

۴۔ (التاسعة) قال أصحابنا انما يعق عن المولود من تلزمه نفقته من مال العاق لا من
مال المولود قال الدارمی والاصحاب فان عق من مال المولود ضمن العاق (المجموع
شرح المذهب للنووی، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقیقة)

مسئلہ.....: بعض لوگ عقیقہ کا جانور خریدنے میں حرام رقم استعمال کرتے ہیں جو کہ سراسر ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حرام مال پیش کرنا گناہ ہے۔ لہذا عقیقہ میں حلال مال استعمال کرنا چاہئے۔

مسئلہ.....: اگر کسی کا اپنا عقیقہ نہیں ہو تو وہ اپنی اولاد کا عقیقہ کر سکتا ہے یعنی اولاد کا عقیقہ کرنے کے لئے خود اپنا عقیقہ ہونا ضروری نہیں۔

مسئلہ.....: اگر کسی نے اپنے بڑے بچے کا عقیقہ نہیں کیا اور چھوٹے کا کر دیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو سب کا کر دینا افضل ہے۔

عقیقہ کا وقت

عقیقہ اگر چہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کرنا بھی جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن کیا جائے، یا پھر چودھویں دن اور یا پھر اکیسویں دن اور اس کے بعد کرنا بھی جائز ہے، اگر چہ اس کی فضیلت کم ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثِ

نمبر ۲۴۷۳۷، کتاب العقیقہ، باب فی ائی یوم تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ؟)

ترجمہ: بچے کی طرف سے ساتویں دن (عقیقہ میں جانور) ذبح کیا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمر و بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعَقِيقَةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُودِ ،

وَوَضَعَ الْأَذَى ، وَتَسَمَّيْتَهُ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثِ نِمْبَر ۲۴۷۳۸ ، كِتَابِ

العقیقہ، باب فی ائی یوم تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے اور

اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ ،
وَسَمَّاهُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُءُوسِهِمَا الْأَذْيُ (مستدرک حاکم حدیث
نمبر ۷۶۹۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا،
اور ان کا نام رکھا، اور حکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی دور کر دی جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع میں ساتویں دن عقیقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث
ہے۔

ساتویں دن کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن، بچہ پر پورے ہفتے کا دور
مکمل ہو کر بچہ کی سلامتی و عافیت وغیرہ کی تکمیل ہو جاتی ہے، اور ہفتہ دنوں کی تکمیل کا زمانہ ہے، جس
طرح ایک سال مہینوں کی تکمیل کا زمانہ ہے۔ ۲
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

السَّنَةُ أَفْضَلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ تُقَطَّعُ
جُدُولًا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ فَيَأْكُلُ وَيُطْعَمُ وَيَتَصَدَّقُ ، وَلَيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ
السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي أَرْبَعَةِ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي إِحْدَى وَعِشْرِينَ "

(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۳) ۳

۱ وقال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرَّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ .

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

۱ وحکمہ کونہا فی السبع أن الطفل لا يغلب ظن سلامة بنيته وصحته خلقته وقبوله
للحياة إلا بمضى الأسبوع والأسبوع دور یومی کما أن السنة دور شهري (فیض القدير
للمناوی، تحت حدیث رقم ۵۶۹۹)

۳ قال الحاکم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرَّجَاهُ "

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

ترجمہ: عقیدہ سنت ہے، لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں افضل ہیں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری، اس (عقیدہ کے جانور) کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا، اس کے گوشت کو خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے، اور صدقہ بھی کرے، اور یہ عقیدہ ساتویں دن کرنا چاہئے، اگر ساتویں دن نہ ہو، تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ ہو، تو اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بظاہر مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔ ۱
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیدہ میں ساتویں دن کی فضیلت مقدم ہے، اور اس کے بعد چودھویں دن کی فضیلت ہے، اور پھر اکیسویں دن کی۔
اور کیونکہ احادیث میں مذکورہ تینوں صورتیں پیدائش کے ساتویں دن سے متعلق ہیں، پہلی صورت حقیقی ساتویں دن کی ہے، اور باقی حکمی ساتویں دن کی ہیں کہ وہ ہفتہ وار کے اعتبار سے ہیں۔
اس پر قیاس کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر اکیسویں دن بھی عقیدہ نہ ہو سکے، تو پھر اگلے ساتویں (یعنی اٹھائیسویں) دن کرنا افضل ہوگا۔

اسی طرح اس کے بعد اور ساتویں دن کی نسبت کی فضیلت دوسرے دنوں سے زیادہ ہوگی (اور زندگی بھر جب بھی عقیدہ کی توفیق ہو جائے، تو ساتویں دن کی رعایت کا طریقہ یہ ہے کہ پیدائش والے دن سے ایک دن پہلے عقیدہ کرے، مثلاً جمعہ کو بچہ کی ولادت ہوئی ہے، تو ہمیشہ جمعرات کا دن ساتواں بنے گا) ۲

جبکہ بعض نے فرمایا کہ اکیس دن کے بعد پھر جس دن بھی کرے، فضیلت برابر ہوگی، اور ساتویں

۱ وَالظَّاهِرُ اَنْهَا لَا تَقُوْلُهُ اِلَّا تَوْقِيْفًا (المغنی لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۹۸، مسألة متى تذبح العقیقة)

۲ وَقَالَ اللَّيْثُ يَعْنِي عَنِ الْمَوْلُوْدِ فِي اَيَّامِ سَابِعِهِ كَلِّهَا فِي اَيَّامِ سَابِعِهِ مِنْهَا اِنْ لَمْ تَنْتَهِيْا لَهُمُ الْعَقِيْقَةُ فِي سَابِعِهِ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَعْقَ عَنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ (الاستذكار، باب العمل في العقیقة)
فان تجاوز إحدى وعشرين ففيه احتمالان (أحدهما) : يستحب في كل سابع، فيذبح في ثمانية وعشرين، ثم في خمس وثلاثين، وعلى هذا قياساً على ما تقدم، (والثاني) يفعل في كل وقت، لأن هذا قضاء، فلم يتوقف كقضاء الأضحية وغيرها (شرح الزر كشي، كتاب الاضاحي)

دن كى رعايت كى كوئى خاص فضيلت باقى ندرهے كى۔^۱
 ليكن كيونكه احاديث ميں فى الجمله ساتويں دن كى رعايت كا ذكر هے، اس لئے رائج يهى هے كه
 اكيسويں دن كے بعد بهى ساتويں دن كى رعايت افضل رهے كى۔
 وه الگ بات هے كه ساتويں دن كى رعايت كے بغير كسى بهى دن كرنے سے عقيقه ادا هوجائے كا۔
 اور حضرت بريدہ رضى اللہ عنہ سے مروى هے كه:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَقِيقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ أَوْ أَرْبَعِ عَشْرَةَ أَوْ
 إِحْدَى وَعِشْرِينَ (المعجم الاوسط للطبرانى حديث نمبر ۴۸۸۲، واللفظ له
 المعجم الصغير للطبرانى حديث نمبر ۷۲۳، سنن البيهقى حديث نمبر ۱۹۷۷۱) ^۲
 ترجمہ: نبى ﷺ نے فرمايا كه عقيقه كا جانور ساتويں دن ذبح كيا جائے كا، يا چودھويں
 دن يا اكيسويں دن (ترجمہ تم)

اور حضرت انس رضى اللہ عنہ سے روايت هے كه:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَا جَاءَهُ تَهُ النَّبُوءَةُ "

(شرح مشكل الآثار للطحاوى عن عبدالله بن المشنى حديث نمبر ۱۰۵۳، و حديث

نمبر ۱۰۵۴، باب بيان مشكل ماروى عن رسول الله ﷺ فى العقيقة وهل هو على

الوجوب أو على الاختيار، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانى حديث نمبر

^۱ وان تجاوز اهدا وعشرين، احتمال أن يستحب فى كل سابع، فيجعله فى ثمانية
 وعشرين، فإن لم يكن، ففي خمسة وثلاثين، وعلى هذا، قياسا على ما قبله، واحتمل
 أن يجوز فى كل وقت؛ لأن هذا قضاء فائت، فلم يتوقف، كقضاء الأضحية وغيرها
 (المغنى لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۸۹۸، مسألة متى تذبح العقيقة)

^۲ قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الصغير، والأوسط، وفيه إسماعيل بن مسلم المكى، وهو ضعيف
 لكثرة غلطه ووهمه (مجمع الزوائد ۴ ص ۵۹)

وقال الهيثمى فى موضع آخر:

إسماعيل بن مسلم المكى وهو مع ضعفه يكتب حديثه (مجمع الزوائد ۳ ص ۲۷)

قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث عائشة كما مر. محمد رضوان

۹۹۴، المحلی لابن حزم ج ۷ ص ۵۲۸، ورواه مسند البزار عن عبد اللہ بن

المحرر حدیث نمبر ۷۲۸۱، الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۱۳۳ مسند الرویانی حدیث

نمبر (۱۳۵۶) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ نے اپنا عقیقہ نبوت ملنے کے بعد کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا بچپن میں عقیقہ نہ ہوا ہو، تو بعد میں بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

لَوْ أَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يُعَقِّ عَنِّي ، لَعَقَّقْتُ عَنْ نَفْسِي (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر

۲۴۷۱۸، کتاب العقیقہ، باب فی العقیقہ : من رآها) ۲

ترجمہ: اگر مجھے یہ بات معلوم ہو کہ میرا عقیقہ نہیں کیا گیا، تو میں اپنا عقیقہ کر لیتا (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو اس وقت تک اپنے عقیقہ کا پتہ نہ چلا ہو، اور بعد میں پتہ چلا ہو، تو اپنا عقیقہ کر لیا ہو، جیسا کہ اگلی روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔

۱ قال الهیثمی:

رواه البزار والطبرانی فی الاوسط ورجال الطبرانی رجال الصحیح خلا الهیثم بن جمیل
وہو ثقة وشیخ الطبرانی أحمد بن مسعود الخیاط المقدسی لیس ہو فی المیزان (مجمع
الزوائد ج ۳ ص ۵۹)

حدیث : إن النبی (ع) عقیق عن نفسه بعد ما بعثه الله عزوجل نبیا . رواه عبدالله بن محرز :
عن قتادة ، عن أنس . وعبدالله متروک الحدیث . (ذخیرة الحفاظ تحت حدیث رقم
۱۳۶۱)

قال الالبانی فی روایة ابن المثنی :

وہذا إسناد حسن رجالہ ممن احتج بہم البخاری فی " صحیحہ " غیر الہیثم بن
جمیل ، وہو ثقة حافظ من شیوخ الإمام أحمد ، و قد حدث عنه بہذا الحدیث کما
رواه الخلال عن أبی داود قال : سمعت أحمد یحدث بہ . کما فی " احکام المولود "
لابن القیم (ص - 88 دمشق) (السلسلۃ الصحیحۃ تحت حدیث رقم ۲۷۲۶)

۲ و إسناده صحیح إن كان أشعث الراوی له عن ابن سیرین هو ابن عبد الله الحدانی
أو بن عبد الملك الحممرانی ، و كلاهما بصری ثقة . و أما إن كان ابن سوار الكوفی
فهو ضعيف ، و ثلاثهم رووا عن ابن سیرین ، و عنهم حفص - و هو ابن غیاث - و هو
الراوی لهذا الأثر عن أشعث (السلسلۃ الصحیحۃ تحت حدیث رقم ۲۷۲۶)

اور امام بغوی نے ابن سیرین کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

عَقَقْتُ عَنْ نَفْسِي بِبُخْتِيَّةٍ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ رَجُلًا (شرح السنة للبغوی

ج ۱۱ ص ۲۶۲)

ترجمہ: میں نے اپنا عقیقہ آدمی ہونے کے بعد بختی اوٹنی سے کیا (ترجمہ ختم)

بخت خوبصورت اونٹوں کی ایک نسل ہے، جس کی گردن غیر معمولی لمبی ہوتی ہے۔ ۱

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ بکری یا مینڈھے سے کرنا ضروری نہیں، بلکہ اونٹ وغیرہ سے بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ کے عقیقہ کو قربانی و نسک فرمانے کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا لَمْ يَعْقُ عَنكَ فَعَقَّ، عَنْ نَفْسِكَ وَإِنْ كُنْتَ رَجُلًا (المحلی لابن حزم

ج ۷ ص ۵۲۸، واللفظ له، شرح السنة للبغوی ج ۱۱ ص ۲۶۲) ۲

ترجمہ: جب آپ کا عقیقہ نہ ہوا، تو آپ اپنا عقیقہ کر لیں، اگرچہ آپ (بچپن کے

دور سے گزر کر) آدمی ہی کیوں نہ (ہو گئے) ہوں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی مرفوع احادیث و روایات اور تابعین کے آثار کی روشنی میں جمہور فقہائے کرام نے فرمایا

کہ ساتویں دن عقیقہ کرنا بہتر ہے، مگر ساتواں دن گزرنے سے عقیقہ کی حیثیت ختم نہیں ہوتی۔ ۳

اب عقیقہ کے وقت سے متعلق چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ.....: بچے کا عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کرنا افضل ہے، اور پیدائش کا دن حساب میں شمار

۱ (بخت) ... فيه (فأتى بسارق قد سرق بُخْتِيَّةً) البُخْتِيَّةُ : الأثني من الجمال

البُخْتُ والذکر بُخْتِيٌّ وهي جمال طوال الأعناق وتُجمع على بُخْتٍ وبُخَاتِيٍّ واللفظة

معربة (النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير الجزري، باب الباء مع الخاء)

۲ وهذا إسناد حسن (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

۳ مذهبنا أن العقيقة لا تفوت بتأخيرها عن اليوم السابع وبه قال جمهور العلماء منهم

عائشة وعطاء واسحاق وقال مالك تفوت (المجموع شرح المذهب للنووي

ج ۸ ص ۲۳۸، باب العقيقة)

کیا جاتا ہے، اور اگر کوئی بچہ سورج غروب ہونے کے بعد پیدا ہوا، تو وہ آنے والے دن کے تابع ہوتا ہے، یعنی یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آنے والے دن میں پیدا ہوا۔

مثلاً کوئی بچہ جمعہ کا دن گزر کر سورج غروب ہونے کے بعد پیدا ہوا، تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ ہفتے کے دن پیدا ہوا ہے، اور اس کا ساتواں دن جمعہ کا دن قرار دیا جائے گا، جس کا آغاز جمعرات کا دن گزر کر رات کو سورج غروب ہونے سے شروع ہوگا، اور جمعہ کے دن سورج غروب ہونے پر اس کا ساتواں دن ختم ہو جائے گا۔ ۱

مسئلہ.....: عقیقہ کے لئے دن کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ دن میں جس وقت بھی عقیقہ کر لیا جائے، جائز ہے، گناہ نہیں، البتہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جب سورج طلوع ہو کر مکروہ وقت نکل جائے، اور اشراق کا وقت شروع ہو جائے، اس وقت عقیقہ کا جانور ذبح کرنا افضل ہے۔ ۲

مسئلہ.....: عقیقہ بچے کی پیدائش سے پہلے جائز نہیں، البتہ پیدائش کے بعد اور ساتویں دن سے پہلے کرنا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں، کیونکہ اس میں ساتویں دن کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اور اگر کوئی ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکے تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کرے۔

۱ (وَتِلْكَ) أَي: الْعَقِيقَةُ أَي: فَعَلُهَا (فِي) يَوْمٍ (سَابِعِهِ) مِنْ وِلَادَتِهِ أَحَبُّ مِنْهُ فِي غَيْرِهِ لِلْخَبَرِ السَّابِقِ فَيَدْخُلُ يَوْمٌ وَوِلَادَتِهِ فِي الْحِسَابِ (شرح البهجة الوردية، بَابُ الْأَصْحِيَّةِ)

(الثامنة) السنة ذبح العقيقة يوم السابع من الولادة وهل يحسب يوم الولادة من السبعة فيه وجهان حكاهما الشاشي وآخرون (أصحهما) يحسب فيذبح في السادس مما بعده (والثاني) لا يحسب فيذبح في السابع مما بعده وهو المنصوص في البويطي ولكن المذهب الاول وهو ظاهر الاحاديث *فان ولد في الليل حسب اليوم الذي يلي تلك الليلة بلا خلاف نص عليه في البويطي مع أنه نص فيه أن لا يحسب اليوم الذي ولد فيه (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۱، باب العقيقة)

۲ وذبحها في اليوم السابع يسن والأولى فعلها صدر النهار عند طلوع الشمس بعد وقت الكراهة للتبرك بالكور وليس من السبعة يوم الولادة خلافاً للشيخين ولو ولد ليلاً حسبت الذبيحة من صبيحته (العقود الدررية في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

(فرع) يستحب كون ذبح العقيقة في صدر النهار كذا نص عليه الشافعي في البويطي وتابعه الاصحاب (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقيقة)

اگر ان دنوں میں بھی نہ کر سکتے تو پھر اسی طرح سات سات کا اضافہ کرے، جب کرے ساتویں دن ہونے کا لحاظ کرنا بہتر ہے۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے۔
مثلاً اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے۔

اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے، اس طرح جب بھی کرے گا وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔

اور اگر اس کی بھی رعایت نہ کرے، تو پھر کسی بھی دن عقیقہ کیا جاسکتا ہے، اگرچہ فضیلت کم ہوتی چلی جائے گی۔ ۱

مسئلہ.....: اگر کسی کو بچہ کی پیدائش کا دن یاد نہیں تو اندازہ سے ساتواں دن نکال کر عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ.....: اگر لڑکے کے ساتویں دن عقیقہ کرنے کی صورت میں ایک بکری، بھیڑ کی گنجائش تھی، اور ایک جانور سے عقیقہ کر دیا گیا، اور پھر بعد میں دوسرے جانور کی وسعت حاصل ہوگی، تو عقیقہ

۱ و وقتها بعد تمام الولادة إلى البلوغ فلا يجزئ قبلها (العقود الدررية في تنقيح الفتاوى الأحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

قال المصنف والاصحاب فلو ذبحها بعد السابع أو قبله وبعد الولادة أجزأه وإن ذبحها قبل الولادة لم تجزه بلا خلاف بل تكون شاة لحم (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۱، باب العقيقة)

وهي أن يذبح شاة إذا أتى على الولد سبعة أيام (العقود الدررية في تنقيح الفتاوى الأحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

والسنة أن يكون ذلك في اليوم السابع لما روت عائشة رضي الله عنها قالت (عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين عليهما السلام يوم السابع وسماههما وأمر أن يماط عن رؤسهما الاذى) فان قدمه على اليوم السابع أو أخره أجزأه لانه فعل ذلك بعد وجود السبب (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۷، باب العقيقة)

وإن تجاوز أحدا وعشرين، احتمال أن يستحب في كل سبع، فيجعله في ثمانية وعشرين، فإن لم يكن، ففي خمسة وثلاثين، وعلى هذا، قياساً على ما قبله، واحتمل أن يجوز في كل وقت؛ لأن هذا قضاء فائت، فلم يتوقف، كقضاء الأضحية وغيرها (المغنى لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۸۹۸، مسألة متى تذبح العقيقة)

کے لئے دوسرا جانور بعد میں ذبح کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ ۱
 مسئلہ.....: اگر کسی کا عقیدہ نہیں ہو اور وہ بالغ ہو گیا تو بالغ ہونے کے بعد اس کو اپنا عقیدہ کرنا درست
 بلکہ افضل ہے، خواہ کتنی ہی عمر ہوگئی ہو۔ ۲
 مسئلہ.....: مختلف دنوں میں پیدا شدہ بچوں کا عقیدہ ایک ہی دن کیا جائے تو جائز ہے لیکن ساتویں
 دن کی رعایت سنت ہے۔

لہذا اس میں اس سنت کی رعایت کا ثواب حاصل نہ ہو سکے گا۔

۱۔ والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز في الاكتفاء بالأقل أو دلالة على أنه لا يلزم من
 ذبح الشاتين أن يكون في يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشا وفي
 السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو عق النبي من عنده كبشا وأمر عليا أو
 فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه عق كبشا على الحقيقة وكبشين مجازا والله أعلم
 (مراقبة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيدة)

۲۔ ويسن أن يعق عن نفسه من بلغ ولم يعق عنه (العقود الدرية في تنقيح الفتاوى
 الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيدة)

ثم إن الترمذی أجاز بها إلى يوم إحدى وعشرين. قلت: بل يجوز إلى أن يموت، لما
 رأيت في بعض الروايات أن النبي ﷺ عق عن نفسه بنفسه (فيض الباری شرح
 البخاری، كتاب العقيدة، باب إمطة الأذى عن الصبي في العقيدة)

وفي فصول العلّامی المسمی بالکراهية والاستحسان في الفصل 36 ويعق عنه في اليوم
 السابع من الولادة قال عليه الصلاة والسلام (العقيدة حق عن الغلام شتان وعن الجارية
 شاة) وقد (عق عن نفسه عليه السلام بعدما بعث نبيا). (العقود الدرية في تنقيح
 الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح، باب العقيدة)

قال أصحابنا ولا نفوت بتأخيرها عن السبعة لكن يستحب أن لا يوخر عن سن البلوغ *
 قال أبو عبد الله البوشیحی من أئمة أصحابنا ان لم تذبح في السابع ذبحت في الرابع
 عشر والا ففي الحادى والعشرين ثم هكذا في الاسابيع * وفيه وجه آخر انه إذا تكررت
 السبعة ثلاث مرات فات وقت الاختيار * قال الرافعی فان أخر حتى بلغ سقط حكمها
 في حق غير المولود وهو مخير في العقيدة عن نفسه قال واستحسن الفقهاء والشاشی أن
 يفعلها للحديث المروى أن النبي ﷺ (عق عن نفسه بعد النبوة) ونقلوا عن نصح في
 البويطی أنه لا يفعله واستغبروه هذا كلام الرافعی * وقد رأيت أنا نصح في البويطی قال
 (ولا يعق عن كبير) هذا اللفظ بحروفه نقله من نسخة معتمدة عن البويطی وليس هذا
 مخالفا لما سبق لان معناه (لا يعق عن البالغ غيره) وليس فيه نفى عقه عن نفسه
 (المجموع شرح المهذب للنووى، ج ۸ ص ۴۳۱، باب العقيدة)

مسئلہ.....: جو بچہ ساتویں دن کے بعد عقیقہ سے پہلے فوت ہو گیا، تو اس کا عقیقہ کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اس کا بھی عقیقہ کر لینا بہتر ہے، تاکہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو، اور بعض کے نزدیک ضرورت نہیں۔

پس اگر کوئی عقیقہ کر لے، تو اس میں بھی گناہ نہیں، بلکہ ثواب کی امید ہے۔ ۱
مسئلہ.....: جو بچہ فوت شدہ پیدا ہو، اس کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

عقیقہ کے جانور کے ذبح اور گوشت وغیرہ کے احکام

پہلے گزر چکا کہ عقیقہ کے جانور کے احکام قربانی کے جانور کی طرح ہیں، جس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ عقیقہ کے گوشت کا حکم بھی قربانی کے گوشت کی طرح ہے، کہ اس کو خود کھانا اور امیروں وغریبوں کو کھلانا درست ہے۔

البتہ احادیث میں عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑنے کا ذکر آیا ہے، یہ مستحب درجے کا عمل ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

السَّنَةُ أَفْضَلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مَكَافِتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ تُقَطَّعُ
جُدُوًّا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ فَيَأْكُلُ وَيُطْعَمُ وَيَتَصَدَّقُ ، وَلِيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ
السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي أَرْبَعَةِ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي إِحْدَى وَعِشْرِينَ "

(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۳) ۲

ترجمہ: عقیقہ سنت ہے، بڑے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں افضل ہیں، اور بڑے کی

۱ (فرع) لو مات المولود بعد اليوم السابع وبعد التمكن من الذبح فوجهان حكاهما
الرافعي (أصحهما) يستحب ان يعق عنه (والثاني) يسقط بالموت (المجموع شرح
المهذب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقیقة)
قَالُوا مَا قَبْلَ سَابِعِهِ أَوْ بَعْدَهُ وَلَمْ تَفْعَلْ سِنَّ فَعَلَهَا بَعْدَ مَوْتِهِ ذَكَرَهُ فِي الْمَجْمُوعِ ، وَقَالَ فِي
الْكَفَايَةِ مَذْهَبُنَا أَنَّهُ لَا يُسَنُّ ذَبْحُهَا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (شرح
البهجة الوردية، بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

۲ قال الحاکم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

طرف سے ایک بکری، اس (یعنی عقیقہ) کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا، اس کے گوشت کو خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے، اور صدقہ بھی کرے، اور یہ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہئے، اگر ساتویں دن نہ ہو، تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ ہو، تو اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

”عقیقہ کے جانور کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا“ کا مطلب یہ ہے کہ ہڈیوں کے جوڑے سے اعضاء کاٹ کر الگ الگ کر لئے جائیں گے، ان کی بوٹیاں وغیرہ بنا لی جائیں گی، اور ہڈیوں کو توڑنا بہتر نہیں، اگرچہ کوئی گناہ بھی نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ اس روایت میں عقیقہ کے گوشت کے خود کھانے، دوسروں کو کھلانے اور صدقہ کرنے کا ذکر ہے، لہذا افضل یہ ہے کہ عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک خود اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے کے لئے اور ایک حصہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لئے اور ایک حصہ غریبوں کے لئے رکھا جائے، مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

تُجْعَلُ جُدُولًا ، فَيُطَبِّخُ ، فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ . (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۲، کتاب العقیقہ، باب فی العقیقۃ یُؤْكَلُ مِنْ لَحْمِهَا.)

ترجمہ: عقیقہ کے گوشت کے اعضاء کاٹ لئے جائیں گے (ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا) پھر پکا لیا جائے گا، پھر خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے (ترجمہ ختم)

اگرچہ عقیقہ کا گوشت پکائے بغیر بھی دوسروں کو دینا جائز ہے، مگر مذکورہ اور اس جیسی روایات کے پیش نظر پکا کر دوسروں کو دینا افضل ہے۔ !

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

تُطَبِّخُ جُدُولًا ، وَلَا يَكْسَرُ مِنْهَا عَظْمٌ . (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر

! مگر ہمارے یہاں آج کل پکا کر دوسروں کے یہاں بھیجنے کا رواج بہت کم ہے، بلکہ یا تو کچا بھیجنے کا رواج ہے، جس میں دوسرے کو پکانے کی زحمت دینا لازم آتا ہے، اور یا پھر گھر بلا کر کھلانے کا رواج ہے، جس میں بے جا تکلفات اور ہنگامے ہوتے ہیں۔

۲۳۷۲۶، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.

ترجمہ: عقیقہ کا گوشت اعضاء کاٹ کر پکالیا جائے گا، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا (ترجمہ ختم) ۱۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَقُّ عَنِ الْعُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَقَالَتْ: عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ شَاتَيْنِ ذَبَحَهُمَا يَوْمَ السَّابِعِ وَسَمَّاهُمَا وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُءُوسِهِمَا الْأَذَى قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْ بَحُوا عَلَى اسْمِهِ وَقُولُوا بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ هَذِهِ عَقِيقَةُ فُلَانٍ قَالَتْ: وَكَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَخْضُبُونَ قُطْنَةً بِدَمِ يَوْمِ الْعَقِيقَةِ فَإِذَا حَلَفُوا الصَّبِيِّ وَضَعُوهُ عَلَى رَأْسِهِ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوا مَكَانَ الدَّمِ خُلُوقًا (النفقة على العيال لابن أبي الدنيا حديث نمبر ۴۱، بسند حسن، واللفظ له، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۲۳، باب

العقیقہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریوں سے، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا جائے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا دو بکریوں سے عقیقہ فرمایا، جن کو ساتویں دن ذبح کیا، اور ان کا نام رکھا، اور ان کے سروں سے بالوں کو دور کرنے (یعنی موٹڈ نے) کا حکم فرمایا۔

۱۔ قوله " :جدولا " أى : أعضاء، والجدل : العضو بفتح الجيم (شرح السنة للبغوی، ج ۱۱ ص ۲۶۸)

وفي حديث عائشة رضي الله عنها (العقيقة تُقَطَّعُ جُدُولًا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ) الْجُدُولُ جَمْعُ جَدَلٍ بِالْكَسْرِ وَالْفَتْحُ وَهُوَ الْعَضْوُ (النَّهَائِيَّةُ فِي غَرِيبِ الْأَثَرِ، بِابِ الْجِيمِ مَعَ الدَّالِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے نام پر ذبح کرو، اور یوں کہو کہ یا اللہ یہ آپ کی طرف سے ہے اور آپ کے لئے فلاں کا عقیقہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ عقیقہ کے دن خون سے روئی کو رنگتے تھے، پھر جب بچے کے بال منڈواتے، تو اس روئی کو بچے کے سر پر رکھ دیتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھیں (ترجمہ ختم) عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ فلاں کا عقیقہ ہے، البتہ اگر زبان سے بھی کہہ دیا جائے، تو حرج نہیں، اور مناسب یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ ”یہ فلاں کا عقیقہ ہے“ پہلے کہے، اور اس کے بعد ”بسم اللہ اکبر“ کہہ کر ذبح کرے۔ ۱

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَكْبَشٍ كَبْشٍ قَالَ جَابِرٌ: وَفِي الْعَقِيقَةِ تُقَطَّعُ أَعْضَاءُ وَيُطْبَخُ بِمَاءٍ وَمِلْحٍ ثُمَّ يُبَعَثُ بِهِ إِلَى الْجَيْرَانِ فَيَقَالُ: هَذَا عَقِيقَةُ فُلَانٍ قَالَ: أَبُو الزُّبَيْرِ: فَقُلْتُ لِحَابِرٍ: أَيَضَعُ فِيهِ خَلًّا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ أَطْيَبُ لَهُ (النفقة على العيال لابن أبي الدنيا حديث نمبر ۴۶) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کے ساتھ عقیقہ فرمایا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کے اعضاء کاٹے جائیں

۱ عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: سِئِلَ قِتَادَةَ: كَيْفَ تُنَحَرُ الْعَقِيقَةُ؟ قَالَ: يَسْتَقْبَلُ بِهَا الْقِبْلَةَ، ثُمَّ يَضَعُ الشَّفْرَةَ عَلَى حَلْقِهَا، ثُمَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلكَ، عَقِيقَةُ فُلَانٍ، بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اَكْبَرُ، ثُمَّ يَذْبَحُهَا (مُصَنَّفُ ابْنِ اَبِي شَيْبَةَ حَدِيثِ نَمْبَرِ ۲۴۷۵۴)

۲ حدیث صحیح و ابو الزبیر و ان کان مدلسا إلا أنه صرح بسماعه من جابر كما في آخر الرواية وبهذا يزول التردد الذي وقع للشيخ الألباني في تصحيح هذا الحديث لعلة التدليس هذه

گے (ہڈیاں نہیں توڑی جائیں گی) اور پانی اور نمک کے ساتھ (سالن) پکالیا جائے گا، پھر پڑوسیوں کی طرف بھی بھیجا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ یہ فلانے کا عقیدہ ہے۔ حضرت ابو الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، کہ کیا اس میں سرکہ ڈالاجائے گا، تو فرمایا کہ جی ہاں، وہ اس کے لئے زیادہ مزیدار ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر مصالحہ کے ساتھ سالن تیار کر کے پڑوسیوں وغیرہ کے گھر بھیج دیا جائے، تو یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیدہ کے گوشت کا سالن پکا کر پڑوسیوں وغیرہ کو بھیجنا افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ " زَيْنِي شَعْرَ الْحُسَيْنِ وَتَصَدَّقِي بِوَزْنِهِ فِضَّةً، وَأَعْطِي الْقَابِلَةَ رَجُلَ الْعَقِيقَةِ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۱۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ حکم فرمایا کہ حسین کے بالوں کا وزن کریں، اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دیں، اور دائی کو عقیدہ کا پایہ دے دیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر صادق اپنے والد، حضرت محمد بن علی باقر سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْعَقِيقَةِ الَّتِي عَقَّتْهَا فَاطِمَةُ عَنِ

۱ قال ابن الملقن:

قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ ذَكَرَهُ فِي مَنَاقِبِ الْحُسَيْنِ وَفِي صِحَّتِهِ نَظَرٌ؛ فَإِنَّ ابْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ فِي حَقِّ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ: إِنَّهُ ضَعِيفٌ - وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ - تَعْرِفُ وَتَنْكُرُ. وَقَالَ ابْنُ عَدَى: وَوَجَدْتُ فِي حَدِيثِهِ بَعْضَ النُّكْرَةِ، وَأَرْجُو أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ. ثُمَّ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: هَكَذَا فِي هَذِهِ الرَّوَايَةِ، وَرَوَى الْحَمِيدِيُّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَعْطَى الْقَابِلَةَ رَجُلَ الْعَقِيقَةِ قَالَ: وَرَوَاهُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مُرْسَلًا فِي أَنْ يَبْعَثُوا إِلَى الْقَابِلَةِ مِنْهَا بِرَجُلٍ (البدرا المنير، كتاب العقيقة، الحديث الثامن)

الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ : أَنْ تَبْعْتُوا إِلَى الْقَابِلَةِ مِنْهَا بَرِّجِلٍ ، وَكُلُّوا وَأَطْعِمُوا
وَلَا تُكْسِرُوا مِنْهَا عَظْمًا (مراسیل ابی داؤد حدیث نمبر ۳۵۶، واللفظ لہ، مصنف

ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۵، باب من قال لایکسر للعقیقۃ عظم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے اس عقیقہ کے بارے میں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے
حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا تھا، یہ فرمایا تھا کہ اس میں سے ایک
پایہ دانی کو بھیج دو، اور عقیقہ کے گوشت کو خود کھاؤ، اور دوسروں کو کھلاؤ، اور اس کی ہڈی کو نہ
توڑو (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایات کے پیش نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ عقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگہ دانی کو دینا
افضل ہے، مگر ضروری نہیں۔

حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، وَابْنِ سِيرِينَ ؛ أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهُانِ مِنَ الْعُقَيْقَةِ مَا يَكْرَهُانِ
مِنَ الْأُضْحِيَّةِ ، قَالَ : وَهِيَ عِنْدَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْأُضْحِيَّةِ ، يَأْكُلُ
وَيُطْعِمُ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۳، کتاب العقیقۃ، باب فی العقیقۃ
يُؤْكَلُ مِنْ لَحْمِهَا.)

ترجمہ: حضرت حسن اور ابن سیرین دونوں عقیقہ میں ان چیزوں کو مکروہ سمجھا کرتے
تھے، جن چیزوں کو قربانی میں مکروہ سمجھا کرتے تھے، حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ عقیقہ
(کا گوشت) ان حضرات کے نزدیک قربانی کے درجے میں ہے، خود بھی کھائے، اور
دوسروں کو بھی کھلائے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ عقیقہ کے جانور اور اس کے گوشت کے اکثر احکام قربانی کے جانور اور اس کے
گوشت کی طرح کے ہیں۔

اور حضرت ہشام ہی فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، وَمُحَمَّدٍ ؛ أَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يُلَطَّخَ رَأْسُ الصَّبِيِّ بِشَيْءٍ مِنْ

دَمَ الْعَقِيْقَةِ ، وَقَالَ الْحَسَنُ : اَللّٰمُ رَجُسٌ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۲۹، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يَكْسِرُ لِلْعَقِيْقَةِ عَظْمًا.)

ترجمہ: حضرت حسن اور محمد بن سیرین دونوں اس بات کو مکروہ سمجھا کرتے تھے کہ عقیقہ کے جانور کا خون بچے کے سر پر لگایا جائے، اور حضرت حسن نے فرمایا کہ خون ناپاک ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ بچے کے سر پر جانور کا خون ملنا اور لگانا منع ہے، کیونکہ وہ ناپاک چیز اور زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔

اور حضرت ابن ابی ذئب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زہری سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

لَا تُكْسِرُ عِظَامَهَا وَرَأْسَهَا ، وَلَا يَمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِّنْ دَمِهَا (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۲۷، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يَكْسِرُ لِلْعَقِيْقَةِ عَظْمًا.)

ترجمہ: عقیقہ کی ہڈیوں کو اور سر کو نہیں توڑا جائے گا، اور بچے کو عقیقہ کے جانور کا خون نہیں لگایا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ:

كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَكْسِرَ لِلْعَقِيْقَةِ عَظْمًا (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۷۲۸، کتاب العقیقہ، باب مَنْ قَالَ لَا يَكْسِرُ لِلْعَقِيْقَةِ عَظْمًا.)

ترجمہ: صحابہ کرام و تابعین اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ عقیقہ کی ہڈیوں کو توڑا نہ جائے (ترجمہ ختم)

یعنی عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کو نہ توڑنا مستحب درجہ کا عمل ہے۔

احادیث و روایات کے بعد اب اس موضوع سے متعلق مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ.....: عقیقہ کا جانور زبح کرتے وقت عقیقہ کی نیت کرنا ضروری ہے، اور نیت دل میں ہوتی ہے، زبان سے اس کے الفاظ کہنا ضروری نہیں، البتہ زبان سے یہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَاِلَيْكَ هَذِهِ عَقِيْقَةٌ فُلَانٍ

فلان کی جگہ بچے کا نام لیا جائے۔ ۱

اور اگر کوئی یہ دعا پڑھے بغیر صرف تکبیر پڑھ کر عقیقہ کی نیت سے جانور ذبح کر دے، تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ.....: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور بچے کا والد خود ذبح کرے اگر وہ ذبح کرنا جانتا ہو ورنہ دوسرا کوئی قریبی رشتہ دار جیسے دادا چچا وغیرہ اور اگر کسی دوسرے سے ذبح کرایا جائے، تو بھی گناہ نہیں۔
مسئلہ.....: اگر بچہ کسی اور جگہ ہے اور اس کے عقیقہ کا جانور کسی دوسری جگہ ذبح کرایا جائے تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح کسی دوسرے شخص کو اپنے بچے کے عقیقہ کرنے کا وکیل و نمائندہ بنانا بھی جائز ہے۔ ۲
مسئلہ.....: عقیقہ کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے، یعنی اس کا سارا گوشت خود

۱۔ ویسن أن یقول الذابح بسم الله والله أكبر اللهم لك وإليك عقیقة فلان لخیر ورد
ویكره لطح رأس المولود من دمها ويندب تسمية المذبوح للمولود نسيكة أو ذبيحة لا
عقیقة فيكره ويدل له خبر أبي داود وهو حسن (أنه عليه السلام قال للسائل عنها لا يحب الله
العقوق) وفي رواية (لا أحب الله العقوق) . ۱ھ (العُقُودُ الدَّرِيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى
الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقیقة)

والمستحب أن یسمى الله تعالی ویقول اللهم لك وإليك عقیقة فلان
ویشرط أن ینوی عند ذبحها أنها عقیقة كما قلنا فی الاضحیة (المجموع شرح
المهذب للنووی، باب العقیقة)

۲۔ فی فتاوی العلامة الشیخ محمد بن سلیمان الکردی محشی شرح ابن حجر علی
المختصر ما نصه : (سئل) رحمه الله تعالی : جرت عادة أهل بلد جاوی علی توکیل من
یشتری لهم النعم فی مكة للعقیقة أو الاضحیة ویذبحه فی مكة، والحال أن من یقو أو
یضحی عنه فی بلد جاوی فهل یصح ذلك أو لا ؟ أفئونا .

(الجواب) نعم، یصح ذلك، ویجوز التوکیل فی شراء الاضحیة والعقیقة وفي ذبحها،
ولو ببلد غیر بلد المضحی والعاق كما أطلقوه فقد صرح أئمتنا بجواز توکیل من تحل
ذبیحته فی ذبح الاضحیة، وصرحوا بجواز التوکیل أو الوصیة فی شراء النعم وذبحها،
وأنه یمتنع حضور المضحی أضحیته . ولا یمجب . وألحقوا العقیقة فی الاحکام
بالاضحیة، إلا ما استثنی، ولس هذا مما استثنوه، فیکون حکمه حکم الاضحیة فی
ذلك (إعانة الطالبین، البکری الدمیاطی ج ۲ ص ۳۸۱)

کھانا اور اپنے پاس رکھ لینا بھی جائز ہے، اور امیروں کو کھلا دینا بھی جائز ہے، اور سارا گوشت غریبوں کو صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ تین حصے کر کے ایک حصہ غریبوں کو دے دے، ایک حصہ اپنے گھر میں رکھ لے ایک حصہ رشتہ دار، دوستوں و پڑوسیوں میں تقسیم کر دے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ کا گوشت بچے کی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ اے

مسئلہ.....: عقیقہ کا گوشت غریبوں اور رشتہ داروں وغیرہ کو چاہے کچا دے دے، یا پکا کر دے، دونوں طرح جائز ہے، البتہ پکا کر بھیجنے کو بہت سے حضرات نے روایات کے پیش نظر زیادہ افضل قرار دیا ہے۔

اور اپنے یہاں دوسروں کو بلا کر کھانا بھی جائز ہے، جبکہ سادگی کے ساتھ اور رسم و رواج کے بغیر ہو۔ جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ عقیقہ کے گوشت کے لئے دعوت کا سماں بنانا سلف سے ثابت نہیں، بلکہ روایات سے دوسروں کے گھر بھیجنے کا مستحب ہونا ثابت ہے (جیسا کہ گزرا) اور گھر بلانے اور جمع کرنے میں فخر و تفاخر کا بھی خوف ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ دعوت کے بجائے دوسروں کو اپنے مقام پر بھیج دے، اور جو افراد گھر میں ہیں، وہ گھر میں کھالیں۔ بعض حضرات نے عقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگہ دائی کو دینا مستحب قرار دیا ہے۔

۱۔ قَوْلُهُ وَالسُّنَّةُ أَنْ يَأْكُلَ ثُلُثَهَا وَيُهْدِي ثُلُثَهَا وَيَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهَا وَإِنْ أَكَلَ أَكْثَرَ جَازَ هَذَا الْمَذْهَبُ نَصَّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ وَقَطَعَ بِهِ كَثِيرٌ مِنْهُمْ (الإِنصَافُ فِي مَعْرِفَةِ الرَّاجِحِ مِنَ الْخِلَافِ عَلَى مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، بَابُ الْهَدْيِ وَالْأَضَاحِيِّ، وَيَسْتَحَبُّ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَيُهْدِي وَيَتَصَدَّقَ لِحَدِيثِ عَائِشَةَ لِأَنَّهُ إِرَاقَةُ دَمٍ مَسْتَحَبٌّ فَكَانَ حَكْمُهَا مَا ذَكَرْنَا هَاكَذَا كَالْأَضَاحِيَّةِ) (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۲۷، باب العقیقہ)

(العاشرة) قال أصحابنا حكم العقیقہ فی التصدق منها والاکل والهدیة والادخار وقدر المأكول وامتناع البیع وتعین الشاة إذا عینت للعقیقہ كما ذكرنا فی الاضحیة سواء لا فرق بینهما* وحقى الرفاعی وجهاً أنه إذا جوزنا العقیقہ بما دون الجذعة لم یجب التصدق وجاز تخصیص الاغنیاء بها واللہ أعلم (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقیقہ)

مگر یاد رہے کہ ایسا کرنا ضروری نہیں، اور اس کو بہت سے لوگ ضروری سمجھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔ ا

۱۔ نیز بہت سے فقہاء نے فرمایا کہ بچے میں ایسے اخلاق پیدا ہونے کی نیک فالی کی غرض سے کچھ گوشت میٹھا کر کے پکانا افضل ہے۔

وحکمها كأحكام الأضحية إلا أنه يسن طبخها وبحلو تفاؤلاً بحلاوة أخلاق المولود وحمل لحمها مطبوخاً للفقراء ولا بأس بئديهم إليها وتعطى القابلة رجلها لأمره عليه الصلاة والسلام فاطمة رضى الله عنها باعطائها إياها واليمنى أولى ولا يكسر عظمتها ، وإن كسر لم يكره (العقود الدرية فى تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الذبائح ، باب العقيقة) ويأكل ويطعم ويتصدق وذلك يوم السابع ولأنه أول ذبيحة فاستحب أن لا يكسر عظم تفاؤلاً بسلامة أعضائه ويستحب أن يطبخ من لحمها طبخاً حلواً تفاؤلاً بحلاوة أخلاقه ويستحب أن يأكل منها ويهدى ويتصدق لحديث عائشة ولأنه إراقة دم مستحب فكان حكمها ما ذكرناه كالأضحية (المهذب، باب العقيقة)

وفى شرحه:

(السابعة) قال جمهور أصحابنا يستحب أن لا يتصدق بلحمها نيئاً بل يطبخه..... والمذهب الاول وهو أنه يستحب طبخه..... قال أصحابنا والتصدق بلحمها ومرفقها على المساكين بالبعث إليهم أفضل من الدعاء إليها ولو دعا إليها قوماً جاز ولو فرق بعضها ودعا ناساً إلى بعضها جاز (المجموع شرح المهذب للنووى، باب العقيقة) وكره عملها وليمة (ش) أى يكره أن يدعى الناس لها لمخالفة السلف وخوف المباهاة والمفاخرة بل تطبخ ويأكل منها أهل البيت والجيران والغنى والفقير ولا بأس بالإطعام من لحمها نيئاً ويطعم الناس فى مواضعهم (شرح مختصر خليل للحرشى، باب العقيقة) (وكره عملها) أى العقيقة كلها أو بعضها (وليمة) لاجتماع الناس عليها بل تطبخ ويأكل منها أهل البيت والجيران والأغنياء والفقراء ، ويطعم الناس منها وهم فى مواضعهم (منح الخليل شرح مختصر الخليل، باب فى الضحية والعقيقة) ويكون منه أى الطبخ شىء بحلو تفاؤلاً بحلاوة أخلاقه (شرح منتهى الارادات، فصل و العقيقة الذبيحة عن المولود)

(و طبخها أفضل من إخراجها نيئاً) نصاباً (ويكون منه) أى : الطبخ (شىء بحلو) تفاؤلاً بحلاوة أخلاقه (مطالب اولى النهى ، باب الهدى والأضاحى والعقيقة وما يتعلق بها) وقوله فتعطى نيئةً للقابلة أى على سبيل النذب وإلا لو أعطيت لها مطبوخة لكفى لما تقدم من أنه مخير بين التصديق بالمطبوخ وبالنيء وبالبعض والبعض اه وإرسالها مع مرفقها على وجه التصديق للفقراء أكمل من دعائهم إليها (حاشية الجمل، كتاب الاضحية، فصل فى العقيقة)

ويستثنى من ذلك ما يعطى للقابلة، فإن السنة أن يكون نيئاً، والافضل كونه الرجل اليمنى..... والحكمة فى ذلك التفاؤل بأن المولود يعيش، ويمشى على رجله (اعانة الطالبين، ج ۲ ص ۳۸۲)

بعض لوگ عقیقہ کے لئے بڑی ہنگامہ آرائی کرتے ہیں بعض اوقات عقیقہ کے کھانے پر بے پردہ عورتوں کا نامحرم مردوں کے ساتھ مخلوط اجتماع ہوتا ہے، بے پردگی کا سماں ہوتا ہے، تصویر سازی کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ عقیقہ میں فضول خرچی بہت کرتے ہیں، غیر ضروری روشنی اور لائٹنگ کا انتظام کیا جاتا ہے، اور بے شمار کھانوں کی ڈشوں کا بندوبست کیا جاتا ہے، جس میں عقیقہ کے گوشت کی نسبت تو آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے، اور اس میں عموماً اپنی بڑائی اور نمود و نمائش پیش نظر ہوتی ہے۔

اس طرح کی ہنگامہ رائی، رسم اور نمائش بازی کرنا جائز نہیں، سراسر گناہ ہے۔
مسئلہ.....: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے گوشت کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں، اور جوڑوں سے کاٹ کر اعضاء الگ الگ کر لئے جائیں، اور اس کی وجہ بچہ کے اعضاء کی سلامتی کے لئے نیک فال ہونا ہے۔

مگر یاد رہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کو نہ توڑنا صرف مستحب درجے کا عمل ہے، اور اس کی خلاف ورزی سے عقیقہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی، اور نہ ہی عقیقہ کے گوشت کا کھانا ممنوع یا مکروہ ہوتا ہے۔

۱۔ والمستحب أن يفصل أعضاءها ولا يكسر عظمها لما روى عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت (السنة شاتان مكافئتان عن الغلام وعن الجارية شاة تطبخ جدولا ولا يكسر عظم) ويأكل ويطعم ويتصدق وذلك يوم السابع ولأنه أول ذبيحة فاستحب أن لا يكسر عظم تفاقولا بسلامة أعضائه (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۲۲۷، باب العقيقة)

(الخامسة) يستحب أن تفصل اعضاؤها ولا يكسر شيء من عظامها لما ذكره المصنف فان كسر فهو خلاف الاولى *وهل هو مكروه كراهة تنزيه فيه وجهان (أصحهما) لا لانه لم يثبت فيه نهى مقصود (المجموع شرح المذهب للنووي، ج ۸ ص ۲۳۰، باب العقيقة)

(قوله: ولا يكسر عظم) أي ويندب أن لا يكسر عظمها ما أمكن، سواء العاق والأكل، تفاقولا بسلامة أعضاء الولد، فإن فعل ذلك لم يكره، لكنه خلاف الاولى (إعانة الطالبين، البكري الدمياطي ج ۲ ص ۳۸۲)

والمستحب أن يفصل لحمها ولا يكسر عظمها تفاقولا بسلامة أعضاء الولد ويأكل

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: جس طرح قربانی کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ بیچنا منع ہے، اسی طرح عقیقہ کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ فروخت کرنا بھی منع ہے۔ قصاب وغیرہ کو اجرت میں دینا بھی جائز نہیں۔

اور عقیقہ کی کھال کا بھی وہی حکم ہے جو قربانی کے جانور کی کھال کا ہے، کہ اس کو خود رکھ کر (مصلے وغیرہ کے طور پر) استعمال کرنا اور کسی دوسرے کو صدقہ وغیرہ کرنا جائز ہے، البتہ اس کو بیچ کر اس کی رقم کو خود رکھنا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے (امداد المقتنین صفحہ ۹۶۸)

مسئلہ.....: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی کا عقیقہ نہیں ہوا تو وہ قربانی نہیں کر سکتا یہ بات غلط ہے۔

مسئلہ.....: بعض لوگ صرف عقیقہ کر دینے کو بچہ کے پورے حق یا اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سمجھتے ہیں۔

اس طرح بعض لوگ عقیقہ کر کے سمجھتے ہیں کہ اب بچہ ہر قسم کی الابل اور نحوستوں سے محفوظ ہو گیا اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

حالانکہ اولاد کی شریعت کے مطابق تعلیم و تربیت بھی والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، اور اس سے غفلت اختیار کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ.....: بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ اگر ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہو، تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اترواتے ہیں، اور بکرے کی قربانی بھی وہیں جا کر کرتے ہیں، اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد کئی ماہ تک اس کے سر کے بال اتروانے سے پہلے لڑکے کی ماں پر گوشت کو حرام سمجھتے ہیں،

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

و یطعم و یتصدق ۱. هـ. (العُقُودُ الدَّرَائِيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

"وینزعها أعضاء "أى: يقطع كل عضو من مفصله تفاوضا بسلامة أعضاء المولود "ولا يكسر عظمها (المبدع شرح المقنع، باب الهدى والأصاحی)

(وأن لا يكسر عظمها) تفاوضا بسلامة أعضاء الولد، فإن كسر فخلاف الاولى (فتح الوهاب، لتركيا الانصاری، فصل فى العقيقة)

ولا يكسر عظمها، وإن كسر لم يكره (العُقُودُ الدَّرَائِيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ جا کر اس جگہ بچے کے بال اتروادیتے ہیں، اور بکرے کو ذبح کر کے وہاں ہی اس کا گوشت پکا کر کھاتے ہیں۔

یہ ایک ہندوانہ رسم ہے، جو ہندوؤں کے ساتھ ایک عرصہ تک رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں آگئی ہے، اور اس میں عقیدے کی بھی خرابی شامل ہے۔

چنانچہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے، اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منت مانتے ہیں، اور منت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جا کر بچے کے بال اتارتے ہیں، اور وہاں قربانی کرتے ہیں۔

یہ رسم اور طرز عمل انتہائی غلط اور قابل اصلاح ہے، اور اس سے ایمان میں فساد و بگاڑ کا اندیشہ ہے۔



پانچواں باب

بال منڈانے اور ان کے عوض صدقہ کے فضائل و احکام

نو مولود سے متعلق پانچواں عمل یہ ہے کہ اس کے سر کے پیدائشی بال مونڈ کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کر دی جائے۔

اور اگر حیثیت ہو تو سونے کی مالیت کے وزن سے صدقہ کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔

صدقہ بلاؤں کو دفع کرتا ہے، اور اس کے مختلف فضائل و فوائد ہیں، بالوں کے عوض صدقہ سے بچے کے سر سے رہی سہی بلاؤں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔^۱

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ ذَبَحْنَا عَنْهُ شَاةً وَحَلَقْنَا رَأْسَهُ وَلَطَخْنَا رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ كُنَّا إِذَا وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ ذَبَحْنَا عَنْهُ شَاةً وَحَلَقْنَا رَأْسَهُ وَلَطَخْنَا رَأْسَهُ بِزَعْفَرَانٍ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۲، واللفظ له، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۴۵، کتاب الضحایا، باب فی العقیقة،

سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۹۷۶۶) ۲

ترجمہ: ہم جاہلیت کے زمانے میں بچے کی ولادت پر اس کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتے تھے، اور اس کا سر مونڈا کرتے تھے، اور اس کے سر پر ذبح شدہ بکری کا خون ملا کرتے تھے، جب اسلام آ گیا تو پھر ہم (رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق) بچے کے پیدا ہونے پر اس کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتے تھے، اور اس کا سر منڈاتے تھے،

۱ وَالرَّابِعَةُ أَنْ يَحْلِقَ عَقِيقَتَهُ وَهُوَ شَعْرُ رَأْسِهِ الَّذِي وُلِدَ بِهِ (شعب الایمان للبیہقی، السُّنُونُ مِنْ شُعْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِيْنَ)

۲ قَالَ الْحَاكِمُ: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح على شرط البخاري ومسلم

اور اس کے سر پر زعفران ملا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کے سر پر عقیقہ کے ذبح شدہ جانور کا خون ملنا زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے، جس کو شریعت نے ختم کر دیا ہے، اور اس کی جگہ سر پر زعفران ملنے کے عمل کو مقرر کر دیا ہے۔ ۱

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُّوا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيْقَةِ ، فَإِذَا حَلَقُوا رَأْسَ الصَّبِيِّ وَضَعُوهَا عَلَى رَأْسِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اجْعَلُوا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوقًا (صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۳۰۸، باب العقیقہ، ذکر الأمر لمن عق عن ولده أن يخلق رأسه في ذلك اليوم بعد الحلق، واللفظ له، موارد الظمان ج ۱ ص ۲۶۱) ۲

ترجمہ: زمانہ جاہلیت میں لوگ جب بچے کا عقیقہ کرتے، تو عقیقہ کے جانور کے خون میں روئی کو رنگ لیا کرتے تھے، پھر جب بچے کے بال منڈواتے، تو اس روئی کو بچے

۱ فلما جاء الإسلام كنا نذبح الشاة أى جنسها الشامل للثنين والواحد يوم السابع ونحلق رأسه ونلطحه بفتح الطاء بزعفران أى بعد غسله تطيبيا بعد التطهير وفى القاموس الزعفران معروف وإذا كان فى بيت لا يدخله سام أبرص (مراقبة، كتاب الصيد والذبائح)

عن عائشة قالت كانوا فى الجاهلية إذا عقوا عن الصبى خضبوا قطنة بدم العقیقة فإذا حلقوا رأس الصبى وضعوها على رأسه فقال النبى ﷺ اجعلوا مكان الدم خلوقا زاد أبو الشيخ ونهى أن يممس رأس المولود بدم وأخرج ابن ماجة من رواية أيوب بن موسى عن يزيد بن عبد الله المزنى أن النبى ﷺ قال يعق عن الغلام ولا يممس رأسه بدم وهذا مرسل فإن يزيد لا صحبة له وقد أخرجه البزار من هذا الوجه فقال عن يزيد بن عبد الله المزنى عن أبيه عن النبى ﷺ ومع ذلك فقالوا انه مرسل ولأبى داود والحاكم من حديث عبد الله بن بريدة عن أبيه قال كنا فى الجاهلية فذكر نحو حديث عائشة ولم يصرح برفعه قال فلما جاء الله بالإسلام كنا نذبح شاة ونحلق رأسه ونلطحه بزعفران وهذا شاهد لحديث عائشة ولهذا كره الجمهور التدمية (فتح البارى لابن حجر، باب إمطة الأذى عن الصبى)

۲ قال شعيب الأرنؤوط :إسناده صحيح

کے سر پر رکھ دیتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھو (ترجمہ ختم)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زعفران کے علاوہ کوئی دوسری خوشبو بھی بچہ کے سر پر ملنا درست ہے،
اور خون ملنا جائز نہیں۔

اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَعُقُّ عَنِ ابْنِي دَمًا، قَالَ: لَا أَحْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِوِزْنِهِ عَلَى الْمَسَاكِينِ أَوْاقِي مِنْ وَرِقٍ، أَوْ فِصَّةٍ (مصنف

ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۱۷ کتاب العقیقہ، باب فی العقیقہ: من رآھا)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ کیا میں اپنے دونوں
بیٹوں کے سر کے اوپر عقیقہ کا خون نہ مل دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں،
بلکہ آپ ان کے سر کے بال موٹڈیں اور ان کے وزن کے برابر غریبوں پر چاندی کے
سکے یا چاندی صدقہ کر دیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں عقیقہ نام جانور ذبح کر کے اس کا خون تومولود کے سر پر
لگانے کا تھا، جس کو اسلام نے منسوخ قرار دے دیا۔

اور اس کے بجائے بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کا حکم فرمایا، نیز خون کی جگہ زعفران اور خوشبو
لگانے کو نعم البدل ٹھہرایا۔

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کا ارشاد اس طرح سے مروی ہے۔

أَحْلِقِي رَأْسَهُ ثُمَّ تَصَدَّقِي بِوِزْنِ شَعْرِهِ مِنْ فِصَّةٍ عَلَى الْمَسَاكِينِ أَوْ
الْأَوْفَاضِ، وَكَانَ الْأَوْفَاضُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مُحْتَاجِينَ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي الصَّفَّةِ..... فَفَعَلْتُ ذَلِكَ، قَالَتْ:
فَلَمَّا وَلَدْتُ حُسَيْنًا فَعَلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۱۸۳ واللفظ

لہ، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۹۱۲، سنن البيهقي حدیث نمبر ۱۹۷۷۷)

ترجمہ: آپ ان کے سر کے بال موٹڈیں، پھر ان کے بالوں کے وزن کے برابر

چاندی، مساکین یا اوقاف پر صدقہ کر دیں، اور اوقاف رسول اللہ ﷺ کے بعض ایسے صحابہ کرام تھے، جو مسجد میں یا صفہ نام کے تعلیمی چبوترے میں ہوتے تھے (پھر اس روایت کے آخر میں ہے کہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اسی طرح عمل کیا، پھر جب حضرت حسین کی ولادت ہوئی، تب بھی یہی عمل کیا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا ضرورت مند نیک اور طالب علم دین پر صدقہ کرنا افضل ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اُحْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضُ دِرْهَمٍ (ترمذی حدیث نمبر ۱۲۳۹، ابواب الاضاحی، باب العقیقہ بشاة، واللفظ له، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۱۶، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۹۶) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کی طرف سے بکری کے ساتھ عقیقہ فرمایا، اور فرمایا کہ اے فاطمہ اس کے سر کو موٹو دو، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا وزن کیا، تو اس کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا (ترجمہ ختم) ۲

۱ قال الترمذی:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (ترمذی)

قلت: قد روى الحاكم عن محمد بن علي بن الحسين عن ابيه عن جده عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه، فهو متصل .

۲ والحديث يحتمل أنه لبیان الجواز في الاكتفاء بالأقل أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاتين أن يكون في يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشا وفي السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو عق النبي من عنده كبشا وأمر عليا أو فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه عق كبشا على الحقيقة و كبشين مجازا والله أعلم (مراقبة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقیقہ)

ایک درہم تقریباً ساڑھے تین ماشہ وزن کا ہوتا ہے (ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ ج ۱ ص ۴۲۸)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَمَرَ بِرَأْسِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
إِبْنَيْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ يَوْمَ سَابِعِهِمَا فَحَلِقَ، ثُمَّ
تَصَدَّقَ بِوِزْنِهِ فِضَّةً، وَلَمْ يَجِدْ ذُبْحًا . " (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر

۲۵۱۱، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۱۲۷، سنن البيهقي حديث
نمبر ۱۹۷۴۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہم کے ساتویں دن سر منڈانے کا حکم فرمایا، پھر بالوں کے وزن کے برابر
چاندی صدقہ کی، اور عقیدہ کا جانور نہیں پایا (ترجمہ ختم)

اس سے پہلے بعض روایات میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن عقیدہ کا ذکر گزر چکا
ہے۔

ان کے پیش نظر اس حدیث کا محدثین نے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ ذبح کے دنوں
جانور ساتویں دن نہ کئے گئے ہوں، بلکہ ایک جانور بعد میں کیا گیا ہو۔
بہر حال اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگی کہ اگر ساتویں دن عقیدہ نہ کیا جائے، تو بھی ساتویں دن
بال منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا بہتر ہے۔
حضرت محمد بن علی باقر فرماتے ہیں کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤَلَّدُ لَهَا وَلَدٌ إِلَّا
أَمَرَتْ بِهِ فَحَلَقَتْ ثُمَّ تَصَدَّقَتْ بِوِزْنِ شَعْرِهِ وَرَقًا قَالَتْ وَكَانَ أَبِي يَفْعَلُ
ذَلِكَ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۷۳، كتاب العقيدة، باب العقیقہ يوم سابعه

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الكبير والوسط والبخاري وفي إسناده الكبير ابن لهيعة وإسناده حسن
وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۵)

والحلق والتسمية والذبح والدم)

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا، تو اس کا سر منڈانے کا حکم فرماتیں، پھر اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کے سکے صدقہ کرتیں، اور فرماتیں کہ میرے والد ماجد (حضور ﷺ) اس طرح کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم) ۱

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تَعْقُّ عَنْ كُلِّ وَلَدٍ لَهَا شَاةً وَتَحْلُقُ رَأْسَهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَتَصَدِّقُ بِوَزْنِهِ فِضَّةً (العیال لابن ابی الدنیا حدیث نمبر ۳۹)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہر بیٹے کا بکری سے عقیتہ کیا کرتی تھیں، اور ساتویں دن اس کا سر منڈا کرتی تھیں، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ ساتویں دن عقیتہ کا جانور ذبح کرنے کے بعد بچے کے بال منڈا کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کرنا مستحب ہے۔ ۲
اور بچے کا سر منڈا کر اس پر زعفران یا خوشبو مل دینا بھی مستحب ہے، اور عقیتہ کا خون سر پر ملنا جائز

۱ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا وَلَدَتْ حَلَقَتْ شَعْرَهُ وَتَصَدَّقَتْ بِوَزْنِهِ وَرَقًا (العیال لابن ابی الدنیا حدیث نمبر ۸۰)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا، تو اس کے بال منڈا تیں، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کے سکے صدقہ کرتیں (ترجمہ ختم)

۲ وسئل مالک عن حلاق الصبی يوم السابع ويتصدق بوزن شعره فضة، قال: ليس ذلك من عمل الناس وما ذلك عليهم .

قال محمد بن رشد: يريد ليس ذلك مما التزم الناس العمل به ورأوه واجباً لأنه أنكره ورآه، مكرههاً بل مستحب من الفعل، روى أن فاطمة بنت رسول الله ﷺ وزنت شعر حسن وحسين وزينب وأم كلثوم فتصدقت بزنة ذلك فضة (البيان والتحصيل لابن رشد، كتاب العقیقة)

نہیں، کیونکہ خون ناپاک ہے، اور یہ زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ ۱
 مسئلہ.....: بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا سونے کی مالیت کا صدقہ غریبوں اور
 مسکینوں کا حق ہے، اور اس میں بھی نیک اور دینی علوم کے پڑھنے پڑھانے والوں کا درجہ اور
 فضیلت زیادہ ہے، کما مر فی الحدیث۔
 اور پیشہ ور بھکاریوں کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ.....: اگر کوئی ساتویں دن جانور نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عقیدہ نہ کر سکے
 تب بھی بہتر ہے کہ ساتویں دن بچہ کے بال اتروادے اور ان کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ
 کر دے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے حیثیت دی ہے، تو سونے کے وزن سے صدقہ کرنا بہتر ہے۔ ۲

۱۔ ورد و یکرہ لطح رأس المولود من دمها (الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْفِيحِ الْفَتَاوَى الْأَحْمَدِيَّةِ،
 كتاب الذبائح، باب العقيقة)

(الحادية عشرة) قال أصحابنا يكره أن يلمح رأس المولود بدم العقيقة ولا بأس بلمحه
 بخلوف أو زعفران وفي استحباب الخلوف أو الزعفران وجهان حكاهما الرافي
 (أشهرهما) وبه قطع المصنف وغيره يستحب (المجموع شرح المذهب للنووي،
 ج ۸ ص ۴۳۲، باب العقيقة)

ويستحب أن يلمح رأس المولود بزعفران عوضا من الدم الذي كانت الجاهلية تفعله
 على رأسه من العقيقة وفي أبي داود كنا في الجاهلية إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاة
 و لطح رأسه بدمها إفلما جاء الإسلام كنا نذبح شاة ونحلق رأسه و نلطحه بزعفران
 وقاله ابن حنبل (الذخيرة، كتاب العقيقة)

و ظاهراً كلامه أنه مباح أي الخلق مباح لا يرعب فيه قال الشيخ في شرحه ولو قيل
 بنذبه لما بعد لمؤم طلب مخالفة الجاهلية قلت ويقوى ذلك ما رواه أبو داود عن
 بريدة الصحابي قال كنا في الجاهلية إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاة و لطح رأسه بدمها
 فلما جاء الله بالإسلام كنا نذبح شاة و نحلق رأسه و نلطحه بزعفران (حاشية العدوي،
 باب في الضحايا)

(وإن لطح رأسه بزعفران فلا بأس) لقول بريدة كنا في الجاهلية إذا ولد لأحدنا غلام
 ذبح عنه شاة و يلمح رأسه بدمها فلما جاء الإسلام كنا نذبح شاة و نحلق رأسه و نلطحه
 بزعفران رواه أبو داود (وقال) شمس الدين محمد (ابن القيم) لطح رأسه بزعفران
 (سنة) لما مر (كشاف القناع، فصل والعقيقة وهي النسيكة وهي التي تذبح عن المولود)

۲۔ واختلف في حلاق رأس المولود يوم السابع، والصدقة بوزن شعره فضة، فقيل هو
 مستحب، وقيل هو غير مستحب، والقولان عن مالك، والاستحباب أوجد (بداية
 المجتهد، كتاب العقيقة) ﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور سر موٹنا شروع کیا جائے، فوراً اسی وقت عقیقہ کا جانور ذبح ہو۔

یہ محض مہمل رسم ہے، شریعت کی طرف سے اس طرح کی پابندی ثابت نہیں، بلکہ جانور ذبح کرنے کے بعد سر موٹنا بھی جائز ہے، اور ذبح کرنے سے پہلے بھی گنجائش ہے۔

البتہ جانور ذبح کرنے کے بعد سر موٹنا افضل، اور احادیث و روایات کے زیادہ موافق ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والتصدق بزنة شعره (ش) المشهور أنه يستحب أن يتصدق بوزن شعر المولود ذهباً أو فضة عق عنه أو لا (شرح مختصر خليل للحرشى، باب العقيقة)
 قَالَ أَصْحَابُنَا: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِوِزْنِ شَعْرِهِ ذَهَبًا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَفِضَّةٌ، سَوَاءٌ فِيهِ الذَّكْرُ وَالْأُنثَى، هَكَذَا قَالَهُ أَصْحَابُنَا (المجموع شرح المهذب ج ۸ ص ۳۲۴)
 الظاهر أن من العقيقة شرعاً ما يذبح قبل حلق الشعر أو بعده أو حيث لا يكون هناك حلق شعر مطلقاً فإن الذبح عند حلق الشعر إنما هو على سبيل الاستحباب بأن يكونا في يوم السابع فليتأمل (شرح البهجة الوردية، بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

(بِالتَّصَدُّقِ) أَي: مَعَ التَّصَدُّقِ (بِوِزْنِهِ) أَي: الشَّعْرِ (مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرَقٍ) أَي: فِضَّةٍ)
 ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَاطِمَةَ فَقَالَ زِنِي شَعْرَ الْحُسَيْنِ وَتَصَدَّقِي بِوِزْنِهِ فِضَّةً وَأَعْطَى الْقَابِلَةَ رَجُلَ الْعَقِيْقَةِ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَقَيْسَ بِالْفِضَّةِ الذَّهَبَ وَبِالذَّكْرِ الْأُنثَى وَعِبَارَةُ النَّظْمِ وَالْمَنَاجِحِ كَأَصْلِيهِمَا تَقْتَضِي أَنْ كُلًّا مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مُحْصَلٌ لِمُسْنَةِ قَوْلِ الرَّوْضَةِ وَأَصْلُهَا ذَهَبًا فَإِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ فِضَّةً بَيِّنًا لِدَرَجَةِ الْأَفْضَلِيَّةِ وَلَا رَيْبَ أَنَّ الذَّهَبَ أَفْضَلُ مِنَ الْفِضَّةِ وَإِنْ تَبَتَّ بِالْقِيَاسِ عَلَيْهَا (البهجة الوردية، بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

و فی شرحه:

(قَوْلُهُ: أَوْ وَرَقٍ) أَوْ لِلتَّنْوِيحِ دُونَ التَّخْيِيرِ وَالْوَرَقُ شَامِلٌ لِلْمَصْرُوبِ مِنْ ذَلِكَ وَلِغَيْرِهِ)
 قَوْلُهُ: وَإِنْ تَبَتَّ بِالْقِيَاسِ (قَالَ فِي شَرْحِ الرَّوْضِ وَالْحَبْرُ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّ الْفِضَّةَ كَانَتْ هِيَ الْمُتَيَسَّرَةَ إِذْ ذَاكَ (البهجة الوردية مع شرحه، بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

۱۔ واستدل بقوله يذبح ويحلق ويسمى بالواو على أنه لا يشترط الترتيب في ذلك وقد وقع في رواية لأبي الشيخ في حديث سمرة يذبح سمرة يوم سابعه ثم يحلق وأخرج عبد الرزاق عن ابن جريج يبدأ بالذبح قبل الحلق وحكى عن عطاء عكسه ونقله الروياني عن نص الشافعي وقال البغوي في التهذيب يستحب الذبح قبل الحلق وصححه النووي في شرح المهذب والله أعلم (فتح الباري لابن حجر، كتاب العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي)

وہل يقدم الحلق على الذبح فيه وجہان (أصحهما) وبه قطع المصنف والبغوي

﴿ بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

مسئلہ.....: پیدائش کے ساتویں دن بچے کا عقیقہ کرنے اور سر منڈا کر صدقہ کی فضیلت تو واضح ہے، اور یہ بھی کہ عقیقہ کا جانور، بال منڈانے سے پہلے ذبح کرنا افضل ہے، اور عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت جس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، اس میں بچے کے نام کا بھی ذکر ہے۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور ذبح کرنے سے پہلے بچے کا نام رکھ دینا افضل ہے۔ ۱
مسئلہ.....: بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کے بال مخصوص جگہ (مثلاً کسی زیارت وغیرہ) پر لے جا کر اتروائے جاتے ہیں اور اس جگہ بکرے کو ذبح کیا جاتا ہے، اور اس سے پہلے گوشت وغیرہ کھانے کو ناجائز سمجھا جاتا ہے اور اس کو عقیقے کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ جہالت والا طریقہ اور سخت گناہ ہے۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والجر جانی وغیرہم یستحب کون الحلق بعد الذبح وفي الحديث اشارة إليه (والثانی) یستحب کونہ قبل الذبح وبهذا قطع المحاملی فی المنقح ورجحه الرویانی ونقله عن نص الشافعی والله أعلم (المجموع شرح المہذب للنووی، ج ۸ ص ۴۳۳، باب العقیقۃ)

قوله: (و یحلق رأسه بعد ذبحها) أي كما فی الحج (حاشیة قلبوبی، فصل فی العقیقۃ) یُسْتَحَبُّ الْحَلْقُ بَعْدَ الذَّبْحِ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ (الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف علی مذهب الإمام أحمد بن حنبل، بَابُ الْهَدْيِ وَالْأَضَاجِيِّ)

(وَحَلَّقَ شَعْرًا) رَأْسَ (الطِّفْلِ) فِي سَابِعِهِ أَحَبُّ مِنْهُ فِي غَيْرِهِ لِخَبَرِ التِّرْمِذِيِّ السَّابِقِينَ سِوَاءَ كَانَ ذَكَرًا أَمْ أُنْثَى أَمْ خُنْثَى وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ الْحَلْقُ بَعْدَ الذَّبْحِ عَلَى الْأَصَحِّ كَمَا فِي الْحَاجِّ (البهجة الوردية، بَابُ الْأَضْحِيَّةِ)

۱ (قوله: وسن أن يحلق رأسه) أي رأس المولود كله، وذلك للخبر المار أول مبحث العقیقۃ. قال فی فتح الجواد: وسن أن يكون بعد الذبح، وتقدم عن ع ش أنه قال: ينبغي أن تكون التسمية قبل العق. وعليه: فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق. (قوله: ولو أنثى) غاية في سنية حلق رأس المولود، أي يسن ذلك وإن كان أنثى. (وقوله: في السابغ) متعلق بيحلق. (قوله: ويتصدق بزنته إلخ) أي وسن أن يتصدق بوزن الشعر ذهباً أو فضة، لخبر أنه (ص): (أمر فاطمة أن تزن شعر الحسين وتتصدق بوزنه فضة، ففعلت ذلك، فوجدته عادل درهما أو درهما إلا شيئاً. قال في شرح الروض: ولا ريب أن الذهب أفضل من الفضة، وإن ثبت بالقياس عليها. والخبر محمول على أنها كانت هي المتيسرة إذ ذاك (إعانة الطالبين، البكري الدمياطي ج ۲ ص ۳۸۴)

مسئلہ.....: اگر ساتویں دن بچے کے بال نہ منڈائے جاسکیں، یا صدقہ نہ کیا جاسکے، تو اگلے دن یا اس کے بعد کسی بھی وقت یہ عمل کر لینا درست ہے (لان بعد السبع لم ينقل الوقت المخصوص)
 مسئلہ.....: اگر بچپن میں کسی کے بال اتروا کر صدقہ نہ کیا گیا ہو، تو بعد میں بھی اندازے سے صدقہ کر دینا جائز ہے۔

مسئلہ.....: بچے کا سر منڈا کر اس کے بالوں کو کسی جگہ مٹی میں دفن کر دینا بہتر ہے، اور کسی گندی جگہ ڈال دینا اور پھینک دینا مناسب نہیں۔ ۱

مسئلہ.....: اگر کسی بچے کے سر کے بال نہ موٹے گئے ہوں، اور وہ سر کے بال موٹنے سے پہلے فوت ہو جائے، تو فوت ہونے کے بعد اس کے سر کے بال موٹنے کی ضرورت نہیں، بلکہ جائز بھی نہیں۔



۱۔ ويستحب أن يدفن الشعر (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الحج) و إذا قلم أظافيره أو جز شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر و الشعر المجزوز فإن رمى به فلا بأس. و إن ألقاه في الكنيف أو المغتسل يكره ذلك لأن ذلك يورث داء (فتاوى قاضیخان، كتاب الحظر و الاباحة و مايكره اكله)

چھٹا باب

ختنہ کے فضائل و احکام

نو مولود سے متعلق چھٹا عمل ختنہ کرنا ہے۔ ۱۔
مرد کے حق میں ختنہ بعض حضرات کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک سنت ہے، لیکن سنت ہونے کے باوجود یہ اسلامی شعائر میں سے ہے، اور یہی بات راجح ہے۔
کیونکہ ختنہ کا سنت اور اسلامی شعائر میں سے ہونا شریعت کے دلائل سے ثابت ہے۔ ۲۔

اسلام میں ختنہ کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَتَنْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ
وَإِخْذُ الشَّارِبِ (سنن نسائی حدیث نمبر ۱۱، باب تنف الابط، واللفظ له، بخاری
حدیث نمبر ۵۴۴۱، باب تقليم الاطفال، صحيح مسلم، حدیث نمبر ۲۲۰ باب خصال
الفطرة، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۰۰، ابن ماجہ حدیث
نمبر ۲۸۸، مسند احمد حدیث نمبر ۹۳۲۱، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر
۸۲۶۹)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں، ایک ختنہ کرنا،

۱۔ وَالسَّادِسَةُ أَنْ يَخْتِنَهُ (شعب الایمان للبیہقی، السُّنُونُ مِنَ الشُّعْبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي
حُفُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

۲۔ قوله الختان واجب على ظاهر الأقوال على الرجال والنساء وفي قول سنة فيها وبه
قال مالک والکوفیون وفي قول واجب على الرجال دون النساء (عمدة القاری، کتاب
الاستئذان، باب الختان بعد الکبر و تنف الإبط)
والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وخصائصه فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم
الإمام (مجمع الانهر، کتاب الختنی، مسائل شتی)

دوسرے زیر ناف بال موٹنا، تیسرے بگلوں کے بال اکھیڑنا، چوتھے ناخن کاٹنا، اور پانچویں مونچھیں کاٹنا (ترجمہ ختم)

امور فطرت ایسے کاموں کو کہا جاتا ہے، جن پر اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا عمل ہو۔ اور ساتھ ہی ہم کو ان پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔ ۱
اور حضرت ابن شہاب زہری سے مرسل روایت ہے کہ:

وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ أَمَرَ بِالْأُخْتَانِ وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا (الأدب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۹۴، باب الختان للكبير) ۲

ترجمہ: جب کوئی آدمی اسلام لاتا تھا، تو اسے ختنہ کا حکم دیا جاتا تھے، اگرچہ وہ زیادہ عمر کا کیوں نہ ہو (ترجمہ ختم)

۱۔ أراد بالفطرة السنة القديمة التي اختارها الأنبياء عليهم السلام واتفقت عليها الشرائع فكأنها أمر جبلى فطروا عليه (عمدة القارى، كتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت) والمُرَاد هَاهُنَا هِيَ السُّنَّةُ الْقَدِيمَةُ اخْتَارَهَا اللَّهُ تَعَالَى لِلْأَنْبِيَاءِ فَكَانَتْهَا أَمْرٌ جِبَلِيٌّ فَطُرُوا عَلَيْهَا (حاشية السندی على النسائي، كتاب الزينة، باب سنن الفطرة) من الفطرة أى السنة يعنى سنة الأنبياء الذين أمرنا بالافتداء بهم (فيض القدير للمناوى تحت حدیث رقم ۵۴۳۲)

ذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّهَا السُّنَّةُ، وَكَذَا ذَكَرَهُ جَمَاعَةٌ غَيْرَ الْخَطَّابِيِّ قَالُوا: وَمَعْنَاهُ أَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّواتِ اللَّهُ وَسَلَامِهِ عَلَيْهِمْ، وَقِيلَ: هِيَ الدِّينِ (نوى شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

قوله الفطرة أى سنة الأنبياء عليهم السلام الذين أمرنا أن نقتدى بهم وأول من أمر بها إبراهيم عليه السلام قال تعالى وإذا ابتلى إبراهيم ربه بكلمات والتخصيص بالخمس لا ينافى الرواية القائلة بأنها عشر والسواك والمضمضة والاستنشاق والاستنجاء وغسل البراجم وهذه الخمسة وفيه روايات أخر (عمدة القارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونسف الإبط)

۲۔ قال ابن القيم بعد أن ذكره " وهذا وإن كان مرسلًا فهو يصلح للاعتضاد (تحفة الودود ص ۱۴۷) وهذا إسناد صحيح مقطوع أو موقوف، فإن الظاهر أن الإمام الزهرى لا يعنى أن ذلك كان فى عهد النبى ﷺ، و لصحة إسناده عنه أوردته فى كتابى الجديد "صحيح الأدب المفرد (السلسلة الصحيحة للالبانى، تحت حدیث رقم ۲۹۷۷)

حضرت قتادہ رہاوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ مَنْ أَسْلَمَ أَنْ يَخْتِنَ وَإِنْ كَانَ

ابْنُ ثَمَانِينَ (الاحاد والمثاني لابن ابى عاصم حديث نمبر ۲۳۰۸، واللفظ له، المعجم

الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۵۳۶۳) ۱

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ اس شخص کو جو اسلام لاتا تھا، ختنہ کا حکم فرماتے تھے، اگرچہ وہ

اسی سال کی عمر کا ہو (ترجمہ ختم)

حضرت کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسلام قبول کرنے والے ایک شخص سے فرمایا کہ:

أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِِ وَاخْتِنِ (ابو داؤد حديث نمبر ۳۵۶، كتاب الطهارة، باب

فى الرجل يسلم فيؤمر بالغسل، واللفظ له، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۱۹۲۲۳،

مسند احمد حديث نمبر ۱۵۴۳۲، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۸۴۱۵،

مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۹۸۳۵) ۲

۱ قال الهيثمى:

رواه الطبراني فى الكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳)

۲ قال الهيثمى:

رواه الطبراني فى الكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳)

وقال النووى:

(الق عنك شعر الكفر) يقول اخلق رواه أبو داود والبيهقى واسناده ليس بقوى لان

عثيما وكليبا ليسا بمشهورين ولا وثقا لكن أبا داود رواه ولم يضعفه وقد قال انه إذا

ذكر حديث ولم يضعفه فهو عنده صالح أى صحيح أو حسن فهذا الحديث عنده حسن

ويستحب أن يغتسل بماء وسدر لما ذكرناه من حديث قيس والله أعلم (المجموع

شرح المذهب ج ۲ ص ۱۵۳)

وقال ابن الملتن:

قلت: وَذَكَرَ ابْنُ حَبَانَ فِي ثِقَاتِهِ عَثِيمَ بْنَ كَلَيْبٍ حَيْثُ قَالَ: عَثِيمُ بْنُ كَلَيْبٍ يَرُوى عَنْ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، رَوَى ابْنُ جَرِيحٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْهُ. وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي تَحْقِيقِهِ مِنْ طَرِيقِ

أَحْمَدَ مُسْتَدَلًّا بِهَا. (البدر المنير فى تخريج الاحاديث والآثار الواقعة فى الشرح الكبير

لابن الملتن، كتاب الختان، الحديث الاول)

ترجمہ: آپ اپنے کفر والے بالوں کو کاٹ دیں، اور ختنہ کریں (ترجمہ ختم)
ان روایات سے ختنہ کی اہمیت معلوم ہوئی کہ وہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، اور اسلام قبول کرنے والے شخص کو بھی اسلام لانے کے بعد ختنہ کا حکم ہے۔ ۱
اسلام میں ختنہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی بالغ ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے ختنہ نہ کرائے، تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لَا تُقْبَلُ شَهَادَةٌ رَجُلٍ لَمْ يَخْتَنْ" (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۸۲۷۴

، باب حقوق الاولاد والاهلین)

ترجمہ: جس آدمی نے ختنہ نہیں کرائی، اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی (ترجمہ ختم)
مطلب یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ ختنہ سنت عمل ہے، اور کوئی عذر بھی نہیں ہے (اور بچپن میں والدین یا سرپرستوں نے اس کی ختنہ نہیں کرائی تو بالغ ہونے پر وہ خود اس عمل کا مکلف ہو جائے گا) پھر بھی کسی نے بالغ ہونے کے باوجود ختنہ نہ کرائی، تو وہ اس عمل کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

۱۔ والختان للرجال سنة وهو من الفطرة ، وهو للنساء مكرومة ، فلو اجتمع أهل مصر على ترك الختان قاتلهم الإمام لأنه من شعائر الإسلام وخصائمه (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهیة)

والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وخصائمه فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم الإمام (مجمع الانهر، کتاب الخنثی، مسائل شتی)

والختان علامة لمن دخل في الإسلام ، فهي من شعائر المسلمين (شرح صحيح بخاری لابن بطال، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر و تنف الإبط)

البتة اگر کسی شخص کو بڑی عمر میں ختنہ کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو، تو اس سے اس عذر میں ختنہ معاف ہے۔

أخبرنا معمر عن الحسن قال إذا أسلم الرجل فخشى على نفسه العنت إن اختتن لم يختن وتؤكل ذبيحته وتقبل صلاته وتجوز شهادته (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۲۲۹، باب الفطرة والختان)

قال معمر وكان الحسن يرخص في الرجل إذا أسلم بعد ما يكبر فخاف على نفسه العنت إن اختتن أن لا يختن وكان لا يرى بأكل ذبيحته بأسا (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۸۵۲۲، باب ذبيحة الأقفل والسبي والأخروس والزنجي)

البتہ اگر کوئی معقول عذر ہے، تو پھر اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔ ۱۔

ختنہ کے فوائد و منافع

ختنہ میں کئی شرعی و طبی فوائد و منافع ہیں، جو ہر دور میں تسلیم کئے جاتے رہے ہیں، اور اس طبی و سائنسی تحقیق کے دور میں بھی اس کی افادیت کو پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔

۱۔ ولا تقبل شهادة الألف وهو الكبير الذي ترك الختان بغير عذر فإن كان يعرف أن الختان سنة إلا أنه ترك الختان لخوف على نفسه لا تقبل تبطل عدالته وتؤكل ذبيحته لأن إباحة الذبيحة تعتمد الملة وإنه يعتقد ملة التوحيد (فتاوى قاضیخان، کتاب الدعوى والبیانات)

وعندنا :لو ترك الختان على وجه الإعراض عن السنة لا تقبل شهادته، وإنما تقبل شهادته إذا تركه بعذر، قيل: العذر في ذلك الكبر وخوف الهلاك (المحيط البرهاني، الفصل الثالث: في بيان من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

فإن لم يخف ولم يختنن تاركا للسنة لم تقبل شهادته، كالفاسق (بدائع الصنائع، کتاب الشهادة، فصل في شرائط ركن الشهادة)

(والألف) لإطلاق النصوص من غير تقييد بالختان ولأنه لا يخل بالعدالة هذا إذا تركه لعذر به من كبر أو خوف هلاك، وإن تركه من غير عذر استخفافا بالدين لا تقبل شهادته؛ لأنه لم يبق عدلا مع الاستخفاف بالدين وعن ابن عباس -رضى الله عنهما- أنه لا تقبل شهادته وهو محمول على ما إذا تركه استخفافا بالسنة (تبيين الحقائق ج ۳ ص ۲۶، کتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

وإنما تقبل إذا ترك الاختتان من عذر أما إذا تركه استخفافا بالدين واستهانة بالسنة لم تقبل شهادته (الجوهرة النيرة، کتاب الشهادة)

قال الرازي :لم يرد بالاستخفاف الاستهزاء، لان الاستهزاء بشيء من الشرائع كفر، وإنما أراد به التواني والتكاسل اه ح. (تكملة ردالمحتار، ص ۱۱۵، کتاب الشهادة، مطلب في وقت الختان)

اس سے معلوم ہوا کہ استخفاف سے مراد، استہزاء نہیں ہے، بلکہ سستی اور لاپرواہی ہے، اور جن حضرات نے استخفاف کے بجائے بغیر عذر سے اس کی تعبیر کی، ان کی مراد بھی یہی سستی و لاپرواہی ہے، کیونکہ عذر نہ ہونے کی صورت میں مانع لاپرواہی اور سستی ہی ہے، لہذا استخفاف بالدين اور استہانت بالسنة اور بغیر عذر کی تعبیرات کا مال ایک ہی ہے۔

اور قاضیخان کی عبارت ”عرف أن الختان سنة“ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استخفاف مذکور کا حکم اس وقت لگایا جائے گا، جبکہ ختنہ کے مسنون ہونے کا علم ہو، کیونکہ اس کے بغیر مذکورہ استہانت بالسنة والدين کا تحقق مشکل ہے۔

تفصیل مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حضرات جو احناف کا موقف یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے نزدیک مطلقاً (یعنی بغیر کسی عذر کے) تارک ختنان کی گواہی قبول کی جاتی ہے، وہ غلط فہمی پڑتی ہے۔

ختنہ کے چند فوائد اور منافع مختصراً درج ذیل ہیں:

(۱)..... ختنہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، اور اسی وجہ سے اگر کوئی غیر مسلم، اسلام

لے آئے، تو اس کے لئے بھی ختنہ کا حکم ہے، خواہ وہ کتنی ہی زیادہ عمر کا کیوں نہ ہو۔

(۲)..... ختنہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت اور طریقہ ہے، اور اس پر

عمل پیرا ہو کر انسان کو تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی اتباع کی توفیق حاصل

ہوتی ہے۔

(۳)..... ختنہ کے ذریعہ سے انسان کو طہارت و نظافت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ ختنہ

نہ ہونے کی صورت میں پیشاب گاہ کے آگے لٹکی ہوئی کھال میں پیشاب کے

قطرات جمع ہو جاتے ہیں، جو پاکی اور صفائی میں مہلّ واقع ہوتے ہیں، اور ختنہ ہونے

کے بعد انسان کی اس سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ ۱

(۴)..... ختنہ کے ذریعہ سے انسان کئی جسمانی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، چنانچہ

ختنہ کئی جنسی امراض اور بیماریوں سے حفاظت اور ان کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

(۵)..... ختنہ کے بغیر زوجین کے باہمی تعلقات کے نتیجہ میں متعدد بیماریاں مثلاً ایڈز

وغیرہ جنم لیتی ہیں، اور ختنہ کے ذریعہ سے اس قسم کی بیماریوں سے کافی حد تک حفاظت

ہو جاتی ہے۔

(۶)..... ختنہ زوجین کے لئے حق زوجیت کی ادائیگی میں سہولت اور لذت کا باعث

ہے۔ ۲

۱ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو غیر مخنّون کی نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت مروی ہے، اس کا مکمل بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ غیر مخنّون کی طہارت مشکوک رہتی ہے، اگرچہ اہتمام سے طہارت حاصل کرنے والے کی نماز کو درست قرار دیا جائے گا۔

عن عكرمة عن ابن عباس قال : لا تقبل صلاة رجل لم يختتن . (مصنف عبد الرزاق
حدیث نمبر ۲۰۲۴۸، باب الفطرة والختان)

۲ والختان سنة للرجل تكرمه لها، إذ جماع المخنن ألدّ شرح النقاية، كتاب
الطهارة، باب الغسل ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خنتہ کی عمر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تُعْقَى عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتُسَمِّيهِ ، وَتَخْتِنُهُ ، وَتَحْلِقُ رَأْسَهُ ، وَتَتَصَدَّقُ بِوَزْنِهِ وَرِقًا (مصنف ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۲۴۷۴۱، کتاب العقیقہ، فی ائی یوم تُذْبَحُ الْعُقَيْقَةُ؟) ۱

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا کرتی تھیں، اور اس کا نام رکھا کرتی تھیں، اور اس کے خنتہ کراتی تھیں، اور اس کا سر منڈواتی تھیں، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کذلک یختن الرجل لطهارته ونقاؤه، والغریب أنهم وجدوا أن من الحكم والفوائد التي تترتب على الختان أنه قل أن يصاب المختتن بسرطان القضيب، وهذا معروف عند الأطباء، وهذا من رحمة الله عز وجل، وإنما يعرف السرطان -والعياذ بالله- الذي يصيب العضو لمن لم یختن، وذكّر بعض الأطباء -وهذا من معجزاته عليه الصلاة والسلام- فضائل السنة النبوية التي جاءت عنه عليه الصلاة والسلام ومنها: الختان -أنه يوجد نسبة 1% من المختنتين ممن يصاب بسرطان القضيب.

ومن القصص الغريبة التي تحكى للاعطاء والاعتبار حدثني بها بعض الأطباء: أنه كان في بعض البلاد الإسلامية، وكان معهم طبيب نصراني، وكان تخصص هذا المسلم مع النصراني في المسالك البولية، فكان يهزأ هذا النصراني من الختان ويستخف به كثيراً، حتى أراد الله عز وجل أنه ابتلى -والعياذ بالله- بسرطان القضيب، وحصل له ما حصل من أذية هذا البلاء بسبب استهزائه وسخريته من هذه الشعيرة التي سنّها النبي ﷺ (شرح زاد المستنقع للشنقيطی، حکم ختان الرجال والنساء، مشروعية الختان)

۱ ابن ابی شیبہ نے اس روایت کو عبدہ بن سلیمان سے روایت کیا ہے، جو کہ ثقہ ہیں، اور انہوں نے عبد الملک بن ابی سلیمان سے، اور انہوں نے عبد الملک بن اعین سے، اور یردوئوں صدوق ہیں، اور اس روایت کو دوسری روایات سے بھی اعتقاد حاصل ہے۔

عبدہ بن سلیمان الکلابی أبو محمد الکوفی یقال اسمه عبد الرحمن ثقة ثبت من صغار الثامنة مات سنة سبع وثمانين وقيل بعدها (تقریب التهذیب ج ۱ ص ۲۲۸)

عبد الملک بن ابی سلیمان میسرۃ العرزمی بفتح المهملة وسكون الراء وبالزای المفتوحة صدوق له أو هام (تقریب التهذیب ج ۱ ص ۲۱۵، ۲۱۶)

عبد الملک بن اعین الکوفی مولی بنی شیبان صدوق (تقریب التهذیب ج ۱ ص ۲۱۳)

بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَخَتَنَهُمَا
لِسَبْعَةِ أَيَّامٍ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۶۰۸، واللفظ له، المعجم

الصغير للطبرانی حدیث نمبر ۸۹۱، العیال لابن ابی الدنیا حدیث نمبر ۵۷۴) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ اور ان
کی ختنہ کا عمل ساتویں دن کیا تھا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَخَتَنَهُمَا لِسَبْعَةِ أَيَّامٍ (سنن

البیہقی حدیث نمبر ۱۸۰۱۸، کتاب الاشریة والحذیفة، باب السلطان یکره علی الاختنان أو ولی

الصبی وسید المملوک یامران به وما ورد فی الختان، واللفظ له، الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۲۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ

کیا اور ان کی ختنہ کی، ساتویں دن (ترجمہ ختم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر بچے میں نخل ہو، تو ساتویں دن اس کی ختنہ کر دینے میں کوئی حرج

نہیں۔ ۲

۱ قال الطبرانی:

لم يقلها الحديث أحد من الرواة وختنهما لسبعة أيام إلا زهير بن محمد (حواله بالا)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الصغير والكبير باختصار الختان وفيه محمد بن أبي السرى وثقه ابن

حبان وغيره وفيه لين (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۹)

قلت: لم يوجد هذا الحديث من هذا الطريق في الكبير بل وجد في الاوسط والصغير.

۲ بعض حضرات نے امام حاکم اور بیہقی کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن ختنہ کا ذکر ہے۔ چنانچہ ابن ملقن لکھتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِلادَتِهِمَا

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض احادیث سے ختنہ کا بچے کے کچھ بڑا، اور سمجھدار ہو جانے کے بعد کرنا معلوم ہوتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

هَذَا الْحَدِيثِ صَحِيحٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ
الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ (البدر المنير، كتاب الختان، الحديث الرابع)

اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِلَادَتِهِمَا"،
الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ (التلخيص الحبير، تحت حديث رقم ۱۸۰۸)

مگر ہمیں مستدرک حاکم اور بیہقی کے اپنے پاس موجود نسخوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر نہیں مل سکا۔
اور محکم کبیر طبرانی کی روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ "أَمَّا
حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَمُحَسَّنٌ فَإِنَّمَا سَمَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَقَّ عَنْهُمْ،
وَحَلَقَ رُءُوسَهُمْ، وَتَصَدَّقَ بوزنِهَا، وَأَمَرَ بِهِمْ فُسِّرُوا وَخُتِنُوا". (المعجم الكبير للطبرانی
حديث نمبر ۲۵۰۷)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الكبير وفيه عطية العوفی وهو ضعيف وقد وثق (مجمع الزوائد
ج ۲ ص ۵۹، باب ما يفعل بالمولود)

اور تارخ دمشق میں ہے:

فأما حسن وحسين ومحسن فإنما سماهم رسول الله (ﷺ) وعق عنهم وحلق
رؤوسهم وتصدق بوزنها وأمر بهم فسروا (۱) وختنوا (تاریخ دمشق ج ۲۵ ص ۳۰۴)

(۱) الأصل و "ز" وفي م: فسموا (حاشية تاريخ دمشق)

عن هانء بن هانء، عن علي قال: لما ولد الحسن سميته حرباً. فجاء رسول الله ﷺ
فقال: أروني ابني، ما سميتموه؟ قلنا: حرباً. قال: بل هو حسن. فلما ولد حسين،
سميته حرباً، فجاء النبي ﷺ فقال: أروني ابني، ما سميتموه؟ قلنا: حرباً. فقال: بل هو
حسين. فلما ولد الثالث، سميته حرباً، فجاء النبي ﷺ فقال: أروني ابني، ما سميتموه
؟ قلنا: حرباً. قال: بل هو محسن. ثم قال: سميتهم بأسماء ولد هارون: شبر وشبير
ومشبر. رواه غير واحد عن أبي إسحاق كذلك، ورواه سالم بن أبي الجعد عن علي،
فلم يذكر محسناً، وكذلك رواه أبو الخليل، عن سلمان.

وتوفي المحسن صغيراً. أخرجه أبو موسى (اسد الغابة، تحت ترجمة محسن بن علي)

جب حضرت حسن بحالت مغفوت ہو گئے تھے، اور ان کی ختنہ کی جا چکی تھی، تو اس سے بھی ختنہ کے بحالت مغفوت جانے کی
تائید ہوتی ہے۔ نیز تحقیق کے ضمن میں "میطو اعن الاذی" کی بعض تفسیر ختان کے ساتھ کی ہے، اور بعض نے عام معنی
مرا دئے ہیں، جس میں حلق راس اور دم عقیدت اور ختان سب شامل ہیں۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"تُوْفِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا خَتِيْنٌ" (مسند احمد حديث

نمبر ۲۳۷۹، واللفظ له، بخاری، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر وترف

الإبط، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۰۴۲۷، السنة لابن ابی عاصم حديث

نمبر ۳۴۸، مسند البزار حديث نمبر ۵۰۱۴)

ترجمہ: نبی ﷺ کا جب وصال ہوا تو میری ختنہ ہو چکی تھی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

" مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنٍ، وَأَنَا

مَخْتُوْنٌ" (مسند احمد حديث نمبر ۲۶۰۱، واللفظ له، وحديث نمبر ۳۳۵۷، معرفة

السنن والآثار للبيهقي حديث نمبر ۳۵۱، مسند الطيالسي حديث نمبر ۲۷۵۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا جب وصال ہوا تو میں دس سال کا تھا، اور میری ختنہ ہو چکی

تھی (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی پندرہ سال

عمر ہونے کا ذکر ہے۔ ۲

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اس سے بھی ساتویں دن ختنہ کی تائید ہوتی ہے۔

وَأَمِيطُوا أَيُّ أَزِيلُوا وَأَبْعَدُوا عَنْهُ الْأَذَىٰ أَيُّ بِحَلْقِ شَعْرِهِ وَقِيلَ بِتَطْهِيرِهِ عَنِ الْأَوْسَاحِ الَّتِي

تَلَطَّحَ بِهَا عِنْدَ الْوِلَادَةِ وَقِيلَ بِالْخَتَانِ (مِرْقَاة، كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ، بَابُ الْعَقِيْقَةِ)

وَالْأَذَىٰ قِيلَ هُوَ إِمَّا الشَّعْرُ أَوْ الدَّمُ أَوْ الْخَتَانُ..... وَالْأَوْجُهَ أَنْ يَحْمَلَ الْأَذَىٰ عَلَى الْمَعْنَى

الْأَعْمِ وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ أَنَّ فِي بَعْضِ طُرُقِ حَدِيثِ عَمْرٍو بْنِ شَعِيْبٍ وَيَمَاطُ عَنْهُ أَفْذَارُهُ رَوَاهُ

أَبُو الشَّيْخِ (عَمْدَةُ الْقَارِي، كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ، بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَىٰ عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ)

(كَذَافِي فَتْحِ الْبَارِي لِابْنِ حَجْرٍ، كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ، بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَىٰ عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ)

۱ إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

۲ "تُوْفِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً" (مسند احمد حديث نمبر

۳۵۴۳، واللفظ له، معرفة السنن والآثار للبيهقي حديث نمبر ۳۵۲، مسند الطيالسي

حديث نمبر ۲۷۵۲، معرفة الصحابة لابی نعيم حديث نمبر ۴۲۶۳)

محدثین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر تیرہ سال تھی۔

اور دس سال اور تیرہ سال کی روایتوں میں کسر (یعنی دس سے پندرہ کے درمیان والے عدد) کو حذف کر دیا گیا ہے، دس والی روایت میں کسر کو حذف کر کے نیچے والے عدد کو ذکر کیا گیا، اور پندرہ والی روایت میں کسر کو حذف کر کے اوپر والے عدد کو ذکر کیا گیا۔

لہذا دونوں قسم کی روایات میں کوئی ٹکراؤ نہیں، اور مراد یہ ہے کہ دس سے پندرہ سال کے درمیان عمر تھی، جو کہ تیرہ سال کی عمر ہے۔ ۱

بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ختنہ کو کوئی زیادہ طویل وقت نہیں گزرا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ بچے کے کچھ بڑا ہونے کے بعد ختنہ کرنا چاہئے۔

۱ فان قلت قد روى سعيد بن جبیر عن ابن عباس قبض النبي وأنا ابن عشر وروى عنه عبید الله بن عبد الله أتيت النبي ﷺ بمنى وأنا قد ناهزت الاحتلام قلت الصحيح المحفوظ أن عمره عند وفاة النبي ﷺ كان ثلاث عشرة سنة لأن أهل السير قد صححوا أنه ولد بالشعب وذلك قبل الهجرة بثلاث سنين وأما قوله وأنا ابن عشر فمحمول على إلغاء الكسر على أنه روى أحمد من طريق آخر عنه أنه كان حينئذ ابن خمس عشرة سنة (عمدة القارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر و تنف الإبط) المحفوظ الصحيح انه ولد بالشعب وذلك قبل الهجرة بثلاث سنين فيكون له عند الوفاة النبوية ثلاث عشرة سنة وبذلك قطع أهل السير وصححه ابن عبد البر وأورد بسند صحيح عن ابن عباس انه قال ولدت وبنو هاشم في الشعب وهذا لا ينافي قوله ناهزت الاحتلام أى قاربته ولا قوله وكانوا لا يختنون الرجل حتى يدرك لاحتمال ان يكون أدرك فختن قبل الوفاة النبوية وبعد حجة الوداع وأما قوله وانا ابن عشر فمحمول على إلغاء الكسر وروى احمد من طريق أخرى عن ابن عباس انه كان حينئذ ابن خمس عشرة ويمكن رده إلى رواية ثلاث عشرة بأن يكون ابن ثلاث عشرة وشيء وولد في اثناء السنة فجبر الكسرين بان يكون ولد مثلا في شوال فله من السنة الأولى ثلاثة اشهر فأطلق عليها سنة وقبض النبي صلى الله عليه وسلم في ربيع فله من السنة الأخيرة ثلاثة أخرى واکمل بينهما ثلاث عشرة فمن قال ثلاث عشرة الغى الكسرين ومن قال خمس عشرة جرهما والله اعلم (فتح الباری لابن حجر، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر و تنف الإبط)

حضور ﷺ سے تو ختنہ کے لئے کسی خاص عمر کی تعیین منقول نہیں، اب اگر حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی ختنہ کے ساتویں دن ہونے کو دیکھا جائے، تو اس سے ساتویں دن ختنہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ختنہ کو دیکھا جائے، تو بچے کے کچھ بڑے ہونے کے بعد ختنہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے ختنہ کے افضل وقت میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، بعض فقہائے کرام سے تو اس سلسلہ میں کوئی متعین وقت منقول نہیں، اور ان کا کہنا یہ ہے کہ بلوغ سے پہلے جب بھی مناسب ہو، بچے کا ختنہ کرا دینا چاہئے۔

اور بعض سے عذر نہ ہونے کی صورت میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن افضل ہونا، اور بعض سے ساتویں سال میں یعنی بچے کے دودھ کے دانت ٹوٹنے کے وقت افضل ہونا منقول ہے۔ ۱

۱ (فصل) اختلف العلماء في وقت الختان فقال مالك: يختن يوم أسبوعه وهو قول الحسن، وقال أحمد لم أسمع في ذلك شيئا، وقال الليث الختان للغلام مابين سبع سنين إلى العشرة وروى مكحول وغيره أن ابراهيم عليه السلام ختن اسحاق لسبعة أيام واسماعيل ثلاث عشرة سنة، وروى عن أبي جعفر أن فاطمة عليها السلام كانت تختن ولدها يوم السابع، قال ابن المنذر ليس في باب الختان خبر حتى يرجع إليه ولا سنة تتبع والاشياء على الاباحة. قلت ولا يثبت في ذلك توقيت فمتى ختن قبل البلوغ كان مصيبا والله أعلم (الشرح الكبير لابن قدامة ج ۱ ص ۱۱۰)

واختلف في الوقت الذي يشرع فيه الختان قال الماوردي له وقتان وقت وجوب ووقت استحباب فوقت الوجوب البلوغ ووقت الاستحباب قبله والاختيار في اليوم السابع من بعد الولادة وقيل من يوم الولادة فإن أخر ففي الأربعين يوما فإن أخر ففي السنة السابعة فإن بلغ وكان نضوا نحيفا يعلم من حاله أنه إذا اختتن تلف سقط الوجوب ويستحب أن لا يؤخر عن وقت الاستحباب إلا لعذر وذكر القاضي حسين أنه لا يجوز أن يختن الصبي حتى يصير ابن عشر سنين لأنه حينئذ يوم ضربه على ترك الصلاة وألم الختان فوق ألم الضرب فيكون أولى بالتأخير وزيفه النووي في شرح المهذب وقال إمام الحرمين لا يجب قبل البلوغ لأن الصبي ليس من أهل العبادة المتعلقة بالبدن فكيف مع الألم قال ولا يرد وجوب العدة على الصبية لأنه لا يتعلق به تعب بل هو مضى زمان محض وقال أبو الفرج السرخسي في ختان الصبي وهو صغير مصلحة من جهة أن

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال بچے کے بالغ ہونے سے پہلے جب بھی ختنہ کر دی جائے، جائز ہے، بلکہ بہتر یہی ہے کہ جب بچہ ختنہ کا متحمل ہو جائے، اس کی جلد از جلد ختنہ کر دی جائے، اور بلا وجہ تاخیر نہ کی جائے۔ ۱ اور اگر بچے میں ساتویں دن ختنہ کا متحمل ہو، تو ساتویں دن کرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجلد بعد التمييز يغلظ ويخشن فمن ثم جوز الأئمة الختان قبل ذلك ونقل ابن المنذر عن الحسن ومالك كراهة الختان يوم السابع لأنه فعل اليهود وقال مالك يحسن إذا أفرغ أى ألقى ثغره وهو مقدم أسنانه وذلك يكون فى السابع سنين وما حولها وعن الليث يستحب ما بين سبع سنين إلى عشر سنين وعن أحمد لم أسمع فيه شيئا وأخرج الطبرانى فى الأوسط عن ابن عباس قال سبعمن السنة فى الصبى يسمى فى السابع ويختن الحديث وقد قدمت ذكره فى كتاب العقيقة وأنه ضعيف وأخرج أبو الشيخ من طريق الوليد بن مسلم عن زهير بن محمد عن ابن المنكر أو غيره عن جابر أن النبى صلى الله عليه وسلم ختن حسنا وحسينا لسبعة أيام قال الوليد فسألت مالكا عنه فقال لا أدرى ولكن الختان طهرة فكلما قدمها كان أحب إلى وأخرج البيهقى حديث جابر وأخرج أيضا من طريق موسى بن على عن أبيه أن إبراهيم عليه السلام ختن إسحاق وهو ابن سبعة أيام (فتح البارى لابن حجر، باب قص الشارب)

۱ والأحسن عندى أن يعجل فيه، ويختن قبل سن الشعور، فإنه أيسر (فيض البارى شرح البخارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر وتنف الإبط)

۲ فرع: قال أصحابنا: وقت وجوب الختان بعد البلوغ، لكن يستحب للولى أن يختن الصغير فى صغره لأنه أرفق به، وقال صاحب "الحاوى" وصاحبها المستظهرى والبيان وغيرهم: يستحب أن يختن فى اليوم السابع لخبر ورد فيه إلا أن يكون ضعيفا لا يحتمله فيؤخره حتى يحتمله، قال صاحب "الحاوى" والمستظهرى، وهل يحسب يوم الولادة من السبعة؟ فيه وجهان، قال أبو على بن أبى هريرة: يحسب، وقال الأكترون: لا يحسب، فيختن فى السابع بعد يوم الولادة ذكره صاحب المستظهرى فى باب التعزير. قال صاحب الحاوى: فإن ختنه قبل اليوم السابع كره. قال: وسواء فى هذا الغلام والجارية قال: فإن أخر عن السابع استحب ختانه فى الأربعين، فإن أخر استحب فى السنة السابعة.

واعلم أن هذا الذى ذكرناه من أنه يجوز ختانه فى الصغر ولا يجب لكن يستحب هو المذهب الصحيح المشهور الذى قطع به الجمهور، وفى المسألة: وجه أنه يجب على الولي ختانه فى الصغر لأنه من مصالحه فوجب. حكاه صاحب البيان عن حكاية القاضى أبى الفتوح عن الصيدلانى وأبى سليمان قال: وقال سائر أصحابنا: لا يجب. ووجه ثالث أنه يحرم ختانه قبل عشر سنين، لأن ألمه فوق ألم الضرب ولا يضرب على

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بچپوں کا ختنہ

ختنہ کی اصل سنت اور تاکید تو مردوں کے حق میں ہے، لہذا عورتوں کے حق میں ختنہ کی تاکید نہیں۔ البتہ اگر عورتوں (یعنی بچپوں) کا ختنہ کرایا جائے، تو کوئی گناہ بھی نہیں، بلکہ بہت سے فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الصلاة إلا بعد عشر سنين، حكاہ جماعة منهم القاضي حسين في تعليقه، وأشار إليه البغوی فی أول كتاب الصلاة وليس بشيء، وهو كالمخالف للإجماع والله أعلم (المجموع شرح المہذب ج ۲ ص ۴۰۳)

وقيل اليوم السابع من ولادته أو بعده إلى أن يحتمله ولا يهلك به (استدل له بما روى أن الحسن والحسين رضی اللہ عنہما ختتا في اليوم السابع أو بعد السابع ولكنه شاذ (درر الاحکام شرح غرر الاحکام، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه في الشهادات)

ولم يقدر أبو حنيفة للختان وقتا معلوما؛ لأنه لم يرد فيه كتاب ولا سنة ولم ينقل فيه إجماع الصحابة، وطريق معرفة المقادير السماع وليس للرأى فيه مدخل.

وقدره المتأخرون واختلفوا في وقته فقال بعضهم وقته من سبع سنين إلى عشر سنين وقال بعضهم اليوم السابع من ولادته أو بعد السابع بعد أن يكون الصبي محتملا ولا يهلك لما روى أن الحسن، والحسين - رضی اللہ عنہما - ختتا في اليوم السابع أو بعد السابع ولكنه شاذ (تبیین الحقائق ج ۴ ص ۲۲۶، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

شاذ کا مطلب یہ ہے کہ جن احادیث و روایات میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن عقیدہ وغیرہ کا ذکر ہے، ان سب روایات میں ختنہ کا ذکر نہیں، اور عقیدہ کا ذکر جن روایات میں ہے، وہ ان روایات کے مقابلہ میں شاذ ہیں۔ مگر کیونکہ حدیث پر عمل کرنا نسبت رائے کے افضل ہے، اس لئے اگر بچے میں غسل ہو، تو ساتویں دن ختنہ کے افضل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱ وختان المرأة ليس بسنة وإنما هو مكرومة للرجال في لذة الجماع وقيل سنة (البحر الرائق، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

وفى كتاب الطهارة من السراج الوهاج اعلم أن الختان سنة عندنا للرجال والنساء، وقال الشافعي: واجب وقال بعضهم: سنة للرجال مستحب للنساء لقوله عليه الصلاة والسلام (ختان الرجال سنة وختان النساء مكرومة) (رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى) وهو سنة للرجال مكرومة للنساء، إذ جماع المختونة الذميمة (قرة عيون الأختار تكملة رد

﴿ بقیہ حاشیہ گلی صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

کیونکہ حضور ﷺ نے خواتین کے ختنہ کو قابلِ اکرام چیز قرار دیا ہے، اور اس سے متعلق ہدایات ارشاد فرمائی ہیں، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خواتین کے ختنہ کا رواج پایا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، وَمَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ" (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۶۹۹۶۹، واللفظ له، مسند احمد

حديث نمبر ۲۰۷۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ حديث نمبر ۲۶۹۹۸) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المختار علی الدر المختار، مطلب: فی وقت الختان
اختلفت الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضها أنه سنة هكذا حکى عن بعض المشايخ و ذکر شمس الأئمة الحلوانی فی أدب القاضی للخصاف أن ختان النساء مکرمه کذا فی المحيط (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیہ، الباب التاسع عشر)
و هو سنة للرجال عندنا دون النساء وقال بعض العلماء: إنه فرض ولنا قوله -عليه الصلاة والسلام- الختان للرجال سنة وللنساء مکرمه قال الحلوانی -رحمه الله- كان النساء یختتن فی زمن أصحاب النبی ﷺ -وانما كان ذلك مکرمه؛ لأنها تكون اللذة عند الموافقة (تبيين الحقائق ج ۳ ص ۲۲۶، کتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

ورأى مالک والشافعی وأبو حنیفة للكبير أن یختتن إذا أسلم واستحبه للنساء (الاستذکار للنووی، کتاب صفة النبی ﷺ، باب ماجاء السنة فی الفطرة)
و یشرع الختان فی حق النساء أيضا، قال أبو عبد الله حدیث النبی ﷺ: (إذا التقى الختانان وجب الغسل) فیہ بیان أن النساء کن یختتن، و حدیث عمر: إن ختانہ ختنت، فقال: "أبقى منه شيئا إذا خففت." وروى الخلال، بإسناده، عن شداد بن أوس قال: قال النبی ﷺ: (الختان سنة للرجال، ومکرمه للنساء)، وعن جابر بن زید مثل ذلك موقوفا عليه، وروى عن النبی ﷺ (أنه قال للخافضة: أشمى ولا تنهكى، فإنه أحظى للزوج، وأسرى للوجه). والخفض: ختانة المرأة (المغنی لابن قدامة، فصل فی الختان)

۱۔ اس حدیث کو بعض نے نجاج بن ارطاة کی وجہ سے ناقابلِ احتجاج قرار دیا ہے، مگر اولاً تو اس کی دوسری مرفوع و موقوف روایات سے تائید ہوتی ہے، اور دوسرے خود نجاج بن ارطاة کی توثیق میں اختلاف ہے، اور ان کی حدیث حسن درجے کی متحمل ہے۔

ہم بطور نمونہ علامہ بیہقی رحمہ اللہ کی چند عبارات ان کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

قابلِ اکرام چیز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ختنہ کی وجہ سے شوہروں کو زیادہ لذت و رغبت حاصل ہوتی ہے۔ ۱

جبکہ قابلِ اکرام کے الفاظ سے بعض حضرات نے مستحب ہونا مراد لیا ہے۔ ۲
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، مَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۴۲۵، واللفظ له، مسند الشاميين للطبرانی حديث نمبر ۱۴۱)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الحجاج بن ارطاة وهو ثقة مدلس (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۱۷)
الحجاج بن ارطاة وفي الاحتجاج به اختلاف (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۵۰)
الحجاج بن ارطاة وفيه كلام وقد وثق (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۱۶)
الحجاج بن ارطاة وحديثه حسن (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۲۶)
الحجاج بن ارطاة وهو مدلس ولكنه ثقة (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۳۹)
اور صاحب جامع الصغير نے بھی اس حدیث پر حسن ہونے کی علامت قائم کی ہے، اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

رمز المصنف لحسنه (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۴۱۲۹)
رواه أحمد بسند حسن عن والد أبي المليح والطبراني عن شداد بن أوس وعن ابن عباس (مرفقة، كتاب اللباس، باب الترجل)

۱ وَعُدَّ مَكْرَمَةً لِلنِّسَاءِ لِحْصُولِ الْكِرَامَةِ لَهُنَّ بِه عِنْدَ أَزْوَاجِهِنَّ (شرح النقاية، مسائل شتى)

۲ وَحُكْمُهُ أَنَّهُ مَكْرَمَةٌ بِضَمِّ الرَّاءِ وَفَتْحِ الْمِيمِ أَيْ كِرَامَةٌ بِمَعْنَى مُسْتَحَبٍّ لِأَمْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ (الفواكه الدواني، باب في الفطرة، والختان)

الْحِثَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ ، مَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر

۱۲۶۵، مسند الشاميين للطبرانی حديث نمبر ۲۶۳۰، واللفظ لهما، سنن البيهقي

حديث نمبر ۱۸۰۲۱، والمعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۸۴۱) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے

قابل اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

مجموعی طور پر یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے۔ ۲

۱۔ اس روایت کو بعض نے سعید بن بشیر کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً تو معجم کبیر طبرانی کی مؤخر الذکر روایت میں وہ موجود نہیں، دوسرے سعید بن بشیر کو بعض محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سعید بن بشیر وقد وثقه جماعة وضعفه آخرون (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۲۶)

۲۔ اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الحديث لا يثبت لأنه من رواية حجاج بن أرطاة ولا يحتج به أخرجه أحمد والبيهقي

لكن له شاهد أخرجه الطبراني في مسند الشاميين من طريق سعيد بن بشر عن قتادة عن

جابر بن زيد عن ابن عباس وسعيد مختلف فيه وأخرجه أبو الشيخ والبيهقي من وجه

آخر عن ابن عباس وأخرجه البيهقي أيضا من حديث أبي أيوب (فتح الباری لابن حجر،

كتاب اللباس، باب قص الشارب)

حجاج بن ارطاة کے بارے میں تو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، رہا ان سے احتجاج نہ ہونا، تو اولاً تو اس پر تمام محدثین کا اتفاق نہیں، اور دوسرے یہ اس وقت ہے، جبکہ یہ کسی مضمون میں متفق نہ ہوں، اور اس مضمون میں یہ متفق نہیں۔

اور طبرانی کی حدیث کو خود علامہ ابن حجر اس کا شاہد فرما رہے ہیں، لہذا علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کی روشنی میں بھی یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے، گو حسن بغیرہ میں داخل ہو۔

اور صاحب المعجم فرماتے ہیں:

قلت: وله طريق أخرى من غير رواية حجاج، فقد رواه الطبراني في الكبير والبيهقي

من حديث ابن عباس مرفوعاً، وضعفه البيهقي في السنن، وقال في المعرفة: لا يصح

رفعه، وهو من رواية الوليد بن ابن ثوبان عن ابن عجلان عن عكرمة عنه ورواه موقوفون

إلا أن فيه تدليسا (عون المعبود شرح ابی داؤد، كتاب الادب، باب ماجاء في الختان)

جب ولید کی روایت کے رجال ثقہ ہیں، تو اس کے مرفوع ہونے میں کیا شبہ رہ گیا، رہا تدلیس کا معاملہ، تو وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک اس حدیث کے حجت ہونے میں مانع نہیں۔

اور بعض نے ولید بن ولید کی ابن ثوبان سے روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے، سوائے ولید کے، مگر یہ ولید بن ولید فلاںسی

﴿تقیہ حاشیا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چند انصاری خواتین کو یہ فرمایا تھا کہ:
 وَ اَخْفَضْنَ ، وَلَا تُنْهَكْنَ فَاِنَّهُ اَحْطَىٰ عِنْدَ اَزْوَاجِكُنَّ وَاَيَّاكُنَّ وَ كُفِّرَ
 الْمُنْعَمِيْنَ قَالَ مِنْدَلٌ : يَعْْنِي الْاَزْوَاجَ (مسند البزار حدیث نمبر ۶۱۷۸) ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ہیں، جن سے اس حدیث کو ایوب وزان نے روایت کیا ہے، اور ولید بن ولید قلانسی کو ابن ابی حاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔

الولید بن الولید بن زید أبو العباس العنسی القلانسی من أهل دمشق حدث عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان وسعيد بن بشير ومحمد بن المهاجر والأوزاعي وسعيد بن عبد العزيز وعثمان بن عطاء الخراساني روى عنه إسماعيل بن عبد الرحمن الكتاني الدمشقي والعباس بن الوليد بن صباح وأيوب بن محمد الوزان وسلمة بن شبيب ومحمد بن خلف بن طارق والهيثم بن مروان وأحمد بن عبد الواحد بن عباد وعبد السلام بن عتيق ومحمد بن عبد الرحمن بن الأشعث وعباس بن عبد الله الترقفي ومحمد بن يحيى الذهلي..... أخيراً نا ابن أبى حاتم قال سألت أبى عنه فقال هو صدوق ما بحديثه بأس حديثه صحيح (تاريخ دمشق ج ۲۳ ص ۳۰۵)

الولید بن الولید العنسی القلانسی الدمشقي قدم الرقة روى عن ابن ثوبان وسعيد بن بشير روى عنه العباس بن الوليد ابن صباح الدمشقي (ختن احمد بن ابى الحواری الدمشقي) وايوب الوزان وسلمة بن شبيب سمعت ابى يقول ذلك.
 عبد الرحمن قال سألت ابى عنه فقال : هو صدوق، ما بحديثه بأس، حديثه صحيح (الجرح والتعديل لابن ابى حاتم ج ۱۹۹، باب الواو)

علاوہ ازیں حضرت نعمان بن منذر نے بھی کچھ روایت کیا ہے، اور نعمان بن منذر صدوق ہیں۔
 وروى النعمان بن المنذر عن مكحول قال: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "السخنان سنة للرجال، مكرمة للنساء." (تنقيح التحقيق لابن عبد الهادي، تحت حديث رقم ۳۰۴۵)

پس علامہ سیوطی اور حضرت ملا علی قاری رحمہما اللہ کا حجاج بن ارطاة کی حدیث کو حسن قرار دینا درست ہے، اور جناب ناصر الدین البانی صاحب نے السلسلۃ الضعیفہ میں جو حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کے حسن کے فیصلہ کو غیر حسن قرار دیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں، بالخصوص جبکہ کثیر روایات میں لڑکیوں کے ختنہ کرنے والی عورت کو حضور ﷺ کا ہلکی ختنہ کرنے کی علت کو شوہروں کے لئے الذوا حفظ قرار دینا صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے، اور اس کو جناب ناصر الدین البانی صاحب نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے، اور ”مکرمۃ للنساء“ سے یہی مراد ہے۔

لہذا وہ تمام احادیث اس کی مؤید ہیں۔ محمد رضوان۔

۱ قال الهيثمى:

رواه البزار وفيه مندل بن علي وهو ضعيف وقد وثق، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۷۱، ۱۷۲)

ترجمہ: اور تم ختنہ کرو، لیکن زیادہ مبالغہ نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے شوہروں کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے، اور تم احسان کرنے والوں (یعنی شوہروں) کی ناشکری سے بچو (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُمَّ عَطِيَّةَ خَتَانَةَ كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ إِذَا خَفِضَتْ فَأَشْمِي وَلَا تُتْهِكِي فَإِنَّهُ أَسْرَى لِلْوَجْهِ وَأَحْطَى عِنْدَ الزَّوْجِ (المعجم الصغير للطبرانی
حدیث نمبر ۱۲۲) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ نے ام عطیہ سے جو کہ مدینہ میں (بچیوں کا) ختنہ کرنے والی تھیں، یہ فرمایا کہ جب آپ ختنہ کریں، تو آپ ہلکا ہاتھ رکھیں، اور زیادہ مبالغہ نہ کریں، کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ خوبصورتی اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كَانَتْ خَتَانَةً بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهَا أَيْمَنَ ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : يَا أُمَّ أَيْمَنَ ، إِذَا خَفِضْتَ فَأَضْجِعِي يَدَكَ ، وَلَا تُتْهِكِيهِ فَإِنَّهُ أَسْنَى لِلْوَجْهِ ، وَأَحْطَى لِلزَّوْجِ (اخبار اصبهان لأبي نعيم الأصبهاني حديث نمبر ۹۰۳، واللفظ
لہ، طبقات المحدثين باصبهان حديث نمبر ۸۳۲) ۲

ترجمہ: مدینہ میں (بچیوں کی) ایک ختنہ کرنے والی تھیں، جن کو ام ایمن کہا جاتا تھا، اور ان کو نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ:

اے ام ایمن جب آپ ختنہ کیا کریں، تو آپ اپنا ہاتھ ہلکا رکھا کریں، اور زیادہ مبالغہ

۱۔ قال الہیثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۷۲)

۲۔ قلت: ورجالہ موثقون غیر إسماعیل هذا والظاهر أنه الذى فى "الميزان" و"اللسان": "إسماعيل بن أمية، و يقال: ابن أبى أمية حدث عن أبى الأشهب العطارى تركه الدارقطنى." (السلسلة الصحيحة للالبانى تحت حديث رقم ۷۲۲)

نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ چمک اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُنْهَكِي فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْظَى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ الْبُعْلِ (ابوداؤد حدیث نمبر

ص ۵۲۷۳، کتاب الادب، باب ما جاء في الختان، واللفظ له، سنن البيهقي حدیث نمبر

۱۸۰۱۵، شعب الايمان للبيهقي حدیث نمبر ۸۲۷۸) ۱

ترجمہ: ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنہ کیا کرتی تھی، جس کو نبی ﷺ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ ختنہ کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرو، کیونکہ یہ عورت کے لئے (جماع میں) زیادہ

لذت کا اور شوہر کے لئے زیادہ محبت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت شحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ امْرَأَةٌ تَخْفِضُ النِّسَاءَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ عَطِيَّةَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَخْفِضِي وَلَا تَنْهَكِي، فَإِنَّهُ أَنْضَرُ لِلْوَجْهِ

وَأَحْظَى عِنْدَ الزَّوْجِ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۲۹۷) ۲

ترجمہ: مدینہ میں ایک عورت تھی، جو لڑکیوں کا ختنہ کیا کرتی تھی، اور اس کو ام عطیہ کہا

۱۔ اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ مختلف سندوں سے مروی ہے، جس کی وجہ سے یہ حسن درجے سے کم نہیں ہے۔

رواہ أبو داود وقال هذا الحديث وفي نسخة صحيحة هذا حديث ضعيف وفي رواه مجهول وهو يحتمل أن يريد برواه جنس رواه ويؤيده ما في نسخة صحيحة ورواية مجهول ويحتمل أن يريد أن أحد رواه مجهول ويؤيده ما في نسخة وفي رواه مجهول لكن رواه الطبراني بسند صحيح والحاكم في مستدرک عن الضحاک بن قيس ولفظه اخفضي ولا تنهكي فإنه أنضر للوجه وأحظى عند الزوج (مراقبة، كتاب الادب، باب الترجل)

۲۔ وفي تاريخ دمشق:

عن الضحاک بن قيس قال كانت أم عطية خافضة بالمدينة فقال لها النبي (ﷺ) إذا خففت فلا تنهكي فإنه أحظى للزوج وأسرى للزوجة (تاريخ دمشق ج ۲۴ ص ۲۸۲)

جاتا تھا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ ختنہ کیا کریں، لیکن زیادہ مبالغہ نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ تازگی اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے:

كَانَتْ خَفَاضَةً بِالْمَدِينَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا خَفِضْتَ فَأَشْمِي وَلَا تُنْهَكِي فَإِنَّهُ أَحْسَنُ لِلْوَجْهِ وَأَرْضَى لِلزَّوْجِ "

(تاریخ بغداد ج ۵ ص ۳۶۱)

ترجمہ: مدینہ میں لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی ایک عورت تھی، جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے یہ پیغام بھیجا کہ جب آپ ختنہ کیا کریں، تو ہلکا ہاتھ رکھا کریں، اور زیادہ مبالغہ نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ خوبصورتی اور شوہر کے لئے زیادہ پسند کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بچیوں کے ختنہ کا بھی رواج تھا، اور حضور ﷺ نے بچیوں کا ختنہ کرنے والی خواتین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ بچیوں کا ختنہ میں زیادہ کھال نہ کاٹا کریں، بلکہ متعلقہ کھال کا تھوڑا سا حصہ کاٹا کریں۔ ۱

اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ زوجین کے لئے مفید اور زوجین کے تعلقات میں محبت و الفت کی زیادتی کا سبب ہے، اور طبی اصولوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۲

۱۔ إن امرأة كانت تختن بكسر التاء المخففة أى تختن البنات وتطهرهن بالختان فقل لها النبي لا تنهكي بضم التاء وكسر الهاء وفى نسخة بفتحهما أى لا تبالغى فى قطع موضع الختان بل اتركى بعض ذلك الموضع وفى شرح السنة ويروى أشمى ولا تنهكى فقله لا تنهكى تفسير لقوله أشمى أى لا تستقصى فإن ذلك بكسر الكاف أى عدم المبالغة والاستقصاء أحظى بسكون مهملة وفتح معجمة أى أنفع للمرأة وأحب أى ألد إلى البعل أى الزوج فإنه إذا بولغ فى ختنها لا تلتذهى ولا هو (مراقبة، كتاب الادب، باب الترجل)

۲۔ (أحظى للمرأة) : أى أنفع لها وألذ (وأحب إلى البعل) : أى إلى الزوج وذلك لأن الجلد الذى بين جانبي الفرج والغدة التى هناك وهى النواة إذا دلكتا دلكتا ملائمتا

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں خواتین کے ختنہ سے ان کی شہوت میں بھی اعتدال پیدا ہوتا ہے، اور ان کو عفت حاصل ہوتی ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بالإصبع أو بالحك من الذكر تلند كمال اللذة حتى لا تملك نفسها وتنزل بلا جماع ، فإن هذا الموضوع كثير الأعصاب فيكون حسه أقوى ولذة الحكه هناك أشد ، ولهذا أمرت المرأة فى ختنانها لإبقاء بعض النواة والغدة لتلند بها بالحك ويحبها زوجها بالملاعبة معها ليتحرك منى المرأة ويذوب ، لأن منيها بارد بطيء الحركة ، فإذا ذاب وتحرك قبل الجماع بسبب الملاعبة يسرع إنزالها فيوافق إنزالها إنزال الرجل ، فإن منى الرجل لحرارته أسرع إنزالاً ، وهذا كله سبب لزيادة المحبة والألفة بين الزوج والزوجة ، وهذا الذى ذكرته هو مصرح فى كتب الطب . والله أعلم . (عون المعبود شرح ابى داؤد ، كتاب الادب ، باب ماجاء فى الختان)

۱ فشرع هذا الختان طهارة للرجل ، وكذلك تخفيفاً من الشهوة فى المرأة ، فإن المرأة إذا تركت على حالها اشتدت شهوتها ، ولذلك كما ذكر شيخ الإسلام رحمة الله عليه يقول : يوجد فى نساء الكفار من الشدة لطلب الفساد والحرام ما لا يوجد فى نساء المؤمنين ، وذلك لمحل الختان .

وجعل الله فى الختان مصلحة الدين والدنيا ، فلذلك يحصل به العفة للمرأة والرجل ، وتحصل به العفة للمرأة والطهارة للرجل ، ولذلك المرأة إذا اجتشت هذه الجلدة ذهبت شهوتها كما يقول الأطباء والحكماء من المتقدمين والمتأخرين ، وإذا تركت اشتدت غلمتها ، ولذلك ورد فى حديث ابن عطية كما أشار إليه الإمام ابن القيم فى التحفة : (أشمى ولا تنهكى) والاشمام يكون من أعلى الشىء ، والإنهاك اجتنانه من أصله ، وهو حديث متكلم فى سنده ، ولكن معناه صحيح عند العلماء ، أن الخاتنة ينبغى عليها ألا تأخذ الجلدة بكاملها ولا تستأصلها ؛ لأنه استئصال للشهوة وذهاب لها ، وكذلك أيضاً لا تترك الجلدة ، فشرع الله هذا لما فيه من اعتدال الشهوة للمرأة .
..... الختان يشرع للرجال والنساء والصحيح : وجوبه على الاثنين ، وظاهر قوله عليه الصلاة والسلام : (خمس من الفطرة) وذكر الختان دون أن يفرق بين الرجال والنساء ؛ لأن المرأة تحتاج إليه طلباً للعفة ، والعفة مطلوبة وواجبة ، وما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب ؛ ولما كان اعتدال شهوة المرأة يحصل به مقصود الشرع كان الختان من هذا الوجه أقرب للوجوب منه للاستحباب والندب .

وينبغى أن ينبه على تساهل كثير من الآباء ومنعهم بعض النساء من الختان وهذا لا ينبغى بل ينبغى إحياء هذه الشعيرة بين النساء وذلك لما ذكرناه من الحكم والفوائد ، وقد ذهب طائفة من العلماء رحمهم الله إلى وجوبه على الجميع (شرح زاد المستقنع للشنقيطى ، حكم ختان الرجال والنساء ، مشروعية الختان)

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو؛ تو مسلم باندیوں کے بارے میں فرمایا تھا:

فَاخْفَضُوهُمَا ، وَطَهَّرُوهُمَا (الأدب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۸۶، باب

خفض المرأة)

ترجمہ: ان دونوں کی ختنہ کرو، اور ان کو پاک کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تو مسلم بالغ خواتین کا بھی اسلام لانے کے بعد ختنہ کرایا جاتا تھا، اور خواتین کا ختنہ ان کی پاکی میں بھی اضافے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت امِ علقمہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ بَنَاتَ أَخِي عَائِشَةَ أُخْتِنِ (الأدب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۱۲۸۸، باب

اللہوفی الختان) ۱

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کی بیٹیوں کی ختنہ کی گئی تھی (ترجمہ ختم)

پس ان احادیث اور روایات کی روشنی میں بچیوں کا ختنہ کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔

اگرچہ آج کل ہمارے علاقہ میں اس کا رواج نہیں پایا جاتا، جس میں کوئی گناہ تو نہیں، لیکن اگر کوئی بچیوں کا ختنہ کرائے، تو بہتر ہے۔ ۲

احادیث و روایات کے بعد اب ختنہ سے متعلق مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:..... مرد کے حق میں ختنہ تا کیدی درجہ کی سنت ہے، اور اسی کے ساتھ اسلامی شعائر میں سے ہے، اور عورت کے حق میں ختنہ تا کیدی درجہ کی سنت تو نہیں، البتہ مستحب ہے۔

لہذا مرد کا بلا عذر ختنہ نہ کرانا برا ہے، البتہ عورت کی ختنہ نہ کرانے میں برائی نہیں۔

مسئلہ:..... لڑکے کے ختنہ میں عضو تناسل کے آگے والے حصہ میں لٹکی ہوئی اس کھال کو کاٹنا جاتا ہے، جو پیشاب کے سوراخ کے ارد گرد ہوتی ہے۔

۱ قلت: و إسناده محتمل للتحسين، رجاله ثقات، غير أم علقمة هذه و اسمها

مرجانة وثقها العجلي و ابن حبان، و روى عنها ثقتان (السلسلة الصحيحة للالباني،

تحت حدیث رقم ۷۲۲)

۲ بعض ممالک مثلاً سوڈان، کردستان وغیرہ میں بچیوں کے بھی ختنہ کا رواج ہے۔ محمد رضوان

اور لڑکی کے ختنہ میں اس کھال کو کاٹا جاتا ہے، جو پیشاب کے سوراخ کے اوپر گٹھلی کی شکل میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے۔

البتہ لڑکی کے ختنہ میں اس کی مذکورہ پوری کھال کاٹنے کے بجائے کچھ کھال کاٹنا احادیث کی رو سے مناسب ہے۔ ۱

مسئلہ:..... لڑکے کا ختنہ بالغ ہونے سے پہلے پہلے کرادینا ضروری ہے، اور پیدائش کے بعد جتنی جلدی ہو، اور بچے میں اس کی تکلیف کو برداشت کرنے کی استطاعت پیدا ہو جائے، کرادینا بہتر ہے۔

اور کسی بچے میں ساتویں دن یہ استطاعت موجود ہو، تو ساتویں دن کرادینا افضل ہے۔ اور اگر بالغ ہونے سے پہلے نہ کرایا جائے، تو بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا حکم ہے، مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ ۲

مسئلہ:..... ختنہ میں اگر وہ پوری کھال نہ کاٹی جائے، جو عضو تناسل کے آگے والے مخصوص حصہ کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے، بلکہ اکثر یعنی نصف سے زیادہ کھال کو کاٹا جائے، تو بھی کافی ہے۔ اور اگر نصف سے کم کھال کاٹی جائے، تو اس سے ختنہ کی سنت ادا نہیں ہوتی، اور اس سنت کی ادائیگی

۱۔ اى هذا باب فى بيان حكم ما اذا التقى الختانان يعنى ختان الرجل و ختان المرأة وقال بعضهم المراد بهذه التسمية ختان الرجل و خفاض المرأة وإنما ثنيا بلفظ واحد تغليبا له قلت ذكروا هذا ولكن ذكر هذا بناء على عادة العرب فإنهم يختنون النساء وقال الختان للرجال سنة وللنساء مكرمة رواه الجصاص فى كتاب (أدب القضاء) عن شداد بن أوس رضى الله تعالى عنه ثم الختان قطع جليدة الكمره وكذلك الختن والخفاض قطع جلدة من أعلى فرجها تشبه عرف الديك بينها وبين مدخل الذكر جلدة رقيقة وكذلك الخفض (عمدة القارى، كتاب الغسل، باب إذا التقى الختانان) وقال إمام الحرمين المستحق فى الرجال قطع القلفة وهى الجلدة التى تغطى الحشفة..... قال الإمام والمستحق من ختان المرأة ما يطلق عليه الاسم قال الماوردى ختانها قطع جلدة تكون فى أعلى فرجها فوق مدخل الذكر كالنواة أو كعرف الديك والواجب قطع الجلدة المستعلية منه دون استئصاله (فتح البارى لابن حجر، كتاب اللباس، باب قص الشارب)

۲۔ قوله و الظاهر فى الكبير أنه يختن (الظاهر أن يختن مبنى للمجهول أى يختنه غيره فىوافق إطلاق الهداية تأمل (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره)

کے لئے دوبارہ ختنہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۱۔
مسئلہ:..... اگر کوئی بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرے، تو اس کے حق میں بھی ختنہ سنت ہے،
البتہ اگر کوئی بوڑھا یا ضعیف ہو، اور وہ ختنہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، تو اس سے ختنہ معاف ہے۔
اور ختنہ کرنے والے کو ختنہ کی غرض سے دوسرے کی شرمگاہ پر بقدر ضرورت نظر ڈالنا بھی جائز ہے۔ ۲۔

۱۔ (قوله ویکفی قطع الأكثر) قال فی التتارخانیة غلام ختن فلم تقطع الجلدة کلها
فإن قطع أكثر من النصف یكون ختانا وإلا فلا (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، باب
الاستبراء وغیره)

غلام ختن فلم تقطع الجلدة کلها فإن قطع أكثر من النصف یكون ختانا وإن کان نصفاً
أو دونه فلا کذا فی خزنة المفتین وفي صلاة النوازل الصبی إذا لم یختن ولا یمکن أن
یمد جلده لتقطع إلا بتشدید وحشفته ظاهرة إذا رآه إنسان یراه كأنه ختن ینظر إليه
الثقات وأهل البصر من الحجامین فإن قالوا هو علی خلاف ما یمکن الاختتان فإنه لا
یشدد علیه ویترک کذا فی الذخيرة (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع
عشر)

ولو ختن ولم یقطع الجلدة کلها ینظر إن قطع أكثر من النصف یكون ختانا ؛ لأن للأكثر
حکم الكل وإن قطع النصف فما دونه لا یعتد به لعدم الختان حقیقة وحکماً (مجمع
الانهر، کتاب الخنثی، مسائل شتی)

۲۔ (وکذا) جاز ترک ختنان (شیخ أسلم وقال أهل النظر لا یطیق الختان) للعدر
الظاهر (مجمع الانهر، کتاب الخنثی، مسائل شتی)
الشیخ الضعیف إذا أسلم ولا یطیق الختان إن قال أهل البصر لا یطیق یترک لأن ترک
الواجب بالعدر جائز فترک السنة أولى کذا فی الخلاصة.

قیل فی ختنان الکبیر إذا أمکن أن یختن نفسه فعل وإلا لم یفعل إلا أن یمکنه أن یتزوج أو
یشتری ختانة فتختنه و ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر ویختنه الحمائی کذا فی
الفتاوی العتابیة (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر)
فمن جملة الأعدار الختان، والختان ینظر عند ذلك الفعل، و كذلك الخافضة تنظر؛
وهذا لأن الختان سنة، وهو من جملة الفطرة فی حق الرجل لا یمکن ترکه، ومن ذلك
عند الولادة (المحیط البرهانی، الفصل التاسع فیما یحل للرجل النظر إليه، وما لا یحل،
وما یحل له مسه، وما لا یحل)

(والخافضة للجاریة کالختان للغلام) یعنی أن الخافضة والختان ینظران إلى العورة
لأجل الضرورة، لأن الختان سنة فی حق الرجال مکرمة فی حق النساء فلا یترک
(العناية شرح الهدایة، کتاب الکراهیة، فصل فی الوطاء والنظر واللمس)
فلا بأس بالنظر الی العورة لأجل الضرورة فمن ذلك ان الختان ینظر ذالک الموضوع

﴿بقیہ حاشیاء لگے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:..... لڑکے کے ختنہ میں مناسب یہ ہے کہ کوئی ماہر مدختنہ کرے، اور اگر ماہر مدیسرنہ ہو، تو ماہر عورت۔ اور اس کے برعکس لڑکی کے ختنہ میں مناسب یہ ہے کہ کوئی ماہر عورت ختنہ کرے، اور اگر ماہر عورت میسرنہ ہو، تو ماہر مرد۔ ”لان نظر الجنس الی الجنس اخف“ لے

مسئلہ:..... کسی بچے کا ختنہ کا گیا، اور ختنہ کے بعد اس کے عضو تناسل کی کھال دوبارہ ٹنک گئی، اور اس کے پیشاب کے سوراخ کے ارد گرد والے حصے کو چھپا لیا، تو اس کی دوبارہ ختنہ سنت ہے۔ ۲

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والخافضة كذا لك تنظر ، لان الختان سنة وهو من جملة الفطرة في حق الرجال لا يمكن تركه وهو مكرومة في حق النساء ايضا (المبسوط للسرخسي ، كتاب الاستحسان، النظر الى الاجنبيات)
حضرت کلیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فرض ستر ضرورت میں ساقط ہو جاتا ہے، اور سنت کی ضرورت مباح کی ضرورت سے بڑھ کر ہے، اور تداوی محض مباح ہے (جب) اس کے لئے نظر اور لمس جائز ہے تو ختنہ کے لئے بالاولیٰ“ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۳۹)

اگر شبہ کیا جائے کہ ختنہ سنت ہے اور ستر کا چھپانا فرض ہے پھر ایک سنت عمل کی خاطر ترک فرض کی کیونکر اجازت ہے؟ اس کا جواب امداد الاحکام میں درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

وماتضمنه كلام السائل من ان الحرام لا يباح الا لامر واجب غير مسلم، فان الفطر في رمضان حرام ومع ذلك يباح لامر جائز كسفر كذا في فتح الباری ج ۱ ص ۲۹۱، قلت والاصل فيه مقاله فقهاؤنا قد يفتقر ضمنا مالا يفتقر قصداً (الاشباه ص ۹۶) (امداد الاحکام ج ۳ ص ۴۲۹)

لے الضرورة والحاجة محققة في النظر الى العورة الغليظة عند التحمل بالنسبة لارادة اقامة الحدوان لم تكن الضرورة والحاجة محققة بالنظر الى الستر فلا باحة بالنظر الى الاول..... والطيب انما يجوز له ذلك اذالم يوجد امرأة طيبة فلو وجدت فلا يجوز له ان ينظر لان نظر الجنس الى الجنس اخف وينبغي للطيب ان يعلم امرأة ان امكن وان لم يمكن ستر كل عضو منها سوى موضع الوجع ثم ينظر ويغض ببصره عن غير ذلك الموضوع ان استطاع ، لان ما ثبت للضرورة يتقدر بقدرها ، واذا اراد ان يتزوج امرأة فلا بأس ان ينظر اليها وان خاف ان يشتهي..... ولا يجوز له ان يممس وجهها ولا كفها وان امن الشهوة لوجود المحرم ولا لقوام الضرورة (البحر الرائق ، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس)

۲ اختتن الصبي ثم طالت جلده إن صار بحال تستر حشفته يقطع وإلا فلا كذا في المحيط (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

مسئلہ:..... جو بچہ پیدائشی طور پر مختون ہو، اور اس کا حشفہ یعنی عضو تناسل کا اگلا مخصوص حصہ نظر آتا ہو، تو اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں، اور اگر کچھ حصہ چھپا ہوا ہو، تو صرف اتنی کھال کو کاٹ دینا سنت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔ ۱

مسئلہ:..... لڑکے کا ختنہ اور اس کا خرچہ اس کے والد کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، البتہ اگر بچے کی ملکیت میں مال ہو، تو اس سے بھی اجرت کی ادائیگی جائز ہے۔ ۲

مسئلہ:..... ختنہ کے موقع پر لوگوں کی دعوت کرنے کے جائز ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ۳

۱ ولو ولد وهو يشبه المختون لا يقطع منه شيء حتى يكون ما يورى الحشفة (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الكراهية)

(ولو كانت حشفة الصبي ظاهرة) حيث (من رآه ظنه مختنا، و) الحال أنه (لا يقطع جلدة ذكره إلا بمشفة جاز ترك ختانه) على حاله؛ لأن قطع جلدة ذكره لتكشف الحشفة فإذا كانت الحشفة ظاهرة فلا حاجة إلى القطع، وإن كان يورى الحشفة يقطع الفضل (مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

۲ وللاب أن يختن ولده الصغير ويحجمه ويداويه (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

أجرمة الأديب والختان في مال الصبي إن كان له مال وإلا فعلى أبيه (الفتاوى الهندية، كتاب الاجارة، الباب الثاني والثلاثون)

۳ عَنْ الْحَسَنِ، قَالَ: دُعِيَ عَثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِتَانِ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: "إِنَّا كُنَّا لَا نَأْتِي الْخِتَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعَى لَهُ" (مسند احمد حديث نمبر ۱۷۹۰۸، واللفظ له، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۸۲۹۹)

عَنْ الْحَسَنِ، قَالَ: دُعِيَ عَثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى طَعَامٍ، فَقِيلَ: هَلْ تَدْرِي مَا هَذَا؟ هَذَا خِتَانٌ جَارِيَةٌ، فَقَالَ: "هَذَا شَيْءٌ مَا كُنَّا نَرَاهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۸۳۰۰)

قال الهيثمي:

ورجال الاول فيهم اسحاق وهو ثقة ولكنه مدلس، ورجال الثاني فيهم أبو حمزة العطار وثقه أبو حاتم وضعفه غيره (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۰)

دعى عثمان بن أبي العاص إلى ختان فأبى أن يجيب وقال كنا على عهد رسول الله ﷺ لا نأتى الختان ولا ندعى إليه قال فدل ذلك أن الذى كانوا يدعون إليه من الأطعمة

﴿تقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ بعض نے اس کی اجازت دی ہے۔ ۱۔
لیکن یہ اس وقت ہے، جبکہ اس میں کوئی خرافات نہ ہو، ورنہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔
مسئلہ:..... اگر کسی بچے کا ختنہ نہ ہوا ہو، اور وہ ختنہ سے پہلے فوت ہو جائے، تو فوت ہونے کے بعد
اس کا ختنہ جائز نہیں۔



﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

علی عہد رسول اللہ ﷺ فما كانوا يأتونه على وجوب إتيانه عليهم إنما هو خاص من الأطعمة لا على كل الأطعمة ولما كان طعام الوليمة مأمورا به كان من دعى إليه مأمورا بإتيانه ولما كان ما سواه من الأطعمة غير مأمور به كان غير مأمور بإتيانه (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روى عن رسول الله ﷺ فى الطعام الذى يجب على من دعى عليه إتيانه)

۱۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطْعَمُ عَلَى خِتَانِ الصَّبِيَّانِ (مصنف ابن ابى شيبه حديث نمبر ۱۷۴۵۱)

عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَتَنِي أَبِي أَنَا وَنُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَذَبَحَ عَلَيْنَا كَبْشًا وَقَدَّرَ أَيْتَانَا نَجِدُلُ بِهِ عَلَى الْعُلَمَانَ (مصنف ابن ابى شيبه حديث نمبر ۱۷۴۵۵)

لا ينبغي التخلف عن إجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما وإذا أجب فقد فعل ما عليه أكل أو لم يأكل وإن لم يأكل فلا بأس به والأفضل أن يأكل لو كان غير صائم كذا فى الخلاصة (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر)
وإن كانت سنة كولاية العرس والختان فإنه يجيبها لأنه إجابة السنة ولا تهممة فيه (بدائع الصنائع، كتاب آداب القاضى، فصل واما آداب القضاء)

خاتمہ

بچوں کی تعلیم و تربیت

نو مولود سے متعلق جو احکام اب تک ذکر کئے گئے ہیں، وہ ابتدائی درجے کے احکام تھے، ان کو شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا بہت بڑی سعادت ہے، لیکن صرف ان کو پورا کر لینے سے والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اولاد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام و انتظام بھی ضروری ہے اور اس میں غفلت اختیار کرنا سخت وبال کا باعث ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (سورة التحريم آیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ (ترجمہ ختم)

گھر والوں میں بیوی، کے ساتھ اولاد بھی داخل ہے۔^۱ اور خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا، اور اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام سکھا کر اور ان پر عمل کرانے کے لئے، زبان سے، ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کر کے آگ سے بچانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو شریعت کے ضروری احکام کی تعلیم

۱۔ اور بعض مفسرین نے اہل کے بجائے "انفسکم" میں اولاد کو داخل مانا ہے۔

الْأَهْلُ لِلرَّجُلِ: زَوْجَتُهُ وَيَدْخُلُ فِيهِ الْأَوْلَادُ وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُهُ تَعَالَى: "وَسَارَ بِأَهْلِهِ" أَيْ زَوْجَتِهِ وَأَوْلَادِهِ كَأَهْلِيَّتِهِ بِلِتَاءِ. الْأَهْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَزْوَاجُهُ وَبَنَاتُهُ وَصَهْرُهُ عَلَى رِضَى اللَّهِ عَنْهُ أَوْ نِسَاؤُهُ. وَقِيلَ: أَهْلُهُ: الرِّجَالُ الَّذِينَ هُمْ آلُهُ وَيَدْخُلُ فِيهِ الْأَحْفَادُ وَالذَّرِّيَّاتُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: "وَأَمْرٌ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَأَصْطَبِرَ عَلَيْهَا" وَقَوْلُهُ تَعَالَى: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ" وَقَوْلُهُ تَعَالَى: "رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" (تاج العروس، مادة اهل)

دے اور ان پر عمل کرانے کی کوشش کرے (کذافی معارف القرآن ج ۸ ص ۵۰۳) ۱۔
چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عَلِّمُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ الْخَيْرَ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۷۸۵) ۲۔
ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو (ترجمہ ختم)

خیر کی تعلیم سے مراد دین کی تعلیم ہے، اور مطلب یہ ہے کہ ان کو دین اور اس کے احکام سکھلاؤ۔
اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"عَلِّمُوهُمْ وَأَدَّبُوهُمْ" (شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۸۱، باب حقوق

الاولاد والاهلین، البر والصلۃ للحسین بن حرب حدیث نمبر ۱۷۷)

ترجمہ: ان کو (شریعت کے احکام کی) تعلیم دو، اور ان کی تہذیب و تربیت کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو شریعت کے احکام کی تعلیم اور ان کی اسلامی طریقہ پر تہذیب و تربیت کرنا بھی ضروری ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱ یعنی: مروہم بالخیر وانہوہم عن الشر وعلموہم وأدبوہم تفوہم بذلک
ناراً (تفسیر البغوی، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)

ووقایة النفس عن النار بترك المعاصی وفعل الطاعات ، ووقایة الأهل بحملهم علی
ذلک بالنصح والتأديب والمراد بالأهل علی ما قیل : ما يشمل الزوجة والولد
والعبد والأمة . واستدل بها علی أنه یجب علی الرجل تعلم ما یجب من الفرائض
وتعلیمه لهؤلاء ، وأدخل بعضهم الأولاد فی الأنفس لأن الولد بعض من آیه (تفسیر
روح المعانی ، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)

أی : مروہم بالمعروف ، وانہوہم عن المنکر ، ولا تدعوہم مہملاً فتأکلہم النار یوم
القیامة (ابن کثیر ، جزء ۵ صفحہ ۲۴۰)

وَهَذَا يَدُلُّ عَلَيَّ أَنَّ عَلَيْنَا تَعْلِيمَ أَوْلَادِنَا وَأَهْلِينَا الدِّينَ وَالْخَيْرَ وَمَا لَا يُسْتَعْنَى عَنْهُ مِنَ
الْأَدَابِ قَوْلُهُ تَعَالَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)
وَيَدُلُّ عَلَيَّ أَنَّ لِلْأَقْرَبِ فَلَا اقْرَبَ مِنَّا مَرْيَّةً بِهِ فِي لُزُومِنَا تَعْلِيمَهُمْ وَأَمْرَهُمْ بِطَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى
(احکام القرآن جصاص ، سورة التحريم آیت ۶)

۲ قال الحاکم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَيَّ شَرَطَ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"
وقال الذهبي في التلخيص: علي شرط البخاري ومسلم.

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری حدیث نمبر ۴۸۰۱، کتاب النکاح، باب المرأة راعية في بيت زوجها، واللفظ له، مسلم حدیث نمبر ۴۸۲۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹۳۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۴۴۹۵)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگران (وزمہ دار) ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امیر نگران ہے، اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے، اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے، پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے، اور ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

نگران اور ذمہ دار ہونے میں جس طرح نان نفقہ کا انتظام داخل ہے، اسی طرح ان کی تعلیم اور تربیت کا اہتمام بھی داخل ہے۔^۱
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا:

"أَدِّبْ ابْنَكَ، فَإِنَّكَ مَسْئُولٌ عَنْ وِلْدِكَ، مَاذَا أَدَّبْتَهُ؟ وَمَاذَا عَلَّمْتَهُ، وَإِنَّهُ مَسْئُولٌ عَنْ بَرِّكَ وَطَوَاعِيَّتِهِ لَكَ" (شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۹۵، باب حقوق الاولاد والاهلین، واللفظ له، السنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر ۱۵۳۰۱، الفقیہ والمتفقہ للخطیب بغدادی حدیث نمبر ۱۷۷)

ترجمہ: اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کرو، کیونکہ آپ سے اپنی اولاد کے بارے میں سوال کیا جائے گا، کہ آپ نے اس کی کیسی تربیت کی ہے، اور اس کو کیسی تعلیم دی ہے؟ اور اولاد سے آپ کے ساتھ حسن سلوک اور آپ کی اطاعت کے بارے میں سوال کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

^۱ وَمَعْلُومٌ أَنَّ الرَّاعِيَ كَمَا عَلَيْهِ حِفْظٌ مَنْ أُسْتُرِعَى وَحِمَايَةٌ وَالْإِتْمَاسُ مَصَالِحِهِ فَكَذَلِكَ عَلَيْهِ تَأْدِيبُهُ وَتَعْلِيمُهُ. (احکام القرآن جصاص، سورة التحريم آیت ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن صرف اولاد سے ہی والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور حسن سلوک کا سوال نہ ہوگا، بلکہ والدین سے بھی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ لہذا اگر تعلیم و تربیت شریعت کے مطابق کی تو نجات حاصل ہوگی، ورنہ مؤاخذہ ہوگا۔ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے گھر جاتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

إِرْجِعُوا إِلَىٰ أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُّوهُمْ (بخاری، حدیث نمبر ۶۷۰۵، کتاب اخبار الآحاد، باب ما جاء فی إجازة خیر الواحد الصدوق فی الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام، واللفظ له، مسلم حدیث نمبر ۱۵۶۷، نسائی حدیث نمبر ۶۳۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۵۹۸، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۹۹۲)

ترجمہ: تم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر ان کے درمیان قیام کرو، اور ان کو (شریعت کی) تعلیم دو، اور ان کو امر بالمعروف کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں گھر میں قیام کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر گھر والوں کی دینی تعلیم و تربیت اور ان کو امر بالمعروف کا صحیح انتظام نہیں ہو پاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے گھر والوں سے دور زندگی بسر کرتے ہیں، وہ عام طور پر اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت سے قاصر رہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ آج کل بہت سے لوگ دنیا کے دھندوں میں لگ کر سارا وقت گھر سے باہر گزار دیتے ہیں، اور کچھ لوگ دوسروں کی تعلیم و اصلاح کی خاطر بیوی بچوں سے دور زندگی گزارتے ہیں، اور بیوی بچوں کی اصلاح و تعلیم اور تربیت سے غفلت اختیار کرتے ہیں، جو کہ غلط طرز عمل ہے۔ ایک روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

حَقُّ الْوَالِدِ عَلَىٰ وَالِدِهِ أَنْ يُحْسِنَ اسْمَهُ، وَيُحْسِنَ مِنْ مَرْصَعِهِ، وَيُحْسِنَ آدَبَهُ (شعب الایمان، حدیث نمبر ۸۳۰۰، باب حقوق الاولاد والاھلین، واللفظ

لہ، معجم الشیوخ لابن جمیع الصیداوی حدیث نمبر (۲۸۳) ۱۔
ترجمہ: والد کے ذمہ اولاد کا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کے دودھ پلانے کا اچھا انتظام کرے اور اس کو اچھا ادب سکھائے (ترجمہ ختم)
یہ مضمون بھی گزشتہ احادیث کے مطابق ہے کہ اولاد کی تربیت والد کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔
اور حضرت ابن عباس، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی سند سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ وُلِدَ لَهُ وَوَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ (شعب الایمان
حدیث نمبر ۸۲۹۹، باب حقوق الاولاد والاهلین)

ترجمہ: جس کے اولاد پیدا ہو، تو اس کا اچھا نام رکھے، اور اس کی اچھی تربیت کرے،
پھر جب وہ بالغ ہو جائے، تو اس کا نکاح کر دے (ترجمہ ختم)
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے:

مَنْ رَزَقَهُ اللَّهُ وَوَلَدًا فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ وَتَأْدِيبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ (کتاب العیال
لابن ابی الدنیا حدیث نمبر ۱۷۳، ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ: جس کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا کریں، تو اس کو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اور اس
کی تربیت کرے، اور جب وہ بالغ ہو جائے، تو اس کا نکاح کرے (ترجمہ ختم)
اور حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْرَمٌ وَلَدَكَ وَأَحْسَنُ أَدَبَهُ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر
۲۶۱۶۶، کتاب الادب، باب من کان یعلمهم و یضربهم علی اللحن، واللفظ لہ، الجامع

۱۔ قلت: وفيه (عبد الملك بن الحسين، أبو مالك، النخعي، الواسطي). ويعرف
بابن ذر، وقيل: بل اسمه عمارة. روى عن: علي بن الأقرم، والأسود بن قيس، ويعلى
بن عطاء. وعنه: ابن المبارك، ويحيى بن أبي بكر، ويزيد بن هارون. قال الفلاس،
وغیره: ضعيف الحديث. وروى عباس، عن ابن معين: ليس بشيء (تاريخ الاسلام
للذهبي ج ۱ ص ۳۳۴، ۳۳۵)

ولكن له شواهد من الآثار. كما سيأتي. محمد رضوان

لابن وھب حدیث نمبر ۱۰۴)

ترجمہ: صحابہ کرام و تابعین یہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی اولاد کا اکرام (اور اس سے محبت و شفقت والا برتاؤ) کرو، اور اس کی اچھی تربیت کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحْسِنَ اسْمَهُ ، وَأَنْ يُزَوِّجَهُ إِذَا بَلَغَ ، وَأَنْ يُحَسِّنَ أَذْبَهُ (البر والصلة للحسين بن حرب حدیث نمبر ۱۲۶)

ترجمہ: والد پر اولاد کا حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اور بالغ ہونے پر اس کا نکاح کرے، اور اس کی اچھی تربیت کرے (ترجمہ ختم)

ان احادیث و روایات میں تعلیم و تربیت سے مراد دین کا علم اور دینی احکام کی تربیت ہے، کیونکہ اس تعلیم و تربیت کا مقصد جہنم سے بچانا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہنم سے بچانے والا علم دین ہی کا اور اسی پر عمل کرنا ہے۔ اور آگے آنے والی احادیث و روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت عمر بن شعیب سے مروی ہے کہ میں نے اپنے دادا کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث دیکھی:

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادَكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (عمل اليوم والليلة لابن السني حدیث نمبر ۴۲۲) ۱

۱۔ وفيه عبد الكريم بن أبي المخارق واسمه قيس، ويقال: طارق المعلم، أبو أمية البصري، نزل مكة. ضعفه المحدثون ولكن استشهد به البخاري، وروى له مسلم في "المتابعات"، وأبو داود في كتاب "المسائل"، والباقون. (كما في تهذيب الكمال ج ۱۸ ص ۲۶۵)

وہذا مؤید بالآثار.

وفي رواية:

عَنْ عَبْدِ الْكُرَيْمِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ، قَالَ: كَانَ الْغُلَامُ إِذَا أَفْصَحَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ سَبْعَ مَرَّاتٍ: (الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ) (مصنف ابن أبي شيبة حدیث نمبر ۳۵۱، باب ما يستحب أن يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَعَلَّمُ، واللفظ له، عمل اليوم والليلة لابن السني حدیث نمبر ۴۲۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۷۹۷۶)

ترجمہ: جب تمہاری اولاد صحیح بولنا سیکھ جائے، تو تم اس کو لا الہ الا اللہ سیکھلاؤ (ترجمہ ختم)
اور حضرت ابراہیمؑ بھی فرماتے ہیں:

كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَوَّلَ مَا يَفْصَحُ أَنْ يُعَلِّمُوهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ
فَيَكُونُ ذَلِكَ أَوَّلَ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۷۷، كتاب
العقيقة، باب ما يستحب للصبي أن يعلم إذا تكلم، واللفظ له، مصنف ابن أبي شيبة
حديث نمبر ۳۵۱۹، باب ما يستحب أن يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَعَلَّمُ)

ترجمہ: صحابہ کرام و تابعین اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ بچے کے صحیح بولنے کی
ابتداء کے وقت اسے سات مرتبہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم دیں، پس بچے کا ابتدائی کلام یہی
ہوا کرتا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يُعَلِّمُ وَلَدَهُ يَقُولُ قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ
بِالطَّاغُوتِ (مصنف ابن أبي شيبة حديث نمبر ۳۵۱۸، كتاب العقيقة، باب ما يستحب
أَنْ يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَعَلَّمُ)

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے بچے کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ یہ
کہے کہ ”آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ“ یعنی میں اللہ پر ایمان لایا، اور بتوں کا
انکار کیا (ترجمہ ختم)

خواہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی جائے، یا آمنت باللہ کی، مقصود دونوں کا یہ ہے کہ توحید کی تعلیم دی
جائے، اور شرک کا انکار کیا جائے۔

افسوس ہے کہ آج بہت سے لوگ اپنی اولاد کو دنیا جہان کے قصے بلکہ گناہوں کی چیزیں سکھایا
سکھوادیتے ہیں، مگر کلمہ اور توحید کی تعلیم دینے سے غافل رہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَيُعَلِّمُوهُ، وَعَلِّمُوهُ أَبْنَاءَكُمْ، فَإِنَّكُمْ عَنْهُ تُسْأَلُونَ، وَبِهِ

تَجْزُونَ ، وَكَفَى بِهِ وَاِعْظَا لِمَنْ عَقَلَ (فضائل القرآن للقاسم بن سلام حدیث

نمبر ۱۰) ۱

ترجمہ: تم قرآن کو لازم پکڑو، اس کی خود بھی تعلیم حاصل کرو، اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دو، کیونکہ تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اس کے ذریعے تم کو اجر و ثواب دیا جائے گا، اور جو سمجھ رکھتا ہو، اس کے لئے قرآن بطورِ واعظ کافی

ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی داخل ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل اکثر مسلمان اپنی اولاد کو دین کی تعلیم و تربیت نہیں دیتے اور دلاتے، اور اس کے بجائے دنیا کی تعلیم و تربیت پر ہی تمام توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔

اور اگر تھوڑی بہت قرآن مجید اور دین کی تعلیم دلاتے بھی ہیں، تو اولاً تو وہ صحیح نہیں ہوتی، یا ناکافی ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل جہنم سے نجات نہیں دلا سکتا۔

اور حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ

وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاصْرِ بُؤُهُ عَلَيْهَا (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۷، کتاب

الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، معرفة السنن والآثار للبيهقي، كتاب الصلاة،

باب صلاة الإمام قاعدا بقيام، واللفظ لهما، مصنف ابن ابى شعبة، متى يؤمر الصبي

بالصلاة، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۷۹) ۱

۱ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور اس میں اسماعیل بن عیاش بن سلیم غسی ہیں، جو کہ عمرو بن قیس بن ثور الکندی السکونی سے روایت کرتے ہیں، جو کہ شامی ہیں، اور شامیین سے ان کی روایات میں اختلاف کا حکم نہیں لگایا گیا (کمانی تہذیب الکمال ج ۳ ص ۱۷۴) فالحدیث صحیح۔

۱ قال الحاکم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، فَقَدْ احْتَجَّ بِعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ آبَائِهِ، ثُمَّ لَمْ يُخْرَجْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا هَذَا الْحَدِيثُ " وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو، اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز (نہ پڑھنے) پر اسے مارو (ترجمہ ختم)

بالغ ہونے سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی، لیکن بالغ ہونے سے پہلے بچہ کو نماز کی تاکید اور اس کو مارنے کا حکم فرمایا، یہ اس کو نماز کی تعلیم و تادیب دینے کے لئے فرمایا، تاکہ وہ پہلے سے نماز پڑھنا سیکھ جائے، اور نماز پڑھنا شروع کر دے، اور بچہ اس حال میں بالغ ہو کہ وہ نماز کو صحیح طرح اور پابندی کے ساتھ پڑھنے کا عادی ہو۔

اور روزے کی عادت بھی بالغ ہونے سے پہلے ڈالنی چاہئے۔

اور نماز کے ساتھ حلال و حرام، اور جائز و ناجائز، کے احکام کی بھی تعلیم دینی چاہئے۔ ۱
اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۸، کتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہوں، نماز کا حکم کرو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز (کے چھوڑنے) پر مارو، اور

۱ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مُرُوهُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعِ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ) وَلَيْسَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ التَّكْلِيفِ، وَإِنَّمَا هُوَ عَلَى وَجْهِ التَّعْلِيمِ وَالتَّادِيبِ (احکام القرآن جصاص، باب الغلام يبلغ والكافر يسلم في بعض رمضان)
قال الفقهاء: وهكذا في الصوم؛ ليكون ذلك تمريناً له على العبادة، لكي يبلغ وهو مستمر على العبادة والطاعة ومجانبة المعصية وترك المنكر، والله الموفق (تفسير ابن كثير، تحت آيت ۶ من سورة التحريم)

فيعلمه الحلال والحرام، ويحببه المعاصي والآثام، إلى غير ذلك من الأحكام..... مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعِ سِنِينَ فَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا "وكذلك يجبر أهله بوقت الصلاة ووجوب الصيام ووجوب الفطر إذا وجب؛ مستنداً في ذلك إلى رؤية الهلال (تفسير القرطبي، تحت آيت ۶ من سورة التحريم)

(اسی عمر سے) ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو (ترجمہ ختم)

اولاد میں لڑکا اور لڑکی دونوں شامل ہیں، لہذا یہ حکم دونوں قسم کی اولادوں کو شامل ہے، دس سال کی عمر میں بلوغ کے قریب عمر ہوتی ہے، اس لئے بعض چیزوں کا اسی عمر میں حکم دے دیا گیا، چنانچہ نماز میں کوتاہی کرنے پر مارنے کا حکم دیا گیا، تاکہ نماز میں سستی اور غفلت نہ کریں، اور ان کے بستر الگ کرنے کا حکم دیا گیا، جس میں بہت سے فتنوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

لہذا جب اولاد دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نماز پڑھانے پر سختی کرنی چاہئے، اور ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی بستر پر نہ سلانا چاہئے، خواہ وہ دو بہنیں ہوں، یا دو بھائی ہوں۔

اور آج کل شہری زندگی میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے اگر ساتھ ساتھ سونے کی ضرورت پیش آئے تب بھی بستر الگ الگ کر دیئے جائیں اور مکہ حد تک درمیان میں فاصلہ یا کوئی چیز حد فاصل کے طور پر رکھ دی جائے۔ ۱

۱۔ مروا أمر من الأمر حذف همزته للتخفيف ثم استغنى عن همزة الوصل تخفيفا ثم حركة فاءه لتعذر النطق بالسكان أولادكم يشمل الذكور والإناث بالصلاة وبما يتعلق بها من الشروط وهم أبناء سبع سنين ليعتادوا ويستأنسوا بها والجملة الحالية واضربوهم عليها أى على ترك الصلاة وهم أبناء عشر سنين لأنهم بلغوا أو قاربوا البلوغ وفرقوا أمر من التفريق بينهم أى بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ويؤيده ما قاله بعض العلماء ويجوز للرجلين أو المرأتين أن يناما فى مضجع واحد بشرط أن تكون عورتهما مستورة بحيث يأمنان التماس المحرم وقال ابن حجر بهذا الحديث أخذ أئمتنا فقالوا يجب أن يفرق بين الأخوة والأخوات فلا يجوز حينئذ تمكين ابنتين من الاجتماع فى مضجع واحد والظاهر أن قوله فلا يجوز الخ من كلامه وهو غير مفهوم من كلام أئمتنا فى المضاجع أى المراقد وقال الطيبى لأن بلوغ العشر مظنة الشهوة وإن كن أخوات وإنما جمع الأمرين فى الصلاة والفرق بينهم فى المضاجع فى الطفولية تأديبا ومحافضة لأمر الله تعالى لأن الصلاة أصل العبادات وتعلما لهم المعاشرة بين الخلق وأن لا يقفوا مواقف التهم فيجتنبوا محارم الله تعالى كلها رواه أبو داود وكذا رواه فى شرح السنة عنه قال ميرك ورواه أبو داود والحاكم من رواية عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده واللفظ لأبى داود ورواه والترمذى وابن خزيمة من رواية عبد الملك بن الربيع بن سيرة الجهنى عن أبيه عن جده بدون قوله وفرقوا الخ قال الترمذى حسن صحيح وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم وفى المصابيح عن سيرة بسكون الباء ابن معبد قال الطيبى أقول ورواه أبو داود عنه أيضا لكن بلفظ مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين وإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها وليس فى روايته التفريق (مراقبة المفاتيح، كتاب الصلاة)

اور حضرت عمر و بن شعیب ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا أَبْنَاءَكُمْ بِالصَّلَاةِ لَسَبْعِ سِنِينَ
وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (مسند احمد

حدیث نمبر ۶۷۵۶ واللفظ له و حدیث نمبر ۶۴۰۲، سنن دارقطنی، کتاب

الصلاة، باب الأمر بتعليم الصلوات والضرب عليها وحذ العورة التي يجب سترها)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر ہونے پر نماز کا حکم

کرو، اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو، اور (اسی عمر میں)

ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں جو اولاد کو نماز کا حکم کرنے کا فرمایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سر پرستوں کے ذمہ
یہ حکم واجب العمل ہے، اگر وہ اس میں غفلت و کوتاہی کریں گے، تو کنگہ کار ہونگے۔

دس سال ہونے پر اولاد کو نماز نہ پڑھنے پر مارنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ شدید نہ مارا جائے،
جس سے ہڈی ٹوٹ جائے، گوشت پھٹ جائے، یا کوئی عضو تلف و ناقص ہو جائے، اور چہرہ پر مارنا
بھی منع ہے۔ ۱

۱ (مروا) وجوبا (أولادكم) وفي رواية أبناءكم قال الطيبي: مروا أصله أمروا حذفت همزته
تخفيفاً فلما حذف فاء الفعل لم يحتج إلى همزة الوصل لتحريك الميم (بالصلاة) المكتوبة (وهم
أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين) يعني إذا بلغ أولادكم سبعا فأمر وهم بأداء
الصلاة ليعتادوها ويأنسوا بها فإذا بلغوا عشرا فاضربوهم على تركها قال ابن عبد السلام: أمر
للأولياء والصبى غير مخاطب إذ الأمر بالأمر بالشيء ليس أمراً بذلك الشيء (وفرقوا بينهم في
المضاجع) أي فرقوا بين أولادكم في مضاجعهم التي ينامون فيها إذا بلغوا عشرا حذرا من غوائل
الشهوة وإن كن أخواته قال الطيبي: جمع بين الأمر بالصلاة والتفرق بينهم في المضاجع في
الطفولية تأديبا ومحافظا لأمر الله كله وتعلينا لهم والمعاشره بين الخلق وأن لا يقفوا مواقف النهم
فيجتنبوا المحارم وإسناده حسن (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۸۱۷۴)

(قال: قال رسول الله: مروا أولادكم) وجوباً وسواء في ذلك الذكر والأنثى، وكذا يجب عليه
أمر زوجته وخادمه (بالصلاة) أي وبما تتوقف عليه لأن الأمر بالشيء أمر بما لا يتم بدونه (وهم أبناء
سبع) أي تمامها: أي وقد ميزوا، كما والغالب بحيث صار الصبى يأكل وحده ويشرب وحده

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو جب جس درجے کا شعور پیدا ہو جائے، اس درجے کی اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے، اس میں اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اور اس کو بری صحبتوں سے بچایا جائے، اور اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے اور اس کو دین کے ضروری احکام سکھائے جائیں، اور سنتوں کی تعلیم دی جائے اور اس کو گفتگو کا سلیقہ سکھایا جائے، اور اچھے واقعات سنا کر اس کے لئے عبرت کا سامان کیا جائے۔

اس کے عقائد درست کئے جائیں، خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے متعلق ضروری باتوں کو اس کے دل و دماغ میں بٹھانے کا اہتمام کیا جائے۔ ۱

واقعہ یہ ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے جو خام مال کی شکل میں انسان کو حاصل

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ویستننجی وحده (واضر بومہ علیہا) أى علی أدائها إن امتنعوا منه ضرباً غیر مبرح ویتقی الوجه (وہم أبناء عشر) وقد اختلف هل ذلك بعد تمامها أو بالدخول فیها، وإنما أمر بالضرب فیها لأنه حدّ یحتمل فیہ الضرب غالباً (وفرقوا بینہم فی المضاجع) فلا یباشر الممیز غیرہ فی المضاجع، قال ابن عبد السلام: الصبی لیس مخبطاً، وأما هذا الخبر فهو أمر للأولیاء، لأن الأمر بالأمر بالشیء لیس أمراً بذلک الشیء قال: وقد وجد أمر اللہ للصبیان مباشرة علی وجه لا یمكن الطعن فیہ وهو قوله تعالی: (لیستأذنکم الذین ملکت أیمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم) (النور: 58)۔

وآخر الحدیث وإذا زوج أحدکم خادمه، عبده أو أجزیره فلا ینظر إلی ما دون السرّة و فوق الرکبة (حدیث حسن رواه أبو داود بإسناد حسن) ورواه الإمام أحمد والحاکم فی المستدرک (دلیل الفالحین لطورک ریاض الصالحین، باب وجوب امره اہله)

۱ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَأَمَّا التَّعْلِيمُ وَالتَّأْدِيبُ فَوَقْتُهُنَّ أَنْ يَبْلُغَ الْمَوْلُودُ مِنَ السَّنِّ وَالْعَقْلِ مَبْلَغًا يَحْتَمِلُهَا، وَذَلِكَ يَتَفَرَّقُ، فَمِنْهَا أَنْ يَنْشَأَ عَلَىٰ أَخْلَاقٍ ضَلَحَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَيَصُونَهُ عَنِ مَخَالَطَةِ الْمُفْسِدِينَ، وَمِنْهَا: أَنْ يُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ وَلِسَانَ الْأَدَبِ وَيُسْمِعَهُ السُّنَنَ، وَأَقَاوِيلَ السَّلَفِ، وَيُعَلِّمَهُ مِنْ أَحْكَامِ الدِّينِ مَا لَا غِنَىٰ بِهِ عَنْهُ، وَمِنْهَا: أَنْ يُرْشِدَهُ مِنَ الْمَكَاسِبِ إِلَىٰ مَا يُحْمَدُ وَيُرْجَىٰ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ كِفَايَتَهُ، فَإِذَا بَلَغَ أَحَدُهُمْ حَدَّ الْعَقْلِ عَرَفَ الْبَارِءَ جَلَّ جَلَالُهُ إِلَيْهِ بِالذَّلَائِلِ الَّتِي تُوَصِّلُهُ إِلَىٰ مَعْرِفَتِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْمِعَهُ مِنْ مَقَالَاتِ الْمُلْحَدِينَ شَيْئًا، وَيَذَكِّرُهُمْ لَهُ فِي الْجُمْلَةِ أَحْيَانًا، وَيَحْذَرُهُ إِيَّاهُمْ، وَيُنْفِرُهُ عَنْهُمْ، وَيُبْعِضُهُمْ إِلَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ، وَيَبْدَأُ مِنَ الذَّلَائِلِ بِالْأَقْرَبِ الْأَجْلَىٰ، ثُمَّ مَا يَلِيهِ، وَكَذَلِكَ يَفْعَلُ بِالذَّلَائِلِ الدَّالَّةِ عَلَىٰ بُيُوتِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِدْيِهِ فِيهَا إِلَىٰ الْأَقْرَبِ الْأَوْضَحِ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ وَيَسْطُرُ الْحَلِيمِيُّ الْكَلَامَ فِي كُلِّ فَضْلٍ مِنْ فَضُولِ هَذَا الْبَابِ، مَنْ أَرَادَ الْوُقُوفَ عَلَيْهِ رَجَعَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَىٰ (شعب الايمان، باب حقوق الاولاد والاهلين)

ہوتی ہے اور اس خام مال کو پختہ شکل میں تشکیل و ترتیب دینا انسان اور خصوصاً والدین کا اپنا کام ہوتا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت ہی اس خام مال کو اچھا یا برا بناتی ہے۔ اگر بچہ کی تعلیم و تربیت اچھے طریقہ پر کر دی جائے تو معاشرہ کو ایک اچھا انسان میسر آ جاتا ہے، جو نہ صرف یہ کہ خود بھی ایک با مقصد زندگی گزارتا ہے اسی کے ساتھ کتنے انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی والے کاموں کا ذریعہ بنتا ہے لیکن اگر صحیح اور اچھی تعلیم و تربیت نہ کی جائے تو پھر ایک طرف تو اس کا اپنا وجود ہی معاشرہ کے لئے بوجھ اور وبال ہوتا ہے، اور دوسری طرف خود بھی یہ حیوانوں اور جانوروں والی زندگی بسر کرتا ہے، غرضیکہ بچہ کی تعلیم و تربیت ہی اس کے مستقبل کی تعمیر و تخریب کی نشتِ اوّل و بنیاد ہے، بنیاد اچھی، اُستوار اور مضبوط ہوگی تو اس پر تعمیر بھی اچھی، اُستوار اور مضبوط و مستحکم قائم ہوگی اور اگر بنیاد کمزور اور خراب ہوگی تو اس پر تعمیر بھی کمزور اور خراب ہوگی۔

کسی نے خوب کہا ہے

نِشْتِ اوّل چوں نہد معماری کج تا ثریای رود دیوار کج

جو والدین اپنے بچہ کی اچھی تعلیم و تربیت کرتے ہیں وہ جس طرح اس بچہ کی دنیا و آخرت کے مستقبل کو کامیاب و تابناک بناتے ہیں اسی طرح وہ اپنی دنیا و آخرت کے مستقبل کو بھی روشن اور منور کرتے ہیں، کیونکہ اچھی اولاد انسان کی دنیا و آخرت کے مستقبل میں اس کے کام آتی ہے اور اس کے لئے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور اس کے برخلاف جو والدین اپنی اولاد کی اچھی اور بہتر تعلیم و تربیت سے غفلت برتتے ہیں وہ اپنی دنیا و آخرت کے مستقبل کو تاریک اور سیاہ بنا لیتے ہیں کیونکہ غلط تعلیم و تربیت یافتہ بد کردار اور بد چلن اولاد جس طرح دنیا میں اپنے والدین کی آستین کا سانپ، ماتھے پر بدنما داغ اور راحت و عزت کو برباد کرنے کا باعث بنتی ہے، آخرت کے اعتبار سے بھی اس کے گلے کا طوق اور بد بختی کی ایک علامت بن کر رہ جاتی ہے۔

اس لئے اپنی اور اپنی اولاد کی دنیا و آخرت کے مستقبل کی خیر خواہی اور ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ

اولاد کی تعلیم و تربیت سے ہرگز بھی غفلت اور لاپرواہی اختیار نہ کی جائے۔ اور کیونکہ اس وقت ہمارا موضوع نومولود کے فضائل و احکام ہے، اور اولاد کی تعلیم و تربیت کا موضوع ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے، اس لئے ہم نے یہاں صرف اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور بچوں سے متعلق احکام کی مزید تفصیلات ہماری دوسری تالیف ”اولاد کی تعلیم و تربیت“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقط

محمد رضوان

۱۲/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۱ھ 27/ مئی/ 2010 بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی



دوسرا حصہ

اسلامى نام

اسلام ميں نام كا مقام و مرتبہ، اچھے نام كى فضيلت و اہميت
برے نام كے نقصانات، اچھے اور برے ناموں كے اثرات
افضل و مستحب ناموں كى تحقيق، ممنوع و مكروہ اور ناپسنديدہ ناموں كى تفصيل
اللہ تعالىٰ كے اسمائے حسنىٰ اور رسول اللہ ﷺ كے اسمائے مباركہ كى تحقيق
نام سے متعلق متفرق و مختلف احكام، نسب، كنيث اور لقب و نسبت وغيرہ كے احكام
اور اسلامى و صحابہ كرام رضى اللہ عنہم كے بے شمار ناموں كى نشاندہى

مصنف

مفتى محمد رضوان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام میں نام کی اہمیت

شریعتِ مطہرہ کی خصوصیات اور پاکیزہ تعلیمات میں انسان اور کسی دوسری چیز کے نام رکھنے کے احکام بھی ہیں، کہ شریعت نے اس موضوع پر بھی مفصل ہدایات دی ہیں۔ اور اس موضوع کو خوب توضیح و تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اور اس سلسلہ میں شرعی احکامات کو نظر انداز کر دینے کی ہرگز بھی گنجائش نہیں۔

اور یوں تو ناموں کا موضوع دوسرے مذاہب میں بھی اہمیت کا حامل رہا ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ نے جس انداز سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے، اس کی کسی بھی دوسرے مذہب میں نظیر نہیں ملتی۔ مگر افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان شریعتِ مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات و ہدایات سے غافل و ناواقف ہیں، جس کی وجہ سے وہ بہت سے دنیوی و اخروی فضائل و فوائد سے محروم ہیں۔ بلکہ نہ صرف یہ کہ محروم ہیں، اسی کے ساتھ اس سلسلہ میں بہت سی کوتاہیوں کے باعث مضرات اور مفسد میں بھی مبتلا ہیں۔

اس لئے ضرورت ہے کہ نام کے سلسلہ میں شریعتِ مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات کو سیکھا جائے، اور ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

آگے آنے والے مضمون میں نام سے متعلق فضائل و احکام اور مسائل کو ذکر کیا جا رہا ہے۔ جس کے بعد خاتمہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اسلامی ناموں کی فہرست بھی پیش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ صحیح فہم اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ / 04 جولائی / 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

اچھے نام رکھنے کا حکم

اسلام میں عمل کے ساتھ ساتھ کسی انسان بلکہ کسی چیز کے نام کی بڑی اہمیت ہے، اور اسی وجہ سے احادیث میں نام سے متعلق مستقل ہدایات دی گئی ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلی ہدایت یہ دی گئی کہ اچھا نام رکھا جائے، اور برے نام سے پرہیز کیا جائے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- - إِنَّكُمْ تُدْعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ (ابوداؤد حدیث

نمبر ۴۹۵۰، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶۹۳،

سنن دارمی حدیث نمبر ۲۷۵۰، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۶۵، مسند

عبد بن حمید حدیث نمبر ۲۱۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے

باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے اچھے نام رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اور ساتھ ہی اس کی ایک وجہ بھی اور وہ یہ کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا

جائے گا، اور اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ظاہر ہونگے۔

ظاہر ہے کہ آخرت کے میدان میں سب کے سامنے کوئی برے نام سے پکارا گیا تو بڑی رسوائی اور خفت ہوگی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انسان کو اس کے والد کے نام سے پکارا

۱ قال ابن حجر:

ورجاله ثقات إلا أن في سنده انقطاعا بين عبد الله بن أبي زكريا ورويه عن أبي الدرداء

وأبي الدرداء فإنه لم يدر كه (فتح الباری باب كان النبی صلی اللہ علیہ و سلم إذا سمع

الاسم القبيح حوله إلى ما هو أحسن منه)

جائے گا۔ ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَتَقَاءُ لُ وَلَا يَنْطَطِرُ، وَكَانَ يُحِبُّ
الْإِسْمَ الْحَسَنَ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۱۱۳۰، واللفظ له، شرح
السنة للبعغوی، باب ما يكره من الطيرة واستحباب الفأل، اخلاق النبي لابی الشيخ

الاصبهانی حديث نمبر ۷۳۷، مسند ابن الجعد حديث نمبر ۲۵۴۴) ۲

ترجمہ: نبی ﷺ نیک فال لیا کرتے تھے، اور بدفالی اور بدشگونئی سے پرہیز فرماتے

۱ قال المناوی:

(انکم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم) لأن الدعاء بالآباء أشد في التعريف
وأبلغ في التمييز ولا يعارضه خبر الطبرانی إنهم يدعون بأسماء أمهاتهم سترًا منه على
عبادة لإمكان الجمع بأن من صح نسبه يدعى بالأب وغيره يدعى بالأم كذا جمع
البعض وأقول هو غير جيد. إذ دعاء الأول بالأب والثاني بالأم يعرف به ولد الزنا من
غيره فينفوت المقصود وهو الستر ويحصل الافتضاح فالأولى أن يقال خبر دعائهم
بالأمهات ضعيف فلا يعارض به الصحيح ثم رأيت ابن القيم أجاب بنحوه فقال أما
الحديث فضعيف باتفاق أهل العلم بالحديث وأما من انقطع نسبه من جهة أبيه كالمنفى
بلعان فيدعى به في الدنيا فالعبد يدعى بما يدعى به فيها من أب وأم إلى هنا كلامه (فيض
القدير للمناوی، تحت حديث رقم ۲۵۳۳)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”باب ما يدعى الناس بأبائهم“ قائم کر کے صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قیامت کے دن
باپوں کے ناموں سے بلاوا ہوگا۔ معالم التنزیل میں ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارنے کی تین وجہ بتائی ہیں لیکن یہ صحیح
معلوم نہیں ہوتی، روایت کی شہرت کی وجہ سے تجویز کی گئی ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں ”والاحادیث الصحیحة
بخلافہ“، یعنی صحیح حدیثیں اس مشہور قول (ماؤں کے ناموں سے پکارنے) کے خلاف ہیں۔

ومن ذالک حدیث ان الناس يوم القيامة يدعون بامهاتهم لا بأبائهم وهو باطل (الموضوعات
الكبير ص ۱۷۵)

۲ قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبرانی وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف بغير كذب (مجمع الزوائد،
ج ۸ ص ۴، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث بريدة وعبدالله بن شخير كما سيجيء، فالحديث حسن لغيره.
ان شاء الله تعالى. محمد رضوان.

تھے، اور اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَيُعْجِبُهُ الْإِسْمُ الْحَسَنُ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۲۸، صحیح ابن حبان

حدیث نمبر ۵۸۲۵، مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۸۰۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اچھے نام سے خوش ہوا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ کے اچھے ناموں کو پسند فرمانے سے اچھے ناموں کا سنت و مستحب ہونا معلوم ہوا۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ لَا يَنْطَيرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ

عَامِلًا سَأَلَ عَنْ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرَأَى بِشْرُ ذَلِكَ فِي

وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رَأَى كَرَاهِيَةَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً

سَأَلَ عَنْ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرَأَى بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ

وَإِنْ كَرِهَ اسْمُهَا رَأَى كَرَاهِيَةَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ (ابوداؤد حدیث نمبر

۳۹۲۲، کتاب الطب، باب فی الطیرة، واللفظ له، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث

نمبر ۸۸۲۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۹۴۶، صحیح ابن حبان حدیث نمبر

(۵۸۲۷)

ترجمہ: نبی ﷺ کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے، اور جب کسی عامل و گورنر کو بھیجتے

تھے، تو اس کا نام معلوم کرتے تھے، اگر اس کا نام پسند آتا، تو اس سے خوش ہوتے،

اور اس کی خوشی آپ کے چہرے میں نظر آتی تھی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو اس

کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے میں ظاہر ہوتی تھی، اور جب کسی بستی میں داخل ہوتے،

تو اس کا نام معلوم کرتے، پس اگر اس کا نام پسند آتا، تو اس سے خوش ہوتے، اور اس کی

خوشی آپ کے چہرے میں نظر آتی تھی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو اس کی

ناپسندیدگی آپ کے چہرہ میں ظاہر ہوتی تھی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نہ صرف یہ کہ انسانوں کے اچھے ناموں سے خوش اور برے ناموں سے ناخوش ہوتے تھے، بلکہ جگہوں کے اچھے ناموں سے بھی خوش اور برے ناموں سے ناخوش ہوا کرتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن شحیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ إِذَا سَأَلَ عَنْ إِسْمِ الرَّجُلِ فَإِنْ كَانَ حَسَنًا، عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَانَ سَيِّئًا رَأَى ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا سَأَلَ عَنْ إِسْمِ الْقَرْيَةِ فَكَذَلِكَ (المعجم الاوسط للطبرانی حديث

نمبر ۴۷۰۲، اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی حديث نمبر ۷۳۹) ل

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کا نام معلوم کرتے، تو اگر اچھا نام ہوتا، تو آپ کے چہرہ مبارک میں اس کی خوشی ظاہر ہوتی تھی، اور اگر برا نام ہوتا، تو آپ کے چہرہ مبارک میں اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہوتی تھی، اور جب کسی بستی کے نام کے بارے میں معلوم کرتے، تو بھی یہی صورت حال ہوتی تھی (ترجمہ ختم)

اندازہ لگائیے! کہ اچھے ناموں سے حضور ﷺ اتنے خوش ہوتے تھے کہ خوشی کے اثرات آپ کے چہرہ انور تک پر ظاہر ہو جاتے تھے، اور برے ناموں سے اتنے ناخوش ہوتے تھے کہ اس کی ناخوشی اور ناگواری کے اثرات آپ کے چہرہ انور پر ظاہر ہو جاتے تھے۔

پس اچھا نام رکھنا حضور ﷺ کی خوشی اور برے نام رکھنا آپ ﷺ کی ناخوشی و ناگواری کا باعث ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا نام رکھنا سنت اور برے اور مکروہ نام رکھنا خلاف سنت ہے۔

اچھے ناموں کے انتخاب اور برے ناموں سے بچنے کی اہمیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ برے ناموں

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ رجال الصحیح غیر سعید بن بشیر وهو ثقہ وفیہ ضعف. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۴۷، باب الاسماء وما جاء فی الاسماء الحسنیة)

قلت: وفي سعید بن بشیر اختلاف، فهو حسن الحديث، وله شاهد من حديث بريدة. كما مر.

کا انسان کی زندگی اور تقدیر اور عمل پر بھی برا اثر پڑتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں اچھے ناموں کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ ۱

اچھے نام کون سے ہیں؟

یوں تو اچھے اور مستحب ناموں کی تعداد بے شمار ہے، لیکن حضور ﷺ نے اصولی انداز میں اچھے اور پسندیدہ ناموں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ (مسلم، حدیث نمبر ۵۷۰۹، کتاب الآداب، باب النَّهْيِ عَنِ التَّكْنِيَةِ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۳۱۹۳، مستدرک حاکم ۷۸۳۰، شرح السنة للبغوی، باب تغيير الاسماء)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ أَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ" (مسند احمد حدیث

۱۔ فیذا بعث عاملا أى أراد إرسال عامل سأل عن اسمه فإذا أعجبه اسمه فرح به ورئى أى أبصر وظهر بشر ذلك بكسر الموحدة أى أثر بشاشته وانبساطه فى وجهه وإن كره اسمه رئى كراهيته ذلك أى ذلك الاسم المكروه فى وجهه أى وغير ذلك الاسم إلى اسم حسن ففى رواية البزار والطبرانى فى الأوسط عن أبى هريرة إذا بعثتم إلى رجلا فابعثوه حسن الوجه حسن الاسم قال ابن الملك فالسنة أن يختار الإنسان لولده وخادمه من الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمي أحد ابنه بخسار فربما جرى قضاء الله بأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار فيعتقد بعض الناس أن ذلك بسبب اسمه فيتشاءمون ويحترزون عن مجالسته ومواصلته وفى شرح السنة ينبغى للإنسان أن يختار لولده وخادمه الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر (مراقبة، كتاب الطب والرقي، باب الفال والطيقة)

نمبر ۴۷۴۴

ترجمہ: تمہارے اچھے ناموں میں سے عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے نام صرف عبد اللہ اور عبد الرحمن تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی اچھے نام ہیں، کیونکہ حدیث میں ان دونوں کو اچھے ناموں میں سے بتلایا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

خَيْرُ أَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ (مسند البزار حدیث نمبر ۵۷۵۶)

ترجمہ: ناموں میں زیادہ خیر والے نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ ختم)

اور اگلی احادیث میں آتا ہے کہ یہ دونوں نام خیر والے ناموں میں سے ہیں، لہذا خیر والے نام صرف یہ دو ہی نہیں ہیں۔

انسان کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس لئے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ ہے، اور اسی وجہ سے عبد اللہ (یعنی اللہ کا بندہ) اور عبد الرحمن (یعنی رحمن کا بندہ) پسندیدہ نام ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات سے اللہ تعالیٰ کی عبدیت والے ناموں کا مستحب ہونا معلوم ہوا، البتہ ”اللہ“ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اس لئے اس کو دوسرے ناموں پر ذاتی ہونے کی حیثیت سے ترجیح و فوقیت حاصل ہے۔

اور ”رحمن“ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہونے کے علاوہ ایسی صفت ہے، جس کا بندہ دنیا و آخرت میں بہت زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہے۔

اس لئے عبد اللہ اور عبد الرحمن ناموں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا۔

ورنہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفاتی ناموں (یعنی اسمائے حسنیٰ) کی طرف ”عبد“ کی نسبت کر کے نام رکھنا بھی فضیلت و استحباب سے خالی نہیں، جیسے عبد القیوم، عبد الخالق، عبد القدوس، عبد الرب، وغیرہ۔

وہ الگ بات ہے کہ احادیث میں عبد اللہ اور عبد الرحمن کی تصریح ہونے اور ان ناموں کو بعض جہات

سے دوسرے ناموں پر فوقیت حاصل ہونے کی وجہ سے ان کی فضیلت زیادہ ہے۔ ۱۔
مگر باوجود فضیلت زیادہ ہونے کے ناموں کا مستحب اور اچھا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف عبد کی نسبت والے ناموں پر موقوف نہیں ہے، کیونکہ دیگر احادیث میں کئی ایسے ناموں کو بھی خیر والے اور مستحب و افضل ناموں میں شامل کیا گیا ہے، جو اچھے معنی پر دلالت کرتے ہیں، نیز انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن ابی سبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَسْمَائِكُمْ عَبْدَ اللَّهِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ وَالْحَارِثَ" (مسند احمد حدیث نمبر ۱۷۶۰۵، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۲۰۵، الآحاد والمثانی حدیث نمبر ۲۲۲۲، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۳۵۹۱)

۱۔ گویا کہ عبد اللہ اور عبد الرحمن تو منصوص اور مقیس علیہ ہیں، اور باقی دیگر عبادیت والے نام مقیس ہیں۔
قال ابو محمد بن حزم اتفقوا على استحسان الاسماء المضافة الى الله كعبد الله وعبد الرحمن وما اشبه ذلك (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۰، الباب الثامن)
وعن أبي وهب الجشمي بضم جيم وفتح شين معجمة قال المؤلف اسمه كنيته وله صحبة قال قال رسول الله تسموا بأسماء الأنبياء أي دون الملائكة لما سبق ولا بأسماء الجاهلية من كلب وحمار وعبد شمس ونحوها وأحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد الرحمن أي ونحوهما من عبد الرحيم وعبد الكريم وأمثالهما وأصدقها حارث وهما فيان الأول بمعنى الكاسب والثاني فعال من هم بهم فلا يخلو إنسان عن كسب وهم بل عن هموم وأقبحها حرب ومرة لأن الحرب ينطير بها وتكره لما فيها من القتل والأذى وأما مرة فلان المركريه ولأن كنية إبليس أبو مرة رواه أبو داود (مرفاة، كتاب الآداب، باب الآسامي)

(وأحب الأسماء إلى الله) تعالیٰ (عبد الله وعبد الرحمن) لأن التعلق الذي بين العبد وبين الله إنما هو العبودية المحضة والتعلق الذي بين الله وعبد بالرحمة المحضة فبرحمته كان وجوده وكمال وجوده والغاية التي أوجده لأجلها أن يتألهه وحده محبة وخوفا ورجاء وإجلالا وتعظيما ولما غلبت رحمته غضبه وكانت الرحمة أحب إليه من الغضب كان عبد الرحمن أحب إليه من عبد القاهر (فيض القدير للمناوي، تحت حدیث رقم ۳۳۰۰)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبد القاهر نام رکھنا بھی جائز ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خیر والے ناموں میں سے عبد اللہ اور عبد الرحمن اور حارث نام بھی ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں عبد اللہ اور عبد الرحمن کے ساتھ ”حارث“ کو بھی خیر والا نام قرار دیا گیا ہے، نیز اس حدیث میں ان تین ناموں کو خیر والے ناموں میں سے بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ خیر والے نام صرف یہ تین ہی نہیں ہیں، بلکہ اور بھی ہیں۔ ۱

اور حضرت ابو وہب بھٹی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْمُوا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ (نسائی، حدیث نمبر ۳۵۶۷، کتاب الخیل، مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شَيْءِ الْخَيْلِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، السِّنُّ الْكَبِيرَى لِلنِّسَائِي حَدِيثٍ نَمْبَر ۴۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نبیوں کے ناموں پر (اپنے اور اپنے بچوں کے) نام رکھا کرو اور اللہ عزوجل کے نزدیک ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے نام رکھنا بھی مستحب ہے، خواہ انبیائے کرام کے ناموں کے معنی معلوم نہ ہوں، یا بظاہر ان ناموں کے معنی میں کوئی خوبی ظاہر نہ ہوتی ہو۔

کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف اور افضل ہوتے ہیں، اور جو نام ان کی طرف منسوب ہوں۔

ان کے اثرات الفاظ کے معنی سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے مختلف انبیائے کرام کے ناموں پر بچوں کے نام

۱۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل بعض ناواقف لوگ جو ”حارث“ نام سے منع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ شیطان کا نام ہے، اس لئے اس نام کا رکھنا جائز نہیں۔

یہ غلط فہمی پڑنی ہے، اور شرعاً حارث نام رکھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

رکھے ہیں۔ ۱

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَاتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَاهُ اِبْرَاهِيْمَ
فَحَنَنَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبُرْكَهٖ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۳۹، کتاب الآداب، باب
استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح یحنکه، واللفظ له، و حدیث

نمبر ۵۷۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو
نبی ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس
کے لئے برکت کی دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر نبی ہیں، اور حضور ﷺ کا اُن کے نام پر صحابی کے بیٹے کا نام
تجویز فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کا نام رکھنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ سنت و مستحب ہے۔
اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَوُلِدَ لِي الْيَلْدَةَ غُلَامًا فَسَمَيْتُهُ
بِاسْمِ أَبِي اِبْرَاهِيْمَ (مسلم حدیث نمبر ۶۱۶۷، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ

۱ (تسموا بأسماء الأنبياء) لفظہ امر ومعناه الإباحة لأنه خرج على سبب وهو تسموا
باسمى وإنما طلب التسمى بالأنبياء لأنهم سادة بني آدم وأخلاقهم أشرف الأخلاق
وأعمالهم أصلح الأعمال فأسماءهم أشرف الأسماء فالتسمى بها شرف للمسمى ولو
لم يكن فيها من المصالح إلا أن الاسم يذكر بمسماه ويقتضى التعلق بمعناه لكفى به
مصلحة مع ما فيه من حفظ أسماء الأنبياء عليهم السلام وذكرها وأن لا تنسى فلا يكره
التسمى بأسماء الأنبياء بل يستحب مع المحافظة على الأدب، قال ابن القيم: وهو
الصواب وكان مذهب عمر كراهته ثم رجع كما أتى وكان لطلحة عشرة أولاد كل
منهم اسمه اسم نبي والزيبر عشرة كل منهم مسمى باسم شهيد فقال له طلحة: أنا
أسميهم بأسماء الأنبياء وأنت بأسماء الشهداء فقال: أنا أطمع في كونهم شهداء وأنت
لا تطمع في كونهم أنبياء (فيض القدير للمناوي، تحت حدیث رقم ۳۳۰۰)
وقد سمى النبي ﷺ ابنه اِبْرَاهِيْمَ، وكان في أصحابه خلاق مسمون بأسماء
الأنبياء (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بابي القاسم الخ)

الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، واللفظ له، ابو داؤد حديث نمبر ۳۱۲۸،

مسند احمد حديث نمبر ۱۳۰۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یہاں رات بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے، تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے (ترجمہ ختم)

اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کا سلسلہ نسب جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے۔

پس حضور ﷺ کا اپنے بیٹے کا نام ابراہیم تجویز فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کے نام پر نام رکھنا سنت کے مطابق اور افضل ہے۔

اور حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَمَّانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوسُفَ وَأَقْعَدَنِي عَلَى حُجْرِهِ وَمَسَّحَ عَلَيَّ رَأْسِي" (الادب المفرد للبخاری حديث نمبر ۳۷۹، باب مسح رأس الصبي، معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۶۶۷، واللفظ لهما، مسند ابن ابی شيبه حديث نمبر ۶۸۹، مسند احمد حديث نمبر ۱۶۲۰۴، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۸۱۸۶، شرح مشكل الآثار للطحاوی حديث نمبر ۴۳۳۱، مسند الحمیدی حديث نمبر ۹۰۹، شرح السنة للامام البغوی، ج ۱ ص ۳۳۴) ۱

ترجمہ: میرا نام رسول اللہ ﷺ نے یوسف رکھا، اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا، اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ سنت و مستحب ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیدائش کے بعد بچے کو کسی بزرگ کی گود میں بٹھانا، اور اس کے سر پر بزرگ کا ہاتھ پھیرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۱ قال ابن حجر:

وسنده حسن (فتح الباری لابن حجر، باب من سمي باسماء الانبياء)

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْهِ الْأَنْبِيَاءُ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۶۴۳۰،

کتاب الادب، باب ما يستحب من الأسماء)

ترجمہ: ناموں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ نام انبیاء کے نام ہیں (ترجمہ ختم)
بہر حال انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھنا نہ صرف جائز بلکہ سنت و مستحب ہے۔
چند انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام یہ ہیں:

آدَمَ . شَيْثَ . إِدْرِيسَ . نُوحَ . هُودَ . صَالِحَ . إِبْرَاهِيمَ . لُوطَ . إِسْمَاعِيلَ .
إِسْحَاقَ . يَعْقُوبَ . يُوسُفَ . أَيُّوبَ . ذُو الْكِفْلِ . يُونُسَ . شُعَيْبَ . مُوسَى .
هَارُونَ . يُوشَعَ . دَاوُدَ . سُليْمَانَ . إِيْلِيَّاسَ . الْيَسَعَ . زَكَرِيَّا . يَحْيَى . عِيسَى
مُحَمَّدَ .

(صلى اللہ تعالیٰ علیہم وسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- تَسْمُوا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ
الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَامٌ
وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمَرْءَةٌ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۲، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ
الْأَسْمَاءِ، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۰۳۲، مسند ابی یعلیٰ الموصلی

حدیث نمبر ۷۰۱۲، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۷۰۴۵، الادب المفرد

للبخاری حدیث نمبر ۸۴۳، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۸۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نبیوں کے ناموں پر (اپنے بچوں کے) نام رکھا
کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن
ہیں، اور زیادہ صادق آنے والے نام حارث اور ہمام ہیں، اور زیادہ برے نام

۱۔ قال البوصیری:

هذا إسناد رواه ثقات (اتحاف الخيرة المهرة، باب أحب الأسماء إلى الله وأصدقها
وأقبحها)

حرب (بمعنی جنگ) اور مرہ (بمعنی کڑوا) ہیں (ترجمہ ختم)
حارث کے معنی کمانے والے کے، اور ہمام کے معنی زیادہ ارادہ کرنے والے کے آتے ہیں، اور کوئی
انسان کمانے اور ارادہ کرنے سے خالی نہیں ہوتا۔

اس لئے یہ نام انسان کی حالت پر زیادہ صادق آتے اور منطبق ہوتے ہیں۔
اور حرب کے معنی جنگ اور لڑائی کے ہیں، اور مرہ کے معنی کڑوا ہونے کے ہیں، اس لئے یہ نام
پسندیدہ نہیں ہیں۔ ۱

اس سے معلوم ہوا کہ جو نام اچھے معنی رکھتے ہوں، اور انسان کی حالت پر زیادہ صادق آتے ہوں،
ان کا رکھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ برے اور ناپسندیدہ معنی پر مشتمل ناموں کا رکھنا درست نہیں، جیسا کہ حرب،
جس کے معنی جنگ اور لڑائی کے آتے ہیں، اور جیسا کہ مرہ، جس کے معنی کڑوے کے آتے ہیں،
ان کے متعلق مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اس کے علاوہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کے
نام رکھنے کا رواج تھا۔

چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بَأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ (مسلم، حدیث

۱ تسموا بأسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد الرحمن وأصدقها
حارث وهمام وأقبحها حرب ومرة قال بعضهم أما الأولان فلما تقدم في باب أحب
الأسماء إلى الله وأما الآخران فلأن العبد في حث الدنيا أو حث الآخرة ولأنه لا يزال
يهم بالشئ بعد الشئ وأما الآخيران فلما في الحرب من المكاره ولما في مرة من
المرارة وكان المؤلف رحمه الله لما لم يكونا على شرطه اكتفى بما استنبطه من
أحاديث الباب وأشار بذلك إلى الرد على من كره ذلك (فتح الباری لابن حجر،
قوله باب من سمي بأسماء الأنبياء)

(وأصدقها حارث وهمام) إذ لا ينفك مسماهما عن حقيقة معانها (وأقبحها حرب
ومرة) لما في حرب من البشاعة وفي مرة من المرارة وقيس به ما أشبهه كحفظه وحزن
ونحو ذلك (فيض القدير للمناوی، تحت حدیث رقم ۳۳۰۰)

نمبر ۵۷۲۱، کتاب الآداب، باب النهی عن التكنی بابی القاسم الخ، واللفظ له،

ترمذی حدیث نمبر ۳۰۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۸۱۷۲، السنن

الكبرى للنسائی حدیث نمبر ۱۱۳۱۵)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سے پہلے نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، لہذا نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھنا جائز ہے۔ ۱۔

نبیوں کے بعد اس امت کے سب سے بڑا درجہ رکھنے والی اولیائے کرام کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے، لہذا صحابہ کرام کے نام رکھنا بھی جائز ہوا۔ ۲۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف ”عبد“ کی نسبت کر کے نام رکھنا مستحب ہے، خاص طور پر عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

اسی طرح انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب ہے۔

اور اسی طرح صالحین، اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام رکھنا بھی مستحب ہے۔ ۳۔

۱۔ حضرت خضر اور حضرت لقمان اور خواتین میں حضرت سارہ اور حضرت آسیہ بھی پہلی امتوں کے اولیائے کرام سے تعلق رکھتے ہیں، لہذا یہ نام رکھنا بھی مستحب ہوا۔ محمد رضوان۔

۲۔ قوله ﷺ عن بنی اسرائیل: (إنهم كانوا يسمون بأنبيائهم والصالحين قبلهم) استدلل به جماعة على جواز التسمية بأسماء الأنبياء عليهم السلام، وأجمع عليه العلماء، إلا ما قدمناه عن عمر رضي الله عنه، وسبق تأويله، وقد سمي النبي ﷺ ابنه إبراهيم، وكان في أصحابه خلأثق مسمون بأسماء الأنبياء. قال القاضي: وقد كره بعض العلماء التسمي بأسماء الملائكة، وهو قول الحارث بن مسكين. قال: وكره مالک التسمي بجبريل وياسين (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب النهی عن التكنی بابی القاسم الخ)

۳۔ اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صرف ناموں کی نسبت کی اہمیت ان کے ناموں کے معانی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

اسی طرح صالحین اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، البتہ وہ نام جن کا حضور ﷺ کو علم نہ ہو سکا، یا تبدیل کرنے کے باوجود پہلا نام مروج رہا، ان کا معاملہ الگ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

نیز اچھے اور ایسے معنی پر مشتمل نام رکھنا جو انسان کی حالت کے زیادہ لائق اور مناسب ہوں، وہ بھی مستحب ہیں۔

اور اس کے برعکس برے اور ناپسندیدہ معنی پر مشتمل ناموں کا رکھنا مناسب نہیں، ان کی تفصیل آگے آتی ہے۔

بچے کا نام کب رکھا جائے؟

بچے کا نام ساتویں دن تجویز کرنا افضل ہے، کیونکہ قوی احادیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا ذکر ہے اور ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اگر کوئی ساتویں دن تک نام نہ رکھ سکے، تو اس کے بعد رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں، لیکن بلاوجہ تاخیر کرنا اچھی بات نہیں۔^۱

چنانچہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهِ يُدْبِحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۴۲، ابواب الاضاحی، باب الْعَقِيْقَةِ بِشَاةٍ، وَقَالَ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن (گروی) ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهِ تُدْبِحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى يَوْمَ السَّابِعِ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۴)

^۱ قال اصحابنا وغيرهم يستحب ان يسمى المولود في اليوم السابع ويجوز قبله وبعده وقد تظاهرت الاحاديث الصحيحة على ذلك (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۲۳۵)

ترجمہ: بچہ اپنے عقیدہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، اس کی طرف سے عقیدہ کے طور پر جانور ذبح کیا جائے گا، اور اس کا سر منڈا جائے گا، اور ساتویں دن نام رکھا جائے گا (ترجمہ ختم) عقیدہ کے رہن ہونے کی تفصیل ہم نے عقیدہ کے بیان میں ذکر کر دی ہے۔

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمُؤَلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضَعَ الْأَذَى عَنْهُ وَالْعُقَّ (ترمذی حدیث نمبر ۲۷۵۸، ابواب الادب، باب ما جاء في تعجيل اسم المولود)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن نام رکھنے کا حکم فرمایا، اور اس کی گندگی دور کرنے کا اور اس کا عقیدہ کرنے کا بھی حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعُقَّةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُودِ ، وَوَضَعَ الْأَذَى ، وَتَسْمِيَتِهِ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثُ نُمَيْرِ ۲۴۷۳۸، كِتَابُ الْعُقَّةِ، فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعُقَّةُ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن عقیدہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے اور اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَعُقُّ عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتُسَمِّيهِ ، وَتَحْتِنُهُ ، وَتَحْلِقُ رَأْسَهُ ، وَتَتَصَدَّقُ بِوَرْزِنِهِ وَرَقًا (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثُ نُمَيْرِ ۲۴۷۴۱، كِتَابُ الْعُقَّةِ، فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعُقَّةُ؟)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن عقیدہ کیا کرتی تھیں، اور اس کا نام رکھا کرتی تھیں، اور اس کا ختنہ کراتی تھیں، اور اس کا سر منڈواتی تھیں، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ ،
وَسَمَّاهُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُءُوسِهِمَا الْأَذْيُ (مستدرک حاکم حدیث

نمبر ۷۶۹۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا،

اور ان کا نام رکھا، اور حکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی دور کر دی جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے بچنے کا نام ساتویں دن رکھنے کا افضل ہونا معلوم ہوا۔

اور عقیقہ وختہ وغیرہ کی تفصیل ہم نے اپنے مقام پر ذکر کر دی ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَوُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ

بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ (مسلم حدیث نمبر ۶۱۶۷، کتاب الفضائل، باب رحمته

ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، واللفظ له، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۸،

مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۰۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یہاں رات بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے، تو

میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدائش کے فوراً بعد بھی بچے کا نام رکھنا درست ہے۔

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وَوُلِدَ لِي غُلَامٌ فَاتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ

فَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبُرْكَةِ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۳۹، کتاب الآداب، باب

استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، واللفظ له، مسند

۱. وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرَّجَاهُ بِهِدِهِ السِّيَاقَةِ .

وقال الذهبي في التلخيص : صحيح

احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بچے کا نام ساتویں دن سے پہلے اور پیدائش کے فوراً بعد رکھنا جائز ہے۔

بہر حال بچے کا نام ساتویں دن رکھنا افضل ہے، اور پیدائش کے فوراً بعد رکھنا بھی جائز ہے، اور ساتویں دن کے بعد رکھنے میں بھی گناہ نہیں، اگرچہ تاخیر بہتر نہیں۔

نام کے ساتویں دن تجویز کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد غور و فکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اور بغیر سوچے سمجھے نام رکھنے کے نتیجہ میں نام رکھ کر پھر تبدیل کرنے کی زحمت سے کافی حد تک نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱

اگر کوئی پہلے دن یا ساتویں دن سے پہلے نام تجویز کرے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ پوری طرح سے نام طے نہ کرے، خوب غور و فکر کر لے، اور اطمینان ہونے کے بعد ساتویں دن طے کر دے۔ ۲

۱ السنۃ أن یسمی المولود فی الیوم السابع من ولادته أو یوم الولادة. فأما استحبابه یوم السابع، فلما رویناه (الاذکار، کتاب الأسماء، باب تسمیة المولود) وقال الخطابی ذهب کثیر من الناس إلى أن التسمیة تجوز قبل ذلك وقال محمد بن سیرین وقتادة والأوزاعی إذا ولد وقد تم خلقه یسمی فی الوقت إن شاء وقال المهلب وتسمیة المولود حین یولد وبعد ذلك بليلة أو لیلتين وما شاء إذا لم یبق الأب العقیقة عند یوم سابعه جائز وإن أراد أن ینسک عنه فالسنۃ أن تؤخر تسمیته إلى یوم النسک وهو السابع (عمدة القاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولد لمن یعق عنه وتحنیکه)

۲ آج کل بعض فیش پرست لوگ نئے سے نئے نام کی تلاش میں تاخیر کرتے رہتے ہیں، اور مہینوں گزرنے کے باوجود نام تجویز نہیں کرتے، ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل مناسب نہیں۔

اچھے اور برے ناموں کے اثرات

یوں تو انسان اور کسی بھی چیز کا نام بظاہر ایک چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز کے نام کے اس چیز پر اچھے اور برے اثرات منتقل ہوتے ہیں، اور وہ اثرات صرف دنیا تک محدود نہیں، بلکہ آخرت سے بھی ان کا تعلق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں اچھے ناموں کا حکم دیتے وقت یہ فرما کر کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے ناموں سے پکارا جائے گا، اچھے ناموں کا آخرت سے بھی تعلق ظاہر کر دیا گیا۔^۱ اس کے علاوہ مذہب کی شناخت بھی کافی حد تک نام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی اہتمام کے ساتھ انسانوں بلکہ جگہوں کے برے ناموں کو کثرت کے ساتھ تبدیل فرمایا ہے، جس کا ذکر بعد میں آتا ہے۔ انسان کے اعمال و احوال پر ناموں کے اثرات پڑنے کا کئی احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت یحییٰ بن سعید سے مرسل روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْقَحَةِ تُحَلَبُ مَنْ يَحَلِبُ هَذِهِ فَاقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مُرَّةٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحَلِبُ هَذِهِ فَاقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ حَرَبٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحَلِبُ هَذِهِ فَاقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ يَعْيشُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

^۱ قال ابن الملك فالسنة أن يختار الإنسان لولده وخادمه من الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمي أحد ابنه بخسار فربما جرى قضاء الله بأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار فيعتقد بعض الناس أن ذلك بسبب اسمه فيتشاء مون ويحترزون عن مجالسته ومواصلته وفي شرح السنة ينبغي للإنسان أن يختار لولده وخادمه الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر (مرقاة، كتاب الطب والرقي، باب الفال والطيرة)

أَحْلَبُ (مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ما يكره من الاسماء، حديث نمبر ۱۵۴۰، واللفظ له، مؤطا امام محمد حديث نمبر ۸۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دودھ دینے والی اونٹنی کو دکھا کر (لوگوں سے) فرمایا کہ اس کا دودھ کون دو ہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”مرۃ“ (یعنی کڑوا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، پھر دوسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا کون دودھ دو ہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”حرب“ (یعنی جنگ) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، پھر تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا کون دودھ دو ہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”یعیش“ (یعنی زندگی گزارنے والا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دودھ دو ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت یعیش غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِنَاقَةٍ فَقَالَ " مَنْ يَحْلُبُهَا ؟ " فَقَامَ رَجُلٌ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا اسْمُكَ ؟ " فَقَالَ : مُرَّةٌ ، قَالَ " أَقْعُدْ " ثُمَّ قَامَ آخَرَ فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ : جَمْرَةٌ ، قَالَ " أَقْعُدْ " ثُمَّ قَامَ يَعْيشُ ، فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ : يَعْيشُ قَالَ " أَحْلَبُهَا (معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۶۶۷۷ واللفظ له، المعجم الكبير

للطبرانی حديث نمبر ۱۸۱۶۴) ۱

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی وإسناده حسن. (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۴، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اونٹنی کو منگا کر (لوگوں سے) فرمایا کہ اس کا دودھ کون دو ہے گا؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”مرہ“ (یعنی کڑوا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ”جمرة“ (یعنی چنگاری) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیے، پھر یعیش کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ”یعیش“ (یعنی زندگی گزارنے والا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دودھ دو ہو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نام والے کا اثر اس کے کام میں بھی آتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے برے نام والوں سے اونٹنی کا دودھ نہیں نکلوایا، کہ کہیں ان کے ناموں کا اثر دودھ میں نہ آجائے۔ اور حضرت ابو حذیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مَنْ يَسُوقُ إِلَيْنَا هَذِهِ ؟ " فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا. فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ: فُلَانٌ، قَالَ " اجْلِسْ " ثُمَّ قَامَ آخَرَ فَقَالَ أَنَا. فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ: فُلَانٌ، قَالَ " اجْلِسْ " ثُمَّ قَامَ آخَرَ فَقَالَ: أَنَا. فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ: نَاجِيَةُ قَالَ أَنْتَ لَهَا فَسُقِّهَا (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۴۰، واللفظ له، المعجم الكبير للطبراني حدیث نمبر ۱۸۳۲۳، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۴۱، مسند الروياني حدیث نمبر ۱۴۶۷) ا

ا قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" قال الذهبي في التلخيص: صحيح. وقال الهيثمي:

رواه الطبراني من طريق احمد بن بشير عن عمه ولم أر فيهما جرحا ولا تعديلا، وبقية رجاله ثقات. (معجم الزوائد، ج ۸ ص ۴، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اس اونٹ کو کون لے کر جائے گا؟ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں لے جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیے، پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں لے جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیے، پھر ایک تیسرا شخص کھڑا ہوا، اور اس نے کہا کہ میں لے جاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ”ناجیہ“، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لے جائیے (ترجمہ ختم)

ناجیہ تیز رفتار اونٹ اور نجات پانے والے کو کہا جاتا ہے، اور یہ نام اونٹ کو لے جانے کے لئے زیادہ موزون و مناسب تھا، اس لئے آپ ﷺ نے نام کی مناسبت سے اپنے اونٹ کو ان کے ساتھ بھیجا۔

اور حضرت سعید بن مسیب اپنے والد حضرت مسیب سے، اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا إِسْمُكَ قَالَ حُزْنٌ
قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ إِسْمًا سَمَّائِيهِ أَبِي، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا
زَالَتِ الْحُزْنُ وَنَةُ فِينَا بَعْدُ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲۲، کتاب الادب، باب اسم

الْحُزْنِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۸)

ترجمہ: حضرت مسیب کے والد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معلوم کیا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میرا نام ”حزن“ (یعنی غم و سختی) ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ”سہل“ (یعنی آسانی) ہے، تو ان کے والد نے کہا کہ میں اس نام کو نہیں بدلوں گا، جو میرے والد نے رکھا تھا۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ہمارے گھرانے میں غم کے حالات ہی رہے
(ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برے اور غم وغیرہ پر مشتمل معنی والے ناموں کو بدل دینا چاہئے، ورنہ
ان کے زندگی پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ ۱
اور حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةٌ فَقَالَ ابْنُ مَنْ
فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرْقَةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكُنُكَ قَالَ بِحَرَّةٍ
النَّارِ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَطْفَى قَالَ عُمَرُ أَدْرِكُ أَهْلَكَ فَقَدْ
اخْتَرَفُوا. قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (موطا امام

مالک، کتاب الجامع، باب ما یکره من الاسماء، حدیث نمبر ۱۵۴۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے معلوم کیا کہ تمہارا نام کیا
ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ”جمرة“ (یعنی چنگاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر
معلوم کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ شہاب (یعنی آگ کا شعلہ) کا
بیٹا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد معلوم کیا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے
ہو؟ اس نے جواب دیا ”حرقہ“ (یعنی آگ جلانے والے) قبیلہ سے، حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ ”حرۃ النار“ (یعنی
آگ کی گرمی) میں رہتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ یہ ”حرۃ النار“
کے کس علاقہ میں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ”ذات لطفی“ (یعنی بھڑکتی ہوئی آگ)
کے علاقہ میں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس
جاؤ، وہ جل گئے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس نے جا کر دیکھا تو ویسے ہی پایا، جس طرح
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا (ترجمہ ختم)

۱۔ فما زالت فینا ای معشر اولادہ الحزونة ای صعوبة الخلق علی ما ذکرہ السیوطی
بعد ای بعد إباء أبی اسم السهل من النبی (مرفقة، کتاب الآداب، باب الاسامی)

اس قسم کی احادیث سے اچھے اور برے ناموں کے اچھے اور برے اثرات کا ہونا معلوم ہوا۔
جس سے اچھے نام رکھنے اور برے ناموں سے بچنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ ۱

۱۔ وقد استشكل هذا من لم يفهمه وليس بحمد الله مشكلا فإن مسبب الأسباب جعل هذه المناسبات مقتضيات لهذا الأثر وجعل اجتماعها على هذا الوجه الخاص موجبا له وأخر اقتضاءها لآثرها إلى أن تكلم به من ضرب الحق على لسانه ومن كان الملك ينطق على لسانه فحينئذ كمل اجتماعها وتمت فرتب عليها الأثر ومن كان له في هذا الباب فقه نفس انتفع به غاية الانتفاع فإن البلاء موكل بالمنطق قال أبو عمر وقد قال النبي ﷺ البلاء موكل بالقول ومن البلاء الحاصل بالقول قول الشيخ البائس الذي عاده النبي ﷺ فرأى عليه حمى فقال لا بأس طهور إن شاء الله فقال بل حمى تفور على شيخ كبير تزيه القبور فقال رسول الله ﷺ فنعم إذا وقد رأينا من هذا عبرا فينا وفي غيرنا والذي رأينا كقطرة في بحر وقد قال المؤمل الشاعر

شف المؤمل يوم النقلة النظر
ليت المؤمل لم يخلق له البصر

فلم يلبث أن عمى وفي جامع ابن وهب أن رسول الله ﷺ أتى بغلام فقال ما سميتكم هذا قالوا السائب فقال لا تسموه السائب ولكن عبد الله قال فغلبوا على اسمه فلم يمت حتى ذهب عقله فحفظ المنطق وتحيز الأسماء من توفيق الله للعبد وقد أمر النبي ﷺ من تمنى أن يحسن أمنيته وقال إن أحدكم لا يدري ما يكتب له من أمنيته أى ما يقدر له منها وتكون أمنيته سبب حصول ما تمنها أو بعضه وقد بلغك أو رأيت أخبار كثير من المتضمنين أصابتهم أمانيتهم أو بعضها وكان أبو بكر الصديق رضی اللہ عنہ يتمثل بهذا البيت

احذر لسانك أن يقول فتبتلى إن البلاء موكل بالمنطق

ولما نزل الحسين وأصحابه بكر بلاء سأل عن أسمها فقيل كربلاء فقال كرب وبلاء ولما وقفت حليلة السعدية على عبد المطلب تسأله رضاع رسول الله ﷺ قال لها من أنت قال امرأة من بنى سعد قال فما اسمك قالت حليلة فقال يخ يخ سعد وحلم هاتان خلتان فيهما غناء الدهر. وذكر سليمان بن أرقم عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال بعث ملك الروم إلى النبي ﷺ رسولا وقال انظر أين تراه جالسا ومن إلى جنبه وانظر إلى ما بين كتفيه قال فلما قدم رأى رسول الله ﷺ جالسا على نشز واضعا قدميه فى السماء عن يمينه أبو بكر فلما رآه النبي ﷺ قال تحول فانظر ما أمرت به فنظر إلى الخاتم ثم رجع إلى صاحبه فأخبره الخبر فقال ليعلمون أمره وليملكن ما تحت قدمي فينال بالنشز العلو وبالماء الحياة. وقال عوانة بن الحكم لما دعا ابن الزبير إلى نفسه قام عبد الله بن مطيع ليبيع فقبض عبد الله بن الزبير يده وقال لعبيد الله على بن أبى طالب قم فبايع فقال عبيد الله قم يا مصعب فبايع فقام فبايع فقال الناس أبى أن يبايع ابن مطيع وبايع مصعبا ليجدن فى أمره صعوبة وقال سلمة ابن محارب نزل الحجاج دبر قرة

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آخر میں ایک بات کی طرف توجہ ضروری ہے، اور وہ یہ ہے کہ آج کل بعض لوگوں اور بچوں کا نام شرعی تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے، اور معنی وغیرہ کے اعتبار سے اس میں کوئی خرابی اور برائی موجود نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ کسی پریشانی یا بیماری لاحق ہونے کی وجہ سے نام تبدیل کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بیماری یا پریشانی نام کی وجہ سے لاحق ہے۔ جبکہ ایسا سمجھنا اور اس کی وجہ سے نام کو تبدیل کرنا صحیح نہیں، کیونکہ نام تبدیل کرنے کا حکم اور ضرورت اس وقت ہوتی، جبکہ نام شریعت کے خلاف ہوتا، اور احادیث سے اسی صورت میں نام بدلنا ثابت ہے، اور یہاں نام شریعت کے خلاف نہیں۔

البتہ اگر نام شرعی تقاضوں کے خلاف ہو، تو اس کو بدل دینا چاہئے۔



﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ونزل عبد الرحمن بن الأشعث دیر الجماجم فقال الحجاج استقر الأمر في يدي
وتجمجم به أمره والله لأقتلنه وهذا باب طويل عظيم النفع نبهنا عليه أدنى تنبيه
والمقصود ذكر الأسماء المكروهة والمحبوبة (تحفة المودود باحكام المولود
ص ۸۷)

ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ نام

حضور ﷺ کا اچھے ناموں کو پسند فرمانے اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حضور ﷺ نے صرف اچھے ناموں کو پسند اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے برے اور اچھے ناموں کی نشاندہی بھی فرمادی، اور انتہائی اہتمام کے ساتھ مناسب موقعوں پر برے ناموں کو اچھے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْأَسْمَاءَ الْقَبِيحَ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۶۵، ابواب الادب، باب مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

ترجمہ: نبی ﷺ برے ناموں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَيِّرُ الْأَسْمَاءَ الْقَبِيحَ إِلَى الْأَسْمَاءِ الْحَسَنَةِ (اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی حدیث نمبر ۷۴۶)

ترجمہ: نبی ﷺ برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدل دیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عتبہ بن عبد سلّمی سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ رَجُلٌ وَلَهُ اسْمٌ لَا يُحِبُّهُ غَيَّرَهُ (مسند الشاميين للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۰۰) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ کے پاس جب کوئی آدمی آتا، اور اس کا نام نبی ﷺ کو پسند نہیں آتا تھا، تو نبی ﷺ اس کو تبدیل فرمادیتے تھے (ترجمہ ختم)

۱ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغییر الاسماء وما نهی عنه فیها وما يستحب)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو جب کوئی نام برا معلوم ہوتا، یا اچھا محسوس نہ ہوتا، تو اس کو بدل کر اچھا نام تجویز فرما دیا کرتے تھے۔

پھر جو نام حضور ﷺ نے تبدیل فرمائے، ان میں بعض نام تو وہ تھے، جو کہ حرام تھے، اور بعض وہ تھے، جو کہ مکروہ تھے، ان کو حرمت یا کراہت کی وجہ سے تبدیل فرما دیا، اور بعض نام ایسے بھی ملتے ہیں کہ اگرچہ وہ فی نفسہ جائز تھے، لیکن کسی خاص مصلحت سے ان کو تبدیل فرما دیا۔

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، ان کو ہم چند عنوانات کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔ اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنے والی تفصیل کے مطابق پانچ قسم کے نام ہیں۔

(۱).....شرکیہ نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں سے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں ایک قسم ان ناموں کی ہے، جن میں کوئی شرکیہ بات یا شرکیہ نسبت پائی جاتی ہو۔

چنانچہ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ : عَبْدَ الْكُعْبَةِ ، فَسَمَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَبْدَ الرَّحْمَنِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۲۵۶، واللفظ له، مستدرک حاکم حديث نمبر ۵۳۴۰،

معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۴۵۵) ۱

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ (کعبہ کا بندہ) تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا (ترجمہ ختم)

انسان چونکہ صرف اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ ہے، اس لئے عبد کی نسبت غیر اللہ کی طرف کئے گئے ناموں کو آپ ﷺ نے تبدیل فرما دیا۔

۱۔ قال الذهبي في التلخيص : علي شرط البخاري ومسلم وقال الهيثمي:

رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۵۵)

اور حضرت ابو عبیدہ معمر بن شئی سے روایت ہے کہ:

كَانَ اسْمُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدَ الْعَزْزِيِّ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ (مستدرک حاکم
حدیث نمبر ۶۰۳۲، باب ذُكْرُ مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا)

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق کا نام جاہلیت کے زمانہ میں عبد العززی تھا، تو رسول
اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد الرحمن رکھا (ترجمہ ختم)

زمانہ جاہلیت میں عززی بت کا نام تھا، اور عبد العززی نام میں شرک کے معنی پائے جاتے تھے، اس
لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو تبدیل فرما کر توحید اور وحدانیت کے معنی والا نام تجویز فرمایا۔
اور حضرت ہانی بن شریح فرماتے ہیں کہ:

وَقَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْمِهِ فَسَمِعَهُمْ يُسْمُونَ رَجُلًا عَبْدَ
الْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: عَبْدُ الْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ: رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثُ
نمبر ۲۶۲۲۱، کتاب الادب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، الْاَدَبُ الْمَفْرُودُ
للبخاری، حدیث نمبر ۸۳۹)

ترجمہ: نبی ﷺ کا وفد حضرت ہانی کی قوم میں تشریف لایا تو نبی ﷺ نے سنا کہ ان
لوگوں نے ایک آدمی کا نام عبد الحجر (یعنی پتھر کا بندہ) رکھا ہوا ہے، تو رسول اللہ ﷺ
نے اس سے معلوم کیا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ عبد الحجر، تو رسول اللہ ﷺ
نے اس کو فرمایا کہ تم عبد اللہ ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي. فَكُلُّكُمْ
عَبِيدُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ فَنَائِي. وَلَا يَقُلْ الْعَبْدُ رَبِّي. وَلَكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي

(مسلم حدیث نمبر ۶۰۱۲، کتاب الالفاظ من الادب، باب حکم إطلاق لفظ العبد

والأمة والمولى والسيد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہرگز بھی کوئی دوسرے کو یہ نہ کہے کہ اے میرے بندے، کیونکہ تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو، لیکن یہ کہے کہ اے میرے نوجوان (یا ایسا ہی کوئی اور لفظ) اور نہ ہی غلام اپنے آقا کو اپنا رب کہے، بلکہ یہ کہے کہ اے میرے سردار (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ ہے:

وَالرَّبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد حدیث نمبر ۹۴۵۱)

ترجمہ: اور رب تو اللہ عزوجل ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے عبد اور بندے ہیں، اس لئے عبد کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف زیبا ہے، کسی اور کی طرف یہ نسبت درست نہیں۔

اس طرح حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف رب کی نسبت زیبا نہیں۔ ۱

۱ لا يقولون أحدكم عبدى أى يا عبدى أو عبدى فلان دفعا لتوهم الشركة فى العبودية أو فى حقيقة العبودية ولا يقل العبد ربى أى بالنداء أو الإخبار لأن الإنسان مربوط متعبد بإخلاص التوحيد فكره المضاهاة بالاسم لئلا يدخل فى معنى الشرك إذا العبد والحر فيهد بمنزلة واحدة ولكن ليقبل سيدى لأن مرجع السيادة إلى معنى الرياسة وحسن التدبير فى المعيشة ولذلك يسمى الزوج سيدا (مراقبة، كتاب الآداب، باب الآسامى)

قال العلماء: مقصود الأحاديث شيان: أحدهما نهى المملوك أن يقول لسيدته: ربى؛ لأن الربوبية إنما حقيقتها لله تعالى، لأن الرب هو المالك أو القائم بالشيء، ولا توجد حقيقة هذا إلا فى الله تعالى، فإن قيل: فقد قال النبى ﷺ فى أشراط الساعة: "أن تلد الأمة ربتها أو ربها" فالجواب من وجهين: أحدهما أن الحديث الثانى لبيان الجواز، وأن النهى فى الأول للأدب، وكرهة التنزيه، لا التحريم. والثانى أن المراد النهى عن الإكثار من استعمال هذه اللفظة، واتخاذها عادة شائعة، ولم ينع عن إطلاقها فى نادر من الأحوال. واختار القاضى هذا الجواب..... الثانى يكره للسيد أن يقول

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام رکھنا منع ہے، جن میں شرک کی بات یا شرک کا شبہ پایا جاتا ہو۔ اور اسی وجہ سے، عبد الرسول، عبد النبی، عبد الحسین، عبد المصطفیٰ، نبی بخش، رسول بخش، علی بخش، حسین بخش، امام بخش، پیر بخش اور قلندر بخش وغیرہ نام رکھنا ممنوع ہے۔

البتہ اللہ بخش وغیرہ نام رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی طرح کسی کو بخشنا اور معاف کرنا، پیدا کرنا زندہ کرنا، مارنا، مشکلات پریشانیوں اور مصائب کا کھولنا اور حل کرنا یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص اور اس کی صفات ہیں، ان صفات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا درست نہیں۔ ۱۔

عبد العلی کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ، لفظ علی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں اَلْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وغیرہ آیا ہے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔ پس اگر کسی کی مراد عبد العلی سے اللہ کا بندہ ہو تو جائز ہے اور اگر حضرت علی کا بندہ مراد ہو تو ناجائز ہے اور آج کل جہالت کے دور میں ظاہر ہے کہ ایسے مشتبہ ناموں کے رکھنے سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ ۲۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لمملوكه :عبدى وأمتى ، بل يقول ، غلامى وجارىتى ، وفتاى وفتاتى ، لأن حقيقة العبودية إنما يستحقها الله تعالى ، ولأن فيها تعظيما بما لا يليق بال مخلوق استعماله لنفسه ، وقد بين النبي ﷺ العلة فى ذلك ، فقال : " كلكم عبيد الله " فنهى عن التطاول فى اللفظ كما نهى عن التطاول فى الأفعال وفى إسبال الأزار وغيره . وأما غلامى وجارىتى وفتاى وفتاتى فليست دالة على الملك كدلالة عبدى ، مع أنها تطلق على الحر والمملوك ، وإنما هى للاختصاص . قال الله تعالى : (وإذ قال موسى لفتهاه) (وقال لفتهيانه) (وقال لفتهيته) (قالوا سمعنا فتى يذكرهم) وأما استعماله الجارية فى الحرّة الصغيرة فمشهور ومعروف فى الجاهلية والإسلام ، والظاهر أن المراد بالنهى من استعماله على جهة التعظيم والارتفاع لا للوصف والتعريف . والله أعلم (شرح النووى على مسلم ، كتاب الألفاظ من الادب وغيرها ، باب حكم اطلاق لفظة العبد والامة والمولى والسيد)

۱۔ اسی طرح ”عبدة الكلام“ وغیرہ نام رکھنا بھی مناسب نہیں، قابلِ تغییر ہے (کذا فى فتاوى محمودی ج ۱۹ ص ۳۸۳) ۲۔ ولا يجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبى ولا عبرة بما شاع فيما بين الناس (مراقبة، كتاب الآداب، باب الآسامى)

فقال أبو محمد بن حزم اتفقوا على تحريم كل اسم معبد لغير الله كعبد العزى وعبد

﴿ بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

(۲)..... اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو انسانوں کے لئے رکھنا ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے دوسری قسم ان ناموں کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ۱۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۳۷، کتاب الادب، باب اُبْعَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ہبل و عبد عمرو و عبد الکعبہ و ما أشبه ذلك حاشا عبد المطلب انتهى فلا تحل التسمية ب عبد علي ولا عبد الحسين ولا عبد الكعبة..... فإن قيل كيف يتفقون على تحريم الاسم المعبد لغير الله وقد صح عنه أنه قال تعس عبد الدينار تعس عبد الدرهم تعس عبد الخميصة تعس عبد القطيفة و صح أنه قال أنا النبي لا كذب أنا ابن عبد المطلب و دخل عليه رجل و هو جالس بين أصحابه فقال أياكم ابن عبد المطلب فقالوا هذا وأشاروا إليه فالجواب أما قوله تعس عبد النار فلم يرد به الاسم وإنما أراد به الوصف والدعاء على من يعبد قلبه الدينار والدرهم فرضى بعبوديتها عن عبودية ربه تعالى و ذكر الأثمان والملابس وهما جمال الباطن والظاهر أما قوله أنا ابن عبد المطلب فهذا ليس من باب إنشاء التسمية بذلك وإنما هو باب الإخبار بالاسم الذي عرف به المسمى دون غيره والأخبار بمثل ذلك على وجه تعريف المسمى لا يحرم ولا وجه لتخصيص أبي محمد بن حزم بذلك بعبد المطلب خاصة فقد كان الصحابة يسمون بنى عبد شمس و بنى عبد الدار بأسمائهم ولا ينكر عليهم النبي ﷺ فباب الإخبار أوسع من باب الإنشاء فيجوز ما لا يجوز في الإنشاء (تحفة المودود باحكام المولود ۸۱)

۱۔ مگر یہ ممانعت عبد کی نسبت لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی صورت میں ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ عبد لگا کر نام رکھنے کا تعلق ہے، تو اس کا مستحب و افضل ہونا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

وَقَدْ تَمَنَعُ التَّسْمِيَةَ مَعَ تَحْرِيمِ لِمَا فِيهَا مِنَ التَّعَاطُفِ وَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُوصَفَ بِهِ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى (المنتقى شرح الموطأ باب ما يكره من الاسماء)

بدترین نام اس آدمی کا ہوگا، جس کا نام ”ملک الاملاک“ (یعنی بادشاہوں کا بادشاہ) ہوگا (ترجمہ ختم)

اور مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمِّي مَلِكَ الْأَمْلاَكِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ (مسلم، حدیث نمبر

۵۷۳۵، کتاب الآداب، باب تحريم التسمي بملك الأملاك وبملك الملوک)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ غضب یافتہ اور خبیث ترین وہ آدمی ہوگا، جس کا نام ”ملک الاملاک“ (یعنی بادشاہوں کا بادشاہ) ہوگا، اللہ کے علاوہ کوئی (بادشاہوں کا) بادشاہ نہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" إِنْ أَخْنَعَ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلاَكِ

شَاهَانُ شَاهٌ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۳) ۱

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں بدترین نام اس آدمی کا ہوگا، جس کا نام ”ملک الاملاک“، یعنی شہنشاہ ہوگا (ترجمہ ختم)

ہماری زبان میں ”ملک الاملاک“ یا ”ملک الملوک“ بادشاہوں کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے، جس کا ترجمہ ہماری زبان میں ”شہنشاہ“ ہے، یہ نام کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق اور اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے، اس لئے کسی غیر اللہ کے لئے اس نام کی اجازت نہیں، اور ایسا نام رکھنا اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ ۲

۱ قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ لِأَنَّ جَمَاعَةً مِنْ أَصْحَابِ سُفْيَانَ رَوَوْهُ عَنْهُ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ " وقال الذهبي في التلخيص: قد اخرجاه.

۲ قَالَ سُفْيَانُ " إِنْ الْعَجَمَ إِذَا عَظَّمُوا مَلِكَهُمْ يَقُولُونَ شَاهَانُ شَاهٌ إِنَّكَ مَلِكُ الْمَلُوكِ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۳)

﴿تقیہ حاشیہ گل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي رَاشِدِ الْأُرْدِيِّ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَقَدَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي رَاشِدٍ "مَا إِسْمُكَ؟" قَالَ: عَبْدُ الْعُزَّى أَبُو مُغْوِيَةَ، قَالَ "كَلَّا، وَلَكِنَّكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَبُو رَاشِدٍ" قَالَ "فَمَنْ هَذَا مَعَكَ؟" قَالَ: مَوْلَايَ، قَالَ "مَا إِسْمُهُ؟" قَالَ: قَيْوُومٌ قَالَ "كَلَّا، وَلَكِنَّهُ عَبْدُ الْقَيْوُومِ أَبُو عُبَيْدٍ (معرفة الصحابة لابى نعيم حديث نمبر ۴۷۳۵، تاریخ داریا لعبد الجبار الخولانی حدیث نمبر ۹، تاریخ دمشق، تحت ترجمه عبد الرحمن بن عبید وبقال ابن عبد أبو راشد الأردنی له صحبة سماه النبي ﷺ وكناه)

ترجمہ: میں ابو راشد ازدی کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے ابو راشد سے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ عبد العزی ابو مغویہ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کا نام عبد الرحمن ابو راشد ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا آزاد کردہ غلام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ انہوں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أخنى الأسماء بسكون الخاء المعجمة بعدها نون أى أقبحها وروى أخرجه أى أذلها وأوضعها باعتبار مسماه يوم القيامة عند الله أى وإن كان اليوم عند عامة الناس أعظم الأسماء وأكرمها رجل أى اسم رجل يسمى بصيغة المجهول من التسمية نص عليه السيد جمال الدين وهو المطابق لما فى النسخ المصححة وفى نسخة بفتح الفوقية وتشديد الميم ماض معلوم من التسمي مصدر من باب التفعّل قال بعضهم وقع فى أكثر نسخ المصباح بصيغة المجهول من التسمية وكذا رأيت فى أصل مصحح من كتاب مسلم ووقع فى بعض النسخ بصيغة المعروف من التسمي ثم قوله ملك الأملاك منصوب على المفعولية والأملاك جمع ملك كالمملوك على ما فى القاموس وقد فسره سفيان الثوري فقال هو شهنشاہ یعنی شاه شاهان بلسان العجم وقدم المضاف إليه ثم حذف الألف وفتح الهاء تخفيفا وهو بالعربى سلطان السلاطين (مراقبة، كتاب الآداب، باب الاسامى)

نے جواب میں کہا کہ قیوم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، بلکہ ان کا نام عبد القیوم ابو عبید ہے (ترجمہ ختم)

قیوم اللہ تعالیٰ کا مخصوص صفاتی نام ہے، اس لئے حضور ﷺ نے مخلوق کے لئے اس نام کو پسند نہیں فرمایا، اور قیوم کے بجائے عبد القیوم نام تجویز فرمایا۔ ۱
اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا منع ہے۔

اور حضرت حکم بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبَايَعَهُ، فَقَالَ "مَا اسْمُكَ؟" قُلْتُ: الْحَكْمُ، قَالَ "بَلْ أَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ." (المعجم الكبير للطبراني حديث
نمبر ۳۰۹۸، واللفظ له، الأحاد والمثاني لابن أبي عاصم حديث نمبر ۵۰۳، وحديث
نمبر ۵۰۳، معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۱۹۰۸، وحديث نمبر ۱۹۰۹،
معجم الصحابة لابن قانع حديث نمبر ۳۷۳) ۲

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوا، تو رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ حکم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ آپ عبد اللہ ہیں (ترجمہ ختم)

حکم کے معنی ایسے حاکم کے ہیں جس کا حکم رد نہیں کیا جاسکتا، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اور اسی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

اور اگرچہ مجازی معنی مراد لے کر کسی انسان کا یہ نام رکھنا جائز ہو سکتا ہے، مگر کیونکہ اس کے ظاہری معنی میں بڑائی و کبریائی پائی جاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے

۱۔ آج کل بعض لوگ نام عبد القیوم رکھتے ہیں، لیکن اس کو "قیوم" کے نام سے پکارتے ہیں، جو کہ گناہ ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۲۔ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی و فرقی بینه و بین الذی قبله و ذکر هذا فیمن اسمه عبد الله و ذکر الذی قبله فیمن اسمه الحكم، و رجاله ثقات ان شاء الله. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تغییر الاسماء و ما نہی عنہ فیہا و ما یستحب)

اس کو تبدیل فرمادیا، اور اس کے بجائے عاجزی والا نام تجویز فرمایا۔^۱
 اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَسْمُوا أَبْنَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ الْحَكَمَ وَلَا أَبَا الْحَكَمِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۸۵۲) ^۲
 ترجمہ: اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کے نام حکم نہ رکھو، اور نہ ابوالحکم رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حکم ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ہانی بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ لَمَّا وَقَدَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ ، فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَكْنُونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ ، فَلِمَ تَكْنَيْتَ بِأَبِي الْحَكَمِ ؟ قَالَ : لَا ، وَلَكِنْ قَوْمِي إِذَا اِخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ اتَّوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ ، فَرَضِي كِلَا الْفَرِيقَيْنِ ، قَالَ : مَا أَحْسَنُ هَذَا ، ثُمَّ قَالَ : مَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ ؟ قُلْتُ : لِي شَرِيحٌ ، وَعَبْدُ اللَّهِ ، وَمُسْلِمٌ ، بَنُو هَانِءٍ ، قَالَ : فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ ؟ قُلْتُ : شَرِيحٌ ، قَالَ : فَأَنْتَ أَبُو شَرِيحٍ ، وَدَعَا لَهُ وَوَلَدَهُ (الأدب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۳۸، باب كنية أبي الحكم، واللفظ

لہ، شرح السنہ للامام البغوی، باب تغییر الاسماء)

ترجمہ: جب وہ اپنی قوم کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی ﷺ نے

^۱ والحکم: هو الحاكم، الذی إذا حکم لا یرد حکمہ، وهذه الصفة لا تلیق بغير الله عز وجل، ومن أسمائه الحکم (شرح السنہ للامام البغوی، باب تغییر الاسماء)

^۲ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی فی الاوسط وفيه محمد بن جامع العطار وهو ضعيف (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۰۵)

قلت: وله شاهد. محمد رضوان.

نے لوگوں سے سنا کہ وہ ایک شخص کو ابوالحکم کی کنیت دیتے ہیں، نبی ﷺ نے ان کو بلایا، اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ حکم ہیں، اور اللہ ہی کی طرف حکم ہے، آپ نے ابوالحکم کیوں کنیت رکھی؟ تو انہوں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ، میری قوم کا جب کسی چیز میں اختلاف ہو جاتا ہے، تو وہ میرے پاس آتے ہیں، اور میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہوں، تو دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام تو بہت اچھا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بیٹوں کا کیا نام ہے؟ تو میں نے کہا کہ شترخ، عبد اللہ، اور مسلم بنوہانی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے بڑا کون سا ہے؟ میں نے کہا کہ شترخ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ابو شترخ ہے، اور نبی ﷺ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا تصفیہ کرانے اور فیصلہ کرنے کے عمل کی تو تحسین فرمائی، لیکن ”ابوالحکم“ نام کو پھر بھی تبدیل فرمادیا۔

کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ ”حکم“ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، اور ”ابو“ کا لفظ لگا کر معنی ”حکم کے باپ“ کے بن جاتے ہیں۔

اور حضرت خیمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ذَهَبَ مَعَ جَدِّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اسْمُ ابْنِكَ؟" قَالَ: عَزْرِيْزٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُسَمِّهِ عَزْرِيْزًا، وَلَكِنْ سَمِّهِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ" ثُمَّ قَالَ "إِنَّ خَيْرَ الْأَسْمَاءِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَالْعَارِثُ" (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۶۰۶، حدیث خَيْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ

أَبِيهِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ لِابْنِ نَعِيمِ حَدِيثِ نَمْبِر ۴۶۲۲) ۱

۱۔ قال الهيثمي:

رواه أحمد بأسانيد رجالها رجال الصحيح ولكن ظاهر الروايتين الاولين الارسال. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۴۹، باب ما يستحب من الاسماء)

ترجمہ: ان کے والد حضرت عبدالرحمن اپنے دادا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بیٹے کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ عزیز، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ان کا نام عزیز نہ رکھیں، بلکہ ان کا نام عبدالرحمن رکھیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ناموں میں بہترین نام، عبداللہ، اور عبدالرحمن اور حارث ہیں (ترجمہ ختم)

عزیز اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، جس کے معنی بہت زیادہ عزت اور طاقت والے کے ہیں۔ ۱ اور عزیز اگرچہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص صفاتی ناموں میں سے نہیں ہے، لیکن کیونکہ یہ کامل صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور مخلوق میں یہ صفت ناقص ہوتی ہے، نیز جو اللہ تعالیٰ کا نام ہو، اس کا بلا ضرورت غیر اللہ کے لئے استعمال مناسب نہیں، بالخصوص جبکہ یہ شرک کا ذریعہ ہو، اس لئے حضور ﷺ نے بہر حال اس نام کا مخلوق کے لئے ہونا مناسب نہیں سمجھا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھنا جائز نہیں۔ ۲ البتہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی ایک قسم تو وہ ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہے، مثلاً ”اللہ“ جو کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اور رحمان، خالق، رزاق، قدوس، صمد، قیوم، باری، غفار

۱ والعزیز إنما غيره، لأن العزة لله، وشعار العبد الذلة والاستكانة (شرح السنه للامام البغوي، باب تغير الاسماء)

۲ ومن المحرم التسمية بملك الملوک و سلطان السلاطين و شاهنشاه فقد ثبت في الصحيحين من حديث أبي هريرة عن النبي ﷺ قال إن أئمنع اسم عند الله رجل تسمى ملك الأملاك وفي رواية أئمنی بدل أئمنع وفي رواية لمسلم أعطي رجل عند الله يوم القيامة وأئمنه رجل كان يسمى ملك الأملاك لا ملك إلا الله ومعنى أئمنع وأئمنی أوضع وقال بعض العلماء وفي معنى ذلك كراهية التسمية بقاضى القضاء وحاكم الحكام فان حاكم الحكام فى الحقيقة هو الله وقد كان جماعة من أهل الدين والفضل يتورعون عن إطلاق لفظ قاضى القضاء وحاكم الحكام قياسا على ما يبغضه الله ورسوله من التسمية بملك الأملاك وهذا محض القياس، وكذلك تحريم التسمية بسيد الناس وسيد الكل كما يحرم سيد ولد آدم فان هذا ليس لأحد إلا لرسول الله ﷺ وحده فهو سيد ولد آدم فلا يحل لأحد أن يطلق على غيره ذلك (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۱)

وغیرہ، یہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص صفاتی نام ہیں، ایسے نام کسی غیر اللہ کے رکھنا، یا کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرنا جائز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی دوسری قسم وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی ان کا اطلاق کسی اور حیثیت سے درست ہے، مثلاً سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، ملک۔

(جن کی مزید تفصیل آگے ”اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ“ کے ذیل میں آتی ہے)

مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس حیثیت سے ان ناموں کا اطلاق و استعمال ہوتا ہے، کسی دوسرے کے لئے اس حیثیت سے ان کا استعمال و اطلاق نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، ملک ہونا کامل ہے، اور مخلوق کا ناقص۔

لہذا اس دوسری قسم کے ناموں کا بھی کسی غیر اللہ پر اطلاق اس حیثیت سے جائز نہیں، جس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

لیکن بہر حال عام حالات میں مناسب یہی ہے کہ یہ دوسری قسم کے نام بھی کسی غیر اللہ کے لئے استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے، اور جب کسی ضرورت سے استعمال کرنا ہو، تو اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کی شان و احترام متاثر نہ ہو۔ ۱

۱۔ ومما يمنع تسمية الإنسان به أسماء الرب تبارك وتعالى فلا يجوز التسمية بالأحد والصمد ولا بالخالق ولا بالرازق وكذلك سائر الأسماء المختصة بالرب تبارك وتعالى ولا تجوز تسمية المملوك بالقاهر والظاهر كما لا يجوز تسميتهم بالجبار والمتكبر والأول والآخر والباطن وعلام الغيوب..... والمقصود أنه لا يجوز لأحد أن يتسمى بأسماء الله المختصة به. وأما الأسماء التي تطلق عليه وعلى غيره كالسميع والبصير والرؤوف والرحيم فيجوز أن يخبر بمعانيها عن المخلوق ولا يجوز أن يتسمى بها على الإطلاق بحيث يطلق عليه كما يطلق على الرب تعالى (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۸)

والتسمية باسم يوجد في كتاب الله تعالى كالعلي والكبير والرَّشيد والبدیع جائزَةٌ لِأَنَّهُ من الأسماء المُشتركة ويُراد في حق العباد غير ما يُراد في حق الله تعالى كذا في السَّرَاجِيَّة (الفتاوى الهندية، الباب الثاني والعشرون، كتاب الكراهية)

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آج کل یہ وبا چل پڑی ہے کہ جن لوگوں کے نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے ساتھ عبد لگا کر رکھے جاتے ہیں، ان کو مختصر کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے پکارا جانے لگا ہے، چنانچہ عبد الرحمان کو ”رحمن“، عبد الرزاق کو ”رزاق“، عبد الغفار کو ”غفار“، عبد الخالق کو ”خالق“، عبد القدوس کو ”قدوس“، عبد القیوم کو ”قیوم“ وغیرہ کہہ کر پکارا جاتا ہے، یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

اور یہ گناہ بے لذت ایسا ہے جس کو ہزاروں مسلمان اپنے شب و روز کا مشغلہ بناتے ہیں اور اس کی فکر نہیں کہ اس کا انجام کتنا خطرناک ہے (کذافی معارف القرآن بتعین ج ۳ ص ۱۳۲) ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ما كان من أسماء الله تعالى علم شخص كلفظ (الله) امتنع تسمية غير الله به لأن مسماه معين لا يقبل الشركة وكذا ما كان من أسمائه في معناه في عدم قبول الشركة كالخالق والبارء فإن الخالق من يوجد الشيء على غير مثال سابق والبارء من يوجد الشيء برئاً من العيب، وذلك لا يكون إلا من الله وحده فلا يسمى به إلا الله تعالى، أما ما كان له معنى كلي تتفاوت فيه أفراده من الأسماء والصفات كالملك والعزیز والجبار والمتكبر فيجوز تسمية غيره بها (شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة ج ۱ ص ۱۲۸)

وهنا مسألة: هل من الإلحاد تسمية المخلوق بمثل العزيز والعليم والكریم والحليم مع أنها تطلق على الله؟

الجواب: أما إن سُمي بها المخلوق لمجرد العلمية المحضة فجائز. أما لو سُمي بها مع ملاحظة الصفة، فإنها من الإلحاد في أسماء الله أو مع ملاحظة العموم فلا يجوز ومن الإلحاد فيها. ومرة هذه المسألة في باب احترام أسماء الله، ولذا فأسماء الله على قسمين:

(الف) قسم لا يقبل المشاركة لا معنى ولا لفظاً، وهي الأسماء الخاصة بالله تعالى مثل "الله، رب العالمين، الخالق، القيوم، القدوس" فهذه مجرد تسمية المخلوق بها من الإلحاد.

(ب) قسم يقبل المشاركة مثل "الملك، والعزیز، والكریم، والحكيم"، فيجوز إطلاقها على المخلوق للعلمية، ولا يجوز مع ملاحظة الصفة أو مع ملاحظة العموم، وهذا في باب التسمية، أما أن المخلوق يوصف بأنه كريمة أو ملك فلا مانع (المعتصر شرح كتاب التوحيد ج ۱ ص ۳۰۱)

۱۔ اور اس وجہ سے بعض اہل علم نے آج کے دور میں عبد الرحمن وغیرہ نام نہ رکھنے کو اولیٰ قرار دیا ہے، کیونکہ لوگ تصغیر و تخفیف کر کے اللہ کے صفاتی نام کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ جو نام اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں، اگر کسی کا نام ایسے ناموں کے ساتھ ”عبد“ لگا کر رکھا گیا ہو، مثلاً عبد السمیع، عبد البصیر، عبد الرؤف، عبد العزیز، عبد الملک وغیرہ، تو ایسے ناموں کو عبد نکال کر استعمال کرنا مثلاً رؤف، عزیز وغیرہ کہنا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن مکروہ پھر بھی ہے۔ ۱

(۳).....شیطانی نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے تیسری قسم ان ناموں کی ہے، جو شیطان کے نام ہوں، یا شیطان کی طرف منسوب ہوں۔
چنانچہ حضرت زہری سے مرسل روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ اسْمُهُ الْحَبَابُ فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْحَبَابَ اسْمُ الشَّيْطَانِ (مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۹۸۲۹، باب الأسماء والكنی)

ترجمہ: ایک آدمی کا نام ”حباب“ تھا، تو اس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رکھ دیا، اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”حباب“ شیطان کا نام ہے (ترجمہ ختم)

بعض دوسری روایات میں بھی حباب کو شیطان کا نام قرار دیا گیا ہے، اور یہ نام رکھنے سے منع کیا

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

روی عن رسول الله ﷺ، قال: سمو أولادكم أسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله تعالى؛ عبد الله، وعبد الرحمن قال الفقيه أبو الليث: لا أحب للعجم أن يسموا عبد الرحمن عبد الرحيم؛ لأن العجم لا يعرفون تفسيره، فيسمونه بالتصغير (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)
۱۔ کیونکہ جس کو اس نام سے مخاطب کیا جا رہا ہے، اس کا اصل نام عبد سے مرکب ہے، جس میں مضاف الیہ اللہ تعالیٰ اور مضاف عبد ہے، اور مخاطب مضاف ہے، نہ کہ مضاف الیہ۔
جبکہ عبد حذف کر کے خطاب کرنے میں مضاف الیہ کے ساتھ مضاف کو مخاطب کیا جا رہا ہے، البتہ اگر نام عبد سے مرکب نہ ہوتا، تو پھر حکم جدا تھا۔

مگر عبد کے بغیر نام رکھنا دوسری حیثیت سے مکروہ و نامناسب ہے، الایہ کہ کوئی ایسا نام ہو کہ جو اللہ تعالیٰ کا ایسا صفاتی نام نہ ہو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی طرف فوراً منتقل نہ ہوتا، اور مخلوق کے لئے بھی وہ بکثرت استعمال ہوتا ہو، مثلاً صادق۔ کما مر۔

گیا ہے۔ ۱

اور حضرت عروہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ اسْمُهُ الْحَبَابُ ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ : الْحَبَابُ شَيْطَانٌ ، وَكَانَ اسْمُ رَجُلٍ الْمُضْطَّجِعِ فَسَمَّاهُ الْمُنْبِعِثُ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، كِتَابُ الْاَدَبِ، فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، حَدِيثِ نَمْبِرِ

۲ (۲۶۳۱۸)

ترجمہ: ایک آدمی کا نام ”حباب“ تھا، تو اس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رکھ دیا، اور فرمایا کہ ”حباب“ شیطان کا نام ہے، اور ایک آدمی کا نام ”مضطجیع“ تھا، تو رسول اللہ نے اس کا نام ”منبعث“ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

حُباب شیطان کا نام ہے، اس کے علاوہ حباب سانپ کی ایک قسم کا نام ہے، اور سانپ موذی اور

۱ أخبرني الليث بن سعد ، عن خالد بن يزيد ، عن ابن أبي هلال ، أن رسول الله ﷺ قال للحباب بن عبد الله بن أبي سلول ، وكان يكنى به : دع اسم الحباب ، فإنه اسم شيطان . فسماه عبد الله ، وقال رسول الله عليه السلام للحباب بن منذر السلمي : دع الحباب فإنه اسم شيطان فسماه عبد الرحمن (الجامع لابن وهب حديث نمبر ۴۹)

عن موسى بن أبي عيسى ، أن النبي ﷺ كان عليه قميصان ، فقال له ابنه وهو ابن عبد الله بن أبي ، وكان يقال له الحباب ، فسماه رسول الله ﷺ عبد الله : يا رسول الله ، أعطه القميص الذي يلي جلدك هذا مرسل وقد ثبت موصولاً (دلائل النبوة للبيهقي حديث نمبر ۲۰۳۵)

حدثنا ابن حميد وابن وكيع قال ، حدثنا جرير ، عن مغيرة ، عن شباك ، عن الشعبي قال : دعا عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول النبي ﷺ إلى جنازة أبيه ، فقال له النبي ﷺ : من أنت؟ قال : حُباب بن عبد الله بن أبي . فقال له النبي ﷺ : بل أنت عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول ، إن " الْحَبَاب " هو الشيطان (تفسير طبري تحت آيت ۸۰ من سورة التوبة)

۲ عن ابن المَكْدَمِ الثَّقَفِيِّ ، أَنَّهُ قَالَ " : وَنَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِقَامَتِهِ مَسْنُ كَانَ مُحَاصِرًا بِالطَّائِفِ ، فَأَسْلَمَ الْمُنْبِعِثُ ، وَكَانَ اسْمُهُ الْمُضْطَّجِعِ ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْبِعِثُ حِينَ أَسْلَمَ (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۳۳۲ ، واللفظ له ، دلائل النبوة للبيهقي حديث نمبر ۱۹۱۶)

خبیث جانور ہے۔ ۱

اور شیطان خیر سے محروم ہے، لہذا شیطان کے نام پر نام رکھنے سے خیر سے محروم ہونے کے معنی

پائے جاتے ہیں۔ ۲

اور مضطجع کے معنی لیٹنے والے کے آتے ہیں اور اس میں سستی اور کاہلی کی شان پائی جاتی ہے، جس کو بدل کر مُنْبَعِث نام رکھا جس کے معنی اٹھنے والے کے آتے ہیں، جس میں چستی پائی جاتی ہے۔

اور حضرت مسروق فرماتے ہیں:

لَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوفُ بْنُ الْأَجْدَعِ. فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۹، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ الْقَبِيحِ) ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہو میں نے کہا کہ میں مسروق، اجدع کا بیٹا ہوں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ اجدع شیطان (کا نام) ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَى بِثَوْبٍ مِنَ الْقَصَارِ، أَوْ يُذَهَبُ بِهِ إِلَى الْقَصَارِ، وَعَلَيْهِ مَكْتُوبٌ شَيْطَانٌ فَأَمَرَ بِهِ فَمَحَى، وَقَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ (المعجم الكبير للطبراني حدیث نمبر ۱۷۷۹۳) ۳

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ ایک کپڑا دھو بی کے یہاں سے لایا

۱ وحباب: نوع من الحيات، وروى "أن الحباب اسم الشيطان" والشهاب: الشعلة من النار، والنار عقوبة الله (شرح السنه للإمام البغوي، باب تغيير الاسماء)

۲ وشیطان: اشتقاقه من الشطن، وهو البعد من الخير، وهو اسم المارد الخبيث من الجن والإنس (شرح السنه للإمام البغوي، باب تغيير الاسماء)

۳ وقال الهيثمي:

رواه الطبراني مرفوعا وموقوفا ورجالهما رجال الصحيح إلا أن الطبراني صحح الوقف على الرفع. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۵، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

جار ہا تھا، یا دھوبی کے ہاں لے جایا جا رہا تھا، اور اس پر شیطان لکھا ہوا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کو مٹانے کا حکم فرمایا، اور فرمایا کہ میں شیطان کی اللہ سے پناہ چاہتا ہوں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام رکھنا جائز نہیں، جو شیطان کے نام ہوں، یا جن ناموں کی نسبت شیطان کی طرف ہو، مثلاً ابلیس، شیطان، جُباب، اجدع، خنزب، ولہان وغیرہ۔ اور اسی طریقہ سے ایسے نام رکھنا بھی جائز نہیں ہوگا جن کی نسبت بتوں یا دیوی دیوتاؤں یا دوسرے باطل مذاہب کی طرف ہو، یا وہ دوسرے مذاہب کا شعار و پہچان ہوں، مثلاً کرشن وغیرہ۔ ۱ اور یہی حکم ان ناموں کا بھی ہے، جو شیطان کے متبعین (کفار و فساق) کا شعار بن گئے ہوں، مثلاً فرعون، قارون، وغیرہ۔ ۲

(۳)..... غلط و مکروہ معنی و نسبت والے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے چوتھی قسم ان ناموں کی ہے، جو غلط و مکروہ معنی و نسبت والے نام ہوں۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيِّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَلْبَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ
فُلَانٌ قَالَ وَلَكِنْ اسْمُهُ الْمُنْدِرُ فَسَمَاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْدِرُ (بخاری حدیث نمبر

۱ ومنها التسمية بأسماء الشياطين كخنزب والولهان والأعور والأجدع وفي سنن ابن ماجه وزيادات عبد الله في مسند أبيه من حديث أبي بن كعب عن النبي ﷺ قال إن للووء شيطاناً يقال له الولهان فاتقوا وسواس الماء وشكى إليه عثمان بن أبي العاص من وسواسه في الصلاة فقال ذلك شيطان يقال له خنزب (تحفة المودود باحکام المولود ص ۸۲، ۸۳)

۲ ومنها أسماء الفراعنة والتجارية كفرعون وقارون وهامان والوليد قال عبد الرزاق في الجامع أخبرنا معمر عن الزهري قال أراد رجل أن يسمي ابنا له الوليد فنهاه رسول الله ﷺ وقال انه سيكون رجل يقال له الوليد يعمل في أمتي بعمل فرعون في قومہ (تحفة المودود باحکام المولود ص ۸۳)

۵۷۲۳، کتاب الادب، باب تحویل الاسم إلى اسم أحسن منه، واللفظ له، مسلم حدیث

(نمبر ۵۷۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کہاں ہے؟ تو (بچے کے والد) ابو اسید نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ ابو اسید نے عرض کیا کہ فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لیکن اس کا نام مُنْذِر ہے، تو اس دن اس کا نام مُنْذِر رکھ دیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اس بچے کا نام تبدیل فرما کر مُنْذِر رکھ دیا تھا، اور جو نام اس کا پہلے رکھا ہوا تھا، اس کو حضور ﷺ نے مناسب نہ سمجھا تھا۔ ۱
اور حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ اسْمُهُ اَلْعَاصِ، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيعًا

(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵۳۰۸، واللفظ له، مسلم حدیث نمبر ۴۷۲۸، المعجم

الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۰۷۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۶)

ترجمہ: ان کا نام عاص (یا عاصی) تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا (ترجمہ ختم)

عاص یا عاصی نافرمان اور گناہ گار کو کہا جاتا ہے، اور مطیع فرمانبردار کو کہا جاتا ہے، اور مومن کی شان نافرمان اور گناہ گار ہونے کے بجائے فرمانبردار ہونے کی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے عاص کے بجائے مطیع نام تجویز فرمایا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ قوله ما اسمه قال فلان لم أقف على تعيينه فكأنه كان سماه اسما ليس مستحسنا فسكت عن تعيينه أو سماه فنتسيه بعض الرواة قوله ولكن اسمه المنذر أى ليس هذا الاسم الذى سميت به اسمه الذى يليق به بل هو المنذر قال الداودى سماه المنذر تفاقؤ لا أن يكون له علم ينذر به قلت وتقدم فى المغازى أنه سمي المنذر بالمنذر بن عمرو الساعدى الخزرجى وهو صحابى مشهور من رهط أبى أسيد الحديث الثانى (فتح البارى لابن حجر، باب كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا سمع الاسم القبيح حوله إلى ما هو أحسن منه)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةٌ (مسلم، حدیث نمبر ۵۷۷۷، کتاب الآداب، باب اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الْإِسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةٍ إِلَى زَيْنَبَ وَجُورِيَّةَ وَنَحْوِهِمَا)
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ نام تبدیل کر دیا اور فرمایا کہ آپ کا نام جمیلہ ہے (ترجمہ ختم)

عاصیہ کے معنی نافرمانی کرنے والی کے ہیں، اور جمیلہ کے معنی خوبصورت کے ہیں، نبی ﷺ نے عاصیہ نام بدل کر جمیلہ تجویز فرمادیا، پس عاصیہ نام رکھنا ممنوع ہوا۔ اور اسی طرح ایسا کوئی دوسرا نام بھی منع ہوگا، جس میں نافرمانی کے معنی پائے جاتے ہوں۔ ۱۔ ملحوظ رہے کہ یہ ممانعت عاصیہ نام رکھنے کی ہے جو عین اور صاد کے ساتھ ہے، لیکن اگر آسیہ نام رکھا جائے جو الف اور سین کے ساتھ ہے، تو کوئی ممانعت نہیں۔ اور حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفْرِ الَّذِينَ اتَّوَا رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَا اسْمُكَ . قَالَ أَنَا أَصْرَمُ . قَالَ بَلْ أَنْتِ زُرْعَةُ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۶، کتاب الآداب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، الْمَعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ حَدِيثٌ نُمْبَرٌ ۵۲۴، وَحَدِيثٌ نُمْبَرٌ ۸۷۱، مُسْتَدْرَكٌ حَاكِمٌ حَدِيثٌ نُمْبَرٌ ۷۸۳۹) ۲۔

ترجمہ: ایک آدمی کو اصرم کہا جاتا تھا جو اس قبیلہ کے لوگوں میں شامل تھا جو رسول

۱۔ قال أبو سليمان الخطابي: أما العاص، فإنما غيره كراهية لمعنى العصيان، وإنما سمة المؤمن الطاعة والاستسلام (شرح السنه للامام البغوي، باب تغيير الاسماء)
۲۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يُخْرَجْ لَهُ"
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.
وقال الهيثمي:
رواه الطبراني ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۵۴، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ اصرم۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ آپ کا نام زرعه ہے (ترجمہ ختم) اصرم کے معنی کٹنے اور جدا ہونے کے ہیں، اور اس میں اچھائی اور خیر و برکت سے کٹنے کی طرف اشارہ ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ نام پسند نہیں فرمایا اور اس کے بجائے زرعه نام رکھا جس کے معنی کھیتی کے ہیں۔
جو کہ اچھے معنی ہیں۔ ۱

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ”صرم“ نام رکھنا بھی جائز نہیں۔ ۲
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ " مَا اسْمُكَ ؟ " قَالَ :
شِهَابٌ ، قَالَ : " أَنْتَ هِشَامٌ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۴۲، واللفظ له،
مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۴۶۵) ۳

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے، اس نے جواب میں کہا

۱۔ قال بل أنت زرعۃ بضم زای وسكون راء مأخوذ من الزرع وهو مستحسن بخلاف
أصرم فإنه مأخوذ من الصرم وهو القطع فبادلہ به وغيره له (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب
، باب الاسامی)
(بَلْ أَنْتَ زُرْعَةٌ : (بِضْمٍ زَاءٍ وَسُكُونٍ زَاءٍ مَأْخُودٍ مِنَ الزَّرْعِ ، وَهُوَ مُسْتَحْسَنٌ بِخِلَافِ
أَصْرَمٍ ، لِأَنَّهُ مُنْبَأٌ عَنْ انْقِطَاعِ الْخَيْرِ وَالْبُرْكَاتِ ، فَبَادَلَهُ بِهِ (عون المعبود، کتاب الادب،
باب فی تغیر الاسم القبیح)

۲۔ قال مصعب : وكان اسمه في الجاهلية صرما ، فسماه رسول الله ﷺ سعيدا
واسم أمه هند (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۱۲۲)

۳۔ قال الحاکم : " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبي في التلخيص : صحيح
قال الهيثمي :

رواه أحمد والطبرانی في الاوسط بنحوه وفيه عمران القطان وثقه ابن حبان وغيره وفيه
ضعف ، وبقيۃ رجاله رجال الصحیح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغییر الاسماء
وما نهی عنه فیها وما يستحب)

کہ شہاب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ہشام ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: شِهَابٌ،
قَالَ: بَلْ أَنْتَ هِشَامٌ. (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۷۸۹۵، واللفظ له،
مستدرک حاكم حديث نمبر ۷۸۴۳، المجالسة وجواهر العلم حديث نمبر

۲۲۹۷، معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۶۵۳۸) ۱

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام
کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ شہاب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ
کا نام ہشام ہے (ترجمہ ختم)

شہاب آگ کے شعلے کو کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بجائے ہشام نام رکھا جس کے
معنی سخاوت کے آتے ہیں۔ ۲

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے شہاب نام کو پسند نہیں فرمایا، اور اس کی جگہ ہشام نام تجویز
فرمایا۔

اور حضرت ریظہ بنت مسلم اپنے والد حضرت مسلم سے روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّهَ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا، فَقَالَ " مَا
اسْمُكَ؟ " قَالَ: غُرَابٌ، قَالَ " اسْمُكَ مُسْلِمٌ " (مستدرک حاكم

حديث نمبر ۷۸۳۷، واللفظ له، الادب المفرد للبخاري حديث نمبر ۸۵۳، المعجم

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبراني وفيه على بن زيد وهو حسن الحديث وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال
الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما
يستحب)

۲ والشهاب الشعلة من النار والنار عقوبة الله وأما عفرة يعني بفتح العين وكسر الفاء فهي نعت
الأرض التي لا تنبت شيئا فسمها خضرة على معنى التفاؤل حتى تخضر (الترغيب والترهيب
تحت حديث رقم ۱۹۸۳)

الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۶۳۹۵، معرفة الصحابة لابی نعیم حديث نمبر ۶۰۴۴،

مسند الروياني حديث نمبر ۱۴۸۰، مسند ابى يعلى الموصلى حديث نمبر ۶۶۹۱) ۱

ترجمہ: وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزہ حنین میں شریک ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ غراب (یعنی کوا) تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام مسلم ہے (ترجمہ ختم)

غراب کے معنی دور ہونے کے آتے ہیں، اس کے علاوہ غراب، کوئے کو کہا جاتا ہے، اور کو عام طور

پر موذی جانور ہے، اور زمانہ جاہلیت میں بدفالی کے طور پر بھی یہ نام رکھا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ

نے اس کے بجائے مسلم نام رکھا، جس میں دوسرے کے لئے سلامتی اور نیک فال کے معنی پائے

جاتے ہیں۔ ۲

اور حضرت عتبہ بن عبد رضى اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ:

"مَا اسْمُكَ؟" قُلْتُ: عْتَبْلَةُ بِنُ عَبْدِ، قَالَ "أَنْتَ عْتَبَةُ بِنُ عَبْدِ." (المعجم

الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۳۷۷۷) ۳

ترجمہ: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ عتبلہ بن عبد، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

آپ کا نام عتبہ بن عبد ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عتبہ بن عبد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

۱ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" وقال الذهبي: صحيح.

قال الهيثمي:

رواه الطبراني وأبو يعلى والبخاري وبنحوه ورائطة لم يضعفها أحد ولم يوتقها، وبقية رجال

أبى يعلى ثقاة. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما

يستحب)

۲ و غراب مأخوذ من الغرب، وهو البعد، ثم هو حيوان خبيث الفعل، خبيث الطعم

أباح رسول الله (ﷺ) قتله في الحل والحرم. (شرح السنه للإمام البغوى، باب تغيير

الاسماء)

۳ قال الهيثمي:

رواه الطبراني من طرق ورجال بعضها ثقاة (مجمع الزوائد، باب تغيير الاسماء وما نهى

عنه فيها وما يستحب)

أَنَّهُ لَمَّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: نُشْبَةُ، قَالَ: أَنْتَ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۳۷۵۵) ۱
ترجمہ: انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معلوم کیا، کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ”نشبہ“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام عتبہ بن عبد ہے (ترجمہ ختم)

عتلہ کے معنی سرکش اور سخت عادت والے اور بہت کھانے والے کے آتے ہیں، اور نشبہ کے معنی بھیڑیے کے اور کسی کام میں پھنس جانے والے کے آتے ہیں۔

اور ان دونوں ناموں کے معنی میں برائی پائی جاتی ہے، مومن کی شان فرمانبرداری، نرمی، سہولت اور کم کھانے کی ہے، اس لئے آپ ﷺ نے ان کے بجائے عتبہ نام رکھ دیا، جس کے معنی رضا مندی اور وادی کے موڑ کے آتے ہیں، گویا کہ آپ ﷺ نے نام کو برائی سے اچھائی کی طرف موڑ دیا۔ ۲

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِرَجُلٍ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: نُعْمٌ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۱۵۸، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۱۶۷۵) ۳

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ ”نعم“، تو رسول اللہ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ آپ کا نام عبد اللہ ہے (ترجمہ ختم)

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبراني ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

۲ وعلة: معناها الشدة والغلط، ومنه قولهم: رجل عتل، أى: شديد غليظ، ومن صفة المؤمن اللين والسهولة (شرح السنه للإمام البغوي، باب تغيير الاسماء)

۳ قال الهيثمي:

رواه الطبراني ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۳، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

”تُعْمُ“ کے معنی تن آسانی اور عیش و طرب کے آتے ہیں، اور انسان کے لئے یہ عادت پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ نام تبدیل فرمادیا، اور اس کی جگہ عبداللہ نام رکھا، جو کہ پسندیدہ نام ہے۔

اور حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانَ قَدْ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِسْمُهُ زَحْمٌ "فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَشِيرًا (مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۹۵۶، واللفظ له، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۷۹۸، وحدیث نمبر ۸۵۸، المعجم الكبير لطبرانی حدیث نمبر ۱۲۱۵، وحدیث نمبر ۲۰۰۰۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۳۲۸) ۱

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور ان کا نام زحم تھا، تو نبی ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھ دیا (ترجمہ ختم)

زحم کے معنی ہجوم اور تنگی کرنے والوں کے آتے ہیں، جس میں دوسروں کے لئے تنگی اور تکلیف کے معنی پائے جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس نام کو بدل کر بشیر نام رکھ دیا، جس کے معنی دوسرے کو خوشخبری سنانے والے کے آتے ہیں، جس میں دوسرے کے لئے خوشی اور راحت کے معنی پائے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ "كَانَ اِسْمُهُ قَلِيْلًا, فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا, وَأَنَّ مُطِيْعَ بْنَ الْأَسْوَدِ كَانَ اِسْمُهُ الْعَاصِ, فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيْعًا, وَأَنَّ أُمَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ كَانَ اِسْمُهَا عَاصِيَةً, فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةً "

۱ قال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

وَكَانَ يَتَفَاءَلُ بِالْأَسْمِ (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۵۸۶۰)

ترجمہ: کثیر بن صلت کا نام قلیل تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام کثیر رکھ دیا، اور مطیع بن اسود کا نام عاص تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا، اور عاصم بن عمر کی والدہ کا نام عاصیہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ رکھا، اور رسول اللہ ﷺ اچھے ناموں سے نیک فالی لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

قلیل کے معنی میں بظاہر ناشکری پائی جاتی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے کثیر نام تجویز فرمایا، اور کئی صحابہ کا نام کثیر ملتا ہے، اور ایک شخص کا رسول اللہ ﷺ نے کثیر نام تبدیل فرما کر بشیر تجویز فرمایا۔ ۱۔ جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے دنیا یا مال یا شہر و برائی کی کثرت کے پیش نظر اس نام سے منع فرمایا، ورنہ خیر کی کثرت کے پیش نظر کثیر نام رکھنا جائز ہے۔

اور بعض روایات میں اکبر نام کو بشیر نام سے تبدیل کرنے کا ذکر ہے۔ ۲۔

اور حضرت ابو ترصافہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

وَكَانَ اسْمُهُ مَيْسَمًا ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا اسْمُهُ يَا أَبَا قِرْصَافَةَ ؟ " قُلْتُ : اسْمُهُ مَيْسَمٌ ، قَالَ " بَلْ اسْمُهُ مُسْلِمٌ " فَقُلْتُ : مُسْلِمٌ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۲۴۵۱، واللفظ

۱۔ چنانچہ حضرت بشیر حارثی رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

قَالَ لِي " مَرْحَبًا ، مَا اسْمُكَ ؟ " قُلْتُ : كَثِيرٌ ، قَالَ " بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۵)

قال الحاکم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ " وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

۲۔ عصام بن بشیر قال حدثني أبي أن بنى الحارث بن كعب وفدوه إلى رسول الله ﷺ قال فدخلت على النبي ﷺ فسلمت عليه فقال مرحبا وعليك السلام من أين أقبلت فقلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي بنى الحارث وفدوني إليك بالاسلام فقال مرحبا بك ما اسمك قلت اسمي أكبر قال بل أنت بشير فسماه النبي ﷺ بشيرا (السنن الكبرى للنسائي حدیث نمبر ۱۰۱۳۵، واللفظ له، الكنى والاسماء للدولابی حدیث نمبر ۸۱۴، عمل اليوم والليلة لابن السنی حدیث نمبر ۱۸۸)

قال الحافظ في "الإصابة 1" /: 266 قال ابن منده: غريب لانعرفه إلا من حدیث أهل الجزيرة عن عصام (روضة المحدثين تحت حدیث رقم ۳۶۴۲)

لہ، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۰۵۱) ۱

ترجمہ: میرے چھوٹے بھائی کا نام میسم تھا، تو مجھے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوقر صافہ اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا اس کا نام میسم ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ اس کا نام مسلم ہے، تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول مسلم آپ کے ساتھ ہے (ترجمہ ختم)

یعنی وہ آپ کا تابع در ہے، اور اب اس کا نام مسلم ہی ہے۔ اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمُهُ أَسْوَدٌ، فَسَمَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْبُضَ" (المعجم الاوسط للطبرانی

حدیث نمبر ۸۶۱۸، واللفظ لہ، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۵۸۸۴) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی کا نام اسود تھا، جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے ایبض رکھ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اسود کے معنی کالے کے آتے ہیں، اور ایبض کے معنی سفید کے آتے ہیں، اور اسود کے مقابلہ میں ایبض کے معنی میں اچھائی پائی جاتی تھی، اس لئے حضور ﷺ نے اسود نام کو ایبض سے تبدیل فرمادیا۔

البتہ اگر کسی کا اسود نام بطور طنز و برائی کے نہ رکھا جائے، بلکہ عاجزی کے طور پر رکھا جائے، تو اس میں حرج نہیں، جیسا کہ بعض صحابہ کرام کا نام اسود تھا، اور حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی وفيه جماعة لم أعرفهم. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۴، باب تغییر الاسماء وما نہی عنہ فیہا وما یستحب)

۲ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط وإسناده حسن. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۵، باب تغییر الاسماء وما نہی عنہ فیہا وما یستحب)

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟" قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ "بَلْ هُوَ حَسَنٌ" فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟" قَالَ: قُلْتُ حَرْبًا. قَالَ: "بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ" فَلَمَّا وُلِدَ الثَّلَاثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟" قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ "بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ" (مسند احمد حديث نمبر ۷۶۹، واللفظ له، الادب المفرد للبخارى حديث نمبر ۸۵۲، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۷۰۶، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۲۲۶، صحيح ابن حبان حديث نمبر ۶۹۵۸، مستدرک حاکم حديث نمبر ۴۷۶۷، مسند الطيالسي حديث نمبر ۱۲۹، مسند البزار حديث نمبر ۷۴۳) ۱

ترجمہ: جب حسن کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ یہ حسن ہیں، پھر جب حسین کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ یہ محسن ہیں (ترجمہ ختم)

حرب کے معنی لڑائی کے آتے ہیں۔

۱۔ قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" (حوالہ بالا)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد والبخاري والبيهقي والطبراني ورجال أحمد والبزار رجال الصحيح غير هانء بن هانء وهو ثقة. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب نام رکھنے کی وجہ یہ بتلائی تھی کہ ان کو جنگ (یعنی شرعی جہاد) پسند تھی، اور وہ اپنی کنیت ابو حرب رکھنا چاہتے تھے۔ ۱

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع میں حضرت حسن کا نام حمزہ اور حسین کا نام جعفر رکھا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حسن و حسین کے ناموں سے تبدیل فرمادیا۔ ۲

ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب رکھنے کا بھی ارادہ کیا ہو، اور حمزہ و جعفر نام رکھنا بھی چاہا ہو، اور حضور ﷺ نے حسن و حسین نام رکھا ہو۔

لہذا دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

بہر حال ”حرب“ نام میں لڑائی اور جنگ کے معنی پائے جاتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اگرچہ مراد اور نیت صحیح تھی، لیکن حضور ﷺ نے ظاہری الفاظ اور ان کے معانی پر نظر کرتے ہوئے

۱ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ، قَالَ : كُنْتُ أَحِبُّ أَنْ أَكْتَبِيَ بِأَبِي حَرْبٍ ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنَ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ " : مَا سَمَّيْتُمْ ؟ " فَقُلْتُ : سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ، فَقَالَ " : هُوَ الْحَسَنُ . " (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۲۷۰۸)

عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، قَالَ : قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ : كُنْتُ رَجُلًا أَحِبُّ الْحَرْبَ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنَ هَمَمْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ حَرْبًا ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنَ هَمَمْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ حَرْبًا ، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۲۷۱۰)

قال الهيثمي:

رواه البزار والطبراني بنحوه بأسانيد ورجال أحدهما رجال الصحيح. (معجم الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

۲ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنَ سَمَّاهُ حَمْزَةَ ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنَ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ جَعْفَرٍ ، قَالَ : فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ " : إِنِّي أَمَرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هَدْيَيْنِ " فَقُلْتُ : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا (مسند احمد ۱۳۷۰، واللفظ له، مستدرک حاكم حديث نمبر ۸۷۲۴، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۲۷۱۳)

قال الهيثمي:

رواه أحمد وأبو يعلى بنحوه والبزار والطبراني وفيه عبد الله بن محمد بن عقيل وحديثه حسن ، وبقيه رجاله رجال الصحيح. (معجم الزوائد، ج ۸ ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

ان کو پسند نہیں فرمایا، اور ان کے بجائے حسن و حسین اور محسن نام رکھا۔ ۱
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ اولاد کے نام مشترک وزن پر، اور ایک دوسرے کے
مشابہ رکھنا سنت کے مطابق ہے۔ ۲

حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: قُتِلَ أَبِي عَقْرَبَةَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكِي، فَقَالَ " مَا اسْمُكَ ؟ " قُلْتُ: عَقْرَبَةَ، قَالَ " أَنْتَ
بَشِيرٌ، أَمَا تَرْضَى أَنْ أَكُونَ أَبَاكَ، وَعَائِشَةُ أُمَّكَ ؟ " فَسَكَتُ (معرفة

الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۵۵۹۵)

ترجمہ: میں نے اپنے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ
میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے، تو میں نبی ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا، تو نبی ﷺ
نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ عقربہ، نبی ﷺ نے فرمایا کہ
تمہارا نام بشیر ہے، کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں تمہارے والد اور عائشہ تمہاری والدہ کی
جگہ ہوں؟ تو (حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بعد) میں رونے سے رُک گیا (ترجمہ ختم)
عقربہ بچھو کو کہا جاتا ہے، اور بچھو موذی جانور ہے۔

حضور ﷺ نے اس نام کو تبدیل فرمایا۔

جگہوں کے بھی برے نام رکھنا منع ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا سَمِعَ اسْمًا قَبِيحًا غَيَّرَهُ ، فَمَرَّ

۱۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام حمزہ اور جعفر رکھنے کو حضور ﷺ نے کسی خاص مصلحت سے پسند نہیں فرمایا۔
لہذا کسی دوسرے کو یہ نام رکھنا ممنوع نہیں۔

۲۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کا نام ایک ہی مادہ کے مختلف صیغوں (مثلاً مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ) سے رکھنا بھی
جانزہ ہے۔

عَلَى قَرِيَةٍ يُقَالُ لَهَا : عُفْرَةٌ فَسَمَّاهَا " خُصْرَةَ " (المعجم الصغير للطبرانی

حدیث نمبر ۳۴۹) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ جب کوئی برانام سنتے تھے، تو اس کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے، ایک مرتبہ نبی ﷺ ایک بستی سے گزرے، جس کو عفرہ کہا جاتا تھا، تو اس کا نام نبی ﷺ خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

عفرہ ایسی زمین کو کہا جاتا ہے، جو بخر ہو، اور خضرہ ایسی زمین کو کہا جاتا ہے، جو سرسبز ہو۔ ۲ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِأَرْضٍ تُسَمَّى عُذْرَةَ ، فَسَمَّاهَا خَصْرَةَ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، حدیث نمبر ۱۸۴۹، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله ﷺ أنه كان يعجبه الفأل الحسن)

ترجمہ: نبی ﷺ ایک جگہ سے گزرے، جس کو عذرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

عذرہ دھوکے والی چیز کو کہا جاتا ہے، اور یہ نام ناپسندیدہ اور قبیح ہے، جس میں انسانوں کے لئے دھوکے اور نقصان کے معنی پائے جاتے ہیں، اس لئے اس کو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل فرمادیا، اور اس کی جگہ ایسا نام تجویز فرمایا، جس میں انسانوں کے لئے فائدہ کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا عُذْرَةٌ فَسَمَّاهَا خُصْرَةَ (المعجم الاوسط

۱ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی في الصغير ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

۲ وأما عفرة یعنی بفتح العين وكسر الفاء فهي نعت الأرض التي لا تنبت شيئا فسمها خضره على معنى التفاؤل حتى تخضر (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۱۹۸۳) وأما عفرة، فهي نعت الأرض التي لا تنبت شيئا، فسمها خضره على معنى التفاؤل حتى تخضر. (شرح السنه للإمام البغوي، باب تغيير الاسماء)

لسطبرانی حدیث نمبر ۶۳۸، واللفظ لہ، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۴۸۵۷،

موارد الظمان ج ۱ ص ۴۷۹ ل

ترجمہ: نبی ﷺ ایک جگہ سے گزرے، جس کو عذرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

عذرہ کے کئی معنی آتے ہیں، مگر وہ معنی جگہ کے لئے مناسب نہ تھے، اس لئے حضور ﷺ نے اس نام کو تبدیل فرما دیا، اور خضرہ نام رکھا، جو سرسبز کے معنی میں ہے۔ اور حضرت عروہ سے روایت ہے:

أَنَّ مَكَانًا كَانَ إِسْمُهُ بَقِيَّةَ الضَّلَالَةِ، فَسَمَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَقِيَّةَ الْهُدَى، قَالَ: وَ مَرَّ بِقَوْمٍ، فَقَالَ لَهُمْ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: بَنُو غَيْبَةَ، فَسَمَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَنُو رَشْدَةَ (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۸۲۲،

باب الاسماء والكنى، واللفظ لہ، جامع معمر بن راشد حدیث نمبر ۴۶۵)

ترجمہ: ایک جگہ کا نام 'بقیۃ الضلالۃ' تھا، اس کا نام نبی ﷺ نے 'بقیۃ الہدی' رکھا۔ اور نبی ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، ان سے معلوم کیا، تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنو غیبیہ (یعنی سرکش کی اولاد) ہیں، تو ان کا نام رسول اللہ ﷺ نے بنو رشدة (ہدایت یافتہ کی اولاد) رکھا (ترجمہ ختم)

بنو غیبیہ کے معنی سرکش اور گمراہ کی اولاد کے ہیں، جس کو بدل کر بنو رشدة نام رکھا جس کے معنی ہدایت دہندہ کی اولاد کے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ضلالت و گمراہی والے ناموں کو تبدیل فرما کر ان کی جگہ ہدایت والے نام تجویز کئے ہیں۔

افسوس ہے کہ آج کل انسانوں کے برے ناموں کو تبدیل کرنے اور اچھے نام رکھنے کا تو مسلمانوں

ل قال الہیثمی:

رواہ أبو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط ورجال أبو یعلیٰ رجال الصحیح. (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۱، باب تغییر الاسماء وما نہی عنہ فیہا وما یتستحب)

میں کسی قدر اہتمام کیا جاتا ہے، مگر جگہوں کے نام اچھے رکھنے اور برے نام تبدیل کر دینے کا ذرا اہتمام نہیں پایا جاتا، بلکہ اس کی طرف کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، یہاں تک کہ بہت سے اہل علم کی بھی۔

چنانچہ ہمارے یہاں جگہوں کے نام جو تجویز کئے جاتے ہیں، وہ انتہائی فنیج اور برے ہوتے ہیں، مثلاً جھگڑا، چکری وغیرہ۔

جبکہ بعض نام ہندوؤں کے مذہبی بھی پائے جاتے ہیں، مثلاً کرشن پورہ، موہن پور، سنگھ پورہ وغیرہ۔ ان کی اصلاح کی طرف خصوصاً اہل علم اور حکمرانوں اور عموماً مسلمانوں کو توجہ کرنے اور دلانے کی ضرورت ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے کثرت سے انسانوں اور جگہوں اور چیزوں کے برے ناموں کو تبدیل فرمایا ہے، اور ان کی جگہ اچھے نام تجویز فرمائے ہیں۔ ۱۔
اس لئے ایسے نام رکھنا منع ہیں، کہ جن کے معنی میں برائی و قباحت پائی جاتی ہو، خواہ وہ نام انسانوں کے ہوں یا کسی جگہ کے۔

لہذا اولاً تو ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر رکھ دیئے گئے ہوں، تو ان کو تبدیل کر دینا چاہئے۔ ۲۔

۱۔ وَعَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ - اسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيزَ وَعَنْتَلَةَ وَشَيْطَانَ وَالْحَكْمَ وَعُرَابَ وَحِبَابَ وَشَهَابَ فَسَمَّاهُ هَشَامًا وَسَمَّى حَرْبًا سَلْمًا وَسَمَّى الْمُضْطَّجِعَ الْمُنْبِعْتَ وَأَرْضًا تَسْمَى غَفْرَةَ سَمَّاهَا حَضْرَةَ وَشَعْبَ الضَّلَالَةِ سَمَّاهُ شَعْبَ الْهَدْيِ وَبَنُو الزَّيْنَةِ سَمَّاهُمْ بَنِي الرَّشْدَةِ وَسَمَّى بَنِي مُعْوِيَةَ بَنِي رَشْدَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ تَرَكْتُ أَسَانِيدَهَا لِلْإِخْتِصَارِ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

۲۔ تکررہ الاسماء القبيحة والاسماء التي يتطير بنفيها في العادة لحديث سمرة الذي ذكره المصنف وجاءت أحاديث كثيرة في الصحيح بمعناه فمن الاسماء القبيحة حرب ومرة وكلب وکلب وجرى وعاصية ومغرية -بالغين المعجمة -وشيطان وشهاب وظالم وحمار وأشباهاها وكل هذه تسمى بها ناس (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۴۳۶)

ومنہا الأسماء التي لها معان تکررها النفوس ولا تلائمها كحرب ومرة وکلب وحية وأشباهاها..... وقد كان النبي ﷺ يشدد عليه الاسم القبيح ويكرهه جدا من الأشخاص والأماكن والقبائل والجمال حتى انه مر في مسير له بين جبلين فسأل عن اسمهما فقيل له فاضح

﴿بقيہ حاشیاء گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایسے نام ملتے ہیں، کہ بظاہر لغوی اعتبار سے ان کے معنی میں خوبی معلوم نہیں ہوتی، لیکن حضور ﷺ نے ان ناموں کو ملاحظہ فرمانے کے باوجود تبدیل نہیں فرمایا۔

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے وہ نام رکھنا جائز ہیں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان لانے کے بعد اور حضور ﷺ کے ان ناموں کو بالخصوص کثرت سے ملاحظہ فرمانے کے بعد تبدیل نہ کرنے کی اہمیت لغت کی نسبت سے زیادہ اہم ہے۔ ۱

(۵)..... اپنی پاکیزگی کے اظہار اور بدفالی والے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو تبدیل فرمایا، یا کسی وجہ سے تبدیل کرنے کا ارادہ فرمایا، ان میں سے پانچویں قسم ان ناموں کی ہے، جن سے اپنی پاکیزگی کا اظہار کیا جائے، یا ان سے بدفالی کی جائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمَهَا بَرَّةَ فَقِيلَ تَزْكِي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲۴، کتاب الادب، باب تحویل الاسم إلى اسم أحسن منه، واللفظ له، مسلم، باب استجاب تغيير الاسم القبيح إلى

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ومحز فعدل عنهما ولم يمر بينهما وكان شديد الاعتناء بذلك ومن تأمل السنة وجد معاني في الأسماء مرتبطة بها حتى كان معانيها مأخوذة منها وكان الأسماء مشتقة من معانيها فتأمل قوله أسلم سالمها الله وغفار غفر الله لها وعصية عصت الله وقوله لما جاء سهيل بن عمرو يوم الصلح سهل أمركم وقوله لبريدة لما سأله عن اسمه فقال بريدة قال يا أبا بكر برد أمرنا ثم قال ممن أنت قال من أسلم فقال لأبي بكر سلمنا ثم قال ممن قال من سهم قال خرج سهمك ذكره أبو عمر في استذكاره حتى انه كان يعتبر ذلك في التأويل فقال رأيت كأنا في دار عقبة بن رافع فأتينا برطب من رطب ابن طالب فأولت العاقبة لنا في الدنيا والرفعة وأن ديننا قد طاب وإذا أردت أن تعرف تأثير الأسماء في مسمياتها فتأمل (تحفة المودود بأحكام المولود ص ۸۴)

۱ گویا کہ ایک نسبت تو لغوی معنی کی ہے، اور ایک نسبت تقریری حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کی ہے، اور دوسری نسبت، پہلی نسبت پر غالب ہے۔

البتہ اگر حضور ﷺ کوئی نام ملاحظہ نہ فرما سکے ہوں، اس کا معاملہ الگ ہے، جس کی تفصیل آگے اپنے مقام پر آتی ہے۔

حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى زَيْنَبَ وَجُوَيْرِيَةَ وَنَحْوِهِمَا)

ترجمہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پہلے نام ”برہ“ تھا (جس کے معنی پاکیزہ کے ہیں) پس کہا گیا کہ آپ اپنے آپ کو پاکیزہ ظاہر کرتی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

فَقَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۵، کتاب الادب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو پاکیزہ ظاہر نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ تم میں سے کون پاکیزہ ہے (ترجمہ ختم)

برہ کے معنی پاکیزہ کے ہیں، حضور ﷺ نے یہ نام اس لئے تبدیل فرمایا، تاکہ اپنے نام کی بنیاد پر کوئی اپنے آپ کو پاکیزہ اور مقدس نہ سمجھے، اور نہ ہی اپنے آپ کو پاکیزہ اور مقدس قرار دے۔ گویا کہ حضور ﷺ نے نام کے ذریعہ سے اپنی پاکیزگی اور شہرت وغیرہ کے اظہار کا سدباب فرمادیا۔

لہذا اپنی پاکیزگی اور بڑائی و شہرت کو ظاہر کرنے کے لئے کسی نام کا انتخاب کرنا درست نہیں۔ ۱ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی پہلے برہ تھا، اور آپ ﷺ نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھ دیا تھا، مگر ان کا نام بدلنے کی وجہ دوسری تھی۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةَ اسْمَهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ (مسلم حدیث نمبر

۵۷۲۹، کتاب الآداب، باب استحباب تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى

۱ البتہ اگر کوئی ایسا نام منتخب کرے، جس سے نیکی و شرافت وغیرہ کا اظہار ہوتا ہو، اور اس کا مقصود اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔

زینب و جویریہ و نحوہما)

ترجمہ: حضرت جویریہ کا نام بَرَّة تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا، اور نبی ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ بَرَّة کے پاس سے چلے گئے (ترجمہ ختم) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بَرَّة نام اس لئے تبدیل فرمادیا تھا، تا کہ کسی وقت میں بَرَّة کی نفی سے کوئی اچھائی کی نفی کی بدفالی نہ لے۔ ۱

اور حضرت سمیرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُسَمِّينَ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَ هُوَ فَيَقُولُ لَا (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۶۰، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۱۰۷، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۶۲۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجح اور افلاک نہ رکھیں، کیونکہ آپ یہ کہیں گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ تو جواب دینے والا کہے گا کہ نہیں (ترجمہ ختم)

۱ فِتْعَلْقُ الْمُنْعُ لَوْحَيْنِ: أَحَدُهُمَا: لِمَا فِيهِ مِنْ تَرْكِيئِهَا نَفْسَهَا بِمَا تَسَمَّتْ بِهِ. وَالْوَجْهُ الثَّانِي: لِهُجْنَةِ اللَّفْظِ فِي قَوْلِهِمْ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ (المنتقى شرح المؤطا، باب مايكره من الاسماء)

وقد بين ﷺ العلة في النوعين، وما في معناهما، وهي التزكية، أو خوف التطير (شرح النووي على مسلم، باب استجاب تغيير الاسم القبيح إلى حسن وتغيير اسم برة إلى زینب و جویریة و نحوهما)

قال ابن الملك تزكية الرجل نفسه ثناؤه عليها والبر اسم لكل فعل مرضى سموها زینب فی القاموس زنب كفرح سمن والأزنب السمين وبه سميت المرأة زینب یعنی إخبارا أو تفاظولا أو من زبانا العقرب لزبانها أو من الزيب الشجر حسن المنظر طيب الرائحة أو أصلها زين أب..... وكان أى النبى يكره أن يقال خرج من عند برة الظاهر أن هذا من عند ابن عباس ويحتمل أنه عليه السلام أخبره عما فى ضميره فحينئذ يصح قول النووي بين فى الحديثين نوعين من العلة وهما التزكية وخوف التطير قلت يعنى أن العلة فى الأول التزكية وفى الثانى التطير مع أنه لا منع من الجمع (مراقبة، كتاب الآداب، باب الآسامى)

لَمْ تُسَمَّ بَرَّةَ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (معرفة الصحابة، حدیث نمبر ۷۵۳۵)

بیسار کے معنی آسانی اور سہولت کے آتے ہیں، اور رباح کے معنی نفع اور فائدہ کے آتے ہیں، اور کحج کے معنی کامیاب ترین اور درست رائے کے ہیں، اور ارفح کے معنی زیادہ کامیاب کے ہیں۔ ۱۔ آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ جب ان ناموں کا ذکر کر کے معلوم کیا جائے گا، کہ فلاں یہاں ہے، اور اس کے وہاں نہ ہونے پر جواب میں نفی کی جائے گی، تو گویا کہ سہولت اور فائدہ وغیرہ کی ظاہراً نفی کی جائے گی، اور اس سے کسی کے دل میں بدفالی پیدا ہو سکتی ہے۔

اور بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نے برکت، بیسار، ارفح، نافع اور ان جیسے ناموں (مثلاً کحج) کے رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا، مگر اپنے وصال تک اس سے منع نہیں فرمایا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاً تو رسول اللہ ﷺ نے بیسار وغیرہ ان ناموں کے رکھنے سے منع نہیں فرمایا تھا، اور اگر کسی وقت منع بھی فرمایا تھا، تو صرف بدفالی کے خطرے سے بچنے کے لئے منع فرمایا تھا۔ پس یہ نام رکھنا فی نفسہ جائز ہے، گناہ نہیں، اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ نام ملتے ہیں۔ ۳۔

۱۔ النَّجْحُ وَالنَّجَاحُ: الظَّفَرُ. وَسَارٌ سَيْرًا نَاجِحًا وَنَجِيحًا: أَي وَشَيْكًا. وَرَأَى نَجِيحًا: صَوَابٌ (المحيط في اللغة، مادة نجح)

۲۔ أراد النبي ﷺ أن ينهي أن يسمى ببركة، وأفلح، وبسبار، وبنافع وبنحو ذلك. ثم رأيتهم سكت بعد عنها فلم يقل شيئا، ثم قبض رسول الله ﷺ ولم ينه عن ذلك. ثم أراد عمر أن ينهي عن ذلك ثم تركه (مسند أبي يعلىٰ حديث نمبر ۲۱۹۶، واللفظ له، صحيح ابن حبان حديث نمبر ۵۸۴۰، مسلم حديث نمبر ۵۷۲۶ عن جابر)

۳۔ اور غالباً حضور ﷺ کا ان ناموں کو پسند نہ فرمانے کا واقعہ اس وقت کا ہے، جب لوگوں کا مزاج بدفالی کا تھا، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں بدفالی کا بہت زیادہ رواج تھا۔

لیکن جب حضور ﷺ نے کثرت کے ساتھ بدفالی کی نفی فرمائی، اور لوگوں کا مزاج تبدیل ہو گیا، تو پھر ان ناموں کے تبدیل اور ان سے منع فرمانے کی آپ ﷺ نے ضرورت نہیں سمجھی۔ لہذا معاملہ جواز پر ہی ٹھہرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وروى عن النبي عليه السلام: أنه نهى أن يسمى المملوك نافعاً أو بركة، أو ما أشبه ذلك، قال الراوى:؛ لأنه لم يحب أن يقال: ليس ههنا بركة، ليس ههنا نافع إذا طلبه إنسان (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم) قال أبو جعفر ففي هذه الآثار عن رسول الله ﷺ قوله لئن عشت إلى قابل لأنهي عن أن يسمى بهذه الأسماء المذكورة في هذا الحديث وفي ذلك ما قد دل على أن التسمية بها ليس بحرام لأنه لو كان حراماً لنهي عنه ﷺ ولم يؤخر ذلك إلى وقت آخر والله أعلم وفي بعضها أنه سكت عن ذلك ولم ينه عنه حتى توفي ففي ذلك ما قد دل أنه لم

﴿تقیہ حاشیاء گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ نہ تو ایسے نام رکھنا چاہئے، کہ جن میں شرک کی کوئی بات پائی جاتی ہو، مثلاً عبدُ الکعبہ، عبدُ الحجر، یا عبدُ فلان وغیرہ۔
 اور نہ عبد لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا چاہئے، مثلاً ملکُ الاملاک، شہنشاہ، قیوم، حکم، ابوالحکم، عزیز وغیرہ۔
 اور نہ ہی شیطانی یا شیطان کے متبعین کے نام رکھنا چاہئے، مثلاً ابلیس، حباب، اجدع، خنزب، ولہان، فرعون، قارون وغیرہ۔
 اور نہ ہی غلط اور مکروہ معنی اور نسبت والے نام رکھنا چاہئے، جیسے عاص یا عاصی، اصرم، غراب، عتلمہ، ٹشہ، میسم، حرب، مُرّة، عفرّة، غدرة، عذرة، بقیة الصلوات، بنوغیہ وغیرہ۔^۱
 اور اسی طرح ناموں سے اپنی بڑائی و براءت و پاکیزگی کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہئے، اور نہ ہی اچھے نام کے ذکر یا اس کی نفی سے کوئی بدفالی لینی چاہئے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یحفها نہی منه ﷺ واذا كان ذلك كذلك كانت الإباحة في التسمي بها قائمة (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ في التسمي برباح وأفلح ويسار ويسير وعلاء ونافع وبركة من كراهته ومما يدل على إباحته) جبکہ بعض حضرات نے ان ناموں کے رکھنے کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، مگر راجح جواز ہی ہے، کامر بالدلیل۔
 (رباح) من الربح (ولا يسار) من اليسر ضد العسر (ولا أفلح) من الفلاح (ولا نافع) من النفع والنهي للتنزيه لا للتحريم بدليل خبر مسلم أراد النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم أن يهيى أن يسمي بمقبل وبركة وأفلح ويسار ونافع ثم سكت أي أراد أن يهيى عنه نهى تحريم وإلا فقد صدر النهي عنه على وجه الكراهة (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۹۷۹۹)
 وفي رواية له أي لمسلم قال لا تسم غلامك رباحا ولا يسارا ولا نافعا في شرح مسلم للنووي قال أصحابنا يكره التسمي بالأسماء المذكورة في الحديث وما في معناها وهي كراهة تنزيه لا تحريم والعلة فيه ما نبه بقوله أنهم هو فيقول لا فكره لشناعة الجواب (مراقبة، كتاب الآداب، باب الآسامي)

۱۔ البتہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جن ناموں کا علم ہونے کے باوجود ان کو تبدیل نہیں فرمایا، وہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے (نہ کہ لغت کی نسبت سے) رکھنا جائز ہے۔ کامر۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور ان کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (بخاری حدیث نمبر ۲۵۳۱، کتاب الشروط، باب ما يجوز من الاشتراط والثنيا في الإقرار والشروط الخ، واللفظ لهُ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۲۸، مسلم بلفظ حَفِظَهَا بدل احصاها، حدیث نمبر ۶۹۸۵، کتاب الذکر والدعاء

والتوبة والاستغفار، باب في اسماء الله تعالى وفضل من احصاها)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سو، نام ہیں، جس نے ان کی حفاظت کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ ختم)

محدثین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے نام نہیں ہیں، بلکہ اس سے زیادہ نام ہیں اور اس حدیث میں ننانوے ناموں کی حفاظت کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام محفوظ کر لے، اس کو جنت میں داخلے کی فضیلت حاصل ہوگی۔

پس جب ننانوے ناموں کی حفاظت کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہوا، تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ننانوے تک محدود ہونا ثابت نہ ہوا، البتہ کئی اسمائے حسنیٰ ایسے ہیں کہ جن کے معنی باہم مترادف اور ایک جیسے ہیں۔

رہا یہ کہ ننانوے ناموں کو محفوظ یا ان کی حفاظت کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کو یاد کر لے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ ان کے معنی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے مطابق عقیدہ رکھے (وفیہ اقوال اخر، والاول اظہر) ۱

۱ وفی روایة: (من حفظها دخل الجنة) قال الإمام أبو القاسم القشيري: فيه دليل على أن الاسم هو المسمى، إذ لو كان غيره لكانت الأسماء لغيره لقوله تعالى: (ولله الأسماء الحسنى) قال الخطابي وغيره: وفيه: دليل على أن أشهر أسمائه سبحانه

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض روایات میں مذکورہ فضیلت کے ساتھ ساتھ نانوے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

(۱)..... چنانچہ ایک روایت میں نانوے نام یہ ذکر کئے گئے ہیں:

اللَّهُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهِمِّنُ،
الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ،
الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ،
الْمُعِزُّ، الْمُنْذِلُّ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ
الْحَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيرُ، الْحَفِيفُ، الْمُقِيتُ،
الْحَسِيبُ، الْحَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّقِيبُ، الْمُجِيبُ، الْوَاسِعُ، الْحَكِيمُ،
الْوُدُودُ، الْمَجِيدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيلُ، الْقَوِيُّ، الْمُتَيْنُ،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وتعالیٰ : (اللہ) لإضافة هذه الأسماء إليه ، وقد روى أن الله هو اسمه الأعظم ، قال أبو القاسم الطبري : وإليه ينسب كل اسم له فيقال : الرءوف والكريم من أسماء الله تعالى ، ولا يقال من أسماء الرءوف أو الكريم الله . واتفق العلماء على أن هذا الحديث ليس فيه حصر لأسمائه سبحانه وتعالى ، فليس معناه : أنه ليس له أسماء غير هذه التسعة والتسعين ، وإنما مقصود الحديث أن هذه التسعة والتسعين من أحصاها دخل الجنة ، فالمراد الإخبار عن دخول الجنة بإحصائها لا الإخبار بحصر الأسماء ، ولهذا جاء في الحديث الآخر " : أسألك بكل اسم سميت به نفسك أو استأثرت به في علم الغيب عندك " ، وقد ذكر الحافظ أبو بكر بن العربي المالكي عن بعضهم أنه قال : لله تعالى ألف اسم ، قال ابن العربي : وهذا قليل فيها . والله أعلم . وأما تعيين هذه الأسماء فقد جاء في الترمذی وغيره في بعض أسمائه خلاف ، وقيل : إنها مخفية التعيين كالاسم الأعظم ، وليلة القدر ونظائرها . وأما قوله صلی اللہ علیہ وسلم : (من أحصاها دخل الجنة) فاختلفوا في المراد بإحصائها ، فقال البخاري وغيره من المحققين : معناه : حفظها ، وهذا هو الأظهر ؛ لأنه جاء مفسرا في الرواية الأخرى (من حفظها) وقيل : أحصاها : عدناها في الدعاء بها ، وقيل : أطاقتها أي : أحسن المراعاة لها ، والمحافظة على ما تقتضيه ، وصادق بمعانيها ، وقيل : معناه : العمل بها والطاعة بكل اسمها ، والإيمان بها لا يقتضى عملا ، وقال بعضهم : المراد حفظ القرآن وتلاوته كله ، لأنه مستوف لها ، وهو ضعيف والصحيح الأول (شرح النووي على مسلم) كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار ، باب في أسماء الله تعالى وفضل من أحصاها)

الْوَلِيُّ، الْحَمِيدُ، الْمُحْصِي، الْمُبْدِءُ، الْمُعِيدُ، الْمُحْيِي، الْمَمِيْتُ،
الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاحِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ،
الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخَّرُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِي، الْمُتَعَالِي،
الْبَرُّ، التَّوَابُ، الْمُنتَقِمُ، الْعَفُو، الرَّءُوفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُو الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ، الْمُفْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِي، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ،
النُّورُ، الْهَادِي، الْبَدِيعُ، الْبَاقِي، الْوَارِثُ، الرَّشِيدُ، الصَّبُورُ (ترمذی حدیث
نمبر ۳۴۲۹، ابواب الدعوات، باب ما جاء في عقد التسييح باليد، مستدرک حاکم

حدیث نمبر ۴۰) ۱

اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں اور ابو نعیم اصہبانی نے
”طرق حدیث اسماء الحسنی“ میں بھی ایک آدھ نام کے فرق کے ساتھ یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

(ملاحظہ ہو: شعب الایمان حدیث نمبر ۱۰۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۸۰۸،

طرق حدیث الاسماء الحسنی - أبو نعیم الاصبهانی ج ۱ ص ۱۰۱)

(۲)..... اور امام حاکم نے ایک روایت میں ننانوے نام یہ ذکر فرمائے ہیں:

۱ قَالَ أَبُو عِيسَى :

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ
صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ثِقَّةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرُّوَايَاتِ لَهُ إِسْنَادٌ
صَحِيحٌ ذَكَرَ الْأَسْمَاءَ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ هَذَا الْحَدِيثَ
بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ الْأَسْمَاءَ وَلَيْسَ
لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

وقال الحاكم:

" هَذَا حَدِيثٌ قَدْ خَرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ دُونَ ذِكْرِ الْأَسْمَاءِ فِيهِ،
وَالْعِلَّةُ فِيهِ عِنْدَهُمَا أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ تَفَرَّدَ بِسِيَاقَتِهِ بِطَوْلِهِ، وَذَكَرَ الْأَسْمَاءَ فِيهِ وَلَمْ
يَذْكُرْهَا غَيْرُهُ، وَلَيْسَ هَذَا بَعْلَةً فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ اخْتِلَافًا بَيْنَ أُمَّةِ الْحَدِيثِ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ
أَوْثَقُ وَأَحْفَظُ وَأَعْلَمُ وَأَجَلُّ مِنْ أَبِي الْيَمَانِ وَبِشْرِ بْنِ شُعَيْبٍ وَعَلِيِّ بْنِ عِيَّاشٍ وَأَقْرَانِهِمْ مِنْ
أَصْحَابِ شُعَيْبٍ، ثُمَّ نَظَرْنَا فَوَجَدْنَا الْحَدِيثَ قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُحْصِنِ، عَنْ أَبِي
السَّخْتِيَانِيِّ وَهَشَامِ بْنِ حَسَّانٍ جَمِيعًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَوْلِهِ (حوالہ بالا)

اللَّهُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْبَالِغُ، الرَّبُّ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلَامُ،
 الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيِّمُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ، الْمُصَوِّرُ،
 الْحَلِيمُ، الْعَلِيمُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْوَاسِعُ، اللَّطِيفُ،
 الْخَبِيرُ، الْحَنَّانُ، الْمَنَّانُ، الْبَدِيعُ، الْوَدُّودُ، الْغَفُورُ، الشَّكُورُ، الْمَجِيدُ،
 الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، النُّورُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْغَفَّارُ،
 الْوَهَّابُ، الْقَادِرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الْكَافِي، الْبَاقِي، الْوَكِيلُ، الْمَجِيدُ،
 الْمُغِيثُ، الدَّائِمُ، الْمُتَعَالِ، ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، الْمَوْلَى، النَّصِيرُ،
 الْحَقُّ، الْمُبِينُ، الْبَاعِثُ، الْمُجِيبُ، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ، الْجَمِيلُ،
 الصَّادِقُ، الْحَفِيزُ، الْكَبِيرُ، الْقَرِيبُ، الرَّقِيبُ، الْفَتَّاحُ، التَّوَّابُ، الْقَدِيمُ،
 الْوَتَرُ، الْفَاطِرُ، الرَّزَاقُ، الْعَلَامُ، الْعَلِيُّ، الْعَظِيمُ، الْغَنِيُّ، الْمَلِكُ،
 الْمُفْتَدِرُ، الْأَكْرَمُ، الرَّءُوفُ، الْمُدَبِّرُ، الْمَالِكُ، الْقَدِيرُ، الْهَادِي،
 الشَّاكِرُ، الرَّفِيعُ، الشَّهِيدُ، الْوَاحِدُ، ذُو الطُّولِ، ذُو الْمَعَارِجِ، ذُو
 الْفَضْلِ، الْخَالِقُ، الْكَفِيلُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر

۱ (۳۱)

(۳)..... اور ابن ماجہ کی روایت میں ننانوے نام اس طرح آئے ہیں:

اللَّهُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْخَالِقُ، الْبَارِءُ،
 الْمُصَوِّرُ، الْمَلِكُ، الْحَقُّ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيِّمُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ،
 الْمُتَكَبِّرُ، الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْعَلِيمُ،
 الْعَظِيمُ، الْبَارُ، الْمُتَعَالِ، الْجَلِيلُ، الْجَمِيلُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْقَادِرُ،

۱ قال الحاکم:

"هَذَا حَدِيثٌ مَحْفُوظٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي وَهْشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 مُخْتَصَرًا دُونَ ذِكْرِ الْأَسْمَاءِ الرَّائِدَةِ فِيهَا، كُلُّهَا فِي الْقُرْآنِ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْحُصَيْنِ
 التَّرْحَمَانِ ثِقَّةٌ، وَإِنْ لَمْ يَحْرَجَاهُ، وَإِنَّمَا جَعَلْتُهُ شَاهِدًا لِلْحَدِيثِ الْأَوَّلِ" (حواله بالا)

الْقَاهِرُ، الْعَلِيُّ، الْحَكِيمُ، الْقَرِيبُ، الْمَجِيبُ، الْغَنِيُّ، الْوَهَّابُ، الْوَدُودُ،
 الشُّكُورُ، الْمَاجِدُ، الْوَاجِدُ، الْوَالِيُّ، الرَّاشِدُ، الْعَفُوُّ، الْغَفُورُ، الْحَلِيمُ،
 الْكَرِيمُ، التَّوَّابُ، الرَّبُّ، الْمَجِيدُ، الْوَلِيُّ، الشَّهِيدُ، الْمُبِينُ، الْبُرْهَانُ،
 الرَّءُوفُ، الرَّحِيمُ، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، الْبَاعِثُ، الْوَارِثُ، الْقَوِيُّ، الشَّدِيدُ،
 الصَّارُ، النَّافِعُ، الْبَاقِي، الْوَاقِي، الْحَافِضُ، الرَّافِعُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ،
 الْمَعِزُّ، الْمُنْدِلُ، الْمُنْقِطُ، الرَّزَّاقُ، ذُو الْقُوَّةِ، الْمَتِينُ، الْقَائِمُ، الدَّائِمُ،
 الْحَافِظُ، الْوَكِيلُ، الْفَاطِرُ، السَّمِيعُ، الْمُعْطَى، الْمُحِيى، الْمُمِيتُ،
 الْمَنَاعُ، الْجَامِعُ، الْهَادِي، الْكَافِي، الْأَبْدُ، الْعَالِمُ، الصَّادِقُ، النُّورُ،
 الْمُنِيرُ، التَّامُّ، الْقَدِيمُ، الْوَتْرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ
 يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۸۵۱، کتاب الدعاء، باب اسماء اللہ

عزوجل)

(۴)..... اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید میں مذکور
 ننانوے نام اس طرح ذکر فرمائے:

فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَمْسَةٌ أَسْمَاءٍ: يَا اللَّهُ، يَا رَبُّ، يَا رَحْمَنُ، يَا رَحِيمُ،
 يَا مَلِكُ، وَفِي الْبُقْرَةِ سِتَّةٌ وَعِشْرُونَ اسْمًا: يَا مُحِيطُ، يَا قَدِيرُ، يَا
 عَلِيمُ، يَا حَكِيمُ، يَا تَوَّابُ، يَا بَصِيرُ، يَا وَاسِعُ، يَا بَدِيعُ، يَا سَمِيعُ، يَا
 كَافِي، يَا رءُوفُ، يَا شَاكِرُ، يَا إِلَهَ، يَا وَاحِدُ، يَا غَفُورُ، يَا حَلِيمُ، يَا
 قَابِضُ، يَا بَاسِطُ، يَا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، يَا حَيُّ، يَا قَيُّوْمُ، يَا عَلِيُّ، يَا عَظِيمُ،
 يَا وَلِيُّ، يَا غَنِيُّ، يَا حَمِيدُ، وَفِي آلِ عِمْرَانَ أَرْبَعَةٌ أَسْمَاءٍ: يَا قَائِمُ، يَا
 وَهَّابُ، يَا سَرِيعُ، يَا خَبِيرُ، وَفِي النِّسَاءِ سِتَّةٌ أَسْمَاءٍ: يَا رَقِيبُ، يَا
 حَسِيبُ، يَا شَهِيدُ، يَا غَفُورُ، يَا مُعِينُ، يَا وَكِيلُ، وَفِي الْأَنْعَامِ خَمْسَةٌ
 أَسْمَاءٍ: يَا فَاطِرُ، يَا قَاهِرُ، يَا قَادِرُ، يَا لَطِيفُ، يَا خَبِيرُ، وَفِي الْأَعْرَافِ

اِسْمَانِ : يَا مُحِيٍّ ، يَا مُمِيثٌ ، وَفِي الْأَنْفَالِ اِسْمَانِ : يَا نِعْمَ الْمَوْلَى ، وَيَا نِعْمَ النَّصِيرِ ، وَفِي هُوْدٍ سَبْعَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا حَفِيْظُ ، يَا قَرِيْبُ ، يَا مُجِيْبُ ، يَا قَوِيٌّ ، يَا مَجِيْدُ ، يَا وَدُوْدُ ، يَا فَعَالُ ، وَفِي الرَّعْدِ اِسْمَانِ : يَا كَبِيْرُ ، يَا مُتَعَالٍ ، وَفِي اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٌ : يَا مَنَّانُ ، وَفِي الْحَجْرِ اِسْمٌ : يَا خَلّاقُ ، وَفِي مَرْيَمَ اِسْمَانِ ، يَا صَادِقُ ، يَا وَارِثُ ، وَفِي الْحَجِّ اِسْمٌ : يَا بَاعِثُ ، وَفِي الْمُؤْمِنِيْنَ اِسْمٌ : يَا كَرِيْمُ ، وَفِي النُّوْرِ ثَلَاثَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا حَقُّ ، يَا مُبِيْنُ ، يَا نُوْرُ ، وَفِي الْفُرْقَانِ اِسْمٌ : يَا هَادِيٌّ ، وَفِي سَبَأِ اِسْمٌ : يَا فَسّاحُ ، وَفِي الْمُؤْمِنِ اَرْبَعَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا غَافِرُ ، يَا قَابِلُ ، يَا شَدِيْدُ ، يَا ذَا الطُّوْلِ ، وَفِي الذَّارِيَاتِ ثَلَاثَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا رَزّاقُ ، يَا ذَا الْقُوَّةِ ، يَا مَتِيْنُ ، وَفِي الطُّوْرِ اِسْمٌ : يَا بَرُّ ، وَفِي اِفْتِرَاتِ اِسْمٌ : يَا مُفْتَدِرُ ، وَفِي الرَّحْمَنِ ثَلَاثَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا بَاقِيٌّ ، يَا ذَا الْجَلالِ ، يَا ذَا الْاِكْرَامِ ، وَفِي الْحَدِيْدِ اَرْبَعَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا اَوَّلُ ، يَا اٰخِرُ ، يَا ظَاهرُ ، يَا باطِنُ ، وَفِي الْحَشْرِ عَشْرَةٌ اَسْمَاءٍ : يَا قُدُوْسُ ، يَا سَلامُ ، يَا مُؤْمِنُ ، يَا مُهَيْمِنُ ، يَا عَزِيْزُ ، يَا جَبّارُ ، يَا مُتَكَبِّرُ ، يَا خَالِقُ ، يَا بَارِءُ ، يَا مُصَوِّرُ ، وَفِي الْبُرُوْجِ اِسْمَانِ : يَا مُبْدِءُ ، يَا مُعِيْدُ ، وَفِي قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اِسْمَانِ : يَا اَحَدُ ، يَا صَمَدُ (فوائد تمام الرازی حدیث نمبر

(۵۶۸)

ترجمہ: سورہ فاتحہ میں پانچ نام یہ ہیں:

يَا اللهُ ، يَا رَبُّ ، يَا رَحْمَنُ ، يَا رَحِيْمُ ، يَا مَلِكُ

اور سورہ بقرہ میں چھبیس نام یہ ہیں:

يَا مُحِيْطُ ، يَا قَدِيْرُ ، يَا عَلِيْمُ ، يَا حَكِيْمُ ، يَا تَوَّابُ ، يَا بَصِيْرُ ، يَا وَاسِعُ ، يَا بَدِيْعُ ، يَا سَمِيْعُ ، يَا كَافِيٌّ ، يَا رِءُوفٌ ، يَا شَاكِرُ ، يَا اِلٰهٌ ، يَا وَاحِدُ ، يَا غَفُوْرُ ، يَا حَلِيْمُ ، يَا قَابِضُ ، يَا باسِطُ ، يَا لا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، يَا حَيُّ ، يَا قَيُّوْمُ ،

يَا عَلِيُّ ، يَا عَظِيمُ ، يَا وَلِيَّ ، يَا غَنِيَّ ، يَا حَمِيدُ .

اور سورہ آل عمران میں چار نام یہ ہیں:

يَا قَائِمُ ، يَا وَهَّابُ ، يَا سَرِيعُ ، يَا خَبِيرُ .

اور سورہ نساء میں چھ نام یہ ہیں:

يَا رَقِيبُ ، يَا حَسِيبُ ، يَا شَهِيدُ ، يَا عَفُورُ ، يَا مُعِينُ ، يَا وَكِيلُ .

اور سورہ انعام میں پانچ نام یہ ہیں:

يَا فَاطِرُ ، يَا قَاهِرُ ، يَا قَادِرُ ، يَا لَطِيفُ ، يَا خَبِيرُ .

اور سورہ اعراف میں دو نام یہ ہیں:

يَا مُحْيِيُ ، يَا مُمِيتُ .

اور سورہ انفال میں دو نام یہ ہیں:

يَا نِعَمَ الْمَوْلَى ، وَيَا نِعَمَ النَّصِيرِ .

اور سورہ ہود میں سات نام یہ ہیں:

يَا حَفِيفُ ، يَا قَرِيبُ ، يَا مُجِيبُ ، يَا قَوِيُّ ، يَا مَجِيدُ ، يَا وَدُودُ ، يَا فَعَّالُ .

اور سورہ رعد میں دو نام یہ ہیں:

يَا كَبِيرُ ، يَا مُتَعَالِ .

اور سورہ ابراہیم میں ایک نام یہ ہے:

يَا مَنَّانُ .

اور سورہ حجر میں ایک نام یہ ہے:

يَا خَلَّاقُ .

اور سورہ مریم میں دو نام یہ ہیں:

يَا صَادِقُ ، يَا وَارِثُ .

اور سورہ حج میں ایک نام یہ ہے:

يَا بَاعِثُ .

اور سورہ مؤمنون میں ایک نام یہ ہے:

يَا كَرِيمُ .

اور سورہ نور میں تین نام یہ ہیں:

يَا حَقُّ ، يَا مُبِينُ ، يَا نُورُ .

اور سورہ فرقان میں ایک نام یہ ہے:

يَا هَادِيُ .

اور سورہ سبأ میں ایک نام یہ ہے:

يَا فَتَّاحُ .

اور سورہ مؤمن میں چار نام یہ ہیں:

يَا غَافِرُ ، يَا قَابِلُ ، يَا شَدِيدُ ، يَا ذَا الطَّلُوقِ .

اور سورہ ذاریات میں تین نام یہ ہیں:

يَا رَزَّاقُ ، يَا ذَا الْقُوَّةِ ، يَا مَتِينُ .

اور سورہ طور میں ایک نام یہ ہے:

يَا بُرُّ .

اور سورہ قمر میں ایک نام یہ ہے:

يَا مُقْتَدِرُ .

اور سورہ رحمن میں تین نام یہ ہیں:

يَا بَاقِيُ ، يَا ذَا الْجَلَالِ ، يَا ذَا الْإِكْرَامِ .

اور سورہ حدید میں چار نام یہ ہیں:

يَا أَوَّلُ ، يَا آخِرُ ، يَا ظَاهِرُ ، يَا بَاطِنُ .

اور سورہ حشر میں دس نام یہ ہیں:

يَا قُدُّوسُ ، يَا سَلَامُ ، يَا مُؤْمِنُ ، يَا مُهَيِّمُنُ ، يَا عَزِيْزُ ، يَا جَبَّارُ ، يَا مُتَكَبِّرُ ،
يَا خَالِقُ ، يَا بَارِءُ ، يَا مُصَوِّرُ .

اور سورہ بروج میں دو نام یہ ہیں:

يَا مُبْدِئُ ، يَا مُعِيدُ .

اور سورہ اخلاص میں دو نام یہ ہیں:

يَا اَحَدُ ، يَا صَمَدُ .

(ترجمہ ختم)

اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید میں صرف یہی نانوںے نام آئے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ نانوںے نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔

مذکورہ روایات میں سے کوئی سے بھی نانوںے نام محفوظ کر لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ ۱

مسئلہ.....: اللہ تعالیٰ کے بعض اسمائے حسنیٰ تو ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً ”اللہ، رحمن، خالق، رزاق، قدوس، صمد، قیوم، باری، غفار“ وغیرہ۔ ایسے نام کسی غیر اللہ کے رکھنا، یا کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرنا ناجائز نہیں۔

اور بعض نام ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی ان کا اطلاق کسی اور حیثیت سے درست ہے، مثلاً ہادی، صادق، معین، وکیل، سلام، سراج، قابض، شاکر، واسع، حلیم، ولی، غنی، قائم، عظیم، علی، کبیر، رقیب، قادر، مبین، نور، شدید، قابل، مؤمن، کریم، سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، ملک، قریب، فوی، واجد، شہید، ودود، طاہر،

۱۔ من أخصی من أسماء الله تعالى تسعة وتسعين اسما دخل الجنة، سواء أخصها مما نقلنا في حديث الوليد بن مسلم أو مما نقلناه في حديث عبد العزيز بن الحصين، أو من سائر ما دل عليه الكتاب والسنة والله أعلم، وهذه الأسماء كلها في كتاب الله تعالى وفي سائر أحاديث رسول الله ﷺ نصاً أو دلالة ونحن نشير إلى مواضعها إن شاء الله تعالى في جماع أبواب معاني هذه الأسماء، ونضيف إليها ما لم يدخل في جملتها بمشيئة الله تعالى وحسن توفيقه (الاسماء والصفات للبيهقي تحت حديث رقم ۱۰)

رشید، علیم، کافی، باعث، جمیل، اکرم، مالک، کفیل، ملک، ماجد، راشد، سامع، راجع، باسط، قائم، ماع، معطی، جامع، عالم، متیر، تام، وغیرہ۔

مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس حیثیت سے ان ناموں کا اطلاق و استعمال ہوتا ہے، کسی دوسرے کے لئے اس حیثیت سے ان کا استعمال و اطلاق نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا علیم، جمیل، اکرم، مالک، کفیل، ملک، وغیرہ ہونا کامل اور ذاتی ہے، اور مخلوق کا ناقص و عطائی۔

لہذا اس دوسری قسم کے ناموں کا بھی کسی غیر اللہ پر اطلاق اس حیثیت سے جائز نہیں، جس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ ”ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ نام“ کے ذیل میں گزر چکا، البتہ دوسری حیثیت سے اطلاق جائز ہے۔

مسئلہ.....: لفظ ”خدا“ فارسی کا لفظ ہے، عربی کا لفظ نہیں ہے، لہذا اس کو قرآن و حدیث اور عربی زبان میں تلاش کرنے کے درپے ہونے کے کوئی معنی نہیں، اور فارسی میں خدا کا لفظ مالک اور صاحب کے معنی میں ہے، اور یہ دراصل ”خود“ اور ”آ“ سے مرکب ہے، جس کے معنی ہیں ”جو خود سے موجود ہو، کسی دوسرے کے پیدا کرنے اور وجود میں لانے سے وجود میں نہ آیا ہو“ اور یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور اسی وجہ سے لفظ خدا بغیر کسی قید کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر نہیں بولا جاتا (ملاحظہ ہو: غیاث اللغات)

لہذا لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ پر فارسی زبان کا لفظ ہونے کی حیثیت سے اطلاق کرنا درست ہے، اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اور اس پر بعض لوگوں کا اعتراض کرنا نام علمی کا باعث ہے۔

مسئلہ.....: اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کو (بحیثیت اللہ تعالیٰ کے نام ہونے کے) اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے، اور ذکر اور ورد و وظیفہ کے طور پر پڑھنا عبادت و ثواب اور جائز ہے، جبکہ کوئی فاسد غرض نہ ہو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کو بطور تقرب یعنی غیر اللہ کو راضی و خوش کرنے اور ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا عقیدہ رکھتے ہوئے اور غیر اللہ کے لئے بطور ورد و وظیفہ کے پڑھنا (بمعنی چپنا) درست نہیں۔

حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ (بخاری

حدیث نمبر ۲۵۱۷، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله تعالى من بعدی اسمه أحمد)

ترجمہ: میرے کئی نام ہیں، میرا نام محمد ہے، اور میرا نام احمد ہے، اور میرا نام ماحی ہے، کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتے ہیں، اور میرا نام حاشر ہے، لوگوں کو میرے پیچھے جمع کیا جائے گا، اور میرا نام عاقب ہے (ترجمہ ختم)

عاقب کے معنی بعد میں آنے والے کے آتے ہیں، اور اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ ایک حدیث کے آخر میں یہ وضاحت ہے:

وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۶۶، ابواب

الادب، باب ما جاء في أسماء النبي ﷺ، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر

۱۶۷۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۲۳۲۹)

ترجمہ: اور میرا نام عاقب ہے، کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ایک چھٹے نام کا اضافہ ہے، جو کہ خاتم ہے، اور اس سے مراد ”خاتم النبیین“ ہونا ہے۔ ۱

۱ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: أَتَخْصِي أَسْمَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، يُعَدُّهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، هِيَ بَيْتٌ: مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَخَاتَمٌ وَحَاشِرٌ وَعَاقِبٌ وَمَاحٍ، فَأَمَّا حَاشِرٌ فَبِيعْتُ مَعَ السَّاعَةِ (نَذِيرٌ لَكُمْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمَّی لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ أَسْمَاءً، مِنْهَا مَا حَفِظْنَا
وَمِنْهَا مَا لَمْ نَحْفَظْ، فَقَالَ "أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَالْمُقَفِيُّ وَالْحَاشِرُ
وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ" (مسند احمد حديث نمبر ۱۹۶۲۱، واللفظ له،
وحديث نمبر ۱۹۵۲۵، مصنف ابن ابی شيبه حديث نمبر ۳۲۳۵۱، المعجم

الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۶۱۲، وحديث نمبر ۱۶۱۵)

ترجمہ: ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ذکر فرمائے، جن میں سے
بعض ہمیں یاد رہے، اور بعض ہمیں یاد نہیں رہے، آپ نے فرمایا کہ میرا نام محمد ہے، اور
احمد ہے، اور مقفی ہے اور حاشر ہے، اور نبی التوبہ ہے، اور نبی الملحمۃ ہے (ترجمہ ختم)
اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں نبی الملحمۃ کے بجائے نبی الرحمہ ہے۔ ۱

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَالْحَاشِرُ،
وَالْمُقَفِيُّ، وَنَبِيُّ الْمَلَا حِمِّ" (مسند احمد حديث نمبر ۲۳۴۴۵، واللفظ له، شرح

السنة للبعثی، ج ۱۳ ص ۲۱۲، ۲۱۳) ۲

ترجمہ: میں محمد ہوں، احمد ہوں، نبی الرحمۃ ہوں، نبی التوبہ ہوں، حاشر ہوں، مقفی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)، وَأَمَّا عَاقِبُ فَإِنَّهُ عَقِبُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَمَّا مَا حِ فَإِنَّ اللَّهَ مَا حِ بِهِ سَيِّئَاتِ
مَنْ اتَّبَعَهُ" (مستدرک حاکم حديث نمبر ۷۸۲۸)
قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُضَرَّ جَاهُ "
وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري والمسلم.

۱ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا
مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِيُّ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (مسلم حديث نمبر
۶۲۵۴)

۲ قال الزين العراقي: وإسناده صحيح (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم
۲۷۰۱)

ہوں، نبی الملائم ہو (ترجمہ ختم)

اس روایت میں نبی الملائم کے بجائے نبی الملائم کے الفاظ ہیں، دونوں کے معنی میں کوئی فرق نہیں مقفی سے مراد آخری نبی ہونا ہے، اور نبی التوبہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے توبہ واستغفار اور رجوع کرنے والے ہیں۔

اور نبی الرحمة سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔ ۱
اور نبی ملحمہ یا نبی ملاحم سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ جہاد کا شوق رکھنے والے نبی ہیں، جو کہ مخلوق کی حق پر ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ۲

اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے یہ دو نام بھی مروی ہیں:

۱۔ والمقفی بكسر الفاء المشددة في جميع الأصول المصححة أى المتبع من قفا أثره إذا تبعه يعنى أنه آخر الأنبياء الآتى على أثرهم لا نبى بعده وقيل المتبع لآثارهم امتثالا لقوله تعالى فيهداهم اقتده الأنعام وفي معناه العاقب وفي بعض نسخ الشمائل بفتح الفاء المشددة لأنه قفى به قال الطيبي قيل هو على صيغة الفاعل وهو المولى الذاهب يقال قفى عليه أى ذهب به فكان المعنى هو آخر الأنبياء فإذا قفى فلا نبى بعده فمعنى المقفى والعاقب واحد لأنه تبع الأنبياء أو هو المقفى لأنه المتبع للنبين وكل شىء تبع شيئا فقد قفاه يقال هو يقفو أثر فلان أى يتبعه قال تعالى ثم قفينا على آثارهم برسلنا الحديد هذا أحد الوجهين والوجه الآخر أن يكون المقفى بفتح القاف ويكون مأخوذا من القفى والقفى الكريم والضيف والقفاوة البر واللفف فكانه سمي المقفى لكرمه وجوده وفضله والوجه الأول أحسن وأوضح أقول والظاهر أن هذا الوجه الثانى لا وجه له بل هو تصحيف لمخالفته أصول المشكاة والشمائل والشفاء والحاشر ونبى التوبة لأنه تواب كثير الرجوع إلى الله تعالى لقوله إني أستغفر الله في اليوم سبعين مرة أو مائة مرة أو لأنه قبل من أمته التوبة بمجرد الاستغفار بخلاف الأمم السالفة قال تعالى ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاؤوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيمًا النساء ولما كان هذا المعنى مختصا به سمي نبى التوبة ونبى الرحمة قال تعالى وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين الأنبياء وقال إنما أنا رحمة مهداة والرحمة العطف والرأفة والإشفاق لأنه بالمؤمنين رؤوف رحيم ولذا كانت أمته أمة مرحومة لأن النبى ما يرحم إلا من رحمة الله (مراقبة، كتاب الفضائل والشمائل، باب اسماء النبى وصفاته)

۲۔ (ونبى الملحمه) أى نبى الحرب وسمى به لحرصه على الجهاد ووجه كونه نبى الرحمة ونبى الحرب إن الله بعثه لهداية الخلق إلى الحق وأيده بمعجزات فمن أبى عذب بالقتال والاستئصال فهو نبى الملحمه التى بسببها عمت الرحمة وثبتت المرحمة (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۲۷۰۱)

الْمُتَوَكِّلُ ، الْمُخْتَارُ ۱

متوکل سے مراد اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے والے اور مختار سے مراد اللہ تعالیٰ کے

۱۔ أخبرنا أبو الحسين بن الفضل ، قال : حدثنا عبد الله بن جعفر ، قال : حدثنا يعقوب بن سفيان ، قال : حدثنا أبو عثمان ، قال : حدثنا عبد الله وهو ابن المبارك قال : أخبرنا إبراهيم بن إسحاق ، قال : حدثنا المسيب بن رافع ، قال : قال كعب : قال الله تعالى لمحمد ﷺ : عبدى سميتك المتوكل المختار (دلائل النبوة للبيهقى حديث نمبر ۶۶)

حدثنا أحمد بن يعقوب بن المهرجان ، حدثنا يوسف القاضي ، حدثنا محمد بن عبد الملك بن أبي الشوارب ، حدثنا أبو عوانة ، عن عبد الملك بن عمير ، عن رجل ، عن ذكوان ، عن كعب ح . وحدثنا محمد بن أحمد بن الحسن ، حدثنا بشر بن موسى ، حدثنا محمد بن إسحاق ، حدثنا شريك ، عن عاصم بن بهدلة ، عن أبي صالح ، حدثنا لوين ، حدثنا إسماعيل بن زكريا ، عن العلاء بن المسيب ، عن أبيه ، عن كعب ، قال : قال : محمد في التوراة مكتوب ، قال الله تعالى : محمد عبدى المتوكل المختار ، ليس بفظ ولا غليظ ، ولا صحاب في الأسواق ، ولا يجزى بالسبيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر ، مولده بمكة ، وهجرته بطيبة وملكه بالشام . و ذكر نحوه . (حلية الاولياء ج ۲ ص ۴۹ ، تحت ترجمة كعب الاحبار)

لموظر ہے کہ ایک روایت میں حضور ﷺ کا ”اخیر“ نام بھی مذکور ہے، گروہ روایت سند کے اعتبار سے مستند نہیں۔
عن ابن عباس قال قال رسول الله (ﷺ) سيد بنى دارا واتخذ مأدبة وبعث داعيا فالسيد الجبار والمأدبة القرآن والدار الجنة فالداعي أنا فأنا اسمى فى القرآن محمد وفى الإنجيل أحمد وفى التوراة أحميد وإنما سميت أحميد لأنى أحميد عن أمتى نار جهنم فأحبوا العرب بكل قلوبكم (تاريخ دمشق ج ۳ ص ۳۴ ، باب معرفة أسمائه وأنه خاتم رسل الله وأنبيائه)

"اسمى فى القرآن محمد وفى الإنجيل أحمد وفى التوراة أحميد لأنى أحميد أمتى فأحبوا العرب بكل قلوبكم "فيه إسحاق كذاب يضع عن سفينة (تذكرة الموضوعات لمحمد طاهر الفتنى ، باب فضل الرسول ﷺ وخصاله)

حديث اسمى فى القرآن محمد وفى الإنجيل أحمد وفى التوراة أحميد لأنى أحميد أمتى فأحبوا العرب بكل قلوبكم فى إسناده وضاع (الفوائد المجموعة ، ص ۳۲۶ ، باب فضائل النبى ﷺ)
(قلت) قد ناقض السيوطى فذكر هذا الحديث فى كتابه فى المعجزات والخصائص معزوا إلى تخريج ابن عدى وابن عساكر وقد ذكر فى أول كتابه المذكور أنه نزهه عن الأخبار الموضوعة والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة ، كتاب المناقب والمثالب ، باب ما يتعلق بالنبى ، الفصل الثالث)

خاص پسندیدہ ہونا ہے۔ ۱

مذکورہ احادیث و روایات سے حضور ﷺ کے یہ نام معلوم ہوئے:

مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ، أَلْمَاحِي، أَلْحَاشِرُ، خَاتَمُ، أَلْعَاقِبُ، أَلْمُقَفِّي، نَبِيُّ التَّوْبَةِ،
نَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ، نَبِيُّ الْمَلَا حِم، نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، أَلْمُتَوَكِّلُ، أَلْمُخْتَارُ.
اور اہل علم حضرات نے حضور ﷺ کے اور بھی کئی نام ذکر فرمائے ہیں، مثلاً:

الرَّسُولُ، أَلْمُرْسَلُ، النَّبِيُّ، أَلْأَمِيُّ، أَلشَّاهِدُ، أَلشَّهِيدُ، أَلْمُبَشِّرُ،
أَلْبَشِيرُ، أَلذِّبِيرُ، أَلْمُنْذِرُ، أَلْأَمِينُ، أَلصَّادِقُ، أَلْمُصَدِّقُ، أَلسِّرَاجُ، أَلْمُنِيرُ،
أَلْمَذْكِرُ، أَلْمُصْطَفَى، أَلشَّفِيعُ، أَلْمُشْفَعُ، أَلهَادِي، أَلدَّاعِي، أَلْأَمْرُ،
أَلنَّاهِي، أَلرَّءُوفُ، أَلرَّحِيمُ، أَلْعَبْدُ.

بعض حضرات نے حضور ﷺ کے ناموں کی تعداد سو سے بھی زائد ذکر کی ہے۔

مگر اہل علم حضرات کے ذکر کردہ ان ناموں میں سے اکثر نام حضور ﷺ کے اوصاف ہیں، اور ان پر آپ ﷺ کے ناموں کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے۔ ۲

بعض حضرات نے ”مزمل“ اور ”مدر“ کو بھی حضور ﷺ کے ناموں میں ذکر کیا ہے۔

مگر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ دونوں حضور ﷺ کے باقاعدہ نام نہیں ہیں، بلکہ حضور ﷺ کو

۱ وَأَمَّا الْمُتَوَكِّلُ : فَهُوَ الْمُتَلَقَى مَقَالِيدَ الْأُمُورِ إِلَى اللَّهِ عِلْمًا ، كَمَا قَالَ : (لَا أَحْصِي تَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَتَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ) ، وَعَمَلًا ، كَمَا قَالَ : (إِلَى مَنْ تَكَلَّنِي ؟ إِلَى بَعِيدٍ يَنْجِعُهُنِي ، أَوْ إِلَى عَدُوِّ مَلَكْتِهِ أَمْرِي) ؟ (احکام القرآن لابن العربی، الآیة الثالثة عشر من سورة الاحزاب)

۲ ومما وقع من أسمائه في القرآن بالإتفاق الشاهد المبشر النذير المبين الداعي إلى الله السراج المنير وفيه أيضا المذكر والرحمة والنعمة والهادى والشهيد والأمين والمزمل والمدر وتقدم في حديث عبد الله بن عمرو بن العاص المتوكل ومن أسمائه المشهورة المختار والمصطفى والشفيع المشفع والصادق المصدق وغير ذلك قال بن دحية في تصنيف له مفرد في الأسماء النبوية قال بعضهم أسماء النبي صلى الله عليه وسلم عدد أسماء الله الحسنى تسعة وتسعون اسما قال ولو بحث عنها باحث لبلغت ثلاثمائة اسم وذكر في تصنيفه المذكور أماكنها من القرآن والأخبار وضبط أفاظها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس وقت ان الفاظ سے خطاب کیا گیا، اس وقت کی مخصوص حالت ہے۔ ۱
 اور بعض حضرات نے ”ط“ اور ”یس“ کو بھی حضور ﷺ کے ناموں میں ذکر کیا ہے۔
 لیکن بعض حضرات نے فرمایا کہ ”ط“ اور ”یس“ دراصل الَمْ، الرّ، طه، طس، ص، ق،
 ن، حم، طسم، عسق، وغیرہ کی طرح حروف مقطعات میں سے ہیں، جن کے حقیقی معنی اللہ
 تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ ۲

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

و شرح معانیہا و استطراد کعادته إلى فوائد كثيرة و غالب الأسماء التي ذكرها و وصف بها
 النبي صلى الله عليه و سلم و لم يرد الكثير منها على سبيل التسمية مثل عدّه اللبنة بفتح
 اللام و كسر الموحدة ثم النون في أسمائه للحديث المذكور في الباب بعده (فتح الباري
 لابن حجر، باب ما جاء في أسماء رسول الله صلى الله عليه و سلم)
 قلت: و بعض هذه المذكورات صفات، في إطلاقهم الأسماء عليها مجاز (تهذيب
 الاسماء و اللغات للنووي، باب الترجمة النبوية الشريفة)

۱ الثالثة - قال السهيلي: ليس المزمّل باسم من أسماء النبي ﷺ، و لم يعرف به كما
 ذهب إليه بعض الناس و عدوه في أسمائه عليه السلام، و إنما المزمّل اسم مشتق من
 حالته التي كان عليها حين الخطاب، و كذلك المدثر. و في خطابه بهذا الاسم فاندتان:
 إحداهما الملاحظة، فإن العرب إذا قصدت ملاحظة المخاطب و ترك المعاتبة سموه
 باسم مشتق من حالته التي هو عليها، كقول النبي ﷺ لعلي حين غاضب فاطمة رضی
 الله عنهما، فأتاه و هو نائم و قد لصق بجنبه التراب فقال له: (قم يا أبا تراب) إشعاراً له أنه
 غير عاتب عليه، و ملاحظة له. (تفسير القرطبي ج ۱ ص ۳۴)

اگر یہ خطاب ملاحظت ہے، تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو یہ خطاب ملاحظت زیب ہوگا، مگر بندوں کی طرف
 سے زیب نہ ہوگا، الاحکام عن القرآن عند التلاوة۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ (یس) اللہ اعلم بمراده به (تفسير الجلالين، تحت آیت ۱ من سورة يس)

اور بعض مفسرین نے جو اس کی دوسری مرادیں بیان کی ہیں، وہ زیادہ تر اجتہاد نوعیت کی ہیں، جن کو تفسیر کے بجائے نکات
 سے تعبیر کرنا زیادہ موزون ہے، جن میں یس سے اللہ تعالیٰ کا نام ہونے کی مراد بھی ہے، اور اس مراد کی بناء پر کسی انسان کا
 یس نام رکھنا ممنوع ہوگا۔

و إنما منع مالك من التسمية ب "يسين"، لأنه اسم من أسماء اللاه يدرى معناه،
 فربما كان معناه ينفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد. (تفسير القرطبي
 ج ۱ ص ۵۲، تحت آیت ۱ من سورة يس)

(یس) الكلام فيه كالكلام في (الم) (البقرة) و نحوه من الحروف المقطعة في
 أوائل السور إعراباً و معنى عند كثير. و أخرج ابن أبي شيبة. و عبد بن حميد. و ابن

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور کسی صحیح اور مستند حدیث سے طہ اور یس کے بارے میں حضور ﷺ کا نام ہونا ثابت نہیں۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

جریر . وابن المنذر . وابن ابی حاتم من طرق عن ابن عباس أنه قال :يس يا انسان . وفي رواية أخرى عنه زيادة بالحشية . وفي أخرى عنه أيضاً في لغة طى (روح المعاني ، تحت آيت امن سورة يس)
 قد تقدم الكلام على الحروف المقطعة في أول "سورة البقرة " ، ورؤى عن ابن عباس وعكرمة ، والضحاك ، والحسن وسفيان بن عُيَيْنَةَ أن "يس "بمعنى :يا انسان .
 وقال سعيد بن جبیر :هو كذلك في لغة الحبشة . وقال مالك ، عن زيد بن أسلم :هو اسم من أسماء الله تعالى (تفسير ابن كثير ، تحت آيت امن سورة يس)
 اختلف أهل التأويل في تأويل قوله (يس) ؛ فقال بعضهم :هو قسم أقسم الله به ، وهو من أسماء الله * . ذكر من قال ذلك :حدثني علي قال : ثنا أبو صالح ، قال : ثني معاوية ، عن علي ، عن ابن عباس ، قوله (يس) قال : فإنه قسم أقسمه الله ، وهو من أسماء الله .
 وقال آخرون :معناه :يا رجل ذكر من قال ذلك :حدثنا ابن حميد ، قال : ثنا أبو تيميلة ، قال : ثنا الحسين بن واقد ، عن يزيد ، عن عكرمة ، عن ابن عباس ، في قوله (يس) قال :يا إنسان بالحشية . حدثنا ابن المثنى قال : ثنا محمد بن جعفر ، قال : ثنا شعبة ، عن شريقي ، قال : سمعت عكرمة يقول :تفسير (يس) : يا إنسان . وقال آخرون :هو مفتاح كلام افتتح الله به كلامه * . ذكر من قال ذلك :حدثنا ابن بشار ، قال : ثنا مؤمل ، قال : ثنا سفيان ، عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال (يس) مفتاح كلام افتتح الله به كلامه .
 وقال آخرون :بل هو اسم من أسماء القرآن * . ذكر من قال ذلك :حدثنا بشر ، قال : ثنا يزيد ، قال : ثنا سعيد ، عن قتادة ، قوله (يس) قال : كل هجاء في القرآن اسم من أسماء القرآن . قال أبو جعفر ، وقد بينا القول فيما مضى في نظائر ذلك من حروف الهجاء بما أغنى عن إعادته وتكريره في هذا الموضع (تفسير طبري ، تحت آيت امن سورة يس)
 ۱ . ومما يمنع منه التسمية بأسماء القرآن وسوره مثل طه ويس وحم وقد نص مالك على كراهة التسمية ب يس ذكره السهلي وأما يذكره العوام أن يس وطه من أسماء النبي ﷺ فغير صحيح ليس ذلك في حديث صحيح ولا حسن ولا مرسل ولا أثر عن صاحب وإنما هذه الحروف مثل الم وحم والر ونحوها (تحفة المودود بأحكام المولود ص ۸۸)
 اور جو اس سلسلہ میں روایات وارد ہیں ، وہ مرفوع درجہ کی نہیں ، جبکہ سنداً بھی ضعیف ہیں ۔

وأخبرنا أبو القاسم بن السمرقندی أنا أبو القاسم بن مسعدة الجرجاني . أنبأنا حمزة بن يوسف السهمي أنبأنا أبو أحمد عبد الله بن عدی . أنبأنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز أنبأنا عبد الله بن عمر أنبأنا أبو يحيى التيمي أنبأنا سيف بن وهيب عن أبي الطفيل قال قال رسول الله (ﷺ) إن لى عند ربى عشرة أسماء قال أبو الطفيل قد حفظت منها ثمانية محمد وأحمد وأبو القاسم والفاتح والخاتم والمأحى فالعاقب والحاشر قال أبو يحيى وزعم سيف أن أبا جعفر قال له إن الاسمين الباقيين يس وطه (تاريخ دمشق ، باب معرفة أسمائه وأنه خاتم رسل الله وأنبيائه)

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

البتہ اگر کوئی حروف مقطعات (یعنی یس) کے بجائے ”یاسین“ نام رکھے، تو اس میں حرج نہیں۔ ۱

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الکامل لابن عدی، اور الشریعہ لآ جری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔
مگر اولاً تو اس روایت کی سند محمد شین کے نزدیک ضعیف ہے، اور ثانیاً اس میں ”طہ“ اور ”یس“ کا حضور ﷺ کے نام ہونا مرفوعاً مذکور نہیں، اور تیسرے وہ ذکر بھی ”زعم سیف“ جیسے کمزور الفاظ کے ساتھ ہے۔

حدیث: ان لی عند ربی عز وجل عشرة أسماء، وأنا محمد، وأنا أحمد، وأنا الماحی
الذی یمحو اللہ بی الکفر، وأنا العاقب الذی لیس بعدی أحد، وأنا الحاشر الذی یحشر
اللہ الخلائق معی علی قدمی، وأنا رسول الرحمة، ورسول التوبة، ورسول الملاحم،
وأنا المقفی قفیت النبیین عامة، وأنا قثم، والقثم الكامل الجامع. رواه أبو البختری
وهب بن وهب: عن جعفر بن محمد، عن أبيه، وهشام بن عروة، عن عائشة
وعن محمد بن أبي ذئب، عن المقبري، وعن ابن شهاب وابن أخي الزهري، عن
عمه، وعبد الملك بن عبد العزيز، وعن يخبیره، عن علي بن أبي طالب. ومحمد بن
أبي حميد، عن محمد بن المنكدر، عن جابر، قالوا: قال رسول الله (. قال ابن عدی
: وهذه الأحاديث بواطيل. وأبو البختري جسور من جملة الكذابين الذین یضون
الحدیث. وكان یجمع فی كل حدیث أسانید من جساته. ورواه سيف بن وهب -
وذكر فی الأسماء: طه، ويسين -عن أبي الطفيل. وسيف ضعفه يحيى بن سعيد
القطان، وأحمد بن حنبل (ذخيرة الحفاظ تحت حدیث رقم ۱۹۹۶)
مذکورہ عبادت سے ”قثم“ اور ”قثم“ کے حضور ﷺ کے نام ہونے کی روایت کا باطل ہونا بھی معلوم ہو گیا۔
اور قاضی عیاض نے شفا میں یہ نقل کیا ہے:

وروی النقاش عنه صلی اللہ علیہ وسلم: لی فی القرآن سبعة أسماء: محمد وأحمد ویس وطه والمدثر
والمزمل وعبد الله (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، ج ۱ ص ۲۳۲)
مگر اس کی سند تلاش کے باوجود نہیں مل سکی۔

اور محمد بن حنفیہ سے مروی ہے:

یس قال: محمد صلی اللہ علیہ وسلم (دلائل النبوة للبيهقي حدیث نمبر ۶۳)
مگر اولاً تو اس کی سند بھی ضعیف ہے، اور ثانیاً یہ مرفوع نہیں، اور ثالثاً یہ اس تفسیر پر مبنی ہے، جس کے مطابق یس سے ”یا ایہا
الانسان“ مراد ہے، اور انسان سے حضور ﷺ مراد ہیں، گویا کہ یہ ”یا ایہا الانسان“ کا مخفف ہے، اور اس قسم کی مختلف تفسیر
کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کہ وہ نکات کا درجہ رکھتی ہیں، نہ کہ اصل تفسیر کا۔

۱ وانما منع مالک من التسمية ب "يسين"، لأنه اسم من أسماء الله لا يدري معناه،
فر بما كان معناه ينفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد. فإن قيل فقد قال الله تعالى:
"سلام على إلی ياسين" قلنا: ذلك مكتوب بهجاء فتحوز التسمية به، وهذا الذي
ليس بمتهجى هو الذي تكلم مالک عليه، لما فيه من الإشكال، والله أعلم (تفسیر
القرطبي ج ۵ ص ۴، تحت آیت ۱ من سورة یس)

بہر حال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ کسی انسان کا طہ اور یس نام رکھنے سے پرہیز کیا جائے۔ ۱
 مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نام مستند احادیث سے چند ثابت ہیں، اور باقی نام
 اہل علم حضرات نے قرآن اور احادیث و روایات میں مذکور حضور ﷺ کے اوصاف کو پیش نظر رکھ
 کر ذکر فرمائے ہیں، جن میں سے اکثر آپ ﷺ کے اوصاف ہیں، حقیقی نام نہیں ہیں، اور ان کو
 نام صرف مجازی طور پر کہا جاتا ہے، جبکہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کردہ بعض نام اختلافی ہیں،
 اور بعض نام کسی مستند حدیث و روایت سے ثابت نہیں۔

اور آج کل اکثر عوام اس قسم کے ناموں کو آپ ﷺ کے حقیقی نام کا درجہ دیتے ہیں، اور اکثر عوام،
 بلکہ بہت سے خواص بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرح حضور ﷺ کے
 اسمائے مبارکہ کا ننانوے ہونا احادیث سے ثابت ہے، اور مزید براں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں
 کو محفوظ کر کے جنت میں داخل ہونے کی فضیلت ہے، اور اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسمائے
 حسنیٰ کے ساتھ ۹۹ کی تعداد میں حضور ﷺ کے نام شائع کرتے اور ان کا ورد کرتے ہیں۔

جبکہ اس قسم کا عقیدہ و نظریہ رکھنا درست نہیں، اور غلو و حد سے تجاوز ہے، ہر نام کو اس کے درجہ و شان پر
 رکھنا ضروری ہے۔

۱ قال السهيلي: قال بعض المتكلمين في معاني القرآن آل ياسين آل محمد عليه
 السلام، ونزع إلى قول من قال في تفسير "يس" "يا محمد.
 وهذا القول يبطل من وجوه كثيرة: أحدها: أن سياقة الكلام في قصة إلياسين يلزم أن
 تكون كما هي في قصة إبراهيم ونوح وموسى وهارون وأن التسليم راجع عليهم، ولا
 معنى للخروج عن مقصود الكلام لقول قيل في تلك الآية الأخرى مع ضعف ذلك
 القول أيضا، فإن "يس" و"حم" و"و" "الم" ونحو ذلك القول فيها واحد، إنما هي
 حروف مقطعة، إما مأخوذة من أسماء الله تعالى كما قال ابن عباس، وإما من صفات
 القرآن، وإما كما قال الشعبي: لله في كل كتاب سر، وسره في القرآن فواتح القرآن.
 وأيضا فإن رسول الله ﷺ قال: "لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءَ" ولم يذكر فيها "يس". وأيضا
 فإن "يس" جاءت التلاوة فيها بالسكون والوقف، ولو كان اسما للنبي صلى ﷺ
 لقال: "يسن" بالضم، كما قال تعالى: "يوسف أيها الصديق" (يوسف 46:)، وإذا
 بطل هذا القول لما ذكرناه، ف"إلياسين" هو إلياس المذكور وعليه وقع
 التسليم. (تفسير القرطبي ج ۱۵ ص ۱۲۰، تحت سورة الصافات)

ناموں سے متعلق متفرق مسائل و احکام

مسئلہ.....: نام کے اچھا اور برا ہونے کا زندگی اور اعمال پر گہرا اثر پڑتا ہے، اس لئے بچے کا نام اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور نام کے اچھا ہونے کی بنیاد کسی کو صرف پسند آجانا نہیں ہے، بلکہ اچھا ہونے کی بنیاد شریعت کی نظر میں اس نام کا اچھا ہونا ہے۔ ۱

مسئلہ.....: بعض حضرات نے فرمایا کہ بچے کا نام کسی نیک صالح انسان سے تجویز کرانا مستحب ہے، تاکہ شرعی ہدایات کا لحاظ بہتر طریقہ پر ہو۔

اور اگر کوئی خود سے شرعی ہدایات کے مطابق نام تجویز کر لے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔

لیکن اگر خود سے پسند کرنے کے بعد کسی نیک صالح انسان سے بھی اس کے بارے میں مشورہ کر لے، تو زیادہ بہتر ہے۔ ۲

مسئلہ.....: عبداللہ اور عبدالرحمن نام رکھنا مستحب ہے، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ عبدالگا کر نام رکھنا بھی مستحب ہے، مثلاً عبدالغفار، عبدالحالقی، عبدالرب، عبدالباری، عبدالستار وغیرہ۔ نیز انبیائے کرام اور صحابہ کرام اور بطور خاص جلیل القدر اور مشہور صحابہ کرام کے نام رکھنا بھی مستحب و افضل ہے۔

اور اسی طرح وہ نام جو انسان کی حالت اور اس کی شان کے مطابق ہوں، مثلاً حارث، ہمام، سعید وغیرہ بھی بہتر ناموں میں داخل ہیں۔

اس کے علاوہ ہر وہ نام رکھنا جائز ہے، جس میں شریعت کے بتلائے ہوئے کسی اصول کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو۔

۱۔ يستحب تحسين الاسم (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۴۳۶)

۲۔ ومنها استحباب تفضيخ تسميته إلى صالح فيختار له اسما يرضيه (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود الخ)

مسئلہ.....: نام رکھنے میں اس کا لحاظ بہتر ہے کہ ان کے معنی میں عاجزی اور مسکنت پائی جاتی ہو، کیونکہ عبدیت کے معنی بندگی اور عاجزی کے ہیں، اور اسی وجہ سے عبدیت والے نام پسندیدہ و افضل ہیں۔

اور اس کے برعکس جن ناموں میں تکبر یا اس کا شائبہ و آمیزش پائی جاتی ہو، ان سے بچنا چاہئے۔
مسئلہ.....: انبیائے کرام کے ناموں کے معنی سے زیادہ ان کی انبیائے کرام کی طرف نسبت کی اہمیت ہے، اس لئے اگر کسی نبی کے نام کے معنی معلوم نہ ہوں، یا معلوم ہوں، مگر معنی میں کوئی ظاہری خوبی معلوم نہ ہوتی ہو، تب بھی یہ نام مستحب ہیں۔

اسی طرح جلیل القدر صحابہ کرام کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، کہ وہ بھی مستحب یا کم از کم جائز ہیں۔
البتہ جن ناموں کو حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا، یا ان کو تبدیل فرمادیا، ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔
مسئلہ.....: حضور ﷺ نے یہ نام بھی بعض صحابہ کرام و صحابیات کے لئے تجویز فرمائے ہیں:

منبث، منزر، مطیع، جمیلہ، زرعة، ہشام، مسلم، عتبہ، بشیر، ابیض، حسن، حسین، محسن، زینب، جویریہ، وغیرہ۔

لہذا یہ نام بھی مستحب و افضل ہیں۔

مسئلہ.....: فرشتوں کے وہ نام جو فرشتوں کا خاص شعار سمجھے جاتے ہیں، جیسے جبریل، عزرائیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ، یہ نام انسانوں کے لئے رکھنا منع ہے۔

اور اسی وجہ سے خیر القرون، صحابہ کرام و تابعین عظام کے دور میں اس طرح فرشتوں کے نام رکھنے کا ذکر نہیں ملتا۔ ۱

۱ ویکرہ التسمی بأسماء الملائكة مثل جبریل ومیکائیل، لأن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قد کره ذلك، ولم یأتنا عن أحد من الصحابة ولا التابعین أنه سمی ولدا له باسم أحد منهم، هذا قول حمید بن زنجویة. (شرح السنة للبغوی ج ۲ ص ۳۳۶)
ومنہا كأسماء الملائكة كجبرائیل ومیکائیل وإسرافیل فإنه یکره تسمیة الادمیین بها قال أشهب سئل مالک عن التسمی بجبریل فکره ذلك ولم یعجبہ وقال القاضی عیاض قد استظهر بعض العلماء التسمی بأسماء الملائكة وهو قول الحارث بن مسکین قال وکره مالک التسمی بجبریل ویاسین وأباح ذلك غیره قال عبد الرزاق فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ.....: قرآن مجید میں جو حروفِ مقطعات آئے ہیں، یعنی جو حروف الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں، مثلاً:

الْم، الرَّ، طه، طس، ص، ق، ن، حم، طسم، عسق، المر،
المص، گھیلعص، وغیرہ

ان کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں، اس لئے ان ناموں کے رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور طہ اور یس کے بارے میں اگرچہ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ہیں۔

لیکن بعض اہل علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ بھی دوسرے حروفِ مقطعات کی طرح سے ہیں، لہذا جس طرح دوسرے حروفِ مقطعات والے نام رکھنا منع ہیں، اسی طرح یہ نام رکھنا بھی منع ہیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ یہ نام رکھنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔

البتہ اگر کوئی حروفِ مقطعات کے بجائے ”یاسین“ نام رکھے، تو اس میں حرج نہیں۔ ۱

مسئلہ.....: جب نام اسلامی ہدایات کے مطابق رکھا جائے، تو تنہا مفرد نام رکھنا بھی درست ہے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجامع عن معمر قال قلت لحمد بن أبي سليمان كيف تقول في رجل تسمى بجبريل وميكائيل فقال لا بأس به قال البخاري في تاريخه قال أحمد بن الحارث حدثنا أبو قتادة الشامي ليس بالحرائي مات سنة أربع وستين ومائة حدثنا عبد الله بن جراد قال صحبني رجل من مزينة فأتى النبي ﷺ وأنا معه فقال يا رسول الله ﷺ ولد لي مولود فما خير الأسماء قال إن خير الأسماء لكم الحارث وهمام ونعم الاسم عبد الله وعبد الرحمن وتسموا بأسماء الأنبياء ولا تسموا بأسماء الملائكة قال وباسمك قال وباسمي ولا تكنوا بكينيتي وقال البيهقي قال البخاري في غير هذه الرواية في إسناده نظر (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۳)

۱۔ ومما يمنع منه التسمية بأسماء القرآن وسوره مثل طه ويس وحم وقد نص مالك على كراهة التسمية بيس ذكره السهلي وأما يذكره العوام أن يس وطه من أسماء النبي ﷺ فغير صحيح ليس ذلك في حديث صحيح ولا حسن ولا مرسل ولا أثر عن صاحب وإنما هذه الحروف مثل الم وحم والر ونحوها (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۸)

﴿ بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اس کے ساتھ محمد یا احمد وغیرہ ملا نا ضروری نہیں۔

لیکن اگر ملا لیا جائے، تو کوئی گناہ بھی نہیں، بلکہ اگر مسلمان ہونے کی ترجمانی یا حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنے اور آپ کے امتی و تبع ہونے کی نسبت ظاہر کرنے کے لئے ہو تو فضیلت سے خالی نہیں۔
مسئلہ.....: بچیوں کا نام بھی مفرد یعنی بغیر کسی دوسرے لفظ کے ملائے بغیر رکھنا درست ہے، اور والد کی طرف بنت یا دختر سے یا شوہر کی طرف زوجہ سے، یا اولاد کی طرف اُم سے نسبت کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ.....: اگر بچہ نام رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا نام رکھنا مستحب ہے۔ ۱

بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کرنے سے پہلے اس کا نام رکھ دیا جائے۔ ۲
مسئلہ.....: جو بچہ مُردہ پیدا ہو، تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا بھی نام رکھ دینا چاہئے، اس لئے اگر نام رکھ دیا جائے، تو اچھا ہے، اور نہ رکھا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ ۳

مسئلہ.....: اگر کسی انسان کے ایک سے زیادہ نام ہوں، تو اس کو اچھے نام سے پکارنا بہتر ہے۔
چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وإنما منع مالك من التسمية بـ "يسين"، لأنه اسم من أسماء الله لا يدرى معناه، فرما كان معناه ينفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد. فإن قيل فقد قال الله تعالى: "سلام على إيل ياسين" (الصفات 130): قلنا: ذلك مكتوب بهجاء فتجوز التسمية به، وهذا الذي ليس بمتهجى هو الذي تكلم مالك عليه، لما فيه من الإشكال، والله أعلم (تفسير القرطبي ج ۵ ص ۴، تحت آيت ۱ من سورة يس)

۱ (الثانية) قال أصحابنا لو مات المولود قبل تسميته استحب تسميته قال البغوي وغيره يستحب تسمية السقط لحديث ورد فيه (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۴۳۵)

۲ وروى إذا ولد لأحدهم ولد فمات، فلا يدفنه حتى يسميه إن كان ذكراً باسم الذكر، وإن كان أنثى فباسم أنثى، وإن كان لم يعرف فباسم يصلح لهما (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)

۳ من وُلِدَ مَيْتًا لَا يُسْمَى عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى (الفتاوى الهندية، الباب الثاني والعشرون، كتاب الكراهية)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلَ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ وَأَحَبِّ كُنَاهُ". (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۳۴۱۹) لے
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ وہ آدمی کو اس کے پسندیدہ نام سے اور
پسندیدہ کنیت سے پکاریں (ترجمہ ختم)

مسئلہ.....: ایک سے زیادہ نام رکھنا بھی جائز ہے، اور نام کے ساتھ کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

(کنیت کا ذکر بعد میں آتا ہے)

مسئلہ.....: اتفاقاً نام کو کسی قدر مختصر کر کے پکارنا، مثلاً عائشہ کو عائش، کہنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے
نام والے کو تکلیف و ناگواری نہ ہو، اور معنی میں بگاڑ و فساد پیدا نہ ہو۔

اور یہ بھی لحاظ کیا جائے کہ یہ اصل نام پر غالب نہ آجائے، بلکہ اتفاقاً ایسا کیا جائے۔

اور آج کل عوام میں جو بلا قید و بند آزادانہ اختصار کر کے نام پکارنے کا طریقہ چل چکا ہے، وہ نام
کے اختصار کے بجائے نام کے بگاڑ میں داخل ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ۲

مسئلہ.....: اولاد اور شاگرد، مرید اور بیوی کے لئے بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت اپنے والد، اپنے
استاد، اپنے شیخ، اور اپنے شوہر کا نام نہ لے، بلکہ کسی ادب والے لقب سے پکارے، مثلاً والد کو
اباجان، استاد کو استاد صاحب، شیخ کو شیخ صاحب یا حضرت صاحب، اور شوہر کو میاں صاحب وغیرہ
جیسے ادب والے القاب سے پکارنا اور مخاطب کرنا بہتر ہے۔

لیکن ادب و احترام اور شریعت و تہذیب اسلامی ہونی چاہئے۔

آج کل بعض غیر اسلامی اور فیشی نام مشہور ہو گئے، مثلاً ڈیڈی، پایا، انکل وغیرہ، ان سے پرہیز کرنا

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۵۶، باب دعاء الرجل بأحب أسمائه إلیه)

۲۔ اتفقوا علی جواز ترخیم الاسم المنتقص إذا لم يتأذى بذلك صاحبه ثبت أن

رسول اللہ ﷺ (رخم أسماء جماعة من الصحابة فقال لابی هريرة يا أباهر ولعائشة يا

عائش ولانجشة يانجش) (المجموع شرح المذهب للنووی ج ۸ ص ۴۴۲)

ملفوظ رہے کہ ”عائش“ اور ”جش“ ”جش“ بھی مکمل نام ہیں، اس لئے حضور ﷺ کی مذکورہ ترخیم سے فساد معنی والی ترخیم کا
جواز ثابت نہیں ہوتا۔

چاہئے، اور ان کو ادب و تہذیب نہیں سمجھنا چاہئے۔ ۱
مسئلہ.....: لڑکی کو شادی سے پہلے دختر فلان، اور شادی کے بعد زوجہ فلان، اور اولاد کے بعد ام فلان کے نام سے پکارنے اور ذکر کرنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ.....: جس کا نام معلوم نہ ہو، اور اس کو پکارنے کی ضرورت پیش آئے، تو مناسب یہ ہے کہ اس کو ایسے الفاظ سے پکارے، جس سے اسے تکلیف نہ ہو، مثلاً اے بھائی، یا اے عبداللہ وغیرہ۔ ۲
مسئلہ.....: بعض گھرانوں میں والدہ کو باجی یا بھابھی، اور والد کو بھائی کہہ کر پکارا جاتا ہے، اور یہی نسبت مشہور ہو جاتی ہے، جو کہ غلط طریقہ ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مسئلہ.....: اپنے ماتحت مثلاً اولاد، شاگرد، اور مرید کو تنبیہ اور اصلاح کی غرض سے کسی برے نام مثلاً جانور، گدھے، جنگلی کبوتر، ذلیل وغیرہ سے پکارنے کی گنجائش ہے، جبکہ اس کو صرف تنبیہ

۱۔ يُكْرَهُ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلَ أَبَاهُ وَالْمَرْأَةَ زَوْجَهَا بِاسْمِهِ كَذَا فِي السَّرَاجِيَةِ (الفتاوى الهندية، الباب الثانی وَالْعَشْرُونَ، كِتَابُ الْكُرَاهِيَةِ)

(التاسعة) يستحب للولد والتلميذ والعلام أن لا يسمي أباه ومعلمه وسيداه باسمه روينا في كتاب ابن السني عن أبي هريرة عن النبي ﷺ (راى رجلا معه غلام فقال للغلام من هذا قال أبى قال لا تمشى أمامه ولا تستسب له ولا تجلس قبله ولا تدعه باسمه) ومعنى لا تستسب له أى لا تفعل فعلا تعرض فيه لان يسبك عليه أبوك زجرا وتأديبا * وعن عبد الله بن زحر -يفتح الزاى واسكان الحاء المهملة -قال (يقال من العقوق أن تسمى أباك وأن تمشى أمامه) (المجموع شرح المهذب للنووى ج ۸ ص ۴۴۲)

۲ (العاشره) إذا لم يعرف اسم من يناديه ناداه بعبارة لا يتأذى بها كذا أخی یا فقیر یا فقیه یا صاحب الثوب الفلانی ونحو ذلك وفى سنن أبى داود أن النبى ﷺ قال لرجل یمشى بین القبور (یا صاحب السبتین ویحک الق سبتیتیک) وقد سبق بیان هذا الحدیث فى کتاب الجنائز فى زیارة القبور * وفى کتاب ابن السنی أن النبى ﷺ (كان إذا لم یحفظ اسم الرجل قال یا ابن عبد الله) (المجموع شرح المهذب للنووى ج ۸ ص ۴۴۲)

حضرت یزید بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كنت عند النبى صلى الله عليه و سلم فكان إذا لم يحفظ اسم الرجل قال يا عبد الله (المعجم الاوسط للطبرانى حديث نمبر ۳۴۳۶، واللفظ له، المعجم الصغير للطبرانى حديث نمبر ۳۶۰، عمل اليوم والليلة لابن السني حديث نمبر ۳۹۸)
ترجمہ: میں نبی ﷺ کے پاس تھا، پس جب نبی ﷺ کو کسی آدمی کا نام یاد نہ ہوتا تھا، تو اس کو عبداللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

و اصلاح وغیرہ کی ضرورت تک محدود رکھا جائے، نہ یہ کہ اس کو اصل نام اور تعارف کا ہی درجہ دے دیا جائے۔

البتہ ایسے نام سے پرہیز کرنا چاہئے، جس میں گالی یا برے عمل کی نسبت پائی جاتی ہو، مثلاً خبیث، بد بخت، حرامی وغیرہ۔ ۱

مسئلہ.....: بچے کا اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنا اس کے والد اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

اگر انہوں نے کسی بچے کا نام اسلامی اصولوں کے خلاف رکھ دیا، تو وہ گناہ گار ہیں، اور ان کو ایسا نام تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

اور اگر وہ ایسا نہ کریں، تو بڑے ہونے کے بعد خود انسان کو مکمل حد تک اپنے نام کی اصلاح ضروری ہے۔ ۲

مسئلہ.....: بچے کے نام کا انتخاب شرعی ہدایات کے مطابق کرنا چاہئے، اس کی نسبت اور معنی کو نظر انداز کر کے صرف اپنی پسند پر دار و مدار رکھنا یا صرف اس بنیاد پر کوئی نام منتخب کرنا، کہ وہ نام علاقہ اور خاندان میں کسی اور کا نہ ہو، درست نہیں۔

صحابہ کرام و تابعین اور خیر القرون کے دور میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ قریب ترین رشتہ داروں کے ایک جیسے نام ہوتے تھے، اور ولدیت یا کسی دوسری نسبت کے بغیر ان کو پہچاننا بھی مشکل

۱ یجوز للانسان أن يخاطب من يتبعه من ولد و غلام و متعلم و نحوهم باسم قبیح تأدبیا و زجرا و ریاضة ففی الصحیحین أن (أبا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال لابنہ عبد الرحمن یا غنثر فجدع و سب) (قولہ) غنثر - بغین معجمة مضمومة ثم نون ساكنة ثم ثاء مثلثة مفتوحة و مضمومة و معناه البهيم (قولہ) جدع - بالجيم و الدال المهملة - أی دعا یقطع أنفه و نحوہ (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۲۴۲)

۲ اگر بڑے ہونے کے بعد سرکاری دستاویزات میں تبدیلی مشکل ہو، تو دوسرے طریقوں سے استعمال کی حد تک اصلاح کی کوشش ضروری ہے۔

حدثنا الحسين قال : أخبرنا ابن المبارك ، قال : كان سفیان الثوری یقول : حق الولد علی الوالد أن يحسن اسمه ، وأن يزوجه إذا بلغ ، وأن يحسن أدبه (البر والصلة للحسين بن حرب حديث نمبر ۱۴۶)

السنة تغيير الاسم القبيح للحديث الصحيح (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۲۳۷)

ہوتا تھا۔

احادیث کے روایت کرنے والوں میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، یہاں تک کہ دادا، پوتے بلکہ باپ بیٹے بھی بعض ہم نام ہوتے تھے، لہذا جو نام پہلے سے خاندان میں کسی کارکھا جا چکا ہو، وہ نام نو مولود کارکھنا جائز ہے۔

آج کل اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے مختلف طریقوں سے غلط نام تجویز کئے جانے لگے ہیں، اور اسی وجہ سے معاشرہ میں غیر اسلامی ناموں کا رواج ہوتا جا رہا ہے، جس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)..... بعض لوگ قرآن مجید سے مخصوص طریقہ پر نام کا انتخاب کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں بعض ایسے ناموں کو تجویز کر لیا جاتا ہے، جو مناسب نہیں ہوتے، جیسے ”لَمَن“، ”وَرِيْشًا“، ”هُمًا“، ”وَأَنْحَرُ“، ”أَبْتَرُ“ وغیرہ۔

قرآن مجید سے اس طرح نام کے انتخاب کا طریقہ غلط ہے، کیونکہ قرآن مجید میں بہت سے الفاظ ایسے بھی ہیں کہ ان سے نام رکھنا یا تو مہمل ہوتا ہے، جیسے ”ہما“ اور یا پھر جائز نہیں ہوتا، جیسے حمار، کلب، خنزیر، فرعون، ہامان، قارون وغیرہ۔ ۱

(۲)..... بعض علاقوں میں اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے صرف رسمی نام رکھے جاتے ہیں، مثلاً نبی خان، سمندر خان، ہندوستان خان، آسمان خان، انجیر خان، چھوٹے خان، لونگ خان، منگل خان، بدھو خان، جمعرات، جمعراتی، صحبت خان، وغیرہ، گویا کہ بس جس دن یا جس حالت یا جس موقع پر کوئی پیدا ہو گیا، اسی نسبت سے نام طے کر دیا جاتا ہے، خواہ وہ نسبت اچھی ہو یا بری، یا مہمل۔

یہ طرز عمل غلط ہے۔

(۳)..... بعض علاقوں میں منمتی نام رکھے جاتے ہیں، کہ بچہ کی پیدائش سے پہلے کوئی غیر شرعی منت مان کر ان کے نام تجویز کر دیئے جاتے ہیں، مثلاً ”چھدا“ نام اس لئے

۱ غالباً ”مرسلین“ بھی قرآن مجید سے نکالا ہوا نام ہے، اور یہ مرسل کی جمع ہے، جو کہ قرآن مجید میں کئی رسولوں کے لئے استعمال ہوا ہے، اور اسی وجہ سے فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں ہے:

کسی بچہ کا نام مرسلین نہیں رکھنا چاہئے (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۷۷)

رکھا جاتا ہے کہ اولاد ہونے پر کان چھیدا جائے گا، یا ”گھسیٹا“ نام اس لئے رکھا جاتا ہے کہ پیدائش کے بعد ٹوک کرے وغیرہ میں رکھ کر گھسیٹنے کی منت مانی جاتی ہے۔

اس طرح کی منت ماننا اور اس کے مطابق نام رکھنا، سب گناہ ہے۔

(۴)..... بعض اوقات نام تو صحیح رکھ دیا جاتا ہے، مگر بعد میں لاڈ، پیار یا تخفیف کی وجہ

سے نام کو بگاڑ دیا جاتا ہے، اور یہی نام مشہور ہو جاتا ہے، اور اصل نام کا اکثر لوگوں کو پتہ

بھی نہیں ہوتا، مثلاً جمیل کو ”مئی“، فہمیدہ کو ”فہمی“، عطیہ کو ”عطی“، فاطمہ کو ”فطی“، عبداللہ کو

”دلا“، عبدالرحمن کو ”عبد“، عبید کو ”بیدی“، مصطفیٰ کو ”مٹو“، احمد کو ”آمو“، محی الدین کو

”مھی“ وغیرہ وغیرہ، یہ طرز عمل صحیح نہیں۔

کبھی کبھار اتفاق سے تخفیف کے ساتھ شرعی حدود میں نام پکارے، تو گنجائش ہے،

بشرطیکہ کوئی گناہ والے معنی نہ بن جائیں۔

مگر اس کو اتنا رواج دینا اور عام کرنا کہ اصل نام کی حیثیت ہی ختم ہو جائے، یہ غلط ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل انگریزی وغیرہ میں تخفیف کر کے نام

استعمال کرنے کا جو رواج ہے، کہ اس میں انگریزی کی اے، بی، سی، ڈی وغیرہ استعمال

ہوتی ہے، مثلاً عبدالرحمن کی جگہ اے، رحمن، عبدالحق کی جگہ اے، خالق وغیرہ، یہ بھی

درست نہیں، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، تو بقدر ضرورت اجازت ہے۔

(۵)..... بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیدائش کے دن و تاریخ اور وقت کے اعتبار

سے، ستاروں کی مناسبت سے نام رکھنا چاہئے، اور ایسا نہ کرنے سے وہ نام نہ صرف یہ

کہ بھاری پڑ جاتا ہے، بلکہ مختلف مصائب و آفات کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

یہ سب خلاف شرع باتیں ہیں، نام کا ستاروں سے کوئی تعلق وابستہ نہیں، اس لئے

ستاروں سے نام کے ملاپ اور نسبت کا متلاشی ہونا غلط ہے۔

(۶)..... بعض لوگ تاریخ نام کو بہت اہمیت دیتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش

کی تاریخ اور دن کے حساب سے نام تجویز کرنا چاہئے، جس سے انسان کی زندگی پر

اچھے اثرات پڑتے ہیں، اور اس کی خلاف ورزی پر نقصان ہوتا ہے۔
حالانکہ ایسی کوئی بات بھی شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے ایسا عقیدہ نہیں
رکھنا چاہئے۔

البتہ تاریخی نام کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ عربی زبان کے ہر حرف کا ایک فن میں
مخصوص عدد ہوتا ہے، اور پیدائش کی تاریخ اور سن کے اعتبار سے حروف کا انتخاب کر کے
نام رکھنے سے تاریخ پیدائش محفوظ اور یاد ہو جاتی ہے، اور بس، اس سے زیادہ اس کی کوئی
حیثیت نہیں، نہ تو اس کا زندگی اور اس کے حالات سے اچھا بر تعلق ہے، اور نہ ہی
خلاف ورزی پر کوئی نقصان۔

(۶)..... بعض لوگ اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنے کے بجائے ناول اور
افسانوں کی کتابوں بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے غیر مذہبی وغیر شرعی پروگراموں سے
اخذ کر کے نام رکھتے ہیں، جبکہ وہ نام یا تو فرضی ہوتے ہیں، یا سراسر غیر اسلامی، بلکہ
دوسرے باطل مذاہب کے ہوتے ہیں، جو کہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے۔

مسئلہ.....: محمد علی، محمد حسین، محمد حسن، محمد جعفر وغیرہ اگرچہ اہل تشیع کثرت سے رکھتے ہیں، مگر اہل
السنۃ والجماعۃ کو بھی یہ نام رکھنا جائز ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے صحابہ کرام کے
ناموں کو بھی رواج دیا جائے اور ان کے نام بھی رکھے جائیں، تاکہ اہل تشیع کے ساتھ مشابہت
لازم نہ آئے، اور کسی غلط عقیدہ کی تائید نہ ہو۔

مسئلہ.....: انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب و افضل ہے، مگر آج کل بعض انبیائے
کرام کے ناموں کا بالکل رواج نہیں رہا، مثلاً آدم، ذوالکفل اور نوح، ہود، لوط، الیسع وغیرہ۔
حالانکہ یہ نام بھی رکھنا چاہئیں۔

مسئلہ.....: ”پرویز“ ایران کے اس بادشاہ کا نام تھا، جس نے حضور ﷺ کے نام مبارک کو چاک
کر ڈالا تھا، اور بعد میں ایک مشہور منکر حدیث کا بھی نام مشہور ہو گیا، اس شہرت اور نسبت کی وجہ سے
بعض حضرات نے اس نام کے رکھنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس نام

کے رکھنے سے پرہیز کیا جائے۔

اور اگر کسی کا یہ نام ہو، لیکن اس کا عمل غلط نہ ہو، تو اس کو صرف نام کی وجہ سے غلط جاننا بھی مناسب نہیں۔

مسئلہ.....: غلام اللہ نام رکھنا جائز ہے، کیونکہ یہاں غلام خادم کے معنی میں نہیں ہے، بلکہ ماتحت اور تابعدار اور بندگی کے معنی میں ہے۔

مسئلہ.....: نام کا عربی میں ہونا ضروری نہیں، کسی دوسری زبان کا نام رکھنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ کافروں یا فاسقوں سے مشابہت لازم نہ آتی ہو، تاہم عربی زبان کا نام رکھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے، البتہ انبیائے کرام کے نام اس سے مستثنیٰ ہیں، کہ وہ غیر عربی کے ہو کر بھی افضل ہیں۔

مسئلہ.....: بعض غیر مسلم ممالک میں قانونی طور پر عیسائی مذہب کے نام رکھنا لازم قرار دیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وہاں کے مسلمانوں کو اسلامی نام رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کو ایسے نام رکھ لینے کی گنجائش ہے، جو مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں کے یہاں رائج ہوں، مثلاً اسحاق، داؤد، سلیمان، مریم، لبنی، راحیل، صفورہ وغیرہ۔

اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ بچے کا اصل نام تو اسلامی ہی رکھا جائے، اور اسی نام سے اس کو عام بول چال میں پکارا جائے، البتہ صرف سرکاری محکمہ میں بچے کا کوئی اور نام درج کر دیا جائے (فقہی

مقالات، جلد اول، بتعیر)

واللہ تعالیٰ اعلم، وعلمہ اتم واحکم

&

کنیت، لقب اور نسبت و نسب کے احکام

بعض اوقات کسی کا نام کنیت سے رکھا جاتا ہے، اور اسی سے مشہور ہو جاتا ہے۔
کنیت اسے کہا جاتا ہے کہ جس میں باپ یا ماں کی طرف نسبت ہو، مثلاً ابوبکر، ابوذر، ابوسلمہ، ام سلمہ، ام سلیم، ام رومان، ام الدرداء وغیرہ۔
اور کسی کا نام لقب سے مشہور ہو جاتا ہے۔
اور لقب اسے کہا جاتا ہے، جو انسان کی کسی اچھائی یا برائی پر دلالت کرے، جیسے صدیق، فاروق، غنی، مرتضیٰ، زین العابدین وغیرہ۔ ۱
اور بعض اوقات کسی شخص یا جماعت کا نام اس کے وطن و علاقہ و قبیلہ یا پیشے یا ہنر یا کسی علم وغیرہ کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے، اس کو نسبتی نام (اسم منسوب) کہا جاتا ہے، جیسے بغدادی، بصری، مکی، کوفی، قدوری، درزی، دھوبی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ۔ ۲
اور بعض شخصی نسبتیں یا القاب اور نام ان کے بعد والوں میں نسب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، جیسے ہاشمی، صدیقی، فاروقی وغیرہ۔ ۳

۱۔ ینقسم العلم إلى ثلاثة أقسام: إلى اسم، وكنية، ولقب، والمراد بالاسم هنا ما ليس بكنية ولا لقب، كزيد وعمرو، وبالكنية: ما كان في أوله أب أو أم، كأبي عبد الله وأم الخير، وباللقب: ما أشعر بمدح كزين العابدین، أو ذم كأنف الناقه (شرح ابن عقيل ج ۱ ص ۱۱۹)
الكنية بضم الكاف وسكون النون مأخوذة من الكناية تقول كنية عن الأمر بكذا إذا ذكرته بغير ما يستدل به عليه صريحا وقد اشتهرت الكنى للعرب حتى ربما غلبت على الأسماء كأبي طالب وأبي لهب وغيرهما وقد يكون للواحد كنية واحدة فأكثر وقد يشتهر باسمه وكنيته جميعا فالاسم والكنية واللقب يجمعها العلم بفتحتين وتغاير بأن اللقب ما أشعر بمدح أو ذم والكنية ما صدرت بأب أو أم وما عدا ذلك فهو اسم وكان النبي صلى الله عليه وسلم يكنى أبا القاسم بولده القاسم وكان أكبر أولاده (فتح الباري لابن حجر، قوله باب كنية النبي صلى الله عليه وسلم ج ۶ ص ۵۶۰)
۲۔ (والنسبة إلى) الوطن أعم من أن يكون بلادا أو ضياعا أو سككا أو مجاورة وتقع إلى الصنائع كالخياط والحرف كالبزار (اليواقيت والدرر شرح نخبة الفكر للمناوي، معرفة الكنى والألقاب المجردة)
۳۔ ويقال النسب للآباء والحسب للأفعال (فتح الباري لابن حجر، ج ۷ ص ۳۱، قوله باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا ﴿بِقِيَمِهِ حَاشِيَ الْكَلِّ صَفِيٍّ﴾ پرملاحظہ فرمائیں ﴿

اگر یہ چیزیں شرعی حدود کے اندر ہوں، تو ان کے استعمال کی اجازت ہے، اور شرعی دلائل سے ان کا ثبوت ہے۔

چنانچہ عرب میں کنیت کا کثرت سے رواج تھا، اور خود حضور ﷺ نے اپنے لئے ”ابوالقاسم“ کنیت منتخب فرمائی تھی، اور اس کے علاوہ حضور ﷺ نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کنیت خود سے تجویز فرمائی، اور حضور ﷺ اور مختلف اہل فضل صحابہ کرام کے لئے لقب کا استعمال بھی رہا ہے۔

مسئلہ.....: کنیت کا استعمال جائز ہے، بلکہ اہل فضل مردوں و عورتوں کے لئے مستحب ہے، خواہ کسی کی اولاد ہو یا نہ ہو، اور کنیت اپنی اولاد کے ساتھ بھی جائز ہے، اور اس کے علاوہ بھی، اور بڑے کے علاوہ بچے کی کنیت بھی جائز ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت ابوعمیر رکھی تھی۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والنسب الوجه الذى يحصل به الادلاء من جهة الآباء والحسب ما يعده المرء من مفاخر آبائه (فتح الباری لابن حجر ۸ ص ۲۱۷، قوله باب قوله تعالى قل يا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم أن لا نعبد إلا الله)

۱. وأما الكلام فى الكنية فكان عادة العرب أنه إذا ولد لأحدهم ولد كان يكنى به، وامرأته كانت تكنى به أيضاً، يقال للزوج: أب فلان، ولامرأته: أم فلان، كما قيل: أبو سلمة، وامرأته أم سلمة، وأبو الدرداء، وامرأته أم الدرداء، وأبو ذر، وامرأته أم ذر، وكان الرجل لا يكنى له ما لم يولد له، ولو كنى ابنه الصغير بأبى بكر، أو غيره كره بعضهم، إذ ليس لهذا الابن ابن اسمه بكر ليكون هو أب بكر، وعامتهم على أنه لا يكره؛ لأن الناس يريدون بهذا التعالى أنه سيصير فى ثانی الحال، لا التحقیق فى الحال. (المحیط البرهانى فى الفقه العثمانى، الفصل الرابع والعشرون فى تسمية الأولاد وكناهم)

وَلَوْ كُنَى ابْنَةُ الصَّغِيرِ بِأَبَى بَكْرٍ أَوْ غَيْرِهِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ فَإِنِ النَّاسُ يُرِيدُونَ التَّفَاوُلَ أَنَّهُ يَصِيرُ أَبًا فِى ثَانِي الْحَالِ لَا التَّحْقِيقُ فِى الْحَالِ كَذَا فِى خِزَانَةِ الْمُفْتِيِّنِ (الفتاوى الهندية، الباب الثانی والعشرون، كِتَابُ الْكُرَاهِيَةِ)

يجوز التكنى ويجوز التكنية ويستحب تكنية أهل الفضل من الرجال والنساء سواء كان له ولد أم لا وسواء كنى بولده أم بغيره وسواء كنى الرجل بأبى فلان أو أبى فلانة وسواء كنىت المرأة بأبى فلان أو أم فلانة..... ويجوز تكنية الصغير..... وفى سنن أبى داود باسناد صحيح عن عائشة أنها قالت (يا رسول الله كل صواحباتى لهن كنى قال فاكنتى بابنك عبد الله) قال الراوى يعنى بابنها عبد الله بن الزبير وهو ابن اختها أسماء بنت

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور جب کنیت کا استعمال جائز ہوا، تو کنیت کو بطور نام استعمال کرنا بھی جائز ہوا۔
 مسئلہ.....: کنیت انسانوں کے بجائے کسی اور چیز کی طرف منسوب کر کے بھی جائز ہے، مثلاً
 ابو ہریرہ، ابوالمکارم، ابوالحسان، ابوتراب وغیرہ۔ ۱
 مسئلہ.....: جب کسی کے ایک سے زیادہ بچے ہوں، تو عام حالات میں اس کو اپنے بڑے بچے کے
 نام کے ساتھ کنیت رکھنا بہتر ہے، لیکن اگر اس میں کوئی مانع ہو، یا دوسرے بچے میں کوئی ترجیح کی وجہ
 ہو، تو دوسرے بچے کے نام کے ساتھ رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ ۲
 مسئلہ.....: کسی کافر اور فاسق و بدعتی کو اس کی اصل کنیت سے مخاطب کرنا جائز ہے، جبکہ اس کا کنیت
 کے علاوہ کسی اور نام وغیرہ سے تعارف نہ ہو سکے، یا نام سے خطاب کرنے میں کوئی مفسدہ لازم آتا
 ہو۔ ورنہ عام حالات میں اس کے صرف نام سے مخاطب کرنا ہی مناسب ہے۔ ۳

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أبی بکر و كانت عائشة تكنی أم عبد الله * فهذا هو الصواب المعروف أن عائشة لم
 يكن لها ولد وانما كنيت بابن أختها عبد الله ابن أسماء (المجموع شرح المذهب
 للنووي ج ۸ ص ۲۳۸ ۲۳۹)
 عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه:
 "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَمْ يُؤَلِّدْ لَهُ." (المعجم الكبير
 للطبراني حديث نمبر ۸۳۲۳)
 قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، باب ما جاء في الكنى)
 إِنَّ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخِي صَغِيرٍ يَا أَبَا غَمِيرٍ مَا فَعَلَ النَّعِيرُ (بخاری عن
 انس حديث نمبر ۵۶۲۴، واللفظ له، ابن ماجه، حديث نمبر ۴۷۱۰ كتاب الادب، باب المزاح)
 ۱ ويحوز التكنية بغير أسماء الادميين كأبي هريرة وأبي المكارم وأبي الفضائل وأبي
 المحاسن وغير ذلك (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۲۳۸)
 ۲ قال رسول الله ﷺ لهاني بن يزيد:
 ما لك من الولد؟ قلت: لى شريح، وعبد الله، ومسلم، بنو هانء. قال: فمن
 أكبرهم؟ قلت: شريح، قال: فأنت أبو شريح، ودعاه وولده (الأدب المفرد
 للبخارى حديث نمبر ۸۳۸، واللفظ له، شرح السنه للإمام البغوى، باب تغيير الاسماء)
 وإذا كنى من له أولاد كنى بأكبرهم (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۲۳۸)
 ۳ ولا بأس بمخاطبة الكافر والفاسق والمبتدع بكنيته إذا لم يعرف بغيرها أو خيف
 من ذكره باسمه مفسدة والا فينبغى أن لا يزيد على الاسم. وقد تظاهرت الاحاديث
 الصحيحة بما ذكرته (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۲۳۸)

مسئلہ.....: حضور ﷺ نے اپنا نام رکھنے کی تو اجازت دی ہے، اور اپنی کنیت یعنی ابوالقاسم رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ۱

حضور ﷺ کے اس ارشاد کے پیش نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ ممانعت حضور ﷺ کی حیات تک تھی، بعد میں یہ ممانعت باقی نہیں رہی، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جس کا نام محمد ہو، اس کو ابوالقاسم کنیت کا رکھنا منع ہے۔

بہر حال احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جس کا نام محمد ہو، اس کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور محمد نام نہ ہو، تو ”ابوالقاسم“ کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۲

۱ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوْا بِكُنْيَتِي (بخاری حدیث نمبر ۳۲۷۴)

۲ جبکہ بعض حضرات نے ابوالقاسم کنیت سے بہر حال منع فرمایا ہے، خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

ولا بأس بأن يكنى بكنية رسول الله ﷺ، والذي روى عن النبي عليه السلام أنه قال: سموا باسمي، ولا تكونوا بكنيتي، فقد قيل: إنه منسوخ، وروى عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنه سمى ابنه محمد وهو ابن الحنفية، وكناه أبو القاسم وقد كان استأذن منه. وعن عائشة رضي الله عنها: أن امرأة قالت لرسول الله ﷺ: إنني ولدت غلاماً فسميته محمداً وكنيته أبا القاسم، فذكر لي أنك تكره ذلك، فقال: ما الذي حرم كنتي وأحل اسمي أو ما الذي حل اسمي، وحرم كنتي، وعن محمد: أن من سمى باسم رسول الله ﷺ أكره أن يكنى بكنيته، ذكره في الكشف (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)

وختلف العلماء في التكنية بأبي القاسم على ثلاثة مذاهب (أحدها) مذهب الشافعي أنه لا يحل لاحد أن يكنى بأبي القاسم سواء كان اسمه محمداً أم غيره لظاهر الحديث المذكور وممن نقل هذا النص عن الشافعي من أصحابنا الاثمة الحفاظ الثقات الاثبات المحدثون الفقهاء أبو بكر البيهقي في باب العقيقة من سننه رواه عن الشافعي باسناده الصحيح وأبو محمد البغوي في كتابه التهذيب في أول كتاب النكاح وأبو القاسم بن عساكر في ترجمة النبي ﷺ في أول كتابه تاريخ دمشق وحمل الشافعي وأصحابه حديث علي رضي الله عنه على الترخص له وتخصيصه من العموم وممن قال بقول الشافعي في هذا أبو بكر بن المنذر

(والمذهب الثاني) مذهب مالک أنه يجوز التكني بأبي القاسم لمن اسمه محمد ولغيره ويجعل النهي خاصاً بحياة النبي ﷺ.

(والثالث) لا يجوز لمن اسمه محمد ويجوز لغيره (المجموع شرح المذهب للنووي

مسئلہ.....: ابو عیسیٰ کنیت کا رکھنا جائز ہے۔ ۱۔

مسئلہ.....: کسی کے لئے ایسے لقب کا استعمال جائز ہے، جو اس کو ناپسند نہ ہو، بلکہ اگر اسے پسند ہو،

تو ایسے لقب کا استعمال شرعی حدود میں مستحب ہے۔ ۲۔

مسئلہ.....: اپنے نام کے ساتھ مولانا، مفتی، صوفی، حافظ یا حاجی وغیرہ جیسے القاب کا استعمال اگر اپنی بڑائی اور فخر و تقاخر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے، اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہو، مثلاً کسی کا تعارف اس کے بغیر مشکل ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ.....: اگر کسی بزرگ یا سلسلہ کی طرف نسبت لگا کر اپنے نام کے ساتھ استعمال کی جائے تو اگر کسی ضرورت و مصلحت کی وجہ سے ہو، اور اس سے کوئی فاسد غرض نہ ہو تو حرج نہیں، جبکہ اس نسبت کا لحاظ بھی کیا جائے، اور اگر کوئی فاسد غرض مثلاً اپنی بڑائی، و شہرت ہو، یا عصیت کا اظہار

۱۔ لا باس بالتکنی بابی عیسیٰ وفی سنن ابی داؤد باسناد جید (ان المغیرة بن شعبۃ تکنی بابی عیسیٰ فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اما یکفیک ان تکنی بابی عبد اللہ فقال کنانی رسول اللہ ﷺ) وان عمر ضرب ابنا له تکنی بابی عیسیٰ * دلینا حدیث المغیرة والاصل عدم النهی حتی یثبت ولا یتخیل من هذا کون عیسیٰ بن مریم ﷺ لا اب له لان المکنی لیس ابا حقیقة واللہ اعلم (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۴۴۱)

۲۔ واتفقوا علی استحباب اللقب الذی یحبہ صاحبه فمن ذلک أبو بکر الصدیق اسمہ عبد اللہ بن عثمان ولقبہ عتیق هذا هو الصحیح الذی علیہ جماہیر العلماء من المحدثین وأهل السیر والتواریخ وغیرہم (وقیل) اسمہ عتیق حکاہ الحافظ ابو القاسم بن عساکر فی کتابہ الاطراف والصواب الاول * واتفقوا علی أنه لقب خیر واختلّفوا فی سبب تسمیته عتیقا فروینا عن عائشة من أوجه أن رسول اللہ ﷺ قال (أبو بکر عتیق اللہ من النار) فمن یومئذ سُمی عتیقا * وقال مصعب بن الزبیر وغیرہ من أهل النسب سُمی عتیقا لانه لم یکن فی نسبه شيء یعاب به وقیل غیر ذلک * ومن ذلک أبو تراب لقب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کنیتہ أبو الحسن ثبت فی الصحیح (أن رسول اللہ ﷺ وجده نائما فی المسجد وعلیه التراب فقال قم أبا تراب فلزمه هذا اللقب الحسن) روینا هذا فی الصحیحین عن سهل بن سعد قال سهل وكانت أحب أسماء علی إلیه وأن کان لیفرح أن یدعا بها * ومن ذلک ذو البیدین واسمہ الخرباق - بکسر الخاء المعجمة وبالباء الموحدة وآخره قاف - کان فی یدہ طول ثبت فی الصحیح أن رسول اللہ ﷺ (کان یدعوه ذا البیدین) واللہ اعلم (المجموع شرح المہذب للنووی ج ۸ ص ۴۴۲)

ہو، یا اس نسبت سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہو، یا کسی کی طرف جھوٹی نسبت لازم آتی ہو، وغیرہ وغیرہ، تو گناہ ہے۔

آج کل بہت سے تکلف و تصنع پر مشتمل القاب چل گئے ہیں، اور ان سے مقصود اپنی بڑائی، اور شہرت بن کر رہ گیا ہے، جو کہ گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آج کل خطابات بہت سستے ہو رہے ہیں، حالت یہ ہے کہ جو قدوری بھی نہیں پڑھ سکتا، ان کو مولوی کا خطاب مل جاتا ہے، بہت سے شمس العلماء ایسے ہیں کہ اگر ان کے سامنے کوئی چھوٹی سی کتاب بھی پڑھانے کے لیے رکھ دو، تو نہ پڑھا سکیں۔

میں تو ایسے لوگوں کو شمسِ مکسوف کہا کرتا ہوں (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۱، بحوالہ حقوق الزوجین صفحہ ۳۲۷)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آج کل نسبتوں کا بہت رواج ہو گیا ہے، جیسے فاروقی، چشتی وغیرہ۔

مجھے تو برا معلوم ہوتا ہے، چاہے تفاخر کی نیت نہ ہو، مگر صورت تو ضرور ہے (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۳، بحوالہ الفصل والوصل، صفحہ ۱۹۷)

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آج کل زمانہ عجیب طرح کا ہے کہ لوگ ہندوستان اور پنجاب کے جانور بننا چاہتے ہیں، کوئی شیر پنجاب، بنتا ہے، کوئی طوطی ہند کوئی بلبل ہند۔

لوگ انسانوں سے جانور بننا چاہتے ہیں، خدا خیر کرے، آج تو شیر اور بلبل بنے ہیں، کل کو کوئی گاؤ ہند، اور خر ہند بھی بننے لگے گا، کیا واہیات ہے؟ خدا نے تم کو انسان بنایا ہے، تم چرند پرند کیوں بنتے ہو (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۳، بحوالہ التبلیغ، جلد ۷، صفحہ ۱۵۷)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ایک مرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اپنے نام کے ساتھ رشیدی، قاسمی، خلیلی،

محمودی لکھنے لگے، اور بعض کوڑی ہو کر اپنے کو اشرافی لکھتے ہیں۔
اس میں شائبہ شرک تو نہیں، مگر تخریب اور پارٹی بندی ہے، اور حنفی اور شافعی لکھنے میں جو حکمت ہے، وہ یہاں نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہاں اہل زینغ سے احتراز مقصود ہے، یہاں کس طرح احتراز مقصود ہے؛ کیا اس جماعت میں بھی تمہارے نزدیک صاحب زینغ ہے، جس سے امتیاز کا قصد کیا جاتا ہے؟ (آداب تقریر و تصنیف، صفحہ ۱۹۴، بحوالہ جمال الجلیل ماحقہ جزاء

وسراء، صفحہ ۳۵)

مسئلہ.....: کسی بے دین و بددین مثلاً کافر و منافق، اور فاسق کو اچھے القاب سے پکارنا درست نہیں۔ ۱

مسئلہ.....: کسی کو ایسے لقب سے پکارنا، جس سے وہ ناراض ہوتا ہو، یا ایسے الفاظ سے اس کا ذکر کرنا، جو اس کی تحقیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، وہ جائز نہیں، جیسے کسی کو لنگڑا، لولا، اندھا،

۱ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -ﷺ- لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۷۹، واللفظ له، شرح مشکل الآثار للطحاوی حدیث نمبر ۵۹۸۷، الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۷۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم منافق کو سید (یعنی سردار) نہ کہو، کیونکہ اگر وہ سردار بن گیا، تو تم اپنے رب عزوجل کو ناراض کرنے والے شمار ہو گے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

" لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا ؛ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۹۳۹، واللفظ له، السنن الكبرى للنسائی حدیث نمبر ۱۰۰۷۳، شعب الایمان للبيهقي حدیث نمبر ۴۵۴۲، عمل اليوم والليلة لابن السني حدیث نمبر ۳۹۰)

ترجمہ: تم منافق کو اپنا سید (یعنی اپنا سردار) نہ کہو، کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہوگا، تو تم اپنے رب کو ناراض کرنے والے شمار ہو گے (ترجمہ ختم)

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَتَسَاءَلْنَا مَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ، فَوَجَدْنَا السَّيِّدَ الْمُسْتَحَقَّ لِلْسُّؤُودِ هُوَ الَّذِي مَعَهُ الْأَسْبَابُ الْعَالِيَةُ الَّتِي يَسْتَحِقُّ بِهَا ذَلِكَ، وَيَبِينُ بِهَا عَمَّنْ سِوَاهُ مِمَّنْ سَادَهُ..... وَكَانَ الْمُنَافِقُ بِنِزَاةٍ ذَلِكَ، وَلَمَّا كَانَ كَذَلِكَ لَمْ يَسْتَحِقَّ بِهِ أَنْ يَكُونَ سَيِّدًا، وَكَانَ مَنْ سَمَّاهُ بِذَلِكَ وَاحْتَبَعَهُ لِهَذَا الْبَدَلِ الَّذِي وَضَعَهُ اللَّهُ بِذَلِكَ، وَكَانَ بِذَلِكَ مُسْخَطًا لِرَبِّهِ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ من

نہیہ أن يقال للمناقق: سيد)

یا کا نا کہہ کر پکارنا۔ ۱

البتہ اگر کوئی کسی برے لقب سے ہی مشہور ہو گیا ہو، کہ اس کے بغیر اس کو پہچانا ہی نہ جاتا ہو، تو اس کو اس لقب سے پکارنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کی تذلیل اور تحقیر مقصود نہ ہو۔ ۲

۱۔ چنانچہ حضرت ابو جبرہ بن ضحاک فرماتے ہیں کہ:

فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي بَنِي سَلَمَةَ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ) قَالَ قَدِيمٌ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَكَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَكُهُ أَسْمَانٌ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ - يَقُولُ يَا فَلَانُ . فَيَقُولُونَ مَهْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هَذَا الْإِسْمِ فَأَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ) (ابو داؤد، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمِ الْقَبِيحِ، وَاللَّفْظُ لَهُ، تِرْمِذِي، حَدِيثٌ نُمْبِرٌ ۳۱۹۱)

ترجمہ: ہمارے قبیلہ بنی سلمہ کے متعلق (سورہ حجرات کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اور تم ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے۔

حضرت ابو جبرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو اس وقت ہم میں سے ایک آدمی کے دو یا تین نام ہوتے تھے، تو نبی ﷺ نے ان ناموں سے پکارنا شروع کیا، تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے، تو اس وقت میں (سورہ حجرات کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابواسحاق، مزین قبیلہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُنَادِي فِي شِعَارِهِ : يَا حَرَامُ يَا حَرَامُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " يَا حَلَالُ يَا حَلَالُ " (مسند درک حاکم حدیث نمبر ۲۳۷۳، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۸۶۵، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۲۲۵۴، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۷۱۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، جو اپنے رواج کے مطابق اے حرام، اے حرام کہہ کر پکار رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے حلال، اے حلال (ترجمہ ختم)

۲۔ (السابعة) قال الله تعالى (ولا تنابزوا بالالقاب) واتفق العلماء على تحريم تلقيب الانسان بما يكره سواء كان صفة كالاعمش والاعمى والاعرج والاحول والاصم والابصر والاصفر والاحدب والازرق والافطس والاشتر والاثرم والاقطع والزمن والمتعد والاشل أو كان صفة لابهيه أو لامه أو غير ذلك مما يكرهه. واتفقوا على جواز ذكره بذلك على جهة التعريف لمن لا يعرفه الا بذلك ودلائل كل ما ذكرته مشهورة حذفها لشهرتها (المجموع شرح المذهب للنووي ج ۸ ص ۴۴۱)

مسئلہ.....: نسب پر فخر کرنا، اور اس پر آخرت کی کامیابی کا دار و مدار رکھنا جائز نہیں۔
اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت اور کرامت کی چیز خاندان اور نسب نہیں، بلکہ انسان کا نیک عمل اور تقویٰ ہے، لہذا نیک اعمال کو نظر انداز کر کے خاندان پر فخر کی بنیاد رکھنا سراسر ناجائز ہے۔ ۱
مسئلہ.....: جان بوجھ کر اپنے نسب کو تبدیل کرنا سخت گناہ ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ۲

مسئلہ.....: انسان کا نسب اس کے حقیقی والد سے ثابت ہوتا ہے، اور اسلام میں نسب کی حفاظت کی بہت اہمیت ہے، حقیقی والد کے بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا درست نہیں، آج کل بعض لوگ بچپن میں کسی دوسرے کے بچے کو مانگ کر پال لیتے ہیں، اس طرح لے کر پال لینے سے بچہ کا حقیقی والد سے نسب کا تعلق ختم نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ.....: آج کل ”سید“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت علی، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”ہاشمی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو بنی ہاشم خاندان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”علوی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ

۱ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورة حجرات آیت ۱۳)

وقوله (لِتَعَارَفُوا) يقول: ليعرف بعضكم بعضا في النسب، يقول تعالى ذكره: إنما جعلنا هذه الشعوب والقبائل لكم أيها الناس، ليعرف بعضكم بعضا في قرب القرابة منه وبعده، لا لفضيلة لكم في ذلك، وقربة تقربكم إلى الله، بل أكرمكم عند الله أتقاكم (تفسير طبری، سورة حجرات آیت ۱۳)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرَعَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ (بخاری حدیث نمبر ۶۲۷۰، مسلم حدیث نمبر ۲۲۷)

قال رسول الله لا ترعبوا أي لا تعرضوا عن آبائكم أي عن الانتماء إليهم فمن رغب عن أبيه أي وانتسب إلى غيره فقد كفر أي قارب الكفر أو يخشى عليه الكفر في النهاية الدعوة بالكسر في النسب وهو أن ينتسب الإنسان إلى غير وعشيرته وكانوا يفعلونه فهو عنه والإدعاء إلى غير الأب مع العلم به حرام فمن اعتقد بإباحته كفر لمخالفة الإجماع ومن لم يعتقد بإباحته فمعنى كفر وجهان أحدهما أنه قد أشبه فعله فعل الكفار والثاني أنه كافر نعمة الإسلام قال الطيبي (مراقبة، كتاب النكاح، باب اللعان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کسی اور بیوی کی اولاد سے ہوں، اور ”صدیقی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”فاروقی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب سے تعلق رکھتے ہوں، اور ”عثمانی“ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

اس لئے جو ان حضرات گرامی کے نسب سے تعلق نہ رکھتا ہو، اور اسے یہ بات معلوم ہو، تو اسے ان حضرات کی طرف خلاف واقعہ نسبت کرنا گناہ ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آج کل اس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا، اور ہر شخص اپنی بڑائی اور شرف کو ظاہر کرنے کے لئے جان بوجھ کر اپنے نسب کو غلط ظاہر کر کے گناہ گار ہوتا ہے، خاص طور پر بہت سے لوگ اپنے آپ کو سیّد ظاہر کرتے ہیں، جبکہ ان کا نسب حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ ان مقدس ہستیوں کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرنے کا وبال انتہائی سخت ہے۔ ۱

مسئلہ.....: جب کسی کو نام اور کنیت و لقب کے ساتھ ذکر کیا جائے، تو عربی قاعدہ کے لحاظ سے نام پہلے اور اس کے بعد لقب ذکر کرنا چاہئے، البتہ کنیت کو نام سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح ذکر کرنے میں حرج نہیں۔ ۲

۱ البتہ جس نے خود سے اپنا نسب تبدیل نہیں کیا، اور وہ کسی نسب سے مشہور ہے، اور اس کے پاس اس نسب کی تصدیق و تکذیب کی کوئی دلیل نہیں، سوائے اس نسب کی شہرت کے، تو وہ اپنے مشہور نسب کو ظاہر کرنے کی صورت میں گناہ گار نہیں۔

۲ وهو إنما يجب تأخيره مع الاسم، فأما مع الكنية فأنتم بالخيار بين أن تقدم الكنية على اللقب، فتقول: أبو عبد الله زين العابدين، وبين أن تقدم اللقب على الكنية، فتقول: زين العابدين أبو عبد الله (شرح ابن عقيل ج ۱ ص ۱۲۱، ۱۲۲)

عربی ناموں کے بارے میں کچھ فنی قواعد و علمی فوائد

عربی زبان میں جو نام و اسماء آتے ہیں، ان کے مختلف صیغے اور وزن اور اسی اعتبار سے ان کے معنی ہوتے ہیں، اور ان کے بنانے کے قاعدے مختلف ہوتے ہیں۔

آگے اس سلسلہ میں چند اصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

عربی میں جو نام آتے ہیں، اُن کی اصل بنیادیں تین ہیں:

(۱)..... تین حرفی نام، جن کو ثلاثی کہا جاتا ہے (۲)..... چار حرفی نام، جن کو رباعی

کہا جاتا ہے (۳)..... پانچ حرفی نام، جن کو خماسی کہا جاتا ہے۔

پھر بعض اوقات تو نام کے تمام حروف اصلی ہوتے ہیں، ایسے نام کو مجرد کہا جاتا ہے؛ اور بعض اوقات

کوئی حرف اصلی حروف سے زائد بھی ہوتا ہے، ایسے نام کو مزید فیہ کہا جاتا ہے۔ ۱۔

اسمائے مشتقہ والے نام

جو نام کسی خاص مصدر سے نکل کر بنائے گئے ہوں، ان کو اسمائے مشتقہ کہا جاتا ہے، اور وہ سات قسم کے نام ہیں:

(۱)..... اسم فاعل (۲)..... اسم مفعول (۳)..... اسم صفت یا صفت مشبہ

(۴)..... اسم تفضیل (۵)..... اسم مبالغہ (۶)..... اسم ظرف (۷)..... اسم آلہ ۲۔

ملحوظ رہے کہ بعض اہل علم نے اسمائے مشتقہ کی تعداد سات کے بجائے چھ ذکر فرمائی ہے، اس کی وجہ

۱۔ اس طرح سے اوپر کی تین قسموں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں اور مجموعی طور پر چھ قسمیں بن جاتی ہیں (۱) ثلاثی مجرد (جیسے زمن) (۲) ثلاثی مزید (جیسے زمان، جس میں الف زائد ہے) (۳) رباعی مجرد (جیسے ثعلب) (۴) رباعی مزید (جیسے قذیل، جس میں باء زائد ہے) (۵) خماسی مجرد (جیسے سفرجل) (۶) خماسی مزید (جیسے عضر فوط، جس میں واو زائد ہے)

۲۔ الأسماء المشتقة سبعة: اسم الفاعل، واسم المفعول، والصفة المشبهة، واسم التفضيل، واسم الزمان، واسم المكان، واسم الآلة. والاشتقاق أخذ كلمة من أخرى مع تناسب بينهما في المعنى وتغيير في اللفظ مثل "حسن" من "حسُن". وأصل المشتقات جميعاً المصدر (الموجز في قواعد اللغة العربية، المشتقات وعملها)

یہ ہے کہ انہوں نے مبالغہ کو الگ قسم کے تحت ذکر نہیں کیا، بلکہ مبالغہ کو اسم فاعل کے تحت ہی شمار کیا ہے، کیونکہ مبالغہ میں دراصل فاعل کے ہی مصدری معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے، مثلاً ضارب (مارنے والا) ضرب (بہت مارنے والا)

ذیل میں ان سات قسم کے ناموں کی ترتیب و تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)..... اسم فاعل والے نام:..... بعض عربی نام اسم فاعل کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے کرنے والے کے معنی پائے جاتے ہیں۔

لہذا جس فعل سے بھی اسم فاعل کا صیغہ بنایا جائے گا، اسی فعل کی مناسبت سے اس نام میں وہ کام کرنے والے کے معنی پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گولہ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں باء پڑھی جاتی ہے) اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا۔^۱
اسم فاعل کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ناصر (مدد کرنے والا) ناصرة (مدد کرنے والی)

۱۔ اور اسم فاعل کا صیغہ افعال ثلاثی سے فاعل کے وزن پر آتا ہے، جیسے ناصر۔ اور غیر ثلاثی سے بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ مضارع معروف کے حرف مضارعت کو مہم مضموم سے بدل دیا جاتا ہے، اور آخری حرف سے پہلے حرف کو کسر دے دیا جاتا ہے (اگر کسرہ پہلے سے نہ ہو) جیسے بکرم سے مکرم، یسغفر سے مستغفر۔ اسم فاعل کے صیغوں کی علامت یہ ہے کہ اس کے صیغہ ثلاثی مجر سے فاعل کے وزن پر آتے ہیں، جیسے ناصر؛ اور ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید میں اسم فاعل کے صیغوں کے شروع میں م مضموم اور آخر سے پہلے حرف پر زیر ہوتا ہے، جیسے مستقیم؛ یا درمیان میں زیر نہ ہو تو زیر بھی نہیں ہوتا، جیسے متقون۔

یصاغ اسم الفاعل للدلالة على من فعل الفعل على وجه الحدود مثل: أکاتب أخوک درسہ، أو علی من قام به الفعل مثل: مائت سلیم. ویشتق من الأفعال الثلاثية على وزن فاعل مثل: ناصر، قاتل، واعد، رام، قاض، شاد. ویكون من غیر الثلاثی علی وزن مضارعه المعلوم بإبدال حرف المضارعة میماً مضمومة وكسر ما قبل آخره مثل: مُکرم، مُستغفر، متخاصمان، متجمع، مختار، مصطفیٰ (الموجز فی قواعد اللغة العربية، المشتقات و عملها، اسم الفاعل و عملہ)

بعض اوقات مصدر بھی اسم فاعل کے معنی میں ہوتا ہے، جیسے:

وَسُوَاسٌ بِمَعْنَى مُوَسَّوَسٍ، رَبٌّ بِمَعْنَى رَابٍ، سَوَاءٌ بِمَعْنَى مُسْتَوٍ، بُشْرٌ بِمَعْنَى مُبَشِّرٍ، قَبِيلٌ بِمَعْنَى مُقَابِلٍ، عَشِيرٌ بِمَعْنَى مُعَاشِرٍ.

قائلہ (کہنے والی)	قائل (کہنے والا)
واعدہ (وعدہ کرنے والی)	واعد (وعدہ کرنے والا)
قاضیہ (فیصلہ کرنے والی)	قاض (فیصلہ کرنے والا)
رامیہ (رمی کرنے والی)	رام (رمی کرنے والا)
محبّۃ (محبت کرنے والی)	محب (محبت کرنے والا)
معیّمہ (مدد کرنے والی)	معیّن (مدد کرنے والا)
منیّۃ (جھکنے والی)	منیب (جھکنے والا)
مطیّعہ (اطاعت کرنے والی)	مطیع (اطاعت کرنے والا)
مُحسِنہ (نیک سلوک کرنے والی)	مُحسِن (نیک سلوک کرنے والا)
مُنذِرۃ (ڈرانے والی)	مُنذِر (ڈرانے والا)

یہ باب افعال سے اسم فاعل کے صیغے ہیں۔

مصدقہ (تصدیق کرنے والی)	مصدق (تصدیق کرنے والا از باب تفعیل)
مصاحبہ (ساتھ رہنے والی)	مصاحب (ساتھ رہنے والا، از باب مفاعلہ)
مُتَدَاوِرۃ (تلافی کرنے والی)	مُتَدَاوِر (تلافی کرنے والا، اسم فاعل از باب تفاعل)
مُتَمَنِّیۃ (تمنا کرنے والی)	مُتَمَنِّی (تمنا کرنے والا، از باب تفاعل)
مُکْتَسِبۃ (کمائی کرنے والی)	مُکْتَسِب (کمائی کرنے والا، از باب افتعال)
مُسْتَنْصِرۃ (مدد کی طالب)	مُسْتَنْصِر (مدد کا طالب، از باب استفعال)
مُنْبِجِشۃ (بیدار ہونے والی)	مُنْبِجِش (بیدار ہونے والا، از باب انفعال)

پھر ان میں سے بعض نام اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کر کے بھی رکھے جاتے ہیں، جیسے
 شاکر اللہ (اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا) مطیع اللہ (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا) مطیع الرحمن (رحمن کی
 اطاعت کرنے والا) معیّب الرحمن (رحمن کی طرف جھکنے والا) محب اللہ (اللہ سے محبت کرنے والا)

(۲)..... اسم مفعول والے نام:..... بعض عربی نام اسم مفعول کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں

نام والے پر اس فعل کے واقع ہونے کی نسبت پائی جاتی ہے۔
لہذا جس فعل سے بھی اسم مفعول کا صیغہ بنایا جائے گا، اس فعل کی مناسبت سے اس نام والے پر وہ کام واقع ہونے کے معنی پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گولہ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا، البتہ اس کے بعض صیغہ مذکر مؤنث دونوں کے لئے بغیر کسی فرق کے استعمال ہوتے ہیں۔ ۱

۱۔ اسم مفعول ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مضروب، ممدوح، موعود، مرمی (جس کی اصل مرموئی تھی) اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول کے حرف مضارعت کو میم مضموم سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے یکرّم سے مُکرم، یستغفر سے مُستغفر، یتداول سے مُتداول، یصطفي سے مُصطفى، یختار سے مُختار۔
اسم مفعول کے صیغوں کی علامت یہ ہے کہ ثلاثی مجرد سے اس کے صیغہ مفعول کے وزن پر آتے ہیں، یعنی شروع میں میم مفتوح ہوتی ہے، اور درمیان میں (یعنی آخری حرف سے پہلے) واو ہوتی ہے، جس کا ماقبل مضموم یا مکسور ہوتا ہے، جیسے منصور، مقول، مبع (یہ کسرہ تعلیلاً آیا ہے، اور اس کی وجہ سے واو، یاء سے بدل گیا) یا آخر میں ”واو“ یا ”یاء“ مشدود ہوتی ہے، جیسے مدعو، مرمی۔ اور ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور رباعی مزید میں اسم مفعول کے صیغوں کے شروع میں میم مضموم اور درمیان میں (یعنی آخری حرف سے پہلے فتح ہوتا ہے) جیسے منزل، منتظر، یا درمیان میں الف ہوتا ہے، جیسے مختار، مبتاع۔
اور اسم مفعول ہی میں چار ایسے سماعی اوزان ہیں، جن میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں:

(۱) فَعِيلٌ جیسے قَتِيلٌ، جَرِيحٌ (۲) فُعْلَةٌ جیسے ضَحْكَةٌ، أَكْلَةٌ، مُضْغَةٌ، طُعْمَةٌ (۳) فَعَلٌ جیسے

قَبْضٌ، قَنْصٌ، سَلْبٌ، جَلْبٌ (۴) فَعْلٌ جیسے ذَبْحٌ، طَحْنٌ، طَرْحٌ

یصاغ اسم المفعول للدلالة على من وقع عليه الفعل. ويكون من الثلاثي على وزن "مفعول": مضروب، ممدوح، موعود، مغزّ، مرمي "أصلها مرموئي قلبت الواو ياءً"، مقول، مدين "أصلها مقول ومديون: تحذف العلة في الفعل الأجوف ويضم ما قبلها إن كانت العلة واو، ويكسر إن كانت ياء". ويصاغ من غير الثلاثي على وزن المضارع المجهول بإبدال حرف المضارعة ميماً مضمومة وفتح ما قبل الآخر: يُكْرَم: مُكْرَم، يُسْتغْفَر: مُسْتغْفَر، يُتداول: مُتداول، يُصطفي: مُصطفى، يُختار: مُختار. لا يصاغ اسم المفعول إلا من الفعل المتعدي، فإذا أريد صياغته من فعل لازم فيجب أن يكون معه ظرف أو مصدر أو جار ومجرور: السيرير منومٌ فوقه، الأرض متسابق عليها، هل مفروخ اليوم فرخٌ عظيم؟ ملاحظة: بمعنى اسم المفعول صيغ أربع سماعية يستوي فيها المذكر والمؤنث (۱) فَعِيل (۲) فُعْلَةٌ (۳) فَعْلٌ (۴) فَعْلٌ: شاة ذَبْحٌ "مذبوحه"، طَحْنٌ، طَرْحٌ (۳) فَعْلٌ: قَنْصٌ، سَلْبٌ، جَلْبٌ (۴) فُعْلَةٌ: أَكْلَةٌ، مُضْغَةٌ، طُعْمَةٌ.

تبيه: يجتمع أحياناً اسم الفاعل واسم المفعول من غير الثلاثي على صيغة واحدة في المضعف والأجوف مثل اختارِك رئيسك فأنت مختار ورئيسك مختار. شاددت أخاك فأنا مشاد وأخوك مشاد، والتفريق بالقرينة (الموجز في قواعد اللغة العربية، اسم المفعول)

اسم مفعول کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مشکُور (قدر کیا ہو یا قدر کیا جانے والا)	مشکُور (قدر کیا ہو یا قدر کیا جانے والا)
مسعُود (سعادت مند مرد)	مسعُود (سعادت مند مرد)
مسرُور (خوش کیا ہوا)	مسرُور (خوش کیا ہوا)
مقصُود (قصد کیا جانے والا)	مقصُود (قصد کیا جانے والا)
مفلح (کامیاب شدہ مرد، از باب افعال)	مفلح (کامیاب شدہ مرد، از باب افعال)
مظفر (کامیاب قرار دیا ہوا، از باب تفعیل)	مظفر (کامیاب قرار دی ہوئی، از باب تفعیل)
مصاحب (ساتھ رہا ہوا، از باب مفاعله)	مصاحبہ (ساتھ رہی ہوئی)
متدارک (تلافی کیا ہوا، از باب تفاعل)	متدارک (تلافی کی ہوئی)
متبرک (برکت حاصل کیا ہوا، از باب تفاعل)	متبرک (برکت حاصل کی ہوئی)
معتصم (محفوظ کیا جانے والا، از باب افعال)	معتصم (محفوظ کی جانے والی)
مستغفر (مدد طلب کیا ہوا، از باب استفعال)	مستغفر (مدد طلب کی ہوئی)
منبعث (بیدار شدہ مرد، از باب افعال)	منبعثہ (بیدار شدہ عورت)

(۳)..... اسم صفت یا صفت مشبہ والے نام:..... بعض عربی نام اسم صفت یا صفت مشبہ کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کو دوام اور ہمیشگی کے ساتھ کرنے والے کے معنی پائے جاتے ہیں، جو فعل اس لفظ کے مصدری معنی میں موجود ہے۔

البتہ بعض اوقات اس صیغہ کے معنی دوام کی قید لگائے بغیر یعنی اسم فاعل والے بھی کئے جاتے ہیں۔ لہذا جس فعل سے بھی صفت مشبہ کا صیغہ بنایا جائے گا، اس فعل کی مناسبت سے اس نام میں وہ کام دوام یا بغیر دوام کے کرنے والے کے ساتھ کرنے والے کے معنی پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گولہ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں باء پڑھی جاتی ہے) یا الف مدودہ کا اضافہ ہوگا، اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا۔

صفتِ مشبہ کے بہت سارے صیغے ہیں۔ ۱۔

۱۔ اور صفتِ مشبہ ثلاثی لازم کے ابواب سے آتا ہے، اور اس کے صیغے سماعی ہیں، اور جب یہ فعل لازم باب کرم سے ہو تو اکثر فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ اور باب سَمِعَ سے صفتِ مشبہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی لفظ خوشی یا غم پر دلالت کرے، تو اس کا صفتِ مشبہ فَعْلان کے وزن پر ہوتا ہے، جیسے ضَحْرٌ ضَحْرَةٌ، كُرْبٌ كُرْبِيَّةٌ۔

اور جب کسی پیدائشی عیب یا حسن پر دلالت کرے، یا کسی رنگ پر دلالت کرے، تو پھر اَنْفَعْلان کے وزن والے الفاظ کو صفتِ مشبہ کہتے ہیں، جن کا مؤنث فعلاء ہے، جیسے اَنْعَرَجَ جس کا مؤنث عَرَجٌ جَاءَ، اَصْلَعُ جس کا مؤنث صَلَعَاءُ، اَخْرَجَ جس کا مؤنث خُرَاءُ، اَخْرَجَ جس کا مؤنث خُرَاءُ، اَبْيَضَ جس کا مؤنث بَيْضَاءُ، اَصْفَرَ جس کا مؤنث صَفْرَاءُ، اَسْوَدَ جس کا مؤنث سَوْدَاءُ آتا ہے۔ اور جب خالی ہونے یا بھرنے کے معنی پر دلالت کرے، تو فَعْلان کے وزن پر آتا ہے، جیسے عَطَشَانٌ جس کا مؤنث عَطَشَى، رِيَانٌ جس کا مؤنث رِيَاءٌ، جَوْعَانٌ جس کا مؤنث جَوْعَى آتا ہے۔

اور اس کے اور بھی اوزان ہیں، جن سے آنے والے کچھ اسماء یہ ہیں:

شجاع و جبان و ضَلْبٌ و حَسَنٌ و شَهْمٌ

اور ہر وہ فعل جو کہ ثلاثی سے اسمِ فاعل کے معنی میں ہو، اور اس کا وزن اسمِ فاعل کے خلاف ہو، تو وہ بھی صفتِ مشبہ کہلاتا ہے، جیسے سید، شیخ وغیرہ۔ اور حدوث کے بجائے ثبوت و دوام کے معنی دینے والے الفاظ جو فاعل کے وزن پر ہوتے ہیں، وہ صفتِ مشبہ ہوتے ہیں، نہ کہ اسمِ فاعل، جیسے:

غَافِرُ الذَّنْبِ، مَالِكُ يَوْمِ الدِّينِ

اور جب صفتِ مشبہ سے مقصود حدوث ہو، تو اس کو اسمِ فاعل کے وزن پر لاتے ہیں، جیسے:

صَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ

أسماء تصاغ للدلالة على من اتصف بالفعل على وجه الثبوت مثل: كريم الخلق، شجاع، نبيل. ولا تأتي إلا من الأفعال الثلاثية اللازمة، وصيغها كلها سماعية إلا أن الغالب في الفعل من الباب الرابع "باب طرب يطرب" أن يكون على إحدى الصيغ الآتية (۱) على وزن "فَعْل" "إذا دل على فرح أو حزن مثل: ضَجِرَ وضجورة، طَرِبَ وطربة (۲) على وزن "أفعل" "فيما دل على عيب أو حسن في خلقته أو على لون مثل: أَعْرَجَ، أَصْلَعُ، أَحْوَرُ، أَخْضَرَ. ومؤنث هذه الصيغة "فعلاء": "عرجاء، صلعاء، حوراء، خضراء". والجمع "فعل": "عُرْج، صُلَع، حُور، حُضْر (۳) على وزن "فَعْلان" "فيما دل على خلوا أو امتلاء: عطشان وربان، جَوْعَانٌ وشبعان والمؤنث "فَعْلَى": "عطشى وربا، وجوعى وشبعى. وإذا كان الفعل اللازم من باب "كُرْم" "فأكثر ما تأتي صفتها على "فَعِيل" مثل كريم وشريف. وله أوزان أخرى مثل: شجاع و جبان و ضَلْبٌ و حَسَنٌ و شَهْمٌ. وهذا وكل ما جاء من الثلاثي بمعنى اسم فاعل ووزنه مغاير لوزن اسم الفاعل فهو صفة مشبهة مثل: سيد وشيخ هم و سىء.

ملاحظة: إذا قصدت من اسم الفاعل أو اسم المفعول الثبوت لا الحدوث أصبح صفة مشبهة يعمل عملها مثل: أنت محمود السجاي طاهر الخلق معتدل الطباع. أما إذا قصدت من الصفة المشبهة الحدوث جئت بها على صيغة اسم الفاعل فتعمل عمله مثل: أنت غدا سائد رفاقك "الصفة سيد". فصيغ الصفة المشبهة إذا أردت منها الحدوث قلت: صدرك اليوم ضائق على غير عادتك (الموجز في قواعد اللغة العربية، الصفة المشبهة باسم الفاعل)

صفتِ مشبہ یا اسمِ مشبہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حَسَن (اچھا مرد)	حَسَنَة (اچھی عورت)
طاهر (پاک مرد)	طاهرة (پاک عورت)
نذیر (ڈراتے رہنے والا)	نذیرة (ڈراتے رہنے والی)
جمیل (جمال رکھنے والا)	جمیلة (جمال رکھنے والی)
عقیل (عقل مند مرد)	عقیلة (عقل مند عورت)
فہیم (سمجھ رکھنے والا)	فہیمة (سمجھ رکھنے والی)
شریف (شرافت والا)	شریفة (شرافت والی)
أخمر (سرخ رنگ کا مرد)	أخمرَاء (سرخ رنگ کی عورت)
اعین (بڑی آنکھ والا مرد)	عیناء (بڑی آنکھ والی عورت)
وَقُوْر (صاحبِ وقار)	شجاع (بہادر)
فَرَح (خوش)	حَق (درست، اصلہ، حَقِّق)

پھر بعض اوقات اس صیغے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے نام رکھا جاتا ہے، مثلاً فہیم اللہ، عقیل الرحمن، جمیل الرحمن، وغیرہ۔

اور بعض اوقات اسلام یا دین کی نسبت لگا دی جاتی ہے، مثلاً فہیم الدین، فہیم الاسلام، وغیرہ۔

(۴)..... اسم تفضیل والے نام:..... بعض عربی نام اسم تفضیل کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے مصدری معنی کی دوسروں کے مقابلہ میں زیادتی اور اضافہ و کثرت پائی جاتی ہے۔ ۱۔

۱۔ اسم تفضیل عام طور سے فعل کے وزن پر آتا ہے،

ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب سے فعل التفضیل نہیں آتا، ان میں تفضیل کے معنی ادا کرنے کے لئے اشد یا اکثر وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے، اور ثلاثی مجرد میں سے جو افعال کثرت کو قبول نہیں کرتے، جیسے الوان، عیوب، طلوع، غروب وغیرہ، ان سے بھی اسم تفضیل نہیں آتا۔

اسم التفضیل: یصاغ علی وزن "أفعل" للدلالة علی أن شیئین اشترکا فی صفة وزاد أحدهما فیها علی الآخر مثل: کلاهما ذکی لکن جبارک أذکی منک وأعلم.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسم تفضیل کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

احمد (بہت زیادہ تعریف والا)	انصر (بہت زیادہ مدد والا)
اشرف (زیادہ شرافت والا)	انور (زیادہ روشنی والا)
اسلم (زیادہ سلامتی والا)	امجد (زیادہ بزرگی والا)
احسن (زیادہ اچھا)	اکرم (زیادہ اکرام والا)
ارشد (زیادہ ہدایت والا)	افضل (زیادہ فضیلت والا)
اطہر (زیادہ پاکیزہ)	اجمل (زیادہ جمال والا)
خیر (بہتر، اس کی اصل انخیر ہے)	اشہر (مشہورتر)
اشغل (بہت مشغول)	انصر (بہت مدد کرنے والا)

پھر اگر اس صیغہ سے کسی مؤنث (عورت) کا نام رکھا جائے، تو اس کے آخر میں الف مقصورہ کا اضافہ ہوگا، جیسے اصغر سے صغریٰ، اطیب سے طوبیٰ، احسن سے حسنیٰ وغیرہ۔
البتہ اس کے بعض صیغہ مؤنث کے نہیں آتے۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقد يصاغ للدلالة على أن صفة شيء زادت على صفة شيء آخر مثل: العسل أحلى من الخل، والطلح أحب من الصالح. وقليلاً يأتي بمعنى اسم الفاعل فلا يقصد منه تفضيل مثل: "الله أعلم حيث يجعل رسالته". وهذا ولا يصاغ اسم التفضيل إلا مما استوفى شروط اشتقاق فعلى التعجب " فإذا أريد التفضيل فيما لم يستوف الشروط أتينا بمصدره بعد اسم تفضيل فعله مستوفى الشروط مثل: أنت أكثر إنفاقاً، وأسرع استجابة. واسم التفضيل لا يأتي على حالة واحدة في مطابقته لموصوفه، وأحواله ثلاثة (١) يلازم حالة واحدة هي الأفراد والتذكير والتكبير حين يقارن بالفضل عليه مجزراً بمن مثل "الطلاب أكثر من الطالبات" أو يضاف إليه منكرراً: "الطالبات أسرع كاتبات". (٢) يطابق موصوفه إن لم يقارن بالفضل عليه سواء أعرف بـ"ال" أم أضيف إلى معرفة ولم يقصد التفضيل مثل: "نجح المدارسون الأقدرون والطالبات الفضليات حتى الطالبتان الصغريان"، زميلتانك فضليات الطالبات (٣) إذا أضيف إلى معرفة وقصد التفضيل جازت المطابقة وعدمها: مثل: "الطلاب أفضل الفتيان" = أفاضلهم، زينب أكبر الرفيقات = كبرى الرفيقات. " ملاحظة: لم يرد لكثير من أسماء التفضيل جمع ولا مؤنث، فعلى المتكلم مراعاة السماع؛ فإذا اضطر قاس مراعيًا الذوق اللغوي السليم (الموجز في قواعد اللغة العربية، اسم التفضيل)

(۵)..... اسمِ مبالغہ والے نام:..... بعض عربی نام اسمِ مبالغہ کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے بہت زیادہ کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں، مگر اس میں اسمِ تفضیل کی طرح دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اپنی ذات میں زیادتی و کثرت مقصود ہوتی ہے۔ ل۔ اسمِ مبالغہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حَمَاد (بہت تعریف کرنے والا مرد یا عورت)	سَجَاد (بہت زیادہ سجدہ کرنے والا مرد یا عورت)
جَوَاد (بہت زیادہ سخاوت کرنے والا مرد یا عورت)	خَلَاد (بہت باقی رہنے والا مرد یا عورت)
صَبَّار (بہت زیادہ صبر کرنے والا مرد یا عورت)	زَوَّار (بہت ملاقات کرنے والا مرد یا عورت)
بَشَّار (بہت زیادہ خوشخبری دینے والا مرد یا عورت)	حَسَّان (بہت زیادہ حسن و اچھائی والا مرد یا عورت)
بِرَّاز (پارچہ فروش مرد یا عورت)	مَدْعَس (بہت آمدورفت کا راستہ)

۱۔ اور اسمِ مبالغہ میں فِعْلٌ وَمَفْعَلٌ وَمُفْعِلٌ کے اوزان پر مذکور مؤنث کے صیغے الگ الگ نہیں ہوتے، بلکہ ایک ہی صیغہ مذکور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر کبھی مبالغہ کے لئے آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں، جیسے رجل علامتہ۔ اور جب فِعْلٌ بمعنی فاعل اور فِعْلٌ بمعنی مفعول کے ہو، تو اس وقت تذکیر و تا نیث میں تفریق کی جاتی ہے، جیسے علیم، علیمہ، حمول، حمولہ۔ اور مبالغہ کے زیادہ تر صیغے متعدی ہوتے ہیں۔

اسمِ مبالغہ کے بہت سے اوزان ہیں، البتہ پانچ اوزان مشہور اور قیاسی ہیں، جو کہ یہ ہیں:

"فَعَالٌ" جیسے "قَوَالٌ" مَفْعَالٌ " جیسے مَحْوَاتٌ، "فَعُولٌ" جیسے صَرُوبٌ "

فَعِيلٌ " جیسے نَصِيرٌ " فَعَلٌ " جیسے حَذِرٌ.

اور ان کے علاوہ فَعِيلٌ جیسے صَدَيْتٌ، اور مَفْعِلٌ جیسے مُسَلِّمٌ، اور فَاعُولٌ جیسے فَارُوقٌ، اور فُعُولٌ جیسے قُدُوسٌ، فُعْلَانٌ جیسے رَحْمَنٌ، اور فُعْلَانٌ جیسے عُجَابٌ، وغیرہ کے اوزان پر بھی اسمِ مبالغہ آتا ہے۔

وإذا أريد الدلالة على المبالغة حوّل اسم الفاعل إلى إحدى الصيغ الآتية:

فَعَالٌ مثل: غَفَّارٌ ضَرَابٌ..... مَفْعَالٌ مثل: مَفْعُولٌ..... فَعُولٌ مثل: قَقُولٌ، غَفُورٌ، ضَرُوبٌ..... فَعِيلٌ مثل: رَحِيمٌ، عَلِيمٌ..... فَعَلٌ مثل: حَذِرٌ.

ويلاحظ أن أفعال صيغ المبالغة كلها متعدية، وقل أن تأتي من الفعل اللازم.

وہناک صیغہ اُخْرٰی سَمَاعِیَۃٌ مِثْلُ: مَفْعَلٌ = مَدْعَسٌ = طَعَانٌ "فَعِيلٌ وَمَفْعِلٌ" لِلْمَدَاوِمِ عَلٰی الشَّيْءِ " مِثْلُ سَكْبِیْرٍ وَمَعْطِیْرِ، وَفُعْلَةٌ مِثْلُ هَمَزَةٍ وَلَمَزَةٍ وَضَحْكَةٍ، وَفَاعُولٌ مِثْلُ فَارُوقٍ وَحَاطُومٍ وَهَاضُومٍ، وَفَعَالٌ مِثْلُ طُوَالٍ وَكِبَارٍ، وَفُعَالٌ مِثْلُ كِبَارٍ وَحَسَّانٍ.

ملاحظہ: صیغہ "فَعُولٌ وَمَفْعَلٌ وَمَفْعِلٌ" یَسْتَوِی فِیْہَا الْمَذْکُورِ وَالْمُؤنَّثِ نَقُولُ: زَجَلٌ مَعْطِیْرِ وَامْرَاةٌ مَعْطِیْرِ، وَرَجُلٌ رُوُومٌ وَأَمْرُوُومٌ (الموجز فی قواعد اللغة العربیة، المشتقات و عملها، اسم الفاعل و عملہ)

مُعَام (بہت انعام دینے والا مرد یا عورت)	فَارُوق (بہت امتیاز کرنے والا مرد یا عورت)
عُجَاب (بہت عجیب مرد یا عورت)	سُكْبَار (بہت بزرگ مرد یا عورت)
صِدِّيق (بہت سچا)	حَدْر (بہت بچنے والا مرد یا عورت)
غِيُوْر (بہت غیرت مند)	كُحُوْل (بہت بردبار مرد یا عورت)

البتہ اسمِ مبالغہ کے صیغے والے بہت سے نام اللہ تعالیٰ کے مخصوص اسمائے حسنیٰ میں داخل ہیں، جیسے غفّار، رزّاق وغیرہ۔

ایسے ناموں کو عبد کی نسبت لگا کر رکھنا چاہئے، جیسے عبد الغفار، عبد الرزاق وغیرہ۔

(۶)..... اسمِ ظرفِ والے نام.....: بعض نام اسمِ ظرف کے وزن پر آتے ہیں، جن میں اس معنی کی جگہ یا وقت کی طرف نسبت ہوتی ہے۔

اور انسانوں کے علاوہ اسمِ ظرف کے صیغوں والے نام زمانوں اور جگہوں کے بھی کثرت سے رکھے جاتے ہیں۔ ۱

اسمِ ظرف کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مُتَب (لکھنے پڑھنے کی جگہ) مُنْظَر (غلبہ اور فتح کا مقام)

۱ اسمِ ظرفِ بابِ نصر، سح، فتح، اور کرم سے اور ناقص کے ہر باب سے مُفْعَل کے وزن پر آتا ہے، اور بابِ ضرب اور مثال کے ہر باب سے مُفْعِل کے وزن پر آتا ہے۔ اور غیر ثلاثی سے اسمِ مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مُنْظَر۔

اسمِ الزمان و اسمِ المكان: یصاغان للدلالة على زمن الفعل ومكانه مثل "هنا مَذْفَنُ الشُّرُوْةِ، وَأَمْسِ مِتْسَابِقِ الْعَدَائِيْنَ". ويكونان من الثلاثي المفتوح العين في المضارع أو المضموم العين على وزن "مَفْعَل" مثل: مَكْتَب، مدخل، مجال، منظر، وإذا كان مكسور العين فالوزن "مَفْعَل" مثل: مَنْزِل، مهبط، مطير، مبيع. فإذا كان الفعل ناقصاً كان على "مَفْعَل" مهما تكن حركة عينه مثل: مَسْعَى، مَوْقِي، مرمي. وإذا كان الفعل مثلاً صحيح اللام فاسم الزمان والمكان منه على "مَفْعَل" مثل: موضع، موقع. أما غير الثلاثي فاسم الزمان والمكان منه على وزن اسم المفعول مثل: هنا منتظر الزوار "مكان انتظارهم"، غداً مسافر الوفد "زمن سفره". فاجتمع على صيغة واحدة في الأفعال غير الثلاثية: المصدر الميمي واسم المفعول واسم الزمان والمكان، والتفريق بالقرائن. ملاحظة: ما ورد على غير هذه القواعد من أسماء الزمان والمكان يحفظ ولا يقاس عليه، فقد سمع بالكسر على خلاف القاعدة هذه الأسماء: المشرق، المغرب (الموجز في قواعد اللغة العربية) اسم الزمان واسم المكان

مُسْعِد (سعادت مندی یا نیک بختی کا مقام)	مُنْقَر (مدد کا مقام یا جگہ)
مَنْظَر (خوبصورت مقام)	مُنْسِك (قربان گاہ)
مَجْزِر (اونٹوں کی قربان گاہ)	مَطْلَع (سورج طلوع ہونے کا مقام)
مَشْرِق (طلوع آفتاب کا مقام یا جہت)	مَغْرِب (غروب آفتاب کا مقام یا جہت)
مَجْزِر (اونٹوں کی قربان گاہ)	مَطْلَع (سورج طلوع ہونا کا مقام)
مَسْجِد (سجدہ و عبادت گاہ)	مَنْزِل (اترنے کی جگہ)
مَسْکَن (رہنے کی جگہ)	مَشْهَد (حاضر ہونے کی جگہ)

(۷)..... اسم آلہ والے نام.....: بعض نام اسم آلہ کے وزن پر آتے ہیں، جن میں اس کام کو کرنے کا ذریعہ یا آلہ ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ۱۔
اسم آلہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مِکْرَز (جج ہونے کا ذریعہ)	مُحْصِن (محفوظ ہونے کا ذریعہ)
مِفْتَاح (کھولنے کا ذریعہ یعنی چابی)	مَرْوَحَه (ہوا کا آلہ یعنی پنکھا)
مِضْبَاح (روشنی کا آلہ یعنی چراغ)	مِسطَح (سیدھا کرنے کا آلہ)

اسمائے مصدریہ والے نام

بعض نام مصدر کے وزن پر آتے ہیں، اور مصدر ایسا اسم ہے، جس سے فعل اور اسم مشتق بنے، اور

۱۔ اسم آلہ صرف ثلاثی مجرد متعدی سے آتا ہے، اور اس میں تین وزن کثرت سے مستعمل ہیں:

(۱)..... مَفْعَلٌ (۲)..... مَفْعَالٌ (۳)..... مَفْعَلَةٌ

اور کسی کے ساتھ یہ بھی مستعمل ہے: فِعَالٌ

اسم آلہ فاعل کے وزن پر بھی آتا ہے، لیکن اس کے صرف دو وزن ہیں، عَلَمٌ، حَاتَمٌ

اسم الآلة: یصاغ من الأفعال الثلاثية المتعدية أوزان ثلاثة للدلالة على آلة الفعل، وهي "مَفْعَلٌ ومِفْعَالٌ ومَفْعَلَةٌ" بكسر الميم في جميعها مثل: مِخْرَزٌ ومِبْرَدٌ ومِفْتَاحٌ ومِطْرَقَةٌ. وهذا وهناك صيغ أخرى تدل على الآلة كاسم الفاعل ومبالغته مثل: كَابِحٌ "فِرام" صَفْقَالَةٌ وجِرَافَةٌ وسَحَابٌ، و"فِعَالٌ" مثل: حِصَادٌ، وحِزَامٌ "وفاعول" مثل ساطور "وفِعول" مثل "قَدومٌ" وغيرها. ملاحظة: لا عمل لاسم الزمان ولا لاسم المكان ولا لاسم الآلة. (الموجز في قواعد اللغة العربية، اسم الآلة)

اس کے معنی میں اس فعل کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔

اور مصدر کے معنی کیونکہ جنسی ہوتے ہیں، اس لیے ان کا اطلاق مذکر مؤنث کی تفریق کے بغیر ہوتا ہے۔ ۱

مصدر کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

نصر (مدد کرنا، غلاشی مجرد)	إحسان (نیک سلوک کرنا، بابِ افعال)
إنعام (انعام کرنا، بابِ افعال)	إكرام (اکرام کرنا، بابِ افعال)
إرشاد (ہدایت کرنا، بابِ افعال)	توقیر (عزت کرنا، بابِ تفعیل)
تجربہ (وسیع علم والا ہونا، بابِ تفعیل)	مبارک (برکت والا ہونا، بابِ مفاعلہ)
تذاریک (تلائی کرنا، بابِ تفاعل)	اعتصام (اپنے آپ کو محفوظ رکھنا، بابِ تفاعل)
استسباق (ایک دوسرے سے آگے نکلنا، بابِ استفعال)	إبعاث (بیدار ہونا، کھڑا ہونا، بابِ افعال)

بعض اوقات اس کے ساتھ مختلف نسبتیں بھی لگائی جاتی ہیں، مثلاً إحصانُ اللہ، انعامُ اللہ، اكرامُ اللہ، وغیرہ۔
پھر بعض نام کسی مصدر کے آخر میں الف نون بڑھا کر بھی رکھے جاتے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ ۲

اسمائے جامدہ والے نام

جامدہ اسم ہے، جو نہ خود کسی دوسرے اسم سے بنا ہو (جیسا کہ اسمائے مشتقہ کا معاملہ ہے) اور نہ اس سے کوئی اسم بنے (جیسا کہ مصادر کا معاملہ ہے) اور اسی وجہ سے ایسے ناموں کو جامد کہا جاتا ہے کہ وہ

۱ اور عربی میں مصدروں کے مختلف ابواب و اوزان ہیں، جن میں سے ہر ایک کی الگ الگ معنی کی خاصیت ہے۔
۲ مصادر میں ایک مصدر اسم مصدر کہلاتا ہے، جس کے معنی مصدر والے ہوتے ہیں، لیکن اس کے حروف فعل کے حروف سے کم ہوتے ہیں، جیسے:
سُبْحَانٌ، جس کا مصدر تسبیح ہے۔ سَلَامٌ، جس کا مصدر تسلیم ہے۔ سَوَاءٌ، جس کا مصدر استواء ہے۔
وَدَاعٌ، جس کا مصدر تودیع ہے۔

اور اسی طرح ایک مصدر ضاعی کہلاتا ہے، اور مصدر ضاعی وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاء مشدّدہ اور تاء زیادہ کر کے مصدر بنایا گیا ہو، جیسے:
إنسانٌ سے إنسانیّۃ، بمعنی کسی چیز کا انسان ہونا۔

اپنی جگہ مجہد ہوتے ہیں، ان کا کسی مصدر یا مشتق سے تعلق نہیں ہوتا۔
عربی میں ایسے بھی بہت سے نام پائے جاتے ہیں۔ ۱۔
چند اسمائے جامدہ کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

فلس (پیسہ، ثلاثی مجرد)	فرس (گھوڑا، ثلاثی مجرد)
عرب (انگور، ثلاثی مجرد)	عنت (گردن، ثلاثی مجرد)
جمار (گدھا، ثلاثی مزید)	بختہ (نہر، رباعی مجرد)
درہم (چاندی کا سکہ، رباعی مجرد)	یونس (نام، رباعی)
سفرجل (بہی، خماسی مجرد)	قرطوبس (بڑی مصیبت، خماسی مزید)

وزنِ فعل والے نام

عربی میں بعض نام فعل کے صیغوں یا ان کے وزنوں کے مشابہ ہوتے ہیں، جیسے:
یعیش کہ یہ صحابی کا نام ہے، جن کا احادیث میں ذکر ہے، اور حضور ﷺ نے اس نام کو پسند فرمایا ہے، اور یہ عاش یعنیش سے بیع اور بصیر کی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ ۲۔
اور اسی طرح بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام مزید ہے، اور یہ بھی ’یعیش‘ کی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ ۳۔

۱۔ اور اسمائے جامدہ کی قسمیں یہ ہیں، ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید، خماسی مجرد، خماسی مزید۔
البتہ بہت سے نام ایسے ہیں کہ وہ ایک حیثیت سے جامد ہیں، اور جامد ہونے کی حیثیت سے ان کے دوسرے معنی آتے ہیں،
اور دوسری حیثیت سے وہ مصدر یا کوئی اسم مشتق ہیں، اور اس دوسری حیثیت سے ان کے اور معنی آتے ہیں، اور اصحاب
لغت بعض اوقات اس طرح کے کسی لفظ کے دونوں معنی بیان کر دیتے ہیں۔

۲۔ یعیش بلفظ مضارع من عاش یعنیش غیر منصرف (اوجز المسالک ج ۶ ص ۴۲۰، کتاب
الجامع، باب ما یکرہ من الاسماء)

۳۔ زید: مصدر زاد الشیء، یزید زیداً. قال الشاعر: وأنتم معشر زید علی مائة... فأجمعوا
أمرکم طراً فکیدونی..... ویروی: کید کم. وقد سمّت العرب زیداً ومزیداً وزیاداً وزاندة وزیادة
ویزید. والزیادة: ضد النقصان. والمزید من کل شیء: الاستکثار منه والزیادة فیہ؛ یقال: عند اللہ
المزید من النعم (جمهرة اللغة، لابن درید، باب الدال والنزای)

اسی طرح بچھرمیم کے زبر اور پیش دونوں کے ساتھ آیا ہے، اور صحابی کا نام ہے، اور یہ یفتح اور ینصر کی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ ۱
اور اسی طرح یشکر اور یشرب اور تغلب بھی وزن فعل والے نام ہیں۔
نیز بعض اسمائے مشفقہ والے نام میں بھی وزن فعل پایا جاتا ہے، جیسے احمد، اکرم، الطّف، اشرف، احسن، اجمل، اعزّ، احمر، اخضر، وغیرہ۔

اسم تصغیر والے نام

بعض اوقات کسی عربی نام کی تصغیر کردی جاتی ہے، جس کا مقصد اس فعل کے معنی میں چھوٹاپن، عاجزی و انکساری اور زمانے کا قُرب وغیرہ کے معنی داخل کرنا اور نام میں کشش و خوبصورتی اور تسہیل پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ۲

۱۔ يعمر بفتح الياء والميم (مرفاة، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

يعمر غير منصرف وهو بفتح الياء تحتها نقطتان وفتح الميم ويضم (مرفاة، كتاب المناسك، باب الاحصان)

يعمر بفتح الياء آخر الحروف وسكون العين المهملة وضم الميم وفتحها وفي آخره راء (عمدة القارى، كتاب المناقب، باب بالترجمة قبل باب ابن أخت القوم ومولى القوم منهم)

۲۔ اسم تصغیر کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس اسم کے تین حروف ہوں، تو پہلے حرف کو ضمہ اور دوسرے کو فتح دے کر ان دونوں کے بعد یا سکن زیادہ کر دی جائے، جیسے رجبان سے رُجبیل۔

اور جس اسم کے تین سے زیادہ حروف ہوں، تو یا کے بعد والے حرف کو کسرہ دے دیا جائے، جیسے وزہم سے دُرُجھم۔
اور اگر اسم کا دوسرا حرف علت ہو، اور اصلی ہو، لیکن اپنی اصل پر نہ ہو، تو تصغیر کی صورت میں وہ اپنی اصل پر آ جاتا ہے، اور دوسری جگہ اگر الف ہو تو تصغیر میں واؤ سے بدل جاتا ہے، اور جو تیسری جگہ ہو تو وہ باء سے بدل جاتا ہے، جیسے بابت سے بُوَيْبْت، حارث سے حُوَيْرِث، حاطب سے حُوَيْطِب، جمار سے جُمَيْر۔

اور اگر حرف علت زائد ہو، تو واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے ضارِب سے صُوَيْرِب۔

اور مؤنث سماعی کی تاء تصغیر میں ظاہر ہو جاتی ہے، جیسے ارض سے اُرِيضَة۔

اور جو حرف اسم کے آخر سے گر گیا ہو، وہ تصغیر میں واپس آ جاتا ہے، جیسے ابن سے بُنِيّ۔

علماء نے تصغیر کے پانچ وزن بتلائے ہیں (۱) فعیل جیسے رجبل سے رُجیل (یہ اسم ثلاثی کی تصغیر کے لیے ہے) (۲) فعیل جیسے جعفر سے جَعْفِر (یہ ثلاثی مزید اور رباعی اور خماسی کی تصغیر کے لیے ہے، جبکہ چوتھا حرف مد نہ ہو) (۳) فعیل جیسے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسمِ تصغیر والے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

عبد (چھوٹا بندہ)	سَلِيم (چھوٹا سلامتی والا)
حُسَيْن (چھوٹا حسن والا)	عَمِير (چھوٹا عمر والا)
أَسِيد (چھوٹا شیر یعنی بہادر)	أُوليس (چھوٹا عطیہ)

اسمِ منسوب والے نام

بعض نام نسبتی کہلاتے ہیں، جن میں کسی چیز کی طرف نسبت ہوتی ہے، اور انہیں عربی میں اسمِ منسوب کہا جاتا ہے۔

عربی میں اسمِ منسوب کے لئے اسم کے آخری حرف پر کسرہ لگا کر اس کے بعد تشدید والی یاء لگا دی جاتی ہے، جو کہ یائے نسبتی کہلاتی ہے، جیسے بغداد سے بغدادی (یعنی بغداد کا رہنے والا)

اور اگر کسی نام کے آخر میں تاء ہو تو یائے نسبت لگاتے وقت تانیث کی تاء کو گرا دیا جاتا ہے، اور مؤنث کے لیے یائے نسبت کے بعد تاء زیادہ کر دی جاتی ہے، جیسے مَكَّة سے مَكِّي (یعنی مکہ کا رہنے والا) اور مَلِكِيہ (یعنی مکی کی رہنے والی) اور جیسے كُوفَة سے كُوفِي (یعنی کوفہ کا رہنے والا) اور كُوفِيَّة (یعنی کوفہ کی رہنے والی)

اور فَعَالِيَّة اور فَعَالِيَّة کی یاء اور فَعُولِيَّة کا واؤ نسبت میں گرا دیا جاتا ہے، جیسے مَدِينَة سے مَدَنِي (یعنی مدینہ کا رہنے والا) اور جُهَيْدِيَّة سے جُهَيْمِي، اور شَمُوْءَة سے شَمُونِي۔

اور الف ممدودہ کا ہمزہ اصلی ہو تو بحال رہتا ہے، جیسے فُضَاء سے فُضَائِي، مَاء سے مَائِي۔

اور اگر الف ممدودہ تانیث کی علامت ہو، تو واؤ سے مدل جاتا ہے، جیسے سَمَاء سے سَمَائِي، بَيْضَاء سے بَيْضَائِي۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قرطاس سے قرطیسی، خندریس سے خدریسی (یہ ثلاثی، رباعی اور خماسی مزید فیہ کی تصغیر کے لیے ہے، جبکہ چوتھا حرف مدہ ہو) (۴) فعیلال جیسے سکران سے سکرانی، اجمال سے اجمالی (یہ اُس ثلاثی مزید فیہ کی تصغیر کے لیے ہے، جو فعلاں اور افعال کے وزن پر ہو) (۵) فعیلیل جیسے سفیرجل سے سفیرجل (یہ صرف خماسی مجرد کی تصغیر کے لیے ہے) (کتاب الصرف لعبد الرحمن امرتسری)

اور اسم کا آخری حرف گر گیا ہو، تو یائے نسبت کے وقت واپس آجاتا ہے، جیسے دَم سے دَمَوِی۔ ۱

الف نون زائدتان والے نام

عربی میں بعض نام کسی لفظ کے اصلی حروف (ف ع ل، خواہ وہ مصدر ہو، یا غیر مصدر) کے آخر میں الف نون زائدتان لگا کر رکھے جاتے ہیں۔

جیسے:

غُفران (مصدر بمعنی مغفرت والا) **رِضوان** (مصدر، بمعنی رضامندی)

فُرْقان (مصدر، بمعنی امتیاز کرنے والا) **فیضان** (مصدر، بمعنی فائدہ و نفع)

عدنان (عدن سے ماخوذ، بمعنی ٹھہرنے والا)

اور بعض اوقات ان میں سے بعض نام اللہ تعالیٰ یا کسی اور چیز کی طرف نسبت کر کے بھی رکھے جاتے ہیں، جیسے رضوانُ اللہ، رضوانُ الحق۔ ۲

۱ البتہ بعض الفاظ کی نسبت قیاس کے خلاف آئی ہے، جیسے نُور سے نُورانی، حق سے حَقّائی۔

اور یائے نسبت مبالغہ کے لئے بھی آتی ہے، جیسے اَحْمَر سے اَحْمَرّی۔

۲ غفران مصدر کالغفر والمغفرة، ومثله سبحانک، ونصبه بياضمار فعل تقدیره هاهنا: أطلب

غفرانک (عون المعبود شرح ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب مايقول الرجل اذا خرج من الخلاة)

الرّضوانُ والرّضوانُ بكسر الراء وضمّها الرّضا والرّضا مثله (مختار الصحاح، مادة ر ض ا)

الرّضیّ: المطیع: والرّضیّ: المحبّ. والرّضیّ: الضامن (تهذیب اللغة، ماده رضی)

فأما بالضم ففي المصادر كالرّضوان والرّضوان (لسان العرب، مادة بسط)

الرّضوانُ الرّضا وكذلك الرّضوان بالضم والرّضا مثله غيره المرّضاة والرّضوان مصدران

والقراء كلهم قرؤوا الرّضوان بكسر الراء إلا ما روى عن عاصم أنه قرأ رّضوان ويقال هو مرّضیّ

ومنه من يقول مرّضو لأن الرّضا في الأصل من بنات الواو وقيل في عيشة راضية أى مرّضية أى

ذات رضیّ كقولهم همّ ناصبٌ ويقال رّضیّت معيشته على ما لم يُسمّ فاعله ولا يقال رّضیّت ويقال

رّضیّت به صاحباً وربما قالوا رّضیّت علیه في معنى رّضیّت به وعنه وأرّضیته عنی ورّضیته بالتشديد

أيضاً فرّضی وترّضیته أى أرّضیته بعد جهدٍ واسترّضیته فأرّضانی وراضانی مرّاضاة ورضاء فرّضوته

أرّضوه بالضم إذا غلبته فيه لأنه من الواو وفي المحكم فرّضوته كنت أشدّ رّضاً منه ولا يمدّ الرضا إلا

على ذلك قال الجوهری وإنما قالوا رّضیّت عنه رّضاً وإن كان من الواو كما قالوا أشبع شبعاً وقالوا

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکر و مؤنث نام

اکثر و بیشتر عربی زبان میں مذکر یعنی لڑکوں اور مؤنث یعنی لڑکیوں کے ناموں میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ نام میں اصل مذکر ہونا ہے، لہذا اس کے لئے تو کسی علامت کی ضرورت نہیں، البتہ مؤنث میں تانیث کی کوئی خاص علامت ہوتی ہے، اور مؤنث کی لفظوں میں (جس کو تانیث لفظی کہا جاتا ہے) ایک علامت کسی نام میں حقیقتاً ”تاء“ کا ہونا ہے۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رَضِيَ لِمَكَانِ الْكَسْرِ وَحَقَّهُ رَضُوْ قَالَ أَبُو مَنْصُورٍ إِذَا جَعَلْتَ الرَّضَى بِمَعْنَى الْمُرَاضَةِ فَهُوَ مَمْدُودٌ وَإِذَا جَعَلْتَهُ مَصْدَرًا رَضَى يَرْضَى فَهُوَ مَقْصُورٌ (لسان العرب، مادة رضى)
سورة الفرقان وهو مصدر فرق بين الشيتين إذا فصل بينهما (عمدة القارى، كتاب تفسير القرآن، باب سورة الفرقان)

فَاضُ الْمَاءِ يَفِيضُ فَيُضَانًا: كَثُرَ حَتَّى سَالَ. وَمِنْهُ فَاضَ النَّهْرُ، وَفَاضَ السَّيْلُ. وَالْمَاءُ فَائِضٌ - وَيَنْطِقُونَهَا بِالْيَاءِ بَدَلِ الْهَمْزَةِ. وَفَاضَ الْإِنَاءُ: امْتَلَأَ حَتَّى طَفَحَ. وَفَاضَ الْخَيْرُ: كَثُرَ. وَفَاضَ الْخَبْرُ ذَاعَ وَانْتَشَرَ. وَأَفَاضَ الْحِجَاجُ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى مَنَى: انصرفوا إليها بعد انقضاء الموقف. واستفاض الخبر: انتشر (العامى الفصيح من إصدارات مجمع اللغة العربية بالقاهرة، باب الفاء)
عدنان بوزن فعلان من العدن تقول عدن (فتح البارى لابن حجر، قوله باب مبعث النبى صلى الله عليه وسلم) والعدن مأخوذ من قولك: عدن فلان بالمكان إذا أقام به (تهذيب اللغة، مادة عدن) والحسبان قد يكون مصدر حسب حسابا وحسبانا مثل الغفران والكفران والرجحان والنقصان والبرهان وقد يكون جمع حساب كالشهبان والركبان والقضبان والرهبان (عمدة القارى، كتاب تفسير القرآن، باب سورة الرحمان)

كل شيء كانت فى آخره ألف ونون زائدتان نحو (عُرْيَان) (وعُثْمَان) إن كانت نونه أصلية صرفته فى كل حال نحو (ذُهْقَان) من الذُهْقَنَة وشيطان من الشيطنة (وسُتْمَان) إن أخذته من السَّمِّ لم تصرفه وإن أخذته من السمن صرفته وكذلك (تَبَّان) إن أخذته من التَّبِّ لم تصرفه وإن أخذته من التبن صرفته وكذلك (حَسَّان) إن أخذته من الحس لا يصرف وإن أخذته من الحُسن صرفته (وديوان) نونه من الأصل فهو ينصرف (ورُمَّان) فُعَلَّان فهو ينصرف لأن نونه لام الفعل (ومُزَّان) يُصرف لأنه من الممرانة سمي بذلك للينه (ادب الكاتب لابن قتيبة، باب ما لا ينصرف)
۱۔ تائے تانیث اسماء کے آخر میں تائے زائدہ کے طور پر آتی ہے، اور اسماء کے آخر میں متصل یا منفصل لکھی ہوتی ہے، اور وقف کی صورت میں ہ بن جاتی ہے، اصلی نہیں ہوتی، اور تائے اصلی مدور نہیں ہوتی کہ جو وقف کی صورت میں ہ بن جائے۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور دوسری علامت آخر میں ”الف مقصورہ“ کا ہونا ہے، جیسے ”بشری“، ”جبلی“، اور تیسری علامت آخر میں ”الف مدودہ“ کا ہونا ہے، جیسے حمراء، صحراء وغیرہ۔

البتہ بعض نام ایسے ہیں کہ ان میں لفظوں میں مؤنث کی کوئی علامت نہیں ہوتی، بلکہ ان میں تانیث معنوی ہوتی ہے، یعنی وہ بغیر ظاہری علامت کے مؤنث سمجھے جاتے اور استعمال ہوتے ہیں، جیسے سماء۔ اور ان کا مؤنث ہونا سماعی ہوتا ہے، جو کلام عرب میں اس کی تصغیر سے یا اس کی صفت کے مؤنث استعمال ہونے سے یا اس کی طرف مؤنث ضمیر لوٹنے سے واضح ہوتی ہے۔

اور ایک تاء مصدریہ ہوتی ہے، جو کہ بعض مصدروں کے آخر میں آتی ہے، اور اس تاء کی وجہ سے وہ مصدر خاص مؤنث کے معنی نہیں دیتا، بلکہ اسم جنس کے معنی میں ہوتا ہے۔ ۱۔

اسی طرح بعض مذکر اسمائے جامدہ کے آخر میں بھی تاء ہوتی ہے، جیسے ”حمزہ“ ایسے اسماء میں تاء تانیث کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ علمیت پر محمول کی جاتی ہے۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

البتہ ایک تاء حکمی ہوتی ہے، یعنی چوتھا حرف تائے تانیث کے قائم مقام ہوتا ہے، جیسے زینب۔

۱۔ جیسے رَحْمَةٌ بَرُوْنَ فَعْلَةٌ، اور مَسْعَبَةٌ / مَنَقِبَةٌ بَرُوْنَ مَفْعَلَةٌ، اور قَيْلُوثٌ بَرُوْنَ فَعْلُوثٌ، اور كَيْبُوثٌ بَرُوْنَ فَيْعْلُوثٌ، اور شَهَادَةٌ بَرُوْنَ فَعَالَةٌ، اور مَغْفِرَةٌ بَرُوْنَ مَفْعَلَةٌ، اور جَبْرُوثٌ بَرُوْنَ فَعْلُوثٌ، اور نَصِيحَةٌ / قَطِيْعَةٌ بَرُوْنَ فَيْعِلَةٌ، اور كَاذِبَةٌ بَرُوْنَ فَاعِلَةٌ، اور مَمْلُكَةٌ بَرُوْنَ مَفْعَلَةٌ، اور مَكْدُوْبَةٌ بَرُوْنَ مَفْعُولَةٌ، اور سُهْوَلَةٌ بَرُوْنَ فَعْوَلَةٌ، اور خِلَافَةٌ / دِرَآئَةٌ بَرُوْنَ فَعَالَةٌ، اور بُغَايَةٌ / اَعْطَالَةٌ بَرُوْنَ فَعَالَةٌ، اور جَبْرُوثٌ بَرُوْنَ فَعْوَلَةٌ، اور غَلْبَةٌ بَرُوْنَ فَعْلَةٌ، اور سَرِقَةٌ بَرُوْنَ فَعْلَةٌ، اور كَرَاهِيَّةٌ بَرُوْنَ فَعَالِيَّةٌ۔

یہ سب ثلاثی مجرد کے اوزان سے ہیں۔

اور ثلاثی مزید فیہ بے حمزہ وصل کے صرف ایک باب مفاعلتہ کے آخر میں تاء مصدریہ آتی ہے، جیسے مقاتلتہ۔ اور ثلاثی مزید باہمزہ وصل میں کوئی نہیں، اور اس طرح رباعی مزید میں بھی کوئی نہیں، اور رباعی مجرد میں باب فَعْلَلَتْ ہے، جیسے بَحْرَةٌ، اور تحت رباعی مجرد کے جن ابواب کے آخر میں تاء ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

فَعْلَلَتْ جیسے جَلْبِيْتٌ (لام کے تکرار سے) فَعْوَلَةٌ جیسے سَرْوَلَةٌ (عین کلمے کے بعد واو بڑھانے سے)

فَيْعَلَةٌ جیسے صَبْطَرَةٌ (فاء کلمے کے بعد یا بڑھانے سے) فَوَعْلَةٌ جیسے جَوْرَبَةٌ (فاء کلمے کے بعد واو بڑھانے سے) فَعْنَلَةٌ جیسے قَلْنَسَةٌ (عین کلمے کے بعد نون بڑھانے سے)

فَعْلَلَةٌ جیسے قَلْسَاةٌ (لام کلمے کے بعد حمزہ یا الف بڑھایا، جو تعیل ہو کر یا الف ہو گیا)

نام کے صحیح و جائز ہونے کی نسبت

کسی نام کے صحیح اور جائز ہونے کی بنیاد اس کی نسبت پر ہے۔

اور نسبت ایک تو لغوی ہوتی ہے، اور دوسری شخصی۔

پس جو نام لغت کے اعتبار سے صحیح معنی رکھتا ہو، اور اس میں شرعی تقاضوں کی رعایت پائی جاتی ہو، اس کے درست ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔

اور جو نام کسی شخصیت کی طرف منسوب ہو، تو اگر وہ شخصیت ایسی ہے کہ جو شرعاً حجت ہو، خواہ بذات خود (جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام) یا کسی دوسری وجہ سے حجت بن گئی ہو (جیسا کہ نبی علیہ السلام کا کسی نام پر سکوت و تقریر فرمانا) تو اس نسبت کی وجہ سے بھی وہ نام صحیح اور جائز ناموں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا، اگرچہ لغوی نسبت سے اس کے معنی اچھے نہ ہوں۔

چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام اسی شخصی نسبت کی وجہ سے حجت اور اچھے ناموں میں داخل ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نام کہ جن کو حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا، اور تبدیل نہیں فرمایا، وہ بھی حضور ﷺ کے اس طرز عمل کی وجہ سے حجت اور صحیح ناموں کی فہرست میں داخل ہیں۔

پس انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں کے معنی اگر معلوم نہ ہوں، یا بظاہر ان کے لغوی معنی اچھے نہ ہوں، تب بھی ان ناموں کا رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، کہ وہ بھی صحیح اور جائز ناموں کی فہرست میں داخل ہیں۔ ۱۔

اسلام کی آمد سے پہلے اہل عرب مختلف وجوہات و اسباب کے پیش نظر نام رکھا کرتے تھے۔

مثلاً بعض نام بذات خود اپنے بچوں کی نیک فالی کے پیش نظر رکھا کرتے تھے، مثلاً سالم، سعد،

۱۔ اور یہ حکم انبیائے عظام و صحابہ کرام کے فی نفسہ ناموں کے بارے میں ہے، لیکن جہاں تک کسی نام کے کسی نبی کے ہونے یا کسی صحابی کے ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کا دار و مدار ثبوت پر ہے، جس درجہ کا ثبوت ہوگا، اس درجہ کا حکم ہوگا۔

پس جس نام کے بارے میں کسی نبی کا ہونا، یا جس نام کے بارے میں کسی صحابی کا ہونا معتبر دلیل سے ثابت نہ ہو، اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

سعید، اسعد، عامر، وغیرہ۔

اور بعض نام دشمنوں پر غالب آنے کے نیک فال کو ملحوظ رکھ کر رکھا کرتے تھے، جیسے غالب، مقاتل، ثابت، وغیرہ۔

اور بعض نام درندوں کے نام پر دشمنوں کو ڈرانے اور ان پر رعب ڈالنے کے لئے رکھا کرتے تھے، جیسے اسد، سباع، لیث، ثعلب، وغیرہ۔

اور بعض نام کسی درخت کی سختی اور نرمی کو نیک فال بنا کر رکھا کرتے تھے، جیسے سمرہ، طلحہ، سلمہ، قتادہ، وغیرہ۔

اور بعض نام زمین کی سختی اور اس کی نرمی کی نیک فالی کی بنیاد پر رکھا کرتے تھے، جیسے حجر، حُجیر، صخر، جندل، وغیرہ۔

اور بعض نام اپنے مخصوص مزاج کے پیش نظر اس بنیاد پر رکھا کرتے تھے کہ استقر ارحمل یا بچے کی ولادت وغیرہ کے موقع پر گھر سے باہر نکلتے وقت کسی جانور کا سامنا ہو گیا، تو اسی جانور کے نام پر بچے کا نام رکھ دیا، جیسے کلب، حمار، کلیب، قرد، خنزیر، غراب وغیرہ۔ ۱

۱۔ واعلم أن للعرب مذاهب في تسمية أبنائها:

فمنها ما سمّوه تفاقواً على أعدائهم نحو غالب، وغلّاب، وظالم، وعمار، ومنازل، ومقاتل، ومُعارك، وثابت، ونحو ذلك. وسمّوا في مثل هذا الباب: مُسهِراً، ومُؤزّفاً، ومصبّحاً، ومنبهاً، وطارقاً.

ومنها ما تفاءلوا به للأبناء نحو: نائل، ووائل، وناج، ومُدرك، وذرّاک، وسالم، وسُلیم، ومالك، وعمار، وسعد، وسعيد، ومسعدة، وأسعد، وما أشبه ذلك.

ومنها ما سمّی بالسباع ترهیباً لأعدائهم: نحو: أسد، وليث، وفرّاس، وذئب، وسید، وعمّلس، وضرغام، وما أشبه ذلك.

ومنها ما سمّی بما غلظ وخشن من الشجر تفاقواً أيضاً نحو: طلحة، وسمرّة، وسلمة، وفتادة، وهراسة، كل ذلك شجر له شوک، وعضاة.

ومنها ما سمی بما غلظ من الأرض وخشن لمسه وموطنه، مثل حَجَرٍ وحُجیر، وصَخْرٍ وفِهر، وجندل، وجرول، وحزن، وحزم.

ومنها أن الرجل كان يخرج من منزله وامرأته تمخض فيسمی ابنه بأول ما يلقاه من ذلك، نحو:

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسلام کی آمد کے بعد بدفالی اور شگون سے تو منع کر دیا گیا، البتہ نیک فال کی اجازت دی گئی، چنانچہ حضور ﷺ کا اچھے ناموں سے نیک فال لینا احادیث میں مذکور ہے۔

اب حضور ﷺ نے جن ناموں سے منع فرمادیا، اور اسی طرح جس نام کو کسی خاص نسبت و جہت سے منع فرمادیا، اس نسبت و جہت سے تو وہ نام ممنوع و مکروہ ہو گئے۔

اور جن ناموں کو حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمانے کے بعد تبدیل نہیں فرمایا، تو وہ خاص جہت و نسبت سے جائز ہے۔ ۱

چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایسے نام ملتے ہیں، کہ بظاہر عربی لغت کے اعتبار سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ثعلب و ثعلبة، وضب و ضبة، و حُرَز، و ضُبَيْعَة، و كَلْب و كلب، و حمار و قرد و خنزیر، و جحش، و كذلك أيضاً تُسَمَّى بأول ما يَسْنَحُ أو يَبْرَحُ لها من الطَّيْرِ نحو: غُرَابٍ و صُرَد، و ما أشبه ذلك (الاشتقاق لابن دريد، مقدمة الكتاب)

۱ اور اگر کسی صحابی کا ایسا نام روایات میں ملتا ہو، کہ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمادیا، تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ کو اس نام کا علم نہ ہو سکا ہو (اور وہ صحابی کسی اور نام سے مثلاً کنیت یا لقب سے معروف ہوں، یا کسی اور جہت سے) اور ان صحابی کو حضور ﷺ کی طرف سے اس نام کے بارے میں ناپسندیدگی کا علم نہ ہو سکا ہو، یا اس نام کا معاملہ حضور ﷺ کے منع و ناپسندیدہ فرمانے سے پہلے کا ہو۔

(تسموا بأسماء الأنبياء) لفظہ أمر ومعناه الإباحة لأنه خرج على سبب وهو تسموا باسمي وإنما طلب التسمية بالأنبياء لأنهم سادة بني آدم وأخلاقهم أشرف الأخلاق وأعمالهم أصلح الأعمال فأسماءهم أشرف الأسماء فالتسمية بها شرف للمسمى ولو لم يكن فيها من المصالح إلا أن الاسم يذكر بمسماه ويقتضى التعلق بمعناه لكفى به مصلحة مع ما فيه من حفظ أسماء الأنبياء عليهم السلام وذكرها وأن لا تنسى فلا يكره التسمية بأسماء الأنبياء بل يستحب مع المحافظة على الأدب، قال ابن القيم: وهو الصواب وكان مذهب عمر كراهته ثم رجع كما يأتي وكان لطلحة عشرة أولاد كل منهم اسمة اسم نبي والزبير عشرة كل منهم مسمى باسم شهيد فقال له طلحة: أنا أسميهم بأسماء الأنبياء وأنت بأسماء الشهداء فقال: أنا أطمع في كونهم شهداء وأنت لا تطمع في كونهم أنبياء (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت حديث نمبر ۳۳۰۰)

ويعجز التسمية بأسماء الأنبياء وأسماء الصحابة، مع معرفة أن الأنبياء لا يساويهم ولا يدانيهم أحد، والصحابة هم خير الناس بعد الأنبياء والمرسلين صلوات وسلامه وبركاته عليهم أجمعين، والتسمية بابها واسع، سواء كانت بأسماء الأنبياء، أو من بأسماء الصحابة، أو بغير ذلك (شرح سنن أبي داود، لعبد المحسن العباد)

ان کے معنی اچھے نہیں ہیں، لیکن حضور ﷺ نے ان ناموں کو تبدیل نہیں فرمایا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات عربی لغت میں کسی لفظ کے ایک سے زیادہ معنی آتے ہیں، اور ان میں سے بعض معنی کے اعتبار سے تو وہ نام بظاہر اچھا معلوم نہیں ہوتا، لیکن کسی دوسرے معنی کے اعتبار سے صحیح اور اچھا ہوتا ہے، اور اسی صحیح اور اچھے معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔ ۱

اسی طرح بعض اوقات عربی لغت میں کسی لفظ کے معنی بظاہر اچھے نہیں ہوتے، لیکن کسی دوسری نسبت یا جہت سے ان میں اچھائی داخل ہو جاتی ہے، اور وہ خاص معنی لغوی اس میں ملحوظ نہیں ہوتے۔

اسی طرح بعض صحابہ کرام کے نام عربی کے علاوہ دوسری زبان میں تھے، اور اس زبان میں اس نام کے معنی درست بنتے تھے، اور عربی زبان کے لحاظ سے درست نہیں بنتے تھے۔

چنانچہ عربی زبان میں ”اسد“ کے معنی ”شیر“ کے آتے ہیں، جو ایک درندے اور چیر پھاڑ کرنے والے جانور کا نام ہے، لیکن بعض اوقات شیر کی بہادری کی صفت اور نسبت کو ملحوظ رکھ کر کسی انسان کا یہ نام رکھ دیا جاتا ہے، اور اس صورت میں اس نام سے مراد درندہ یا درندگی نہیں ہوتی، بلکہ انسان کا بہادر ہونا یا اس کی بہادری مراد ہوتی ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث میں ”اسد اللہ“ اور ”اسد رسولہ“ یعنی اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہونے کے الفاظ آئے ہیں، جس سے مراد بہادر ہونا ہے۔ ۲

۱ اور معنی کی یہ تبدیلی ابواب کے مختلف ہونے سے بھی واقع ہوتی ہے، کہ مثلاً ایک لفظ کے ایک باب سے اور معنی آتے ہیں، اور دوسرے باب سے دوسرے معنی آتے ہیں۔

اور اسی طرح اعراب کی تبدیلی سے بھی معنی مختلف ہو جاتے ہیں۔

۲ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْبَةَ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عِنْدَ اللَّهِ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ: حَمْرَةٌ بِنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ" (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۸۸۱)

قال الهيثمي: رواه الطبراني ويحيى وأبو له أعرفهما، وبقيته رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۸)

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اسی طرح عابِس اور عباس کو اگر عبس سے مشتق مانا جائے، تو ان کے معنی ترش روئی کے آتے ہیں، یہ تو ان کے معنی مشتق (یعنی اسمِ فاعل یا اسمِ تفضیل کی نسبت سے) ہیں، جبکہ اسمِ جامد ہونے کی حیثیت سے عابِس اور عباس ایسے شیر کو کہا جاتا ہے، جس سے دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں، اور صحابہ کرام کے عابِس اور عباس نام اسی اسمِ جامد ہونے کے اعتبار سے انتہائی بہادری کے وصف کے لحاظ سے ہیں۔ ۱۔

اور اسی طرح مثلاً لغت میں فاطمہ کے معنی دودھ یا عادت چھوڑنے والی کے آتے ہیں۔ ۲۔
لیکن اس نام کے تجویز کرنے میں ایک تو نیک فالی ہے، کہ بچہ خیر و عافیت اور سلامتی کے ساتھ اس عمر تک پہنچ جائے، جب وہ دودھ چھوڑنے کے قابل ہو جاتا ہے، اور دوسرے بری عادت چھوڑنے کی نیک فالی بھی ملحوظ ہے۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ : كَانَ حَمْرَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْفِينُ ، وَيَقُولُ " : أَنَا أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ " (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۲۸۸۲)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی ورجاله إلى قاتله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۸)
بلکہ خود حمزہ کے معنی بھی شیر کے آتے ہیں، جس سے مراد بہادر ہونا ہے۔

۱۔ وَالْعَابِسُ : الْأَسَدُ الَّذِي تَهْرَبُ مِنْهُ الْأَسْوَدُ وَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ : كَالْعَبُوسِ وَالْعَبَّاسِ قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ : وَبِهِ سُمِّيَ الرَّجُلُ عَبَّاسًا . قُلْتُ : عَبَّاسٌ وَالْعَبَّاسُ : اسْمٌ عَلِمَ فَمَنْ قَالَ : عَبَّاسٌ فَهُوَ يُجْزِيهِ مُجْرَى زَيْدٍ وَمَنْ قَالَ : الْعَبَّاسُ فَإِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلَ هُوَ الشَّيْءُ بَعَيْنِهِ قَالَ ابْنُ جُنَى : الْعَبَّاسُ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الْأَوْصَافِ الْغَالِبَةِ إِنَّمَا تَعَرَّفْتُ بِالْوَضْعِ دُونَ اللَّامِ وَإِنَّمَا أَفْرَتِ اللَّامُ فِيهَا بَعْدَ النَّقْلِ وَكَوْنِهَا أَعْلَامًا مُرَاعَاةً لِمَذْهَبِ الْوَصْفِ فِيهَا قَبْلَ النَّقْلِ (تاج العروس، مادة عبس)

وَعَبْسٌ وَعَيْسٌ وَعَيْسٌ أَسْمَاءٌ أَصْلُهَا الصَّفَةُ وَقَدْ يَكُونُ عَيْسٌ تَصْغِيرَ عَبَسٍ وَعَيْسٍ وَقَدْ يَكُونُ تَصْغِيرَ عَبَّاسٍ وَعَابِسٍ تَصْغِيرَ التَّرْخِيمِ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ الْعَبَّاسُ الْأَسَدُ الَّذِي تَهْرَبُ مِنْهُ الْأَسَدُ وَبِهِ سُمِّيَ الرَّجُلُ عَبَّاسًا (لسان العرب، مادة عبس)

۲۔ فَطَامُ الصَّبِيِّ : فَصَالُهُ عَنْ أُمِّهِ . يُقَالُ : فَطَمَتِ الْأُمُّ وَلِدَهَا ، وَالصَّبِيُّ فَطِيمٌ . وَالْجَمْعُ فَطَمٌ . وَفَطَمْتُ الرَّجُلَ عَنْ عَادَتِهِ . وَنَاقَةُ فَاطِمٍ ، إِذَا بَلَغَ خَوَارِهَا سَنَةً فَفَطِمَ . وَفَطَمْتُ الْجَبَلَ : قَطَعْتَهُ (الصَّحاحُ فِي اللُّغَةِ ، مَادَّةُ فَطَمَ)

العود أو الجبل فطما قطعه ويقال فطم فلانا عن عادته قطعه عنها والمرضع الرضيع قطعت عنه الرضاعة فهي فاطم وفاطمة (المعجم الوسيط، باب الفاء، مادة فطم)

اس اعتبار سے یہ نسبت اور معنی بہت اچھے ہیں۔

اور اسی طرح مثلاً ”باقر“ حضرت زین العابدین کا لقب ہے، اور باقر لفظ ”بقر“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ”گائے کے ریوڑ“ اور ”کھولنے“ اور ”وسعت دینے والے“ کے آتے ہیں۔

اور حضرت محمد بن علی زین العابدین کا یہ لقب علم کی وسعت کی نسبت سے تجویز کیا گیا ہے۔ اسی طرح مثلاً لفظ ”عثمان“ ”عثم“ سے ماخوذ ہے، جس کے عربی لغت میں کئی معنی آتے ہیں، اور اس کے بعض لغوی معنی اگرچہ مناسب نہیں ہیں، مگر بعض معنی درست ہیں۔

چنانچہ اس کے ایک معنی کسی معاملہ میں جدوجہد کرنے اور اپنے آپ کو اس میں مشغول کرنے کے آتے ہیں۔ ۲

۱۔ وقال الليث: الباقر جماعة البقر مع راعيها، وكذلك الجامل جماعة الجمال مع راعيها (تهذيب اللغة، مادة بقر)

والباقِرُ لَقَبُ الإِمَامِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنِ الإِمَامِ عَلِيِّ زَيْنِ العَابِدِينَ ابْنِ الحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمُ وَإِنَّمَا لُقِّبَ بِهِ لِتَبَحُّرِهِ فِي العِلْمِ وَتَوْسُّعِهِ فِي اللِّسَانِ : لِأَنَّهُ بَقَرَ العِلْمَ وَعَرَفَ أَصْلَهُ وَاسْتَنْبَطَ فَرْعَهُ (تاج العروس، مادة بقر)

والباقِر جماعة البَقَرِ مَع رُعَاتِهَا وَأَهْلِ اليَمَنِ يُسْمَوْنَ بِالقِرَةِ بِالقُورَةِ وَكَتَبَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي كِتَابِ الصَّدَقَةِ لِأَهْلِ اليَمَنِ . (في ثلاثين باقورة بقرة) التَّبَقُّرُ التَّوَسُّعُ فِي العِلْمِ وَمِنْهُ مُحَمَّدُ البَاقِرِ لِتَبَقُّرِهِ فِي العِلْمِ (مختار الصحاح، مادة ب ق ر)

(الباقِر) المتوسع في العلم و به سمي أبو جعفر محمد بن علي زين العابدین بن الحسين الباقِر و عرف في موق العين و جماعة البقر مع رعاتها (المعجم الوسيط، باب الباء، مادة بقر)

۲۔ أبو عبيد عن الكسائي: عَثِمْتُ يَدَهُ تَعَثَمُ، وَعَثِمْتُهَا أَنَا إِذَا جَبَرْتُهَا عَلَيَّ غَيْرِ اسْتَوَاءٍ . وقال أبو زيد في العثم مثله.

وقال الفرّاء: تَعَثُمُ -بِضْمِ النَّاءِ- وَتَعَثُلُ مِثْلَهُ.

وقال الليث: العِثْمُ: إِسْءَاءُ العَجْرِ حَتَّى يَبْقَى فِيهِ أَوْدٌ كَهَيْئَةِ المَشَشِ . ثعلب عن ابن الأعرابي قال: العِثْمُ: الأَنْثَى مِنَ القَيْلَةِ.

وقال أبو عبيد: العِثْمُ: الضَّبْعُ وَالدُّكْرُ ضِبْعَانِ.

وقال الليث: العِثْمُ: الضَّخْمُ الشَّدِيدُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ . وَيُقَالُ لِلْقَيْلَةِ الأَنْثَى عِثْمُ . قَالَ: وَيُقَالُ لِلْفَيْلِ الذَّكْرُ عِثْمُ وَجَمْعُهُ عِثَامٌ . وَقَالَ الشَّاعِرُ:

وقد أسير أمام الحى تحملى ... والفضلتين كَنَازَ اللحمِ عِثْمُ

وصف ناقته فجعلها عِثْمًا . قَالَ: وَالعِثَامُ: شَجَرٌ يُقَالُ لَهُ البَيْضَاءُ ، الواحِدُ عِثَامَةٌ . أَبُو

﴿بِقِيَّةِ حَاشِيَا كَلِّ صَفْحَةٍ يَرْمَلُهَا ظَهْرُ مَائِي﴾

اور ”عثمان“ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام ہے، اور یہ نام جدوجہد کرنے اور مشغول ہونے کے معنی کے اعتبار سے ہے، یعنی دین کے معاملہ میں جدوجہد اور اپنے آپ کو مشغول کرنے والا۔

اور اسی طرح مثلاً ”معاویہ“ کے عربی لغت میں کئی معنی آتے ہیں، جن میں سے اگرچہ بعض معنی تو اچھے نہیں ہیں، لیکن بعض معنی درست ہیں، چنانچہ اس کے ایک معنی ایک دوسرے کو دعوت دینے اور بلانے و پکارنے کے آتے ہیں۔ ۱۔
اور دعوت دینا اور بلانا اچھائی کی طرف بھی ہو سکتا ہے، اور برائی کی طرف بھی، اور معاویہ ایک جلیل القدر صحابی اور کئی دیگر صحابہ کرام کا نام ہے، اور ان حضرات گرامی کا یہ نام اچھائی کی طرف دعوت دینے کے اعتبار سے ہے۔

اور مثلاً رقم کے ایک معنی مخصوص سانپ کے آتے ہیں، اور دوسرے معنی نقش و نگار والے کے آتے ہیں، بلکہ مخصوص سانپ کا نام بھی اسی وجہ سے رقم رکھا گیا ہے، کہ اس کے جسم پر نقش و نگار ہوتے

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عبید عن عمرو: العنمّم: الشدید العظیم من الإبل. وقال الليث: العنمّم من الإبل: الطویل فی غلظ، والجمع عنمّمات. قال: والأسد عنمّم، یقال ذلک من ثقل وطنه. بعل عنمّم: قوی. وقال الجعدی یصف جملاً:

أتاک أبو لیلی یجوب به الذّجی ... دُجی اللیل جَوَابُ الفلاة عنمّم

أبو العباس عن ابن الأعرابی: إنی لأعظم له شیئاً من الرجز أى أنتف. وقال ابن الفرّج: سمعت جماعة من قیس یقولون: فلان یعنّم ویعنن أى یجتهد فی الأمر ویعمل نفسه فیہ. وقال ابن شمیّل: العنّم فی الکسر والجرح: تدانی العظم حتی هم أن یجبر ولم یجبر بعد کما ینبغی. یقال: أجبر عظم البعیر؟ فیقال: لا ولکنه عنّم ولم یجبر. وقد عنّم الجرح وهو أن یکنّب ویجلب ولم یرأ بعد. ثعلب عن ابن الأعرابی: العنّم جمع عائم وهم المُجبرون، عنّمه إذا جیره. عمرو عن أبیه قال: العُثمان: العجان، جاء به فی باب الحیات: أبو عبید ابن عمرو: العنمّم: الشدید العظیم من الإبل. قال الأزهری:

عثمان: فُعْلان من العنّم (تهذیب اللغة، مادة عنم)

۱۔ واشتقاق معاویة من قولهم: تَعَاوَى القَوْمُ، إذا تَدَاعَوْا إلى حربٍ وغیرها. واستعوی بنو فلان، إذا استنصروهم. واستعوی الرجلُ، إذا باتَ القُفْرَ. واستعوی الکلابَ لیسمع نباحها، فیعلم أنه قریب من ماء أو حِلّة (الاشتقاق لابن درید، اشتقاق أسماء رجال بنی عبد شمس)

ہیں، اور ایک جلیل القدر صحابی کا نام بھی ارقم ہے، تو وہ اسی نقش و نگار معنی مزین و خوبصورت کی نسبت سے ہے۔ ۱

اور مثلاً مسروق یا سراقہ کے عربی لغت میں معنی چرائے ہوئے کے آتے ہیں اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ہیں، جن کو حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔

کیونکہ ان الفاظ کے معنی ”خفیہ طریقہ پر حاصل کی ہوئی چیز“ کے بھی آتے ہیں، اور مجازی طور پر ایسی چیز پڑانے پر بھی ان کا اطلاق آتا ہے، جو کہ حرام نہیں ہے، مثلاً شعر چرانا، نظر پڑانا، بلکہ آواز وغیرہ کے کمزور ہونے پر بھی ان الفاظ کا اطلاق آتا ہے۔

تو یہ نام انہی معانی کے پیش نظر ہیں۔ ۲

اسی طرح مثلاً ”سرق“ فارسی زبان میں ریشمی اور عمدہ کپڑے کو کہا جاتا ہے، اور عربی میں اس کے معنی چوری کے آتے ہیں، اور بعض صحابہ کرام کا نام ”سرق“ فارسی زبان کے اعتبار سے تھا، نہ کہ عربی زبان کے اعتبار سے۔ ۳

۱ (رق م) : (رَقْمِ الثَّوْبِ) وَشَاهِ رَقْمًا (وَمِنْهُ) بُرُودُ الرَّقْمِ وَهُوَ نَوْعٌ مِنْهَا مُوشَى وَالتَّاجِرُ يَرْقُمُ الثِّيَابَ أَيْ يُعَلِّمُهَا بِأَنْ تَمَنَّا كَدًّا وَمِنْهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُ الشَّيْءِ بِرَقْمِهِ وَالرَّقْمُ مِنَ الْأَفَاعِي الْأَرْقَشُ (وَبِهِ سُمِّيَ) أَرْقَمٌ بِنِ أَبِي الْأَرْقَمِ وَهُوَ الَّذِي اسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَاتِ فَاسْتَبْعَ أَبَا رَافِعٍ وَاسْمُ أَبِي الْأَرْقَمِ عَبْدُ مَنَافٍ (المغرب، مادة رق م ، باب الرءاء مع القاف)

۲ اور جو دوسروں کے شعر چرا کر ان میں اصلاح کرے، اسے بھی سراقہ کہہ دیا جاتا ہے۔

قال ابن بَرِّي: وَيُقَالُ لِسَارِقِ الشَّعْرِ: سَرَاقَةٌ (تاج العروس ، مادة سرق)

سرق. ويقال: سرق السمع، والنظر: سمع، أو نظر مستخفياً. و: سرقنتي عيني: نمت. سرق الشء -سرقا: خفي(القاموس الفقهي ص ۷۷۷)

ومسروق: مفعول من قولهم: سرق الشئ، إذا ضَعُفَ. وَالسَّرَقُ معروف (الاشتقاق لابن دريد، تسمية رجال بني زيد بن كهلان وقبائلهم)

ومن المجاز: استرق السمع، وسارقة النظر. واسترق الكاتب بعض المحاسبات إذا لم يبرزه. وسرقنا ليلة من الشهر إذا نعموا فيها. وسرق صوته، وهو مسروق الصوت إذا بَحَّ صوته (اساس البلاغة، كتاب السين، ماده س رق)

۳ (السرق) شقق الحرير أو أجوده الواحدة سرقة (المعجم الوسيط، باب السين)

والسَّرَقُ: ضرب من الثياب الحرير، أحسبه فارسياً معرباً (الاشتقاق لابن دريد، تسمية رجال بني زيد بن كهلان وقبائلهم)

اسی طرح مثلاً ایاس الف پر زبر کے ساتھ مایوسی و نامیدی کے معنی میں آتا ہے، لیکن الف کے زیر کے ساتھ اس کے معنی عوض و بدلہ کے آتے ہیں، اور بعض صحابہ کرام کا یہ نام اسی معنی کے اعتبار سے تھا۔ ۱

اور بعض نام ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ ان میں لغوی معنی ملحوظ ہی نہیں، بلکہ وہ بطور علیت کے ہی متعین ہو گئے ہیں۔

بہر حال تفصیل مذکور کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نام کہ جن کو نبی ﷺ نے ملاحظہ فرما کر تبدیل نہیں فرمایا، وہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک شخصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان کی طرف نسبت کا اعتبار کرتے ہوئے رکھنا جائز ہے، خواہ لغوی نسبت معلوم نہ ہو، یا بظاہر اچھی معلوم نہ ہوتی ہو۔ ۲

فقط

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ / 04/ جولائی / 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

۱ (ایس) الجوهري أَيْسْتُ مِنْهُ أَيْسُ يَأْسًا لُغَةً فِي يَيْسْتُ مِنْهُ أَيَّاسٌ يَأْسًا وَمصدرهما واحد وآيسنى منه فلائ مثل أَيَّاسِنِي وكذلك التأييس ابن سيده أَيْسْتُ مِنْ الشئ مقلوب عن يَيْسْتُ وليس بلغة فيه ولولا ذلك لأغلوه فقالوا إَيْسْتُ أَسُّ كَهَيْتُ أَهَابُ فَظهوره صحيحاً يدل على أنه إنما صح لأنه مقلوب عما تصح عينه وهو يَيْسْتُ لتكون الصحة دليلاً على ذلك المعنى كما كانت صحة عَوْرٍ دليلاً على ما لا بد من صحته وهو عَوْرٌ وكان له مصدر فأما إِيَّاسُ اسم رجل فليس من ذلك إنما هو من الأوس الذي هو العوض على نحو تسميتهم للرجل عطية تَفْوُلًا بالعطية ومثله تسميتهم عياضاً وهو مذکور في موضعه الكسائي سمعت غير قبيلة يقولون إَيْسُ بِيَّاسُ بغير همز والإيَّاسُ السُّلُّ وآس (لسان العرب، ماده ایس ج ۶ ص ۱۹)

۲ ملحوظ رہے کہ روایات میں بعض صحابیات کا نام امیۃ اللہ مآتہ ہے، اور حدیث میں بھی جاریہ ”امیۃ“ کہنے سے منع کرتے وقت فرمایا گیا ہے کہ تمام عورتیں اللہ تعالیٰ کی ”اماء“ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأُمَّتِي. كُتِبَتْكُمْ عِبْدَةُ اللَّهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ غَلَامِي وَجَارِيَّتِي وَفَتَاتِي (مسلم حدیث نمبر ۲۰۱۱)

جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کی طرف عبد کی نسبت لگا کر لڑکوں کے نام رکھے جاتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی ناموں کی طرف ”امیۃ“ کی نسبت لگا کر لڑکیوں کے نام بھی رکھنے چاہئیں۔

خاتمہ

بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست

اس سے پہلے ہم اچھے اور صحیح و جائز اور ناجائز و غلط ناموں کے بارے میں اصولی طور پر تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اب بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

اس فہرست کو ترتیب دینے میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۱)..... حروف تہجی کے اعتبار سے پہلے مذکر (لڑکوں اور مردوں کے) نام درج کئے

گئے ہیں، اور اس کے بعد مؤنث (لڑکیوں اور عورتوں کے) نام درج کئے گئے ہیں۔ ۱

(۲)..... ہر نام کے ساتھ اصل نام لکھ کر آگے اس کا اعراب لگا کر صحیح تلفظ کی نشاندہی

کردی گئی ہے۔ ۲

اور اسی کے ساتھ اس نام کی نسبت اور معنی کی وضاحت کردی گئی ہے، اور بعض مقامات پر اس نام کے صیغے کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔

(۳)..... ہر حرف تہجی کے ناموں میں انبیائے عظام اور صحابہ کرام کے ناموں کو بھی

شامل کیا گیا ہے، اور مناسب موقعوں پر معنی کی بھی وضاحت کردی گئی ہے۔

۱ البتہ حروف تہجی کی رعایت نام کے شروع ہونے والے حرف کو ملحوظ رکھ کر تو کی گئی ہے، لیکن پہلے حرف کے بعد والے حروف میں حروف تہجی کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

۲ اور عربی و اسلامی ناموں کے صحیح تلفظ کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اس لئے کہ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے ظاہری الفاظ و اعراب کے مختلف ہونے سے معنی و نسبت مختلف ہو جاتی ہے۔ اور صحیح تلفظ و اعراب کی جتنی جامعیت عربی زبان میں ہے، اتنی کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی، چنانچہ آج کل رائج انگریزی زبان میں بعض عربی حروف و اعراب کے لئے کوئی مستقل حرف یا اعراب نہیں ہے، اور اسی وجہ سے انگریزی زبان اور بالخصوص انگریزی تحریر میں بہت سے عربی الفاظ و اعراب کی ترجمانی کی کوئی متبادل چیز موجود نہیں۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو بہت سے مسلمان اپنے ناموں کو انگریزی یا دوسری زبان میں لکھنے اور دستخط کرنے کے عادی ہیں، اس سے اسلامی نام کے تمام تقاضوں کی رعایت نہیں ہو پاتی، جس کی وجہ سے اس کی برکات بھی حاصل نہیں ہو پاتیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے نام عربی اور اردو میں تحریر کرنے کا اہتمام کریں۔

(۴)..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام معتبر اور مستند کتب سے لئے گئے ہیں، اور ممکنہ حد تک ان کی تحقیق کی گئی ہے۔ ۱۔

(۵)..... جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں یا کبتیوں کو شامل کیا گیا ہے، ان کے صرف نام یا کنیت کے درج کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور طوالت یا اختلاف وغیرہ سے بچنے کے لئے پورا تعارفی نام یا نسبت وغیرہ نہیں لکھی گئی۔

(۶)..... بعض نام عربی اصول اور لغات سے اخذ کئے گئے ہیں۔

(۷)..... نام کو مرکب رکھنے کے طریقے کی بھی بطور نمونہ نشاندہی کر دی گئی ہے، لہذا خاص نشان زدہ الفاظ سے نام کو مرکب کرنا ضروری نہیں، بلکہ خود مرکب نام رکھنا بھی ضروری نہیں۔ اور لڑکیوں کے نام میں مرکب رکھنے کی نشاندہی نہیں کی گئی، ان کے ساتھ بنت یا زوجہ یا أم یا حسنہ، محمودہ وغیرہ کا لفظ لگا کر مرکب کیا جاسکتا ہے۔ ۲۔

۱۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کی اصل بنیاد تو ”اسد الغابہ“ پر رکھی گئی ہے، اور مزید تحقیق کے لئے ”الاصابہ فی تمییز الصحابہ“ اور ”معرفة الصحابہ لابن نعیم“ اور بعض مستند عربی لغات سے استفادہ کیا ہے۔ اور اگر کسی نام کے بارے میں صحابی یا تابعی ہونے میں اختلاف نظر سے گزرا، تو اس کی بھی ساتھ وضاحت کر دی گئی ہے۔ البتہ بعض نام صحابی کے ہونے نہ ہونے میں اختلاف یا کسی دوسری وجہ سے شامل نہیں کئے گئے۔

۲۔ ملحوظ رہے کہ عربی کے بہت سے نام ایسے ہیں کہ جو مرد اور عورت دونوں کے رکھے جاسکتے ہیں (مثلاً مصدر والے نام اور بعض صفت مشبہ، اور مبالغہ وغیرہ کے صیغوں والے نام اور اسی طرح بعض اسمائے جامدہ) اور ہمارے یہاں مردوں کے نام کے شروع میں محمد اور آخر میں احمد، حسن، حسین وغیرہ لگانے کے مروجہ طریقے سے اس نام کے مرد کا ہونے کا کافی حد تک تعارف ہو جاتا ہے۔ لیکن خواتین کے نام کے شروع یا آخر میں ایسے عربی کے الفاظ کے استعمال کو رواج نہیں کہ جن کی وجہ سے عورت کا نام ہونے کا تعارف ہو۔ البتہ اگر عورت کے نام کے بعد ”أم“ یا ”بنت“ یا ”زوجہ“ فلاں کا اضافہ کیا جائے، تو عورت کے نام کو مرد کے نام سے امتیاز حاصل ہو جاتا ہے، اس لئے یا تو ام یا بنت، یا زوجہ فلاں کے الفاظ لگا کر امتیاز دینے کا رواج ہونا چاہئے۔ مگر ہمارے یہاں ام یا بنت یا زوجہ فلاں کے بجائے براہ راست والد، یا شوہر کا نام لگا دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے مخصوص ناموں میں تو (جو ہمارے معاشرے میں عورتوں کے لئے ہی مخصوص رائج ہیں) امتیاز ہو جاتا ہے، لیکن مرد و عورت کے درمیان مشترک ناموں میں امتیاز مشکل ہوتا ہے، اور اسی وجہ ہمارے یہاں خواتین کے ایسے نام رکھنے کا رواج نہیں ہے، جو مرد و عورت کے درمیان عربی قواعد کے لحاظ سے مشترک ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے عورتوں کے ناموں کی تعداد کم سمجھی جاتی ہے، اور غیر اسلامی ناموں کا سہارا ڈھونڈا جاتا ہے۔ اس مشکل کا ایک حل یہ ہے کہ مردوں کے ناموں کے ساتھ محمد، احمد، حسن، حسین وغیرہ جیسے امتیازی اوصاف والے الفاظ کی طرح عورتوں کے لئے بھی مخصوص امتیازی اوصاف والے الفاظ کو رواج دیا جائے، مثلاً عورت کے نام کے آخر میں حسنہ، محمودہ، وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

﴿ لڑکوں کے اسلامی نام ﴾

حرف ”الف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
آدم	آدَم	ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا نام، بمعنی گندم گو (اصلہ آدم)	شروع میں محمد لگا جا سکتا ہے
احمد	أَحْمَد	نبی ﷺ کا نام، بمعنی بہت زیادہ قابل تعریف (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں حسن لگا جا سکتا ہے
ادریس	إِدْرِيس	ایک نبی کا نام، بمعنی دین کی تعلیم دینے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
ایوب	أَيُّوب	ایک نبی کا نام جن کا صبر مشہور ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الہی/ لگا جا سکتا ہے
الیاس	إِلْيَاس	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
ابراہیم	إِبْرَاهِيم	ایک جلیل القدر نبی اور نبی ﷺ کے بیٹے کا نام	” ” ”
اسماعیل	إِسْمَاعِيل	حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام (عبرانی زبان کا لفظ)	” ” ”
اسحاق	إِسْحَاق	حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
البيع	الْبَيْع	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امین	أَمِين	نبی ﷺ کا لقب، بمعنی بہت امانت دار (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
ایاس	إِيَّاس	صحابی کا نام، بمعنی بدلہ (من الاوس، بحوالہ لسان العرب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اسد	أَسَد	صحابی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر (اسم جامد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
اسید	أُسَيْد	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا بہادر (اسد کی تغیر)	" " "
ارقم	أَرْقَم	صحابی کا نام، بمعنی منقش و مزین (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
اخرم	أَخْرَم	صحابی کا نام، شاہِ روم کا لقب، بمعنی ٹیلا جو کسی نشیب میں اترتا ہو/تالاب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احوص	أَحْوَص	صحابی کا نام، بمعنی تنگ یک چشم	" " "
احمر	أَحْمَر	صحابی کا نام، بمعنی سرخ (اسم مشبہ بروزن فعل)	" " "
ادرع	أَدْرَع	صحابی کا نام، بمعنی زرہ پہننے والا	" " "
ازہر	أَزْهَر	صحابی کا نام، بمعنی سفید اور چمک دار چہرے والا	" " "
اسود	أَسْوَد	صحابی کا نام، بمعنی کالا بطور عاجزی (اسم مشبہ)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
آعس	أَفْعَس	صحابی کا نام؛ بمعنی بلند، عزیز و قوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اکثم	أَكْثَم	صحابی کا نام؛ بمعنی شکم سیر / وسیع راہ	" " "
اسمر	أَسْمَر	صحابی کا نام؛ بمعنی سفید سیاہی مائل یعنی خوبصورت	" " "
اہبان	أُهْبَان	صحابی کا نام؛ بمعنی ہبہ و عطیہ (الف نون زائدتان، من الہبہ و الہمزۃ بدل من الواو)	" " "
اوس	أَوْس	صحابی کا نام؛ بمعنی عطیہ کرنا (اسم مصدر)	" " "
ابان	أَبَانُ	صحابی کا نام؛ بمعنی واضح و ظاہر	" " "
اربد	أَرَبْدُ	صحابی کا نام؛ بمعنی خاکستری لون والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
اسامہ	أَسَامَه	صحابی کا نام؛ بمعنی شیر یعنی بہادر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امیہ	أُمِّيَّه	صحابی کا نام؛ بمعنی قریش کا ایک قبیلہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ابی	أَبِيّ	صحابی کا نام (تصغیر اب مخفف، اصلہ اَبُو)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اغر	أَعْرَ	صحابی کا نام؛ بمعنی سفید اور شریف	" " "
أسعد	أَسْعَدُ	صحابی کا نام؛ بمعنی نہایت نیک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
اقرع	اَقْرَعُ	صحابی کا نام، بمعنی سخت ڈھال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
افلح	اَفْلَحُ	صحابی کا نام، بمعنی کامیاب ترین	" " "
ایمن	اَيْمَنُ	صحابی کا نام، بمعنی دایاں / راست / پابرت	" " "
أسیر	اُسَيْرُ	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا قیدی (یعنی احکام الہی کا) (أسیر کی تصغیر)	" " "
انیف	اُنَيْفُ	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا سرسبز باغ (أنف کی تصغیر)	" " "
انس	اَنَسُ	صحابی کا نام، بمعنی انسیت ہونا (مصدر انس بہ من باب طرب)	" " "
انیس	اُنَيْسُ	صحابی کا نام، بمعنی انسیت ہونا (انس کی تصغیر)	" " "
انیس	اَنِيسُ	انسیت والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الحسن لگایا جاسکتا ہے
اوسط	اَوْسَطُ	حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہونے والے تابعی کا نام، بمعنی درمیان و معتدل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احنف	اَحْنَفُ	تابعی کا نام، بمعنی استقامت کی طرف مائل ہونے والا	" " "
اشرف	اَشْرَفُ	زیادہ شرافت والا (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لگایا جاسکتا ہے
اجمل	اَجْمَلُ	زیادہ جمال والا (اسم تفضیل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
أَجُود	أَجُود	زیادہ سخا (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
أَحْسَن	أَحْسَن	زیادہ اچھا (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
أَرشَد	أَرشَد	زیادہ ہدایت والا (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
أَبِیض	أَبِیض	سفید یا صاف ستھرا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
أَحُور	أَحُور	سفید (اسم مشبہ)	" " "
أَكْرَم	أَكْرَم	زیادہ عزت و اکرام والا	" " "
أَكْمَل	أَكْمَل	زیادہ کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
أَنُور	أَنُور	زیادہ روشنی والا	" " "
أَنْصَر	أَنْصَر	بہت زیادہ مدد والا	" " "
أَسْلَم	أَسْلَم	صحابی کا نام، بمعنی زیادہ سلامتی والا	" " "
أَمْجَد	أَمْجَد	زیادہ بزرگی والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسین/لگایا جاسکتا ہے
أَفْضَل	أَفْضَل	زیادہ فضیلت والا	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
اطہر	أَطْهَرُ	زیادہ پاکیزہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ مبارک/ لگایا جاسکتا ہے
اطیب	أَطِيبُ	زیادہ پاک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اصغر	أَصْغَرُ	چھوٹا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگایا جاسکتا ہے
أَحْضَرُ	أَحْضَرُ	صحابی کا نام، بمعنی سرسبز/ تروتازہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگایا جاسکتا ہے
ابکر	أَبْكَرُ	آگے بڑھنے والا	" " "
أَذْكَى	أَذْكَى	نہایت عقل مند	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
أَحْمَسُ	أَحْمَسُ	دین میں زیادہ قوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ حسن/ لگایا جاسکتا ہے
ازھر	أَزْهَرُ	صحابی کا نام، بمعنی نہایت سفید و روشن	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
اظہر	أَظْهَرُ	زیادہ ظاہر و قوی	" " "
ارشق	أَرْشَقُ	خوب بصورت اور اچھے قد والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
انظر	أَنْظُرُ	خوب دھیان رکھنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اعتصام	إِعْتِصَامُ	خود کو گناہوں سے محفوظ رکھنا (اسم مصدر، باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الحق/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
انتصار	اِنْتِصَار	فتح یاب ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اعتماد	اِعْتِمَاد	یقین و بھروسہ کرنا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انعام	اِنْعَام	نعمت و تحفہ دینا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
اخلاص	اِخْلَاص	کھوٹ و ملاوٹ سے خالی و پاک ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ابرار	اِبْرَار	نیکی کار و پرہیزگار ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
ارشاد	اِرْشَاد	ہدایت کرنا، راہ دکھانا (اسم مصدر، باب افعال)	” ” ”
اَوَّاب	اَوَّاب	بہت رجوع کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اُوَيْس	اُوَيْس	چھوٹا سا عطیہ (اوس کی تغیر)	” ” ”
امان	اَمَان	پناہ/حفاظت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
ایشار	اِيشَار	دوسرے کو ترجیح دینا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انتخاب	اِنْتِخَاب	پسند کرنا، چھانٹنا (اسم مصدر، باب افعال)	” ” ”
اطمئنان	اِطْمِئْنَان	مطمئن ہونا، سکون و آرام ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
احسان	اِحْسَان	اچھا سلوک اور بھلائی کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
امکان	اِمْكَان	ممکن و آسان ہونا (اسم مصدر)	" " "
اسلام	اِسْلَام	صلح کرنا/فرمانبردار ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اعلام	اِعْلَام	ظاہر کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اقبال	اِقْبَال	کسی کی طرف متوجہ ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اصلاح	اِصْلَاح	درست کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
ارضاء	اِرْضَاء	راضی کرنا، خوش کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
ارتضاء	اِرْتِضَاء	اپنے لئے پسند کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
افلاح	اِفْلَاح	کامیاب ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
انفاق	اِنْفَاق	خرچ کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انظار	اِنْظَار	مہلت دینا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احصان	اِحْصَان	مضبوط جگہ میں محفوظ کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ادراک	اِدْرَاک	پانا/معلوم کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اشفاق	اِشْفَاق	مہربانی کرنا/ڈرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اسفار	اِسْفَار	روشن ہونا/روشنی میں جانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اقتدار	اِقْتِدَار	قادرو غالب ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انتظار	اِنْتِظَار	منتظر ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	” ” ”
اصباح	اِصْبَاح	صبح میں داخل ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	” ” ”
اختیار	اِخْتِيَار	چننا، منتخب کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	” ” ”
ابراہ	اِبْرَاد	ٹھنڈے وقت میں داخل ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اظہار	اِظْهَار	ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اطعام	اِطْعَام	کھلانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اسبغ	اِسْبَاغ	کامل بنانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اذعان	اِذْعَان	مطیع ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
اذکار	اِذْكَار	یاد دلانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اسعاد	اِسْعَاد	نیک بخت بنانا / مدد کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اثمار	اِثْمَار	درخت کا پھل دار ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
اقساط	اِقْسَاط	انصاف کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اکمال	اِكْمَال	پورا کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
اشتراک	اِشْتِرَاك	باہم شریک ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
اہتال	اِبْتِهَال	خوب انکساری سے دعا مانگنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اتباع	اِتِّبَاع	پیروی کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
استباق	اِسْتِبَاق	ایک دوسرے سے آگے نکلنا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اقتراب	اِقْتِرَاب	قریب ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	" " "
اقتصاد	اِقْتِصَاد	میاندری کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اقتصار	اِقْتِصَار	انکفاء کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
التماس	الْتِمَاس	طلب کرنا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امثال	اِمْتِثَال	حکم بجالانا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
اکتساب	اِكْتِسَاب	حاصل کرنا/کمانا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انتباہ	اِنْتِبَاه	خبردار ہونا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
استیشار	اِسْتِشَار	خوش ہونا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
استحسان	اِسْتِحْسَان	اچھا سمجھنا (اسم مصدر از باب استفعال)	" " "
استحکام	اِسْتِحْكَام	محکم کرنا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انکشاف	اِنْكَشَاف	کھلنا/ظاہر ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انشریح	اِنْشِرَاح	کھلنا/دل کی رکاوٹ دور ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	" " "
اندراج	اِنْدِرَاج	داخل ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انبساط	اِنْبِسَاط	پھیلنا/خوش ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انبعاث	اِنْبِعَاث	بھیجا جانا/بیدار ہونا/کھڑا ہونا (اسم مصدر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
احمرار	اِحْمَرَار	سرخ ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امہ	أُمَّه	ایک جماعت/مقتداء	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
آمر	أَمْر	حکم دینے والا (اسم فاعل از ثلاثی مجرد باب نصر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
آمن	أَمِن	بے خوف (اسم فاعل ثلاثی مجرد باب مع)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ایسر	أَيْسَر	زیادہ آسان و سہل (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امتداد	إِمْتِدَاد	لمسا و دراز ہونا (مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
ایسار	إَيْسَار	آسانی فراہم کرنا (باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اشجع	أَشْجَع	زیادہ بہادر (اسم تفضیل)	" " "
اریب	أَرِيب	عاقل (صفت مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اتقان	إِتْقَان	چنگلی/مہارت/خوبی	" " "
احتشام	إِحْتِشَام	حیاء/وقار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق لگایا جاسکتا ہے
ارفق	أَرْفَق	مفید/فائدہ مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ابوبکر	أَبُو بَكْرٍ	صدیق اکبر کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرگب ہے
ابوحذیفہ	أَبُو حَذِيفَةَ	صحابی کی کنیت	” ” ”
ابوسلمہ	أَبُو سَلْمَةَ	” ” ”	” ” ”
ابوعبیدہ	أَبُو عَبِيدَةَ	” ” ”	” ” ”
ابوموسیٰ	أَبُو مُوسَىٰ	” ” ”	” ” ”
ابن ام مکتوم	ابْنِ امِّ مَكْتُومٍ	” ” ”	” ” ”
ابواحمد	أَبُو أَحْمَدَ	” ” ”	” ” ”
ابوبردہ	أَبُو بَرْدَةَ	” ” ”	” ” ”
ابوبرزہ	أَبُو بَرَزَةَ	” ” ”	” ” ”
ابوبذر	أَبُو بَزْرٍ	” ” ”	” ” ”
ابورافع	أَبُو رَافِعٍ	” ” ”	” ” ”
ابورہم	أَبُو رَهْمٍ	” ” ”	” ” ”
ابوسبرہ	أَبُو سَبْرَةَ	” ” ”	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ابوسنان	أَبُو سِنَان	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرگب ہے
ابولکبیرہ	أَبُو لَكْبِيْرَه	” ” ”	” ” ”
ابوقیس	أَبُو قَيْس	” ” ”	” ” ”
ابو کبشہ	أَبُو كَبْشَه	” ” ”	” ” ”
ابو مرثد	أَبُو مَرْتَد	” ” ”	” ” ”
ابو ہریرہ	أَبُو هِرَيْرَه	” ” ”	” ” ”
ابو ایوب	أَبُو أَيُّوْب	” ” ”	” ” ”
ابو طلحہ	أَبُو طَلْحَه	” ” ”	” ” ”
ابو الدرداء	أَبُو الدَّرْدَاء	” ” ”	” ” ”
ابو سعید	أَبُو سَعِيْد	” ” ”	” ” ”
ابو مسعود	أَبُو مَسْعُوْد	” ” ”	” ” ”
ابو قتادہ	أَبُو قَتَادَه	” ” ”	” ” ”
ابو دجانہ	أَبُو دَجَانَه	” ” ”	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ابوالیسر	أَبُو الْيُسْرِ	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرگب ہے
ابولبابہ	أَبُو بَابَةَ	” ” ”	” ” ”
ابوالہیثم	أَبُو الْهَيْثَمِ	” ” ”	” ” ”
ابوقیس	أَبُو قَيْسٍ	” ” ”	” ” ”
ابوحمید	أَبُو حَمِيدٍ	” ” ”	” ” ”
ابوزید	أَبُو زَيْدٍ	” ” ”	” ” ”
ابوعمرہ	أَبُو عَمْرٍه	” ” ”	” ” ”
ابوعبس	أَبُو عَبَسٍ	” ” ”	” ” ”
ابواسید	أَبُو سَيْدٍ	” ” ”	” ” ”
ابن ابی اوفی	إِبْنِ أَبِي أَوْفَى	” ” ”	” ” ”
ابوامامہ	أَبُو أَمَامَةَ	” ” ”	” ” ”
ابوبصیر	أَبُو بَصِيرٍ	” ” ”	” ” ”
ابوبکرہ	أَبُو بَكْرَةَ	” ” ”	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ابو جہم	أَبُو جَهْمٍ	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرگب ہے
ابو جندل	أَبُو جَنْدَلٍ	" " "	" " "
ابو ثعلبہ	أَبُو ثَعْلَبَةَ	" " "	" " "
ابو رفاعہ	أَبُو رِفَاعَةَ	" " "	" " "
ابو سفیان	أَبُو سَفْيَانَ	" " "	" " "
ابو شریح	أَبُو شُرَيْحٍ	" " "	" " "
ابو العاص	أَبُو الْعَاصِ	" " "	" " "
ابو عامر	أَبُو عَامِرٍ	" " "	" " "
ابو عسیب	أَبُو عَسِيبٍ	" " "	" " "
ابو عمرو	أَبُو عَمْرٍو	" " "	" " "
ابو مالک	أَبُو مَالِكٍ	" " "	" " "
ابو محجن	أَبُو مَجْنٍ	" " "	" " "
ابو محذورہ	أَبُو مَحْذُورَةَ	" " "	" " "
ابو واقد	أَبُو وَاقِدٍ	" " "	" " "

حرف ”ب“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
بشیر	بَشِير	نبی اور کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی خوشخبری دینے والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
بشر	بِشْر	صحابی کا نام؛ بمعنی چہرے کی رونق/کشادہ روئی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بکر	بَكْر	صحابی کا نام؛ بمعنی ابتدائی/جلدی کرنا	” ” ”
بکیر	بَكِيْر	صحابی کا نام (بکر کی تصغیر)	” ” ”
بکیر	بَكِيْر	موسم بہار کی ابتدائی بارش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک/لگایا جاسکتا ہے
باکر	بَاكِر	صبح آنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
بلال	بِلَال	مشہور صحابی کا نام؛ بمعنی پانی/تڑی، جو حلق کو تر کر دے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بریدہ	بُرَيْدَة	صحابی کا نام؛ بمعنی چورس کالی چادر (بردہ کی تصغیر، بحوالہ المغرب)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
برید	بُرَيْد	قاصد	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
براء	بِرَاء	صحابی کا نام؛ بمعنی عیوب و آفات سے بری	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
بدیل	بَدِیل	صحابی کا نام، بمعنی سخی، فیاض/ شریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بسر	بُسْر	صحابی کا نام، بمعنی، تازہ چیز/ طلوع کے وقت کا سورج	" " "
بریہ	بُرِیہ	بیلو کے درخت کا پہلا پھول	" " "
بریہ	بُرِیہ	صحابی کا نام (بری کی تصغیر)	" " "
بصرہ	بَصْرَہ	صحابی کا نام، بمعنی سفیدی مائل نرم پتھر (ہا، پر زبر، زبر اور پیش تینوں طرح درست ہے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
بلیل	بَلِیل	صحابی کا نام، بمعنی نمدار ٹھنڈی ہوا (بلل کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بلیل	بَلِیل	نمدار ٹھنڈی ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ مبارک/ لگایا جاسکتا ہے
بحیر	بَحِیر	صحابی کا نام، بمعنی علم یا مال میں وسیع (اس مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بریج	بَرِیع	عقل و جمال میں کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
بعیث	بَعِیْث	بھیجا ہوا	" " "
بلیت	بَلِیت	خوش بیان، عقلمند	" " "
بقیع	بَقِیع	درختوں کی جڑوں والی جگہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
باقر	بَاقِر	علم میں وسیع (وجہ التسمیة مذکور فی الخاتمة)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
باعق	بَاعِق	اذان دینے والا (اسم فاعل)	" " "
بادر	بَادِر	پورا چاند آگے بڑھنے والا (اسم فاعل)	" " "
بارع	بَارِع	ماہر/یا کمال/فائق (اسم فاعل)	" " "
بارق	بَارِق	روشن، چمکدار (اسم فاعل)	" " "
باصر	بَاصِر	غور سے دیکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
بدر	بَدْر	چودھویں کا چاند (اسم جاد)	" " "
برز	بَرَز	بہادری میں سبقت لے جانا (اسم مصدر)	" " "
برکت	بَرَكْت	خیر، بھلائی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ لگایا جاسکتا ہے
برہان	بُرْهَان	مضبوط دلیل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
بہیس	بُهَيْس	دلیری (بہس کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بشارت	بَشَارَات	حسن و جمال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
بصارت	بَصَارَت	جاننا، دیکھنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بلاغت	بَلَاغَت	فصح و بلیغ ہونا (اسم مصدر)	" " "
بلیغ	بَلِيغ	خوش بیان (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
بسیل	بَسِيْل	بہادر	" " "
بسول	بَسُوْل	انتہائی بہادر	" " "
بہلول	بُهْلُوْل	عمدہ صفات کا سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ب“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ت“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
توحید	تَوْحِيدٌ	وحدانیت بیان کرنا (اسم مصدر، از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ لگایا جاسکتا ہے
تبشیر	تَبْشِيرٌ	خوشخبری سنانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
تمیم	تَمِيمٌ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی انتہائی ٹھوس/ پورے قدر و قامت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تمام	تَمَامٌ	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی مکمل، پورا (اسم مبالغہ)	” ” ”
تائب	تَائِبٌ	توبہ کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن لگایا جاسکتا ہے
تابع	تَابِعٌ	فرمانبردار (اسم فاعل)	” ” ”
تابع	تَابِعٌ	تابع دار/ ماتحت (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن/ الدین لگایا جاسکتا ہے
تزیج	تَزْيِجٌ	مضبوط پٹھوں والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تین	تَيْنٌ	سمجھدار	” ” ”
تقی	تَقِيٌّ	پرہیزگار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تاجی	تَاجِی	باغبان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
توقیر	تَوَقِیر	عزت کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
توصیف	تَوَصِیْف	تعریف کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
توثیق	تَوَثِیْق	مضبوط کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تحسین	تَحْسِیْن	اچھا اور خوبصورت بنانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تنویر	تَنوِیر	روشن کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الاسلام/الحق لگایا جاسکتا ہے
تسکین	تَسْکِیْن	سکون پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الاسلام لگایا جاسکتا ہے
تسلیم	تَسْلِیْم	حکم ماننا/گردن جھکانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
تسنیم	تَسْنِیْم	جنت کی ایک نہر	" " "
تنزیل	تَنْزِیْل	نازل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
توفیق	تَوَفِیْق	نیک اسباب پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن لگایا جاسکتا ہے
تیسیر	تَیْسِیر	آسانی و سہولت پیدا کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تہلیل	تَهْلِيل	اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ الرحمن/ لگا یا جاسکتا ہے
تنویل	تَنْوِيل	بھلائی پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الاسلام/ لگا یا جاسکتا ہے
تجمل	تَجْمَل	حسن والا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
تفضل	تَفْضُل	مہربانی کرنا/ بزرگی و فضیلت حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تیمن	تَيْمَن	برکت حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تبسم	تَبَسُّم	مسکراتا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تکمیل	تَكْمِيل	پورا کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگا یا جاسکتا ہے
تسہیل	تَسْهِيل	آسان کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تعظیم	تَعْظِيم	عظمت ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تشریح	تَشْرِيح	کھولنا/ واضح کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تحمید	تَحْمِيد	حمد بیان کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تصدیق	تَصْدِيق	سچا بتلانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تصریح	تَصْرِيح	صاف بات کرنا/ کھولنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
تطہیر	تَطْهِير	پاک کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تثبیت	تَثْبِيْت	ثابت و مضبوط کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تفضیل	تَفْضِيْل	ترجیح دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تفہیم	تَفْهِيْم	سمجھانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تمہید	تَمْهِيْد	درست و ہموار کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تنشیف	تَنْشِيْف	صاف کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تنعیم	تَنْعِيْم	نعمت دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تمرین	تَمْرِيْن	مشق کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
تزیہ	تَنْزِيْه	برائی سے دور رکھنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تکریم	تَكْرِيْم	عزت دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	” ” ”
تقبیل	تَقْبِيْل	چومنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تمکین	تَمَكِين	اختیار دینا/ جگہ دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الحق لگایا جاسکتا ہے
تشفیع	تَشْفِيع	سفارش قبول کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تراضی	تَرَاضِي	ایک دوسرے سے راضی ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تبرک	تَبْرُك	برکت حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تدبر	تَدْبِر	انجام سوچنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الحق لگایا جاسکتا ہے
تقرب	تَقْرُب	قرب طلب کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تفکر	تَفْكَر	سوچنا/ غور کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تحفظ	تَحْفُظ	حفاظت کرنا/ بچنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تمکن	تَمَكَّن	جگہ پانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تبحر	تَبْحُر	وسیع علم والا ہونا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تدارک	تَدَارُك	تلافی کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تصدق	تَصَدَّق	صدقہ دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تضرع	تَضَرُّع	دعا مانگنے میں انکساری ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تمتع	تَمَتُّع	لبے عرصہ تک فائدہ اٹھانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
ترقب	تَرَقُّب	انتظار کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تسحر	تَسْحَر	سحری کھانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تفعل	تَكْفُل	کیفیل ہونا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
تبارک	تَبَارُک	برکت والا ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تساہل	تَسَاهُل	ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تذکر	تَذْکُر	یاد کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تطہر	تَطْهَر	خوب پاکی حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تشجع	تَشْجَع	بہادر بننا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تثبت	تَثْبِت	چھان بین کر کے آہستگی سے کام لینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	" " "
تظاهر	تَظَاهِر	ایک دوسرے کی مدد کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تطابق	تَطَابُق	ایک دوسرے کے موافق ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تعاون	تَعَاوُن	ایک دوسرے کی مدد کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	” ” ”
تجاور	تَجَاوُر	ایک دوسرے کے قریب رہنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	” ” ”
تقن	تَقْن	ماہر / ہوشیار	” ” ”
تناسق	تَنَاسُق	یکجہتی	” ” ”
تاج	تَاج	تاجدار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ت“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ث“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ثابت	ثَابِت	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی مضبوط (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ثعلبہ	ثُعْلَبِيْہ	کئی صحابہ کا نام (دشمنوں پر عرب والے معنی کی مناسبت)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ثمامہ	ثُمَّامَہ	صحابی کا نام؛ بمعنی ایک گنجان اور لمبی شاخوں والا پودا	” ” ”
ثوبان	ثَوْبَان	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ثقب	ثَقَب	صحابی کا نام؛ بمعنی روشن ہونا	” ” ”
ثقیب	ثَقِيْب	صحابی کا نام؛ بمعنی سرخ چہرے والا	” ” ”
ثور	ثَوْر	صحابی کا نام؛ بمعنی شفق کی سرخی/ ایک بروج کا نام	” ” ”
ثواب	ثَوَاب	اللہ کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والا	” ” ”
ثقف	ثَقْف	صحابی کا نام؛ بمعنی ذہین و دانشمند اور مہذب ہونا	” ” ”
ثقیف	ثَقِيْف	نہایت عقل مند و ذہین (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ثوران	ثَوْرَان	شفق کی سرخی (الف نون زائدتان فی ثور)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ثاقب	ثَاقِب	روشن/کامل عقل	" " "
ثائب	ثَاقِب	ابتدائی بارش کی تیز ہوا (بحوالہ، القاموس الوجدی)	" " "
ثناء	ثَنَاء	تعریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الحق/لگایا جاسکتا ہے
ثمر	ثَمْر	پھل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مہارک/لگایا جاسکتا ہے
ثمیر	ثَمِير	پھلدار/بار آور/نتیجہ خیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ثامر	ثَامِر	پھل والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ث“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ج“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
جمیل	جَمِیل	کئی صحابہ کا نام، بمعنی حسن و جمال والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جعفر	جَعْفَر	جلیل القدر صحابی کا نام، بمعنی نہر	” ” ”
جعیل	جُعَیل	صحابی کا نام، بمعنی نگران آدمی (جعل کی تصغیر)	” ” ”
جابر	جَابِر	صحابی کا نام، بمعنی درست و مستحکم (اسم فاعل)	” ” ”
جبیر	جُبَیر	صحابی کا نام، بمعنی بہادر (جبر کی تصغیر)	” ” ”
جریر	جَرِیر	صحابی کا نام، بمعنی لگام	” ” ”
جفینہ	جُفَینَہ	صحابی کا نام، بمعنی فیاض اور میزبان (جفنة کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
جمع	جَمِیع	صحابی کا نام، بمعنی مکمل و تمام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جناب	جَنَاب	صحابی کا نام، بمعنی آنجناب (تعطیس لقب)	” ” ”
جنادح	جُنَادِح	صحابی کا نام جو مصر کی فتح میں شریک ہوئے، بمعنی سخت آدمی	” ” ”
جذبہ	جُذْبَہ	صحابی کا نام، بمعنی بلند حصہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
جندب	جُنْدُب	حضرت ابو ذر غفاری صحابی کا نام (جو بڑے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جنید	جُنَيْد	صحابی کا نام، بمعنی فوج/ لشکر/ مددگار (جُنْد کی تصغیر)	" " "
جبر	جَهْر	صحابی کا نام، بمعنی اعلان/ اشاعت/ اظہار/ بلند (اسم مصدر)	" " "
جہم	جَهْم	صحابی کا نام، بمعنی عاجز/ شیر	" " "
جہیم	جُهَيْم	صحابی کا نام (جہم کی تصغیر)	" " "
جون	جَوْن	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی خالص سرخ/ سفید و سیاہ/ دن (اسم مصدر)	" " "
جیفر	جَيْفِر	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی سخت اور بڑا شیر یعنی بڑا بہادر	" " "
جنادل	جُنَادِل	بمعنی مضبوط و با عظمت آدمی	" " "
جواد	جَوَاد	سخی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
جواد	جَوَاد	بہت سخی (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن/ لگایا جاسکتا ہے
جودان	جَوْدَان	عمدہ (الفون زائد تان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جید	جَيْد	عمدہ (اسم مصدر ککنیس ضد الرّویء)	" " "
جمال	جَمَال	حسن و جمال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
جلیس	جَلِيس	ہم نشین / ساتھی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
جازم	جَازِم	پختہ ارادہ کرنے والا	" " "
جاسر	جَاسِر	دلیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جسار	جَسَّار	بہت دلیر	" " "
جالب	جَالِب	کھینچنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
جلیب	جَلِيب	لایا ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جدیر	جَدِير	احاطہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
جزیل	جَزِيل	کثیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جامع	جَامِع	جمع کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
جاحد	جَاهِد	کوشش کرنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جدلان	جُدْلَان	خوش	" " "
جلال	جَلَال	عظمت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
جوار	جَوَار	پڑوسی بننا اور بنانا، ظلم سے پناہ لینا اور دینا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ح“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
حاشر	حَاشِر	حضور ﷺ کا نام، بمعنی جمع و اٹھانے کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حارث	حَارِث	حدیث کی رُو سے پسندیدہ نیز صحابی کا نام، بمعنی کمانے والا	” ” ”
حویرث	حُوَيْرِث	صحابی کا نام (حارث کی تصغیر)	” ” ”
حریث	حُرَيْث	صحابی کا نام، بمعنی کھیتی (حارث کی تصغیر ترجم)	” ” ”
حزہ	حَمْزَه	صحابی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر	” ” ”
حدیفہ	حُدَيْفَه	صحابی کا نام، بمعنی قطعہ (حذفہ کی تصغیر)	” ” ”
حظله	حَنْظَلَه	صحابی کا نام/ عرب کے ایک قبیلہ کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
حماد	حَمَّاد	صحابی کا نام، بمعنی بہت تعریف کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حسان	حَسَّان	صحابی کا نام، بمعنی بہت خوبصورت (اسم مبالغہ، حُسن)	” ” ”
حسن	حَسَن	نواسہ رسول کا نام، بمعنی خوبصورت و اچھا (اسم مشبہ)	” ” ”
حسین	حُسَيْن	نواسہ رسول کا نام، بمعنی چھوٹا خوبصورت (حسن کی تصغیر)	” ” ”
حصین	حُصَيْن	صحابی کا نام، بمعنی محفوظ مقام (حصن کی تصغیر)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
حبیب	حَبِيب	صحابی کا نام، بمعنی دوست/محبت کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاطب	حَاطِب	صحابی کا نام، بمعنی لکڑیاں و ایندھن جمع کرنے اور مدد دینے والا (اسم فاعل)	" " "
حویطب	حُوَيْطِب	صحابی کا نام (حاطب کی تصغیر)	" " "
حابس	حَاْبِس	صحابی کا نام، بمعنی حراست میں رکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
حاجب	حَاَجِب	صحابی کا نام، بمعنی دربان/انگرن (اسم فاعل)	" " "
حارشہ	حَاْرَشَه	غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابی کا نام (حارشہ بن نعمان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
حازم	حَاَزِم	صحابی کا نام، بمعنی عقل مند/مختلط/دورانہ پیش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
حبان	حَبَّان	صحابی کا نام (حبان بن مقد، جو غزوہ احد وغیرہ میں شریک ہوئے)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حیان	حَيَّان	صحابی کا نام، بمعنی زندہ/شرمیلا (فعلان من حییت)	" " "
حمیش	حُمَيْش	صحابی کا نام/ملک حبشہ کی طرف نسبت (حُمَش کی تصغیر)	" " "
حجاج	حَجَّاج	کئی صحابہ کا نام، کثرت سے حج کرنے والا (بروزن فعال، العین لخلیل بصری)	" " "
حجر	حُجْر	صحابی کا نام، بمعنی گود/حلقہ چشم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حجیر	حُجَيْر	صحابی کا نام، بمعنی گود/حلقہ چشم (حُجْر کی تصغیر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
حدیر	حُدَيْر	صحابی کا نام، بمعنی سخت یا ڈھلوان زمین (حدر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
حدر	حَدْرَد	صحابی کا نام، بمعنی جلدی کا طلب گار	" " "
ح	حُرّ	صحابی کا نام، بمعنی خالص / ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک / اصلی / شریف	" " "
حذیم	حِذِيم	صحابی کا نام، بمعنی ماہر / کلام اور چلنے میں نرمی (بحوالہ، الا شقاق)	" " "
حرمہ	حَرْمَلَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص پوشاک	" " "
حریز	حَرِيْز	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط و محفوظ / مضبوط قلعہ و پناہ گاہ	" " "
حزابہ	حُزَابَه	صحابی کا نام، بمعنی سخت و سنگین (یعنی دشمن کے لئے)	" " "
حزام	حِزَام	صحابی کا نام، بمعنی تیار کرنا و باندھنا	" " "
حزم	حَزْم	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط ارادہ / احتیاط / دورانہدیشی	" " "
حشرج	حَشْرَج	صحابی کا نام، بمعنی پانی ٹھنڈا کئے جانے کا آبخورہ / ناریل	" " "
حوشب	حَوْشَب	صحابی کا نام، بمعنی گروہ	" " "
حطاب	حَطَّاب	صحابی کا نام، بمعنی لکڑہارا (اسم مبالغہ)	" " "
حفص	حَفْص	صحابی و تابعی کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر کا بیچہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
حکیم	حَكِيم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی دانش ور (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حلیس	حَلِيس	صحابی کا نام، بمعنی پختہ عہد و پیمان (حلس کی تصغیر)	" " "
حمام	حَمَام	صحابی کا نام، بمعنی شریف سردار	" " "
حمران	حُمْرَان	صحابی و تابعی کا نام، بمعنی زعفران	" " "
حمیل	حَمِيْل	صحابی کا نام، بمعنی ضامن	" " "
حوط	حَوْط	صحابی کا نام، بمعنی چاندی وغیرہ کا بنا ہوا چاند	" " "
حنبل	حَنْبَل	صحابی نیز محدث کا نام، بمعنی پست قد / پرانی پوستین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ لگایا جاسکتا ہے
حمید	حَمِيْد	صحابی کا نام، بمعنی قابل تعریف / بہت تعریف کئے جانے والا (اسم مشبہ)	" " "
حنیف	حَنِيف	صحابی کا نام، بمعنی دین میں سچا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حمول	حَمُوْل	بہت بردبار / دانش مند / جفاکش (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حزیم	حَزِيْم	سجھدار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لگایا جاسکتا ہے
حریم	حَرِيْم	قابل حفاظت چیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاذق	حَاذِق	ماہر / تجربہ کار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
حامد	حَامِد	حمد کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
حاتم	حَاتِم	حاکم اور تبحر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/لگایا جاسکتا ہے
حارس	حَارِس	پاسبان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
حاسب	حَاسِب	حساب دان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الخیر/لگایا جاسکتا ہے
حسیب	حَسِيب	حساب کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حامز	حَامِز	ماہر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
حافظ	حَافِظ	حفاظت اور یاد کرنے والا	" " "
حشیم	حَشِيم	باوقار/بارعب/باحیاء	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حلیف	حَلِيف	رفیق	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الرحمن/لگایا جاسکتا ہے
حمدان	حَمْدَان	حمد کرنے والا (الف نون زائد اتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/لگایا جاسکتا ہے
حمول	حَمُول	بردبار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/لگایا جاسکتا ہے
حسن	حُسْن	خوبصورت ہونا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حسان	حُسْبَان	گمان کرنا/شمار کرنا (اسم مصدر از باب مع)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
حصصہ	حَصَّصَه	ظاہر ہونا (اسم مصدر از باب فعلة)	شروع میں محمد لگا جا سکتا ہے
حقیق	حَقِيق	لا اَق	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
حفیل	حَفِیل	کثیر/ بہت	" " "
حشی	حَفِیّ	بہت علم رکھنے والا/ لطیف و شفیق	" " "
حان	حَانّ	مُعتاد/ بہت خوش	" " "
حنان	حَنَان	مہربانی/ رحمہنی/ محبت/ شفقت (حاء اور نون پر زبر ہے بغیر تشدید کے)	" " "
حنون	حُنُون	بہت شفقت کرنے والا/ مہربان	" " "
حصین	حَصِین	محفوظ و مستحکم (اسم مشبہ)	" " "
حائز	حَائِز	مالک/ پانے اور حاصل کرنے والا (اسم فاعل)	" " "

حرف ”ح“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”خ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
خدج	خَدِیج	صحابی کا نام، بمعنی ناقص و نامتمام (بطور تواضع و عاجزی)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خزیمہ	خُزَيْمَة	صحابی کا نام، بمعنی ایک مفید درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خزام	خِذَا م	صحابی کا نام، بمعنی تیز اور دھاردار ہونا (یعنی دشمن کے لئے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خبیب	خُبَيْب	صحابی کا نام، بمعنی نرم چال / سرعت و تیزی (خبیب کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خالد	خَالِد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی لمبی عمر اور دیر تک باقی رہنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / حسن / لگا یا جاسکتا ہے
خوید	خُوَيْد	صحابی کا نام، بمعنی لمبی عمر والا (خالد کی تصغیر)	” ” ”
خلید	خَلِيْد	صحابی کا نام، بمعنی لمبی عمر والا (خالد کی تصغیر)	” ” ”
خلاد	خَلَاد	صحابی کا نام، بمعنی بہت لمبی عمر والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خریم	خُرَيْم	صحابی کا نام / مدینہ کے قریب وادی / نبی ﷺ کا بدر سے واپسی کا راستہ	” ” ”
خرباق	خِرْبَاق	ذوالبیدین صحابی کا نام، بمعنی تیز چلنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خریت	خِرْوَيْت	صحابی کا نام بمعنی ماہر رہبر	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
خزامہ	خُزَامَه	صحابی کے بیٹے، بمعنی قرآن کا تابعدار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خشخاش	خَشْخَاش	صحابی کا نام، بمعنی ہلکا تیز کسی چیز میں داخل ہونا/خصوصاً پودا (بحوالہ: جہمۃ اللقنۃ)	" " "
خشرم	خَشْرَم	صحابی کا نام، بمعنی بیت النخل	" " "
خفاف	خُفَاف	صحابی کا نام، بمعنی ذہین/ہوشیار/زود فہم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلف	خَلْف	صحابی کا نام، بمعنی ولدِ صالح/سچا جانشین/بدل/عوض	" " "
خلیفہ	خَلِيفَه	صحابی کا نام، بمعنی جانشین/قائم مقام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خمیم	خَمِيم	تعریف کیا ہوا/قابل ستائش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خفیف	خَفِيف	پاکا/سبک/پتلا	" " "
خیر	خَيْر	بہت بھلائی و نیکی والا (اسم تفضیل اصلہ اخیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الدین/لگایا جاسکتا ہے
خادم	خَادِم	خدمت گار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
خاشع	خَاشِع	خشوع والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خاضع	خَاضِع	عاجزی والا	" " "
خالم	خَالِم	ہموار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
خالص	خَالِص	ملاوٹ کے بغیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلص	خَلِص	گہرا دوست / دم ساز	" " "
خلصان	خُلْصَان	گہرا اور مخلص دوست / ہم راز (الف نون زائد ثانی)	" " "
خلیص	خَلِیْص	خالص / بے کھوٹ / صاف	" " "
خضر	خَضِر	سبز / ہرا	" " "
خطیب	خَطِیْب	خطبہ دینے والا	" " "
خلیل	خَلِیْل	دوست	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / الرحمن / لگا جاسکتا ہے
نصیب	خَصِیْب	سر سبز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلیق	خَلِیْق	خوش اخلاق	" " "
خلاق	خَلَاق	حصہ / نصیب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلاق	خِلَاق	زعفران سے تیار کردہ خوشبو	" " "
خلق	خُلُق	عادت / طبعی خصلت / طبیعت	" " "
خطبہ	خُطْبَه	وہ کلام جس سے خطاب کیا جائے / تقریر / گفتگو	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
داؤد	دَاوُد	ایک جلیل القدر نبی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دانیال	دَانِيَال	اللہ کے ایک نبی کا نام	” ” ”
دحیہ	دَحِيه	صحابی کا نام؛ بمعنی فوج کا سردار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
درہم	دِرْهَم	صحابی کا نام؛ بمعنی چاندی کا سکہ	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
دہشم	دَهْشَم	صحابی کا نام؛ بمعنی فیاض و سخی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دکین	دُكَيْن	صحابی کا نام، دکن کی تصغیر؛ بمعنی تھوڑا سا شیا لا/ سیاہی مائل	” ” ”
دیلیم	دَيْلِم	صحابی کا لقب؛ بمعنی لشکر	” ” ”
دہر	دَهْر	صحابی کا نام؛ بمعنی طویل زمانہ	” ” ”
دینار	دِينَار	صحابی کا نام؛ بمعنی سونے کا سکہ	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
داعی	دَاعِي	دعوت دینے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
دراس	دَرَّاس	بہت پڑھنے اور درس دینے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دراک	دَرَّاک	مرغوب چیز کو پانے والا	" " "
دلہام	دِلْہَام	دلیر/ بہادر	" " "
دماج	دِمَاج	بہت مضبوط/ سیدھا	" " "
دواس	دَوَّاس	بہت بہادر (اسم مبالغہ)	" " "
دریر	دَرِیر	تیز رفتار/ روشن/ کامل الخلق/ متوازن جسم والا	" " "
دسیم	دَسِیم	بہت ذکر کرنے والا	" " "
داعیہ	دَاعِیہ	بہت دعوت دینے والا مبلغ (تائے مبالغہ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
دالق	دَالِق	سبقت لے جانے والا/ پیش رو	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
ذوالکفل	ذُو الْكِفْلِ	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذکوان	ذِكْوَان	صحابی کا نام؛ بمعنی کامل عمر (بحوالہ، الاطفاق)	” ” ”
ذابل	ذَابِل	صحابی کا نام؛ بمعنی رقیق / پتلا / ڈبلا	” ” ”
ذواب	ذُؤَاب	صحابی کا نام؛ بمعنی بلند	” ” ”
ذویب	ذُؤِيب	صحابی کا نام (ذواب کی تغیر)	” ” ”
ذوالیدین	ذُو الْيَدَيْنِ	صحابی کا لقب؛ بمعنی بڑے ہاتھ والا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ذوالشمالین	ذُو الشِّمَالَيْنِ	صحابی کا لقب؛ بمعنی دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والا	” ” ”
ذواللحیہ	ذُو اللِّحِيَةِ	صحابی کا لقب؛ بمعنی صاحبِ ریش	” ” ”
ذریج	ذَرِيع	سفارش کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذاکر	ذَاكِر	ذکر کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / الرحمن / لگایا جاسکتا ہے
ذکیر	ذَكِيْر	بہت یاد کرنے والا	” ” ”
ذکی	ذَكِي	ذہین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ر“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
راشد	رَاشِد	صحابی کا نام، بمعنی ہدایت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رشدان	رُشْدَان	صحابی کا نام، بمعنی ہدایت والا (الفون زائد تان)	” ” ”
رشید	رُشِيد	صحابی کا نام، بمعنی ہدایت دہندہ	” ” ”
رافع	رَافِع	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند	” ” ”
رویفیع	رُؤَيْفِع	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا بلند (رافع کی تصغیر)	” ” ”
رباح	رِبَاح	صحابی کا نام، بمعنی نفع و فائدہ	” ” ”
ربیع	رَبِيع	صحابی کا نام، بمعنی موسم بہار	” ” ”
ربیعہ	رَبِيعَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مخصوص پتھر اور موسم بہار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
رجاء	رِجَاء	صحابی کا نام، بمعنی امید	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رحیل	رَحِيل	صحابی کا نام، بمعنی چلنے میں قوی	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ردیح	رُدِيح	حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلام، بمعنی لمبی مدت (ردح کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رزین	رَزِين	صحابی کا نام، بمعنی صاحب وقار/ پختہ رائے والا	" " "
رسم	رَسِيم	صحابی کا نام، بمعنی تیز چلنے والا	" " "
رفاعہ	رَفَاعَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند و مضبوط آواز	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
رقاد	رُقَاد	صحابی کا نام، بمعنی سونا/ آرام و سکون پانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رقیم	رُقِيم	صحابی کا نام، بمعنی نقش و نگار/ علامت وغیرہ (رقم یا رقم کی تصغیر، بحوالہ، الاشتقاق)	" " "
رکانہ	رُكَانَه	صحابی کا نام، بمعنی باعث تقویت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
روح	رُوح	صحابی کا نام، بمعنی آرام و خوشگوار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رومان	رُومَان	صحابی کا نام/ ملکِ روم کی طرف نسبت	" " "
راجع	رَاجِع	رجوع کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
راجی	رَاجِي	امیدوار (اسم فاعل)	" " "
راخ	رَاسِخٌ	مضبوط (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
راغب	رَاغِب	رغبت کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگا گیا جاسکتا ہے
راکح	رَاكِح	رکوع کرنے والا	" " "
رائد	رَائِد	قائد/ رہنما	" " "
رضوان	رِضْوَان	راضی ہونا/خوش ہونا/جنت کا دریاں (اسم مصدر از باب مع، الف و نون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/لگا گیا جاسکتا ہے
رضی	رَضِيَ	پسندیدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگا گیا جاسکتا ہے
رشیق	رَشِيق	خوش قامت/خوش طبع	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا گیا جاسکتا ہے
رفیق	رَفِيق	ساتھی/مہربان/شفیق	" " "
رفاقت	رَفَاقَت	دوستی/معیت/ساتھ	" " "
رفعت	رَفَعَت	شرف و قدر والا ہونا (اسم مصدر)	" " "
رفیع	رَفِيع	بہت بلند	" " "
رقیب	رَقِيب	نگران، پاسبان	" " "
ریحان	رَيْحَان	خوشبودار پودا/نازبو	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ریاض	رِیَاض	باغ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/لگا یا جاسکتا ہے
رمیز	رَمِيز	معزز/عقل مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
رہیب	رُهَيْب	چھوٹا سارعب دار	" " "
رکین	رَكِيْن	ثابت قدم/سجیدہ/باوقار	" " "
رشد	رُشْد	ہدایت پانا (اسم مصدر)	" " "
ریان	رِیَان	سرسبز/تروتازہ/جنت کے ایک دروازے کا نام	" " "
ربع	رَبْع	ہر چیز کا بہتر حصہ	" " "
روید	رُوَيْد	ہلکی ہلکی ہوا/باد لطیف (ارواد کی تصغیر ترجمیم)	" " "
ربانی	رَبَّانِی	اللہ والا/خدا پرست/علم و عمل میں کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
رباع	رَبَاع	اچھی حالت/خوش حالی	" " "
ربغ	رَبْغ	آسودگی/خوش حالی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
رابغ	رَابِغ	خوش حال	" " "

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
زکریا	زَكَرِيَّا	ایک جلیل القدر نبی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زارع	زَارِع	صحابی کا نام، بمعنی کھیتی کرنے والا	” ” ”
زاہر	زَاهِر	صحابی کا نام، بمعنی چمکدار صاف رنگ والا	” ” ”
زبرقان	زَبْرَقَان	صحابی کا نام، بمعنی پوری رات کا چاند	” ” ”
زبیر	زُبَيْر	صحابی کا نام، بقول بعض اس پہاڑ کا نام، جس پر اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا	” ” ”
زرّ	زِرّ	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی شگوفہ/پودے کی کٹی/بٹن وغیرہ	” ” ”
زرارہ	زُرَّارَه	صحابی کا نام، بمعنی کاٹنا (فعالة من الزر وهو العض، بحوالہ، الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زرعہ	زُرْعَه	صحابی کا نام، بمعنی بیج و کھیتی	” ” ”
زعبیل	زَعْبَل	صحابی کا نام، بمعنی ڈول، وروٹی کا پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زفر	زُفْر	صحابی کا نام، بمعنی بہادر/کثیر پانی والا دریا/مُشک/مضبوط آدمی/بڑا عطیہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
زہیر	زُهَيْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی نباتات کی رونق (زہر کی تغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زیاد	زِيَاد	صحابی کا نام، بمعنی بڑھنا و زیادہ ہونا	" " "
زید	زَيْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بڑھنا و زیادہ ہونا (اسم مصدر)	" " "
زیدان	زَيْدَان	بمعنی زید (الف و نون زائدتان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زاهد	زَاهِد	متقی / پرہیزگار	" " "
زبید	زُبَيْد	عطیہ / تحفہ	" " "
زوار	زَوَّار	کثرت سے زیارت کرنے والا	" " "
زکی	زَكِي	پاک	" " "
زین	زَيْن	زینت	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
زریر	زَرِير	انتہائی ذہین	" " "
زریر	زُرَيْر	زریر کی تغیر، چھوٹا سا ذہین	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زميع	زَمِيْع	پکے ارادے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
زمیت	زَمِیت	اپنی رائے اور اپنے مذہب کا پکا (متصلب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زعیم	زَعِیم	سربراہ / ذمہ دار	" " "
زیب	زَیْب	مضبوط آدمی	" " "
زائن	زَاین	آراستہ / سجا ہوا / خوبصورت	" " "
زراف	زَرَاف	تیز رفتار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زاعب	زَاعِب	ملکوں کی سیاحت کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”س“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
سلیمان	سَلِیْمَان	اللہ کے ایک نبی، اور کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سلمان	سَلْمَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی عرب کی ایک جگہ کا نام	” ” ”
سلام	سَلَام	صحابی کا نام، بمعنی عیوب و آفات سے محفوظ	” ” ”
سلامہ	سَلَامَة	صحابی کا نام، بمعنی عیوب و آفات سے رُبی ہونا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سلم	سَلَم	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی سالم و محفوظ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سلیم	سَلِیْم	کئی صحابہ کا نام (سلم کی تصغیر)	” ” ”
سالم	سَالِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سلامتی و تابعداری	” ” ”
سلمہ	سَلْمَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سلامتی، تابعداری/ ایک مخصوص درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سمرہ	سَمْرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ببول کا خوبصورت درخت	” ” ”
سمیرہ	سَمِیْرَة	صحابی کا نام، بمعنی گندمی رنگ (سمرۃ کی تصغیر)	” ” ”
سمیر	سَمِیْر	صحابی کا نام، بمعنی چاند کی روشنی/ رات کی گفتگو (سمر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
سراقہ	سُرَاقَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی پوشیدہ حاصل کردہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سکبہ	سُكْبَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک خوشبودار درخت	" " "
سفیان	سُفْيَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مخصوص ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سمعان	سَمْعَان / سَمْعَانَ	حضرت سمعان بن عمرو اور سمعان بن خالد صحابہ کا نام	" " "
سابط	سَابِط	صحابی کا نام، بمعنی تروتازہ	" " "
ساریہ	سَارِيَه	صحابی کا نام، بمعنی رات کو آنے والا بادل / رات کی بارش	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ساعد	سَاعِد	صحابی کا نام، بمعنی سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سالف	سَالِف	صحابی کا نام، بمعنی پیش رفتہ	" " "
سبرہ	سَبْرَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ٹھنڈی صبح	" " "
سبیح	سُبَيْح	بدری صحابی کا نام، بمعنی ساتواں ہونا (سبیح کی تغیر)	" " "
سحیم	سُحَيْم	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت (سحیم کی تغیر)	" " "
سخرہ	سَخْرَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص پودا (بحوالہ، الاہتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
سراج	سَرَّاج	صحابی کا نام، بمعنی چراغ	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
سرق	سَرَق	صحابی کا نام، بمعنی پوشیدہ ہونا/ درزیان فارسی ریشمی کپڑا (الاشقاق)	" " "
سریج	سَرِیْع	صحابی کا نام، بمعنی تیز رو	" " "
سعد	سَعْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی نیک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگا جاسکتا ہے
سعید	سَعِیْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت نیک	" " "
سلیط	سَلِیْط	کئی صحابہ کا نام، بمعنی غالب/ ہر چیز میں تیز	" " "
سلیک	سَلِیْک	صحابی کا نام، بمعنی سلسلہ/ راستہ (سلیک کی تصغیر)	" " "
سلیل	سَلِیْل	صحابی کا نام، بمعنی اولاد/ ولد (بحوالہ، الاشقاق)	" " "
سماک	سِمَاک	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند چیز	" " "
سنان	سِنَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی تیز کرنے کا ذریعہ	" " "
سندر	سُنْدَر	صحابی کا نام، بمعنی نڈر/ دلیر	" " "
سنین	سُنَیْن	صحابی کا نام، بمعنی طریقہ/ نمونہ (سنن کی تصغیر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
سہل	سَهْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنی آسانی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سہیل	سُهَيْل	کئی صحابہ کا نام/ ایک ستارے کا نام (یا سہل کی تصغیر بمعنی آسانی)	" " "
سہم	سَهْم	صحابی کا نام، بمعنی حصہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سواء	سَوَاء	صحابی کا نام، بمعنی برابر، درست (اسم مصدر بمعنی اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سوہیٹ	سُوَيْط	صحابی کا نام، بمعنی تروتازہ (سایط کی تصغیر)	" " "
سوہیق	سُوَيْق	صحابی کا نام، بمعنی آگے بڑھنے والا	" " "
سوید	سُوَيْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بڑی اکثریت (سواد کی تصغیر)	" " "
سیار	سَيَّار	صحابی کا نام، بمعنی تیز رو	" " "
سیف	سَيْف	صحابی کا نام، بمعنی تلوار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سابق	سَابِق	آگے بڑھنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
ساجد	سَاجِد	سجدہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/ لگایا جاسکتا ہے
سجاد	سَجَّادُ	بہت سجدہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
سعود	سَعُوذٌ	نیک بختی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ساعی	سَاعِي	کوشش کرنیوالا	" " "
سارب	سَارِب	ظاہر، واضح	" " "
سامح	سَامِع	سننے والا	" " "
سالک	سَالِك	شریعت پر چلنے والا	" " "
ساجح	سَاجِع	درمیانی چال چلنے والا	" " "
سائغ	سَائِع	خوشگوار (اسم فاعل)	" " "
سرمد	سَرْمَد	قائم دائم	" " "
سرور	سَرُوْرٌ	بزبان فارسی بمعنی سردار (فارسی کا لفظ)	" " "
سرور	سُرُوْرٌ	خوش	" " "
سلیم	سَلِيْمٌ	بہت سلامتی والا	" " "
سلم	سَلْمٌ	صلح کرنے والا	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
سلم	سَلْم	بیٹھی / ذریعہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سبق	سَبَق	آگے بڑھنا (اسم مصدر)	” ” ”
سبحان	سُبْحَانَ	اللہ کی پاکی بیان کرنا (اسم مصدر، تسبیح، بقوم مقام المصدر)	” ” ”
سحبان	سَحْبَانَ	عرب کے مشہور فصیح بلیغ آدمی کا نام، بمعنی تیزی سے بہالے جانے والا	” ” ”
سلطان	سُلْطَانَ	اختیار حاصل ہونا (اسم مصدر از باب سح، الفنون زائدتان)	” ” ”
سعادت	سَعَادَتٌ	خوش نصیب و نیک بخت ہونا (اسم مصدر)	” ” ”
سفیر	سَفِير	قاصد (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
سفیط	سَفِيطٌ	پاکیزہ، سخی (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سائر	سَائِرٌ	چلنے والا (اسم فاعل)	” ” ”

حرف ”س“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ش“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
شعیب	شُعَيْبٌ	ایک جلیل القدر نبی کا نام؛ بمعنی محنتی/جفاکش/جماعت (شُعْبُ یا شُعْبُ کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شفیع	شَفِيعٌ	نبی ﷺ کا نام؛ بمعنی خوب شفاعت کرنے والا (اسم مشبہ)	” ” ”
شافع	شَافِعٌ	صحابی کا نام؛ بمعنی شفاعت کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
شبت	شَبْتٌ	صحابی کا نام؛ بمعنی وابستہ و متعلق ہونا (یعنی خیر کے ساتھ)	” ” ”
شبر	شَبْرٌ	صحابی کا نام؛ بمعنی عمر/قد و قامت	” ” ”
شبرمہ	شُبْرُمَه	صحابی کا نام؛ بمعنی ایک خاص جڑی بوٹی	” ” ”
شبل	شَبْلٌ	صحابی کا نام؛ بمعنی شیر و بہادر کا بچہ	” ” ”
شبيب	شَبِيبٌ	صحابی کا نام؛ بمعنی نشاط و فرحت والا	” ” ”
شجاع	شُجَاعٌ	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی بہادر (اسم مشبہ بروزن فُعَال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
شجیع	شَجِيعٌ	دلیر و بہادر (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
شداد	شَدَاد	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت مضبوط (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شراحیل	شَرَّاحِيل	کئی صحابہ کا نام (منسوب الی ایل، و ایل ہوا اللہ، ادب الکا تب)	” ” ”
شرحیل	شُرْحَيْل	کئی صحابہ کا نام (منسوب الی ایل، و ایل ہوا اللہ، ادب الکا تب)	” ” ”
شرح	شُرَيْح	کئی صحابہ کا نام، بمعنی واضح کرنا (شرح کی تصغیر، بحوالہ المغرب)	” ” ”
شرید	شَرِيْد	صحابی کا نام، بمعنی چیز کا یقیہ (السنجد)	” ” ”
شریط	شَرِيْط	صحابی کا نام، بمعنی چراغ کی بتی، بتی ہوئی مضبوط رسی	” ” ”
شریق	شَرِيْق	صحابی کا نام، بمعنی طلوع ہونے والا سورج / خوبصورت لڑکا (بحوالہ السنجد)	” ” ”
شریک	شَرِيْك	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ساتھی	” ” ”
شطب	شَطْب	صحابی کا نام، بمعنی لمبا اور خوش قامت انسان	” ” ”
شقیق	شَقِيْق	حضرت ابن مسعود کے شاگرد، بمعنی سگ بھائی / مشابہ	” ” ”
شکل	شَكْل	صحابی کا نام، بمعنی سفیدی اور سرخی کا مجموعہ (من الشُّكْلَة بحوالہ الاشتقاق)	” ” ”
شمعون	شَمْعُوْن	صحابی کا نام (عجمی لفظ)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
شیمان	شَيْمَان	صحابی کا نام؛ بمعنی ژالہ باری والا مہینہ جس میں زمین سفید ہوجاتی ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شیبہ	شَيْبَه	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی کالے رنگ کے ساتھ سفیدی کا جمع ہونا (بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
شاگر	شَاكِر	شکر کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ الرحمن/الدين لگایا جاسکتا ہے
شارق	شَارِق	روشن آفتاب/طلوع ہونے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شاہد	شَاهِد	گواہ (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
شائق	شَائِق	شوق رکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
شرافت	شَرَاْفَت	بزرگی، بلند مرتبہ/صاحبِ عزت ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسین/لگایا جاسکتا ہے
شریف	شَرِيف	شرافت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدين/الحق/لگایا جاسکتا ہے
شفیق	شَفِيق	مہربان (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمن/لگایا جاسکتا ہے
شفقت	شَفَقَت	مہربان ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں حسن لگایا جاسکتا ہے
شجاعت	شُجَاعَت	بہادر ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں حسین لگایا جاسکتا ہے
شہادت	شَهَادَات	گواہی دینا (اسم مصدر از باب سجع)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
شکیل	شَکِیل	خوبصورت (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمن لگایا جاسکتا ہے
شوکت	شَوَکَت	دبدرہ (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ لگایا جاسکتا ہے
شہید	شَهِید	گواہ (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ احسن لگایا جاسکتا ہے
شمیم	شَمِیم	بلند/ عمدہ خوشبو	" " "
شیفان	شِیْفَان	محافظ/ نگران	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ش“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ص“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
صالح	صَالِح	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام، بمعنی نیک و لائق (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
صبیح	صُبَيْح	صحابی کا نام، بمعنی فجر کا وقت، دن کا اول حصہ (صُبْح کی تغیر)	” ” ”
صحار	صَحَار	صحابی کا نام، بمعنی ظاہر، واضح	” ” ”
صخر	صَخْر	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی مضبوطی	” ” ”
صدی	صُدَى	ابو امامتہ بابلی صحابی کا نام، بمعنی آواز بازگشت (صَدَى کی تغیر)	” ” ”
صعب	صَعْب	صحابی کا نام بمعنی خوددار	” ” ”
صلہ	صِلْه	صحابی کا نام، بمعنی بدلہ و انعام / احسان	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
صعصعہ	صَعْصَعَه	صحابی کا نام، بمعنی متفرق کرنا / حرکت دینا (اسم مصدر)	” ” ”
صفوان	صَفْوَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنی صاف ستھرا / چکنی چٹان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
صلت	صَلْت	صحابی کا نام، بمعنی سربلج	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
صنّاح	صُنَاحِ	صحابی کا نام؛ بمعنی خوبصورت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صہبان	صُهَبَان	صحابی یا تابعی کا نام؛ بمعنی سرخ و سفیدی مائل زرد	” ” ”
صہیب	صُهَيْبِ	صحابی کا نام؛ بمعنی سرخی و سفید مائل زرد (اصہب کی تصغیر ترخیم)	” ” ”
صبحان	صَبْحَانَ	خوبصورت	” ” ”
صابر	صَابِرِ	صبر کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
صادق	صَادِقِ	سچا، مخلص (اسم فاعل)	” ” ”
صامت	صَامِتِ	چپ رہنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
صائب	صَائِبِ	درست، ٹھیک (اسم فاعل)	” ” ”
صائم	صَائِمِ	روزہ دار (اسم فاعل)	” ” ”
صبح	صَبِيحِ	خوبصورت (اسم مشبہ)	” ” ”
صداقت	صَدَاقَتِ	سچائی (اسم مصدر)	” ” ”
صدیق	صَدِيقِ	بہت سچا، بہت مخلص (اسم مبالغہ)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
صغیر	صَغِير	چھوٹا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صفی	صَفِيّ	خالص / برگزیدہ / پختا اور منتخب کیا ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / اللہ الرحمن لگایا جاسکتا ہے
صلاح	صَلَح	نیک و درست ہونا (اسم مصدر از باب کرم)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
سرد	صَرْد	بالکل خالص چیز جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو / پہاڑ کی بلند جگہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
صمیان	صَمِيَان	سچا اور سچا ہوا حملہ کرنے والا / بہادر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صمیم	صَمِيْم	ہر چیز کا خالص اور اصلی / سردار	” ” ”
صنان	صَنَّان	بہادر (القاموس الوحید)	” ” ”

حرف ”ص“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ض“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ضحاک	ضَحَاک	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی خوش (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ضرار	ضِرَار	صحابی کا نام، بمعنی نقصان کا بدلہ (الضَّرْرُ ابتداء الفعل والضَّرَارُ الجزء عليه، بحوالہ النہایہ)	” ” ”
ضماد	ضِمَاد	صحابی کا نام، بمعنی زخم بھرنے والی دواء و پٹی	” ” ”
ضمیرہ	ضَمِيرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ڈبلا گر چست اور ٹھوس	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ضمیرہ	ضَمِيرَة	صحابی کا نام (ضمیرہ کی تصغیر)	” ” ”
ضامن	ضَامِن	کفیل، ذمہ دار (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ضابط	ضَابِط	ضبط کرنے والا، مضبوط (اسم فاعل)	” ” ”
ضیاء	ضِيَاء	روشنی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ض“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ط“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
طارق	طَارِق	کئی صحابہ کا نام، بمعنی روشن ستارہ/ دروازہ کھٹکھٹانے اور رات کو آنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
طاہر	طَاهِر	صحابی کا نام، بمعنی پاک (اسم مشبہ بوزن فاعل از باب نصر)	” ” ”
طفیل	طَفِيل	کئی صحابہ کا نام، بمعنی چھوٹا سا بچہ (طفل کی تصغیر)	” ” ”
طرفہ	طُرْفَه	صحابی کا نام، بمعنی نادر و عمدہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
طریفہ	طُرَيْفَه	صحابی کا نام، بمعنی نادر و عمدہ (طُرفہ کی تصغیر)	” ” ”
طریف	طَرِيف	صحابی کا نام، بمعنی نادر/ عمدہ/ انوکھا/ نیا/ پسندیدہ/ تازہ حاصل شدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
طریح	طَرِيح	صحابی کا نام، بمعنی خوش عیش و فراخ زندگی گزارنا (طَرَح کی تصغیر از باب سجع)	” ” ”
طلحہ	طَلْحَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنی شگوفہ/ ببول کا درخت (طَلْح کا واحد)	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
طلیحہ	طَلِيحَه	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا شگوفہ/ ببول کا درخت (طلح کی تصغیر)	” ” ”
طہرفہ	طَهْفَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص گھاس	” ” ”
طعمہ	طُعْمَه	صحابی کا نام، بمعنی خوراک/ کھانے کی چیز	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
طلق	طَلَق	صحابی کا نام، بمعنی غیر مقید/ ہرن/ ایک پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طلیق	طَلِيق	صحابی کا نام، بمعنی آزاد	” ” ”
طلیب	طَلِيب	صحابی کا نام، بمعنی خواہش و جستجو/ مطلوب و مقصد (طلب یا طلب کی تصغیر)	” ” ”
طہمان	طَهْمَان	صحابی کا نام، بمعنی خوش نما (فی معنی المَطْمَم)	” ” ”
طہیہ	طَهِيَّة	صحابی کا نام، بمعنی باریک بادل (طَهْمَاة کی تصغیر، بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طالب	طَالِب	طلب کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طلیب	طَلِيب	بہت تلاش کرنے والا (اسم مشبہ، از باب نصر)	” ” ”
طیب	طَيِّب	پاکیزہ/ عمدہ/ حلال	” ” ”
طالوت	طَالُوْتُ	بنی اسرائیل کے صالح بادشاہ کا نام	” ” ”
طائع	طَائِع	اطاعت کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
طائف	طَائِف	طواف کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
طریر	طَرِير	خوبصورت ہیبت والا	” ” ”
طلاب	طَلَاب	نہایت طلب گار (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ظ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ظہیان	ظَبْيَان	صحابی کا نام، بمعنی ہرن (الفون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظہیر	ظَهَيْر	صحابی کا نام، بمعنی کمر/ زمین یا کسی چیز کا بالائی اور ابھرا ہوا حصہ (ظہیر کی تصغیر)	” ” ”
ظہیر	ظَهَيْر	حمایتی/مددگار/پشت پناہ	” ” ”
ظاہر	ظَاهِر	غالب، واضح، نیز اللہ تعالیٰ کا نام	” ” ”
ظہور	ظَهْوَر	ظاہر/ واضح	” ” ”
ظریف	ظَرِيف	ہوشیار/خوش طبع/زیرک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
ظفر	ظَفَر	کامیابی/فتیانی/مقصد میں کامیاب ہونا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظفیر	ظَفِير	کامیاب ترین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ظفیر	ظَفِير	ظفر کی تصغیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظرافت	ظَرَاْفَت	عقل مند و داننا ہونا (اسم مصدر از باب کرم بکرم)	شروع میں محمد یا آخر میں حسین لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبداللہ	عَبْدُ اللَّهِ	اللہ کا بندہ، کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد کا یا جاسکتا ہے
عبدالرحمن	عَبْدُ الرَّحْمَنِ	اللہ وحدہ رحمن کا بندہ، اور کئی صحابہ کا نام	” ” ”
عبدالقدوس	عَبْدُ الْقُدُوسِ	اللہ وحدہ قدوس کا بندہ	” ” ”
عبدالخالق	عَبْدُ الْخَالِقِ	اللہ وحدہ خالق کا بندہ	” ” ”
عبدالباری	عَبْدُ الْبَارِي	اللہ وحدہ باری کا بندہ	” ” ”
عبدالغفار	عَبْدُ الْغَفَّارِ	اللہ وحدہ غفار کا بندہ	” ” ”
عبدالوہاب	عَبْدُ الْوَهَّابِ	اللہ وحدہ وَّهَّاب کا بندہ	” ” ”
عبدالنواب	عَبْدُ النَّوَابِ	اللہ وحدہ نواب کا بندہ	” ” ”
عبدالرزاق	عَبْدُ الرَّزَّاقِ	اللہ وحدہ رزاق کا بندہ	” ” ”
عبدالغفور	عَبْدُ الْغَفُورِ	اللہ وحدہ غفور کا بندہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبد الشکور	عَبْدُ الشَّكُورِ	اللہ وحدہ شکور کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبد الصبور	عَبْدُ الصَّبُورِ	اللہ وحدہ صبور کا بندہ	" " "
عبد القیوم	عَبْدُ الْقَيُّومِ	اللہ وحدہ قیوم کا بندہ	" " "
عبد التور	عَبْدُ التَّوْرِ	اللہ وحدہ نور کا بندہ	" " "
عبد الرحیم	عَبْدُ الرَّحِيمِ	اللہ وحدہ رحیم کا بندہ	" " "
عبد العزیز	عَبْدُ الْعَزِيزِ	اللہ وحدہ عزیز کا بندہ	" " "
عبد العلیم	عَبْدُ الْعَلِيمِ	اللہ وحدہ علیم کا بندہ	" " "
عبد الجلیل	عَبْدُ الْجَلِيلِ	اللہ وحدہ جلیل کا بندہ	" " "
عبد السمع	عَبْدُ السَّمِيعِ	اللہ وحدہ سمیع کا بندہ	" " "
عبد الخبیر	عَبْدُ الْخَبِيرِ	اللہ وحدہ خبیر کا بندہ	" " "
عبد البصیر	عَبْدُ الْبَصِيرِ	اللہ وحدہ بصیر کا بندہ	" " "
عبد النصیر	عَبْدُ النَّصِيرِ	اللہ وحدہ نصیر کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبدالقدیر	عَبْدُ الْقَدِيرِ	اللہ وحدہ قدیر کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبدالقدیم	عَبْدُ الْقَدِيمِ	اللہ وحدہ قدیم کا بندہ	" " "
عبداللطیف	عَبْدُ اللَّطِيفِ	اللہ وحدہ لطیف کا بندہ	" " "
عبدالحلیم	عَبْدُ الْحَلِيمِ	اللہ وحدہ حلیم کا بندہ	" " "
عبدالعظیم	عَبْدُ الْعَظِيمِ	اللہ وحدہ عظیم کا بندہ	" " "
عبدالکبیر	عَبْدُ الْكَبِيرِ	اللہ وحدہ کبیر کا بندہ	" " "
عبدالحفیظ	عَبْدُ الْحَفِیْظِ	اللہ وحدہ حفیظ کا بندہ	" " "
عبدالمقیت	عَبْدُ الْمُقِیْتِ	اللہ وحدہ مقیت کا بندہ	" " "
عبدالمحیط	عَبْدُ الْمُحِیْطِ	اللہ وحدہ محیط کا بندہ	" " "
عبدالمقسط	عَبْدُ الْمُقْصِطِ	اللہ وحدہ مقسط کا بندہ	" " "
عبدالمدیر	عَبْدُ الْمُدَبِّرِ	اللہ وحدہ مدیر کا بندہ	" " "
عبدالمنصور	عَبْدُ الْمُنْصَوِّرِ	اللہ وحدہ منصور کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبد الحسیب	عَبْدُ الْحَسِيبِ	اللہ وحدہ حسیب کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبد الکریم	عَبْدُ الْكَرِيمِ	اللہ وحدہ کریم کا بندہ	" " "
عبد الرقیب	عَبْدُ الرَّقِيبِ	اللہ وحدہ رقیب کا بندہ	" " "
عبد المجیب	عَبْدُ الْمُجِيبِ	اللہ وحدہ مجیب کا بندہ	" " "
عبد الحکیم	عَبْدُ الْحَكِيمِ	اللہ وحدہ حکیم کا بندہ	" " "
عبد المجید	عَبْدُ الْمَجِيدِ	اللہ وحدہ مجید کا بندہ	" " "
عبد المتین	عَبْدُ الْمُتَيْنِ	اللہ وحدہ متین کا بندہ	" " "
عبد الحمید	عَبْدُ الْحَمِيدِ	اللہ وحدہ حمید کا بندہ	" " "
عبد المعید	عَبْدُ الْمُعِیدِ	اللہ وحدہ معید کا بندہ	" " "
عبد المیت	عَبْدُ الْمُمِيتِ	اللہ وحدہ میت کا بندہ	" " "
عبد الرشید	عَبْدُ الرَّشِیدِ	اللہ وحدہ رشید کا بندہ	" " "
عبد الودود	عَبْدُ الْوَدُودِ	اللہ وحدہ ودود کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبد الملک	عَبْدُ الْمَلِكِ	اللہ وحدہ مالک کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبد السلام	عَبْدُ السَّلَامِ	اللہ وحدہ سلام کا بندہ	" " "
عبد الممتان	عَبْدُ الْمَتَانِ	اللہ وحدہ متان کا بندہ	" " "
عبد الحنان	عَبْدُ الْحَنَانِ	اللہ وحدہ حنان کا بندہ	" " "
عبد المؤمن	عَبْدُ الْمُؤْمِنِ	اللہ وحدہ مؤمن (امن دینے والے) کا بندہ	" " "
عبد المہین	عَبْدُ الْمُهَيِّنِ	اللہ وحدہ مہین کا بندہ	" " "
عبد الجبار	عَبْدُ الْجَبَّارِ	اللہ وحدہ جبار کا بندہ	" " "
عبد الفتاح	عَبْدُ الْفَتَّاحِ	اللہ وحدہ فتاح کا بندہ	" " "
عبد الستار	عَبْدُ السَّتَّارِ	اللہ وحدہ ستار کا بندہ	" " "
عبد الباسط	عَبْدُ الْبَاسِطِ	اللہ وحدہ باسط کا بندہ	" " "
عبد المعز	عَبْدُ الْمُعَزِّ	اللہ وحدہ معزز کا بندہ	" " "
عبد المذل	عَبْدُ الْمَذِلِّ	اللہ وحدہ مذل کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبدالحکم	عَبْدُ الْحَكَمِ	اللہ وحدہ بحکم کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبدالواسع	عَبْدُ الْوَاسِعِ	اللہ وحدہ واسع کا بندہ	" " "
عبدالباعث	عَبْدُ الْبَاعِثِ	اللہ وحدہ باعث کا بندہ	" " "
عبدالواجد	عَبْدُ الْوَاجِدِ	اللہ وحدہ واحد کا بندہ	" " "
عبدالماجد	عَبْدُ الْمَاجِدِ	اللہ وحدہ ماجد کا بندہ	" " "
عبدالواحد	عَبْدُ الْوَاحِدِ	اللہ وحدہ واحد کا بندہ	" " "
عبدالفاطر	عَبْدُ الْفَاطِرِ	اللہ وحدہ فاطر کا بندہ	" " "
عبدالقادر	عَبْدُ الْقَادِرِ	اللہ وحدہ قادر کا بندہ	" " "
عبدالقاهر	عَبْدُ الْقَاهِرِ	اللہ وحدہ قاهر کا بندہ	" " "
عبدالقہار	عَبْدُ الْقَهَّارِ	اللہ وحدہ قہار کا بندہ	" " "
عبدالحلاق	عَبْدُ الْحَلَّاقِ	اللہ وحدہ خلاق کا بندہ	" " "
عبدالغافر	عَبْدُ الْغَافِرِ	اللہ وحدہ غافر کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبد الظاہر	عَبْدُ الظَّاهِر	اللہ وحدہ ظاہر کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبد النافع	عَبْدُ النِّافِع	اللہ وحدہ نافع کا بندہ	" " "
عبد الحق	عَبْدُ الحَقِّ	اللہ وحدہ حق کا بندہ	" " "
عبد المہدی	عَبْدُ المَهْدِي	اللہ وحدہ مہدی کا بندہ	" " "
عبد المحی	عَبْدُ المَحْيِي	اللہ وحدہ محی کا بندہ	" " "
عبد الحی	عَبْدُ الحَيِّ	اللہ وحدہ حی کا بندہ	" " "
عبد الاحد	عَبْدُ الِاحِد	اللہ وحدہ احد کا بندہ	" " "
عبد الصمد	عَبْدُ الصَّمَد	اللہ وحدہ صمد کا بندہ	" " "
عبد الابد	عَبْدُ الِابَد	اللہ وحدہ ابد کا بندہ	" " "
عبد المقتدر	عَبْدُ المَقْتَدِر	اللہ وحدہ مقتدر کا بندہ	" " "
عبد الوالی	عَبْدُ الوَالِي	اللہ وحدہ والی کا بندہ	" " "
عبد الولی	عَبْدُ الوَلِيِّ	اللہ وحدہ ولی کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبدالمتعالی	عَبْدُ الْمُتَعَالَى	اللہ وحدہ متعالی کا بندہ	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
عبدالبرّ	عَبْدُ الْبِرِّ	اللہ وحدہ برّ کا بندہ	" " "
عبدالرّب	عَبْدُ الرَّبِّ	اللہ وحدہ رب کا بندہ	" " "
عبدالمنتقم	عَبْدُ الْمُنتَقِمِ	اللہ وحدہ منتقم کا بندہ	" " "
عبدالعفو	عَبْدُ الْعَفْوِ	اللہ وحدہ عفو کا بندہ	" " "
عبدالرؤف	عَبْدُ الرَّؤْفِ	اللہ وحدہ رؤف کا بندہ	" " "
عبدالغنی	عَبْدُ الْغِنَى	اللہ وحدہ غنی کا بندہ	" " "
عبدالمعنی	عَبْدُ الْمَعْنَى	اللہ وحدہ معنی کا بندہ	" " "
عبدالمعطی	عَبْدُ الْمَعْطَى	اللہ وحدہ معطی کا بندہ	" " "
عبدالہادی	عَبْدُ الْهَادِي	اللہ وحدہ ہادی کا بندہ	" " "
عبدالبدیع	عَبْدُ الْبَدِيعِ	اللہ وحدہ بدیع کا بندہ	" " "
عبدالباقی	عَبْدُ الْبَاقِي	اللہ وحدہ باقی کا بندہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبدالواقی	عَبْدُ الْوَاقِي	اللہ وحدہ واتی کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالدامم	عَبْدُ الدَّامِمِ	اللہ وحدہ دائم کا بندہ	" " "
عبد ذی الفضل	عَبْدُ ذِي الْفَضْلِ	اللہ وحدہ ذوالفضل کا بندہ	" " "
عبد ذی القوہ	عَبْدُ ذِي الْقُوَّةِ	اللہ وحدہ ذوالقوہ کا بندہ	" " "
عبد ذی الجلال	عَبْدُ ذِي الْجَلَالِ	اللہ وحدہ ذوالجلال کا بندہ	" " "
عیسیٰ	عِيسَى	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام (عبرانی زبان کا لفظ)	" " "
عاقب	عَاقِب	حضور ﷺ کا نام، بمعنی بعد میں آنے والا/ جانشین/ جزائے خیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عزیر	عُزَيْر	بنی اسرائیل کے نبی یا بزرگ کا نام (عجمی لفظ یا عربی کے عَزَرَ کی تغیر، بمعنی مدد کرنا)	" " "
عمر	عُمَر	دوسرے خلیفہ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی آباد/ پرواق (فی معنی عامر لانہ عدل)	" " "
عثمان	عُثْمَان	تیسرے خلیفہ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی جدوجہد کرنا	" " "
علی	عَلِي	چوتھے خلیفہ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند/ مضبوط	" " "
عباس	عَبَّاس	کئی صحابہ کا نام/ ایسا شیر جسے دیکھ کر دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں، یعنی انتہائی بہادر	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عاصم	عَاصِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی (برائی وغیرہ سے) بچانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عازب	عَازِب	صحابی کا نام، بمعنی غیر شادی شدہ	" " "
عاقل	عَاقِل	صحابی کا نام بمعنی عقل مند (اسم فاعل)	" " "
عامر	عَامِر	بہت سے صحابہ کا نام بمعنی آباد/ پرواق (اسم فاعل)	" " "
عویمیر	عَوَيْمِر	صحابی کا نام، بمعنی آباد/ پرواق (عامر کی تغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عائذ	عَائِذ	صحابی کا نام، بمعنی پناہ پکڑنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عائذ اللہ	عَائِذُ اللّٰهِ	صحابی کا نام بمعنی اللہ کی پناہ پکڑنے والا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عباد	عَبَاد	بہت سے صحابہ کا نام بمعنی بہت عبادت گزار (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبادہ	عِبَادَةٌ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی عبادت کرنا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبیدہ	عَبْدَهُ	صحابی کا نام، بمعنی عبادت کرنا	" " "
عبس	عَبْس	صحابی کا نام، بمعنی ایک خاص قسم کی گھاس (اسم جامد بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبید اللہ	عَبِيدُ اللّٰهِ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی اللہ کا چھوٹا سا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عبید	عُبَيْدٌ	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی چھوٹا سا بندہ (عبید کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبیدہ	عُبَيْدَةَ	کئی صحابہ کا نام، عبادت کرنا (عبیدہ کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا، اور یہ نام لڑکی کا بھی رکھا جاسکتا ہے
عتاب	عَتَّابٌ	صحابی کا نام، بمعنی بہت زیادہ فہمائش و سرزنش کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عتبان	عَتْبَانٌ	صحابی کا نام، بمعنی سرزنش کرنا (الف نون زائد تان)	” ” ”
عتبہ	عُتْبَةُ	صحابی کا نام، بمعنی سخت و مضبوط / سرزنش کرنا (بحوالہ، الاشتقاق)	” ” ”
عتیر	عُتَيْرٌ	صحابی کا نام، بمعنی اصل، نیز ایک دوا والی بوٹی (عُتْرُ کی تصغیر)	” ” ”
عتیق	عَتِيقٌ	حضرت ابو بکر کا لقب، بمعنی نفیس و عمدہ / شریف الطبع / قابل تکریم	” ” ”
عتیک	عَتِيكٌ	صحابی کا نام، بمعنی حملہ آور (یعنی دشمن پر)	” ” ”
عتیم	عُتَيْمٌ	صحابی کا نام، بمعنی جدو جہد کرنا (عُتْمُ کی تصغیر)	” ” ”
عبیر	عُجَيْرٌ	صحابی کا نام، بمعنی تھوڑا سا موٹا اور سخت ہونا (عَجْرُ کی تصغیر)	” ” ”
عدس	عُدْسٌ	صحابی کا نام، بمعنی خوب چلنا / سفر کرنا (بحوالہ، الاشتقاق)	” ” ”
عدی	عَدِيٌّ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی دشمن سے لڑائی کے لئے نکلنے والا گروہ	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عرباض	عَرَبَاض	صحابی کا نام، بمعنی شدید وقوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عرب	عَرَب	صحابی کا نام، بمعنی سخت پیٹھ (علیٰ وزن جعفر)	" " "
عرس	عُرْس	صحابی کا نام، بمعنی زفاف/ شادی/ خوشی	" " "
عرفجہ	عَرَفَجَة	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عرفطہ	عُرْفُطَة	صحابی کا نام، بمعنی ایک پودا	" " "
عروہ	عُرْوَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت/ قابل اعتماد چیز/ حلقہ/ ذریعہ اتحاد/ عمدہ مال	" " "
عرب	عَرَب	صحابی کا نام، بمعنی خالی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عصام	عِصَام	صحابی کا نام، بمعنی دست/ سُرْمہ/ مُشک باندھنے کی رسی	" " "
عصمتہ	عِصْمَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی خداداد ملکہ/ پاک دائمی/ حفاظت/ بے گناہی	شروع میں محمد یا آخر میں اللہ لگایا جاسکتا ہے
عصیمہ	عِصِيْمَة	صحابی کا نام، عصمہ کے ہم معنی (عصمہ کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عطاء	عَطَاء	صحابی کا نام، بمعنی بخشش/ عطیہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عطارد	عُطَارِد	صحابی کا نام، بمعنی طویل/ نوسیاروں میں سے ایک سیارہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عطیہ	عَطِيَّة	صحابی کا نام، بمعنی ہیہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عقبہ	عُقْبَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی انجام/بدل/حسن و جمال کی نشانی/ھویت	" " "
عقیب	عُقَيْب	صحابی کا نام، بمعنی ایک ستارہ/تیز نگاہ والا پرندہ/بیٹا (عقباب یا عقب کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عفان	عَفَّان	صحابی کا نام، بمعنی پاک دامن (الف نون زائد تان)	" " "
عفیف	عَفِيف	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی انتہائی پاک دامن	" " "
عفیر	عُفَيْر	صحابی کا نام، بمعنی روئے زمین/کھیتی کی پہلی سیرابی/بہادر (عفر کی تصغیر)	" " "
عقیل	عَقِيْل	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی عقل مند	" " "
عکاشہ	عُكَّاشَة	بدری صحابی کا نام، بمعنی عنکبوت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عکراش	عِكْرَاش	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص و مفید پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عکرمہ	عِكْرَمَة	صحابی کا نام/کیوتر	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
علاء	عَلَاء	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلندی (بحوالہ: الاہتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
علباء	عَلْبَاء	صحابی کا نام، بمعنی گردن کا لمبا پٹھا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
علبہ	عَلْبَه	صحابی کا نام، بمعنی مخصوص برتن یا ٹوکری	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
علس	عَلَس	صحابی کا نام، بمعنی مخصوص کھانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
علقہ	عَلَقْمَه	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی حنظل کا ٹکڑا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عمار	عَمَّار	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی بہت زیادہ آخرت کو رونق بنانے والا (یعنی بہت نیک صالح)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عمر	عَمْر	بہت سے صحابہ کا نام زندگی کا عرصہ/ عمر (عین پر زبر اور میم پر جزم ہے)	" " "
عمیر	عُمَيْر	بہت سے صحابہ کا نام (عمر کی تصغیر)	" " "
عمران	عِمْرَان	حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور کئی صحابہ کا نام (غالباً عبرانی لفظ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عمیرہ	عَمِيرَه	صحابی کا نام، بمعنی بڑا قبیلہ/ شہد کا چھتہ (جمعہ عمائر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عنیس	عَنْبِس	صحابی کا نام، بمعنی قابل تعریف شیر یعنی بہادر (بو وزن جعفر من العبوس والنون زائدة)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عنسہ	عَنْبَسَه	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنی عنیس (عنس کا مخصوص اسم)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عنترہ	عَنْتَرَه	صحابی کا نام، بمعنی لڑائی میں بہادری کرنا	" " "
عوسجہ	عَوْسَجَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک کانٹے دار اور گول پھلدار درخت (جمعہ عوسج)	" " "
عوف	عَوْف	صحابی کا نام، بمعنی حال/ شان/ مہمان/ خوشبودار پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عویف	عُوَيْف	صحابی کا نام، عوف کے ہم معنی (عوف کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
عون	عَوْن	صحابی کا نام، بمعنی مدد کرنا (اسم مصدر)	” ” ”
عویم	عُوَيْم	صحابی کا نام، بمعنی دن/سال (اسم تصغیر للعام)	” ” ”
عیاض	عِيَاض	صحابی کا نام، بمعنی بدلہ دینا (اسم مصدر من العوض، والياء مقلوبة عن الوو لكسرة ما قبلها)	” ” ”
عیاذ	عِيَاذ	صحابی کا نام، بمعنی بہت زیادہ پناہ مانگنے والا (بفتح اوله وتشديد ثانيه، اسم مبالغه)	” ” ”
عیاش	عِيَّاش	صحابی کا نام، بمعنی خیر فروش/ بہت بہتر حال والا/ خوش عیش	” ” ”
عیینہ	عِيَيْنَه	صحابی کا نام، بمعنی پانی کا چشمہ/ آکھو غیرہ (عین کی تصغیر، مؤنث ساعی تائے مقدرہ ظاہر)	شروع میں محمد لگا جا سکتا ہے
عوز	عَوْذ	پناہ/ پناہ گاہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
عیاذ	عِيَاذ	پناہ/ حفاظت (عین پر ز اور یاء پر بغیر تشدید کے ز رہے)	” ” ”
عابد	عَابِد	عبادت گزار (اسم فاعل)	” ” ”
عائش	عَائِش	اچھی حالت والا (اسم فاعل من العیش، عائشہ کی تذکیر)	” ” ”
عادل	عَادِل	انصاف پسند	” ” ”
عدیل	عَدِيل	بہت مصفف	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
عریف	عَرِيف	واقف کار/باخبر/سردار/منتظم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
عروف	عَرُوف	مستقل مزاج	” ” ”
عارف	عَارِف	پہچاننے والا (اسم فاعل)	” ” ”
عرفان	عِرْفَان	غور و فکر کے بعد کسی چیز کو پہچاننا (اسم مصدر)	” ” ”
عاکف	عَاكِف	پابند، ٹھہرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
عاطف	عَاطِف	مہربان/ملانے والا (القاموس الوحيد)	” ” ”
عامل	عَامِل	عمل کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگا یا جا سکتا ہے
عماد	عِمَاد	ستون	” ” ”
عنایت	عِنَايَت	حفاظت و مہربانی کرنا (اسم مصدر)	” ” ”
عشرت	عِشْرَت	مخالطت، خوشحالی (بزبان عربی مخالطت، و بزبان فارسی خوشحالی)	شروع میں محمد لگا یا جا سکتا ہے
عدنان	عَدْنَان	ٹھہرنا و قیام کرنا (اسم مصدر، الف نون زائد تان)	” ” ”
عمروس	عُمْرُوس	مضبوط اور موٹا لڑکا	” ” ”

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”غ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
غالب	غَالِب	صحابی کا نام، بمعنی قوی / فاتح (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
غرفہ	غَرْفَه	صحابی کا نام، بمعنی ایک لمبی شاخ والا پودا (بفتح الغین والراء بحوالہ الحیظ)	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
غزویہ	غَزِيَّه	صحابی کا نام، بمعنی جہاد کرنے والی جماعت (اسم مشبہ بروزن فعیلۃ)	” ” ”
غسان	غَسَّان	صحابی کا نام، بمعنی جوانی کی تیزی (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
غضیف	غُضِيف	صحابی کا نام / فراخ و کشادہ ہونا / درخت خُرمائے مشابہ درخت (غضف کی تصغیر)	” ” ”
عطیف	عُطِيف	صحابی کا نام، بمعنی فراخ و آسودہ / خوشگوار (عطف کی تصغیر)	” ” ”
غنم	غَنَام	صحابی کا نام، بمعنی کثرت سے مال غنیمت حاصل کرنے والا (اسم مبالغہ)	” ” ”
غنی	غَنِي	صحابی کا نام، بمعنی مالدار / نیز اللہ تعالیٰ کا نام (اسم مشبہ)	” ” ”
غنیم	غُنِيْم	تابعی کا نام، بمعنی مال غنیمت (غنم کی تصغیر، بحوالہ الاشتقاق)	” ” ”
غیلان	غَيْلَان	صحابی کا نام، بمعنی آب رواں / شاندار صحت مند لڑکا (من الغیل، بحوالہ الاشتقاق)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
غازی	غَازِی	فتح یاب (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الگایا جاسکتا ہے
غانم	غَانِم	مالِ غنیمت پانے اور فائدہ اٹھانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
غفران	غُفْرَان	درگزر/معافی/بخشش (اسم مصدر، الفون زائد تان)	" " "
غیور	غَيُور	بہت غیرت مند (یا، کی تشدید کے بغیر، اسم مبالغہ)	" " "

حرف ”غ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
فاتک	فَاتِك	صحابی کا نام، بمعنی دلیر/ بہادر (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
فاکہ	فَاكِه	صحابی کا نام بمعنی خوش طبع/ ہنس مکھ (اسم فاعل)	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
فرات	فُرَات	صحابی کا نام، بمعنی بہت میٹھا/ عراق کا مشہور دریا	” ” ”
فرقد	فَرَقْد	صحابی کا نام/ قطب شمالی کے قریب ستارہ جس سے راستہ اور جہت پتہ چلتی ہے	” ” ”
فروہ	فَرُوَّة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مالدار/ تونگری (بجوالہ، الاشتقاق)	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
فضالہ	فَضَالَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی فراغت و فرصت (بفتح الفاء بحوالہ، المصباح المنیر)	” ” ”
فضل	فَضْل	صحابی کا نام، بمعنی احسان و نیکی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
فضیل	فُضَيْل	صحابی کا نام، بمعنی احسان و نیکی (فضل کی تصغیر)	” ” ”
فلتان	فَلْتَان	صحابی کا نام، بمعنی چست (بفتح الفاء واللام)	” ” ”
فیروز	فَيْرُوز	صحابی کا نام، بمعنی ایک قیمتی پتھر/ بصرہ کی ایک نہر	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
فاتح	فَاتِح	فتح پانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاروق	فَارُوق	بہت امتیاز کرنے والا (اسم مبالغہ)	" " "
فاضل	فَاضِل	صاحب فضیلت (اسم فاعل)	" " "
فالح	فَالِح	کامیاب/کامران (اسم فاعل)	" " "
فائز	فَائِز	مقام پر پہنچنے والا (اسم فاعل)	" " "
فائض	فَائِض	فیض پہنچانے والا (اسم فاعل)	" " "
فائق	فَائِق	بلند (اسم فاعل)	" " "
فیضان	فَيْضَان	بڑا فائدہ (اسم مصدر)	" " "
فرقان	فُرُقَان	فرق کرنے والا/ بڑی دلیل (اسم مصدر بمعنی اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فرید	فَرِيد	یکتا/ بے مثل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فصیح	فَصِيح	خوش بیاں (اسم مشبہ)	" " "
فقیر	فَقِير	درویش	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
فوز	فَوْز	کامیابی (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فوزان	فَوْزَان	کامیاب/فتح حاصل کرنا (اسم مصدر، الفون زائد تان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فہیم	فَهِيم	بڑی فہم و سمجھ والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فیاض	فَيَّاض	بہت سخی/دریادل (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فیصل	فَيْصَل	منصف، انصاف کنندہ	" " "
فیض	فَيْض	فائدہ (اسم مصدر)	" " "
فلاح	فَلَّاح	کامیاب ہونا (مصدر زباب حسب ثلاثی)	" " "
فردوس	فِرْدَوْس	باغ/جنت (مذکر مؤنث دونوں کے لئے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فسیح	فَسِيح	کشادہ/وسیع	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاطن	فَاطِن	سمجھدار/تفکند	" " "
فنان	فَنَّان	ماہر/فنی صلاحیت کا ماہر (اسم مبالغہ)	" " "
فینان	فَيِّنَان	لہجے اور خوبصورت بالوں والا	" " "
فرحان	فَرِحَان	خوش	" " "

حرف ”ق“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
قاسم	قَاسِم	نبی کا لقب اور بیٹے اور کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی تقسیم کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قارب	قَارِب	صحابی کا نام؛ بمعنی قریب ہونے والا (اسم فاعل)	” ” ”
قباث	قَبَاث	صحابی کا نام؛ بمعنی قبضہ کرنا / ملانا (بحوالہ: لسان العرب، والاشتقاق)	” ” ”
قنادہ	قَنَادَه	کئی صحابہ کا نام / ایک سخت درخت کا نام (قناد کا واحد)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قدامہ	قُدَامَة	صحابی کا نام؛ بمعنی کسی چیز پر اقدام کرنا (بروزن فَعَال، بحوالہ: الاشتقاق)	” ” ”
قبیصہ	قَبِیصَة	کئی صحابہ کا نام / چنگلی بھر (من قولہم: قبصتُ قبیصۃً، الاشتقاق)	” ” ”
قرظہ	قَرِظَة	صحابی کا نام / رنگ دار درخت کا نام (تصغیر قریظۃ، الاشتقاق)	” ” ”
قرہ	قُرَّة	صحابی کا نام؛ بمعنی ٹھنڈک	” ” ”
قسامہ	قَسَامَة	صحابی کا نام؛ بمعنی مصالحت / حسن / خوبصورت	” ” ”
قثم	قُثْم	صحابی کا نام؛ بمعنی بہت عطا کرنے والا / خیر کا جامع (قائم سے معدول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تثیر	فُثِير	صحابی یا محدث کا نام، بمعنی جسم کو چھپانے والا لباس (قشر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قصى	فُصَي	صحابی کا نام، بمعنی تھوڑا سا بعید، دور (قاص کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قطن	فَطَن	صحابی کا نام، بمعنی جائے اقامت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تعقاع	فَعْقَاع	صحابی کا نام، بمعنی ہتھیار کی آواز	” ” ”
قفیز	قَفِيز	نبی ﷺ کے غلام کا نام، بمعنی روٹی / عرب کا مخصوص پیمانہ	” ” ”
قہید	قُهَيْد	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی بزرگ بھول کا گلہ ستہ (فہد کی تصغیر)	” ” ”
قیس	قَيْس	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی تیز چلنا (اسم مصدر)	” ” ”
قیسہ	قَيْسَبَه	صحابی کا نام / ایک درخت کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قادم	قَادِم	آنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قاصد	قَاصِد	قصد کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
قائد	قَائِد	سر دار، رہنما (اسم فاعل)	” ” ”
قانع	قَانِع	قناعت کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
تسیم	قَسِيمٌ	تقسیم کرنے والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قمر	قَمَرٌ	چاند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الاسلام لگایا جاسکتا ہے
قیم	قِيَمٌ	متولی و منتظم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قویم	قَوِيْمٌ	معتدل، ایچھے قد و قامت والا (اسم مشبہ)	” ” ”
قاری	قَارِيٌّ	پڑھنے والا (اسم فاعل، از باب فتح)	” ” ”
قنوم	قَنُوْمٌ	خیر و نیکیوں کو جمع کرنے والا	” ” ”
قائم	قَائِمٌ	خیر کو جمع کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”

حرف ”ق“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ک“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
کعب	کَعْب	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی ابھری ہوئی اور نمایاں چیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
کرز	کُرْز	کئی صحابہ کا نام، بمعنی داخل ہونا/مخفی ہونا	” ” ”
کریز	کُرِيز	صحابی کا نام، بمعنی داخل ہونا/مخفی ہونا (کُرْز کی تغیر)	” ” ”
کثیر	کَثِیر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت، وزیادہ	” ” ”
کپاشہ	کَبَاشَه	صحابی کا نام/ اراک درخت کا پھل	شروع میں محمد لگا جا سکتا ہے
کپیش	کُبِيش	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا ساسر دار (کبیش کی تغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
کریم	کَرِیم	صحابی کا نام، بمعنی بہت سخی	” ” ”
کنانہ	کِنَانَه	صحابی کا نام، بمعنی ترکش/ سرزمین مصر	شروع میں محمد لگا جا سکتا ہے
کہمس	کَهْمَس	صحابی کا نام، بمعنی پاؤں قریب قریب رکھنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
کہیل	کُهَیل	صحابی کا نام، بمعنی بڑی عمر	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
کاتب	کَاتِب	لکھنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
کادح	کَادِح	کوشش کرنیوالا، پہنچنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کاسب	کَاسِب	کسب کرنے والا، کمانے والا (اسم فاعل)	" " "
کاشف	کَاشِف	کھولنے والا (اسم فاعل)	" " "
کامل	کَامِل	پورا، مکمل (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
کفایت	کِفَايَت	قابلیت/ کافی ہونا/ قناعت (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
کفیل	کَفِيْل	ذمہ دار (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کلیم	کَلِيْم	کلام کرنے والا/ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
کمال	کَمَال	خوبی (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
کوثر	کَوْثَر	بڑی بھلائی/ خیر کثیر	" " "
کاظم	کَاطِم	غصہ پی جانے والا	" " "
کفل	کِفْل	حصہ	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
کمیل	کَمِیل	مکمل / پورا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگا یا جاسکتا ہے
کیس	کَیس	عقل مند / ذہین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
کرام	کُرَّام	فیاض / سخی (اسم مبالغہ)	" " "
کیس	کَیس	سخاوت / ذہانت / عقل و دانش	" " "
کبش	کَبِش	سردار	" " "

حرف ”ک“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ’ل‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
لوط	لُوط	ایک جلیل القدر نبی کا نام (مُنْصَرَفٌ مَعَ السَّبِيْنِ لِسُكُوْنِ وَسَطِهِ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لقمان	لُقْمَان	مشہور طبیب یا نبی، جن کے نام پر قرآن مجید کی ایک سورۃ ہے، اور صحابی کا نام	” ” ”
لاحب	لَا حِب	صحابی کا نام، بمعنی وسیع اور واضح	” ” ”
لاحق	لَا حِق	صحابی کا نام، بمعنی اگلا/ وابستہ/ پیچھے آنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
لبرہ	لُبْرَةَ	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی کثیر/ زیادہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
لبید	لَبِيد	صحابی کا نام، بمعنی گوشہ نشین، گھر میں مقیم (اسم مشبہ، بحوالہ، الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لائق	لَائِق	مناسب و قابل (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
لبیب	لَبِيْب	عقلمند	” ” ”
لطف	لُطْف	اللہ کی توفیق/ مہربانی/ شفقت/ نرمی/ خوش مزاجی/ نزاکت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ الرحمن/ لگایا جاسکتا ہے
لطافت	لَطَافَت	نزاکت/ نرمی/ چمک (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لقاء	لِقَاء	پانا/ ملاقات کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
لبق	لَبِق	ہوشیار/ ماہر	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
لبیق	لَبِيق	ہوشیار/ ماہر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
لبیب	لَبِيب	عقل مند	" " "
لؤلؤان	لُؤْلُؤَان	سفیدی اور چمک میں موقی جیسا	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
لقن	لَقْن	ذہین و فہیم (اسم مضاف)	" " "
لامع	لَامِع	چمکدار/ روشن (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
لائح	لَائِح	عقل مند/ چالاک (اسم فاعل)	" " "
لامح	لَامِح	چمکدار ستارہ (اسم فاعل)	" " "
لماح	لَمَّاح	بہت چمکدار (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
لماع	لَمَّاع	بہت روشن/ بہت چمکدار (اسم مبالغہ)	" " "
لمعان	لَمَّعَان	چمک/ آب و تاب	" " "
لمدان	لَمَّدَان	عاجزی و انکساری کرنے والا	" " "
لیاقت	لَيَاقَت	مہذب طریقہ عمل/ حسن ذوق/ صلاحیت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے

حرف ”م“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
محمد	مُحَمَّد	نبی ﷺ کا نام، بمعنی بہت تعریف کیا ہوا	آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
موسیٰ	مُوسَى	جلیل القدر نبی کا نام	” ” ”
مسعود	مَسْعُود	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی نیک بخت (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جا سکتا ہے
محمود	مَحْمُود	کئی صحابہ کا نام، بمعنی قابل تعریف (اسم مشبہ)	” ” ”
ماعز	مَاعِز	صحابی کا نام جن کو نبی ﷺ نے جنت کی نہر میں غوطہ لگاتے ہوئے دیکھا	” ” ”
مالک	مَالِك	کئی صحابہ کا نام، بمعنی صاحب ملکیت	” ” ”
مبشر	مُبَشِّر	صحابی کا نام، بمعنی خوش خبری دینے والا	” ” ”
محسن	مُحْسِن	حضرت علی وفاطمہ کے بیٹے کا نام، بمعنی خوبصورت و عمدہ بنانے اور ترقی دینے والا	” ” ”
متمم	مُتَمِّم	صحابی کا نام، بمعنی مکمل کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
مشعب	مَثْعَب	صحابی کا نام، بمعنی پانی گزرنے کی جگہ (اسم ظرف)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مثنیٰ	مُثْنِي	صحابی کا نام، بمعنی ذہرا	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
محرز	مُحْرِز	صحابی کا نام، بمعنی حفاظت کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
مختار	مُخْتَار	صحابی کا نام، بمعنی منتخب / پسندیدہ / چنیدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
مخلد	مُخَلِّد	صحابی کا نام، بمعنی زیادہ عمر کے باوجود بڑھا پانہ آنے والا	” ” ”
مدرک	مُدْرِك	صحابی کا نام، بمعنی پانے والا / عاقل / پختہ (اسم فاعل)	” ” ”
مدلوک	مَدْلُوك	صحابی کا نام، بمعنی سفر کا ماہر	” ” ”
مذکور	مَذْكُور	صحابی کا نام، بمعنی ذکر کیا ہوا (اسم مفعول)	” ” ”
مرشد	مَرْتَد	صحابی کا نام، بمعنی شریف النفس آدمی (القاموس الوحید)	” ” ”
مرحب	مَرْحَب	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنی کشادگی	” ” ”
مرداس	مِرْدَاس	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سر / کنویں کے پانی کا اندازہ کرنے والا پتھر (اسم آل من الردن)	” ” ”
مرزبان	مَرزُبَان	صحابی کا نام، بمعنی لشکر کا سردار	” ” ”
مرزوق	مَرزُوق	صحابی کا نام، بمعنی خوش نصیب	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مسافع	مُسَافِع	صحابی کا نام، بمعنی سینے سے لگانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مستورد	مُسْتَوْرِد	صحابی کا نام، بمعنی پانی تک رسائی پانے والا	” ” ”
مسرع	مُسْرِع	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی تیز رو	” ” ”
مسروح	مَسْرُوح	صحابی کا نام، بمعنی سراب	” ” ”
مسروق	مَسْرُوق	صحابی کا نام، بمعنی خفیہ طریقہ سے لیا ہوا/ضعیف (اسم مفعول)	” ” ”
مسطح	مِسْطَح	صحابی کا لقب، بمعنی سیدھا کرنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	” ” ”
مسلم	مُسْلِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مسلمان	” ” ”
مسور	مِسُور	صحابی کا نام، بمعنی مضبوط تکیہ و سہارا (اسم آلہ)	” ” ”
مشرح	مِشْرَح	صحابی کا نام، بمعنی کھولنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	” ” ”
مشرج	مُشْمِرَج	صحابی کا نام، بمعنی باریک بناوٹ کا کپڑا (اسم جامد)	” ” ”
مصعب	مُصْعَب	صحابی کا نام، بمعنی سردار (القاموس الوحید)	” ” ”
مطاع	مُطَاع	صحابی کا نام بمعنی اتباع کیا ہوا (اسم مفعول)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مطر	مَطَر	صحابی کا نام بمعنی بارش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مطرف	مُطَرِّف	صحابی کا نام بمعنی پسند کرنے والا	" " "
مطعم	مُطْعِم	صحابی کا نام بمعنی کھلانے والا	" " "
مطلب	مُطَلِّب	صحابی کا نام بمعنی وقفہ و کوشش کے ساتھ طلب کرنے والا (اسم فاعل، از باب تفعیل)	" " "
مطیع	مُطِيع	صحابی کا نام بمعنی فرمانبردار (اسم فاعل)	" " "
مظہر	مُظَهِّر	صحابی کا نام بمعنی ظہر کے وقت آنے والا (اسم فاعل بحوالہ الصحاح فی اللغة)	" " "
معاذ	مُعَاذ	کئی صحابہ کا نام بمعنی پناہ و حفاظت میں آیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
معاویہ	مُعَاوِيَةَ	کئی صحابہ کا نام بمعنی ایک دوسرے کو دعوت دینا (من تو لبم دعاوی القوم، اذ ادعاهوا الا اشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
معبد	مُعَبَّد	کئی صحابہ کا نام بمعنی ایک جاننا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معتب	مُعْتَب	صحابی کا نام بمعنی ناز سے خطاب کرنے والا	" " "
معتمر	مُعْتَمِر	صحابی کا نام بمعنی بیت اللہ کا زائر و عمرہ کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
معدان	مُعْدَان	صحابی کا نام بمعنی تروتازہ پھل	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
معقل	مَعْقَل	صحابی کا نام، بمعنی جائے پناہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معمّر	مَعْمَر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی شاداب و آباد اور خوشحال مقام	” ” ”
معن	مَعْن	صحابی کا نام، بمعنی بھلائی/ نیکی/ نفع اُٹھانے کی چیز	” ” ”
معوذ	مُعَوِّذ	صحابی کا نام، بمعنی حفاظت کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
معتیب	مُعْتِيب	صحابی کا نام، بمعنی پیچھے آیا ہوا/ جانشین (معتوب کی تصغیر)	” ” ”
مغیث	مُغِيث	صحابی کا نام، بمعنی مددگار/ فریادرس (اسم فاعل از غوث، بحوالہ المغرب)	” ” ”
مغیرہ	مُغْيِرَة	صحابی کا نام، بمعنی حملہ آور (مُفْعَلَة من العارة، و كان أصله مُغْيِرَة، الاشتقاق)	” ” ”
مقداد	مِقْدَاد	صحابی کا نام، بمعنی جڑ سے کاٹنے کا آلہ (اسم آلہ من القدد)	” ” ”
مقسم	مِقْسَم	صحابی کا نام، بمعنی تقسیم کرنے کا آلہ و ذریعہ (اسم آلہ من القسّم)	” ” ”
مکحول	مَكْحُول	صحابی کا نام، بمعنی سرمئی آنکھوں والا (اسم مفعول)	” ” ”
مکرم	مُكْرَم	نبی ﷺ کا منتخب کیا ہوا صحابی کا نام، بمعنی تعظیم کیا ہوا (اسم مفعول)	” ” ”
ملحان	مِلْحَان	صحابی کا نام، بمعنی حکمیں و پرکشش (فعلان من الملح، الاشتقاق)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ملیل	مَلِيل	بدری صحابی کا نام، بمعنی تھوڑا سا آزرده (تصغیر من الملک)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منبعث	مُنْبِعِث	صحابی کا نام، بمعنی بیدار ہونے والا (اسم فاعل، از باب انفعال)	" " "
منبہ	مُنْبِه	صحابی کا نام، بمعنی غفلت سے آگاہ کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
منذر	مُنْذِر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی آخرت سے ڈرانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منذیر	مُنْذِر	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سا آخرت سے ڈرانے والا (منذر کی تصغیر)	" " "
منصور	مَنْصُور	صحابی کا نام، بمعنی مدد کردہ (اسم مفعول)	" " "
منقذ	مُنْقِذ	صحابی کا نام، بمعنی سلامتی دینے والا (اسم فاعل)	" " "
منفعہ	مَنْفَعَه	صحابی کا نام، بمعنی فائدہ (اسم مصدر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
منفع	مُنْفَع	صحابی کا نام، بمعنی مٹکا / پتھر کا پیالہ (منجد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منیب	مُنِيب	صحابی کا نام، بمعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا (اسم مشبہ)	" " "
مہاجر	مُهَاجِر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی گناہوں کو چھوڑنے والا	" " "
مہجع	مِهْجَع	حضرت عمر کے آزرده غلام، بمعنی ہر ایک کافر مانبردار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مہزم	مِهْزَم	صحابی کا نام، بمعنی قابل اطمینان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مونس	مُوْنَس	صحابی کا نام، بمعنی اُنسیت پہنچانے والا (اسم فاعل از باب تفعیل)	" " "
موجب	مَوْهَب	صحابی کا نام، بمعنی تیار کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
میسرہ	مَيْسِرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنی فوج کا بابا یاں دستہ/سہولت/فرانجی/تمول	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
میمون	مَيْمُون	صحابی کا نام، بمعنی مبارک (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منہال	مِنْهَال	انتہائی تخی (اسم مبالغہ)	" " "
مسطع	مِسْطَع	خوش بیان	" " "
منیر	مُنِير	روشن/واضح/چمک دار	" " "
مستنیر	مُسْتَنِير	روشنی کا طالب	" " "
مُستَصِر	مُسْتَصِر	مدد یافتہ، فتح یاب (اسم مفعول از باب استفعال)	" " "
مُستَصِر	مُسْتَصِر	مدد کا طالب (اسم فاعل از باب استفعال)	" " "
مُستَقِيم	مُسْتَقِيم	راست، سیدھا (اسم فاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مادح	مَادِح	تعریف کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مدح	مَدِيح	تعریف کرنے والا	” ” ”
مامون	مَامُون	محفوظ و بے خطر (اسم مفعول)	” ” ”
ماہر	مَاهِر	تجربہ کار (اسم فاعل)	” ” ”
مبارک	مُبَارَك	برکت والا (اسم مفعول)	” ” ”
مبسوط	مَبْسُوط	خوش عیش و فراخی والا (اسم مفعول)	” ” ”
مبصر	مُبْصِر	صاحب بصیرت (اسم فاعل)	” ” ”
مبین	مُبِين	ظاہر کرنے والا، روشن کرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	” ” ”
متبع	مُتَبِع	اتباع کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
متقی	مُتَّقِي	پرہیزگار، پارسا (اسم فاعل)	” ” ”
مجاہد	مُجَاهِد	جہاد کرنے والا (اسم فاعل)	” ” ”
محايد	مُحَايِد	غیر جانبدار / کنارہ کش	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مُحْتَبِی	مُحْتَبِی	برگزیدہ/ پسندیدہ/ مقبول/ آنحضرت ﷺ کا لقب (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُحَاسِب	مُحَاسِب	حساب کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مُحْتَسِب	مُحْتَسِب	احتساب کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مُحَافِظ	مُحَافِظ	نگراں/ پاسپاں (اسم فاعل)	" " "
مُحِب	مُحِب	محبت و پسند کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
مُحِبُّوب	مُحِبُّوب	دوست/ پیارا/ پسندیدہ (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُحْسِن	مُحْسِن	احسان کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مَرغُوب	مَرغُوب	پسندیدہ/ رغبت کے لائق (اسم مفعول)	" " "
مِسْکِین	مِسْکِین	عاجز/ متواضع	" " "
مَسِیح	مَسِیح	حضرت عیسیٰ کا لقب/ بمعنی زمین میں چلنے والا (فعل بمعنی فاعل)	" " "
مُشَاهِد	مُشَاهِد	دیکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
مُشْتَق	مُشْتَق	آرزو مند (اسم مفعول)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مُشرف	مُشَرَّف	شرافت والا (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُشَفِّق	مُشَفِّق	مہربان (اسم فاعل)	" " "
مَشْكُور	مَشْكُور	ممنون (اسم مفعول)	" " "
مِصْبَاح	مِصْبَاح	چراغ (اسم آء)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
مصدق	مُصَدِّق	تصدیق کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مصطفیٰ	مُصْطَفَى	نبی ﷺ کا لقب؛ بمعنی منتخب شدہ (اسم مفعول)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
مُصْلِح	مُصْلِح	اصلاح کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مصیب	مُصِيب	درست رائے والا (اسم فاعل)	" " "
مطلوب	مَطْلُوب	طلب کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
مطہر	مُطَهِّر	پاک کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مظہر	مَظْهَر	مقامِ اظہار/ منظر (اسم ظرف)	" " "
معاون	مُعَاوَن	اعانت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
معتم	مُعْتَم	پناہ لینے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معروف	مَعْرُوف	مشہور/ بھلائی/ احسان/ حسن سلوک/ نیکی (اسم مفعول)	" " "
معین	مُعِين	مددگار (اسم فاعل)	" " "
مقصود	مَقْصُود	مدعا/ مراد (اسم مفعول)	" " "
مکاتب	مُكَاتِب	خط و کتابت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
مکرم	مُكْرَم	عزت کرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	" " "
مکرم	مُكْرَم	معزز (اسم مفعول از باب تفعیل)	" " "
ممتاز	مُمْتَاز	امتیاز شدہ (اسم مفعول)	" " "
منبسط	مُنْبَسِط	خوش ہونے والا (اسم فاعل)	" " "
منتخب	مُنْتَخَب	انتخاب کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
منصف	مُنْصِف	انصاف کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
منظور	مَنْظُور	پسند کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
منکشف	مُنْكَشِف	کھلنے والا، ظاہر ہونے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منور	مُنَوَّر	روشن/تاباں (اسم مفعول)	" " "
منہاج	مِنْهَاج	راستہ (اسم ظرف)	" " "
مویوب	مَوْهُوب	ذوموہبت (اسم مفعول)	" " "
مہدی	مَهْدِي	ہدایت والا (اسم مفعول)	" " "
مستفیض	مُسْتَفِيض	فیض اٹھانے والا (اسم فاعل)	" " "
مستفید	مُسْتَفِيْد	فائدہ چاہنے والا (اسم فاعل)	" " "
مستعین	مُسْتَعِيْن	مدد کا خواہاں (اسم فاعل)	" " "
مسرور	مَسْرُوْر	خوش کیا ہوا (اسم مفعول)	" " "
مسرت	مُسْرَت	خوشی (اسم مصدر)	" " "
مقرب	مُقْرَب	قرب والا (اسم مفعول)	" " "
مقیم	مُقِيْم	قیام کرنے اور ٹھہرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مد	مُمَدّ	مد دینے والا (اسم فاعل، باب افعال)	شروع میں محمد لگا یا جاسکتا ہے
مد	مَمَدّ	مد دیا ہوا (اسم مفعول، باب افعال)	” ” ”
مستمد	مُسْتَمَدّ	مد چاہنے والا (اسم فاعل، باب استفعال)	” ” ”
مستمد	مُسْتَمَدّ	مد چاہا ہوا (اسم مفعول، باب استفعال)	” ” ”
مقرر	مُقَرَّر	ثابت کرنے والا (اسم فاعل، باب تفعیل)	” ” ”
مقرر	مُقَرَّر	ثابت کیا ہوا (اسم مفعول، باب تفعیل)	” ” ”
مامور	مَامُور	حکم دیا ہوا (اسم مفعول، از ثلاثی مجرد از باب نصر)	” ” ”
مفتاح	مِفْتَاح	کھولنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا یا جاسکتا ہے
موسر	مُوسِر	آسانی والا (اسم فاعل، از باب افعال)	” ” ”
ملکتب	مُلْكَتِب	کمانی کرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	” ” ”
متمنی	مُتَمَنِّی	تمنا کرنے والا (اسم فاعل از باب تفعیل)	” ” ”
متدارک	مُتَدَارِك	تلافی کرنے والا (اسم فاعل از باب تفاعل)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مصاحب	مُصَاحِب	ساتھ رہنے والا (اسم فاعل از باب مفاعله)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مفلح	مُفْلِح	کامیاب شدہ مرد (اسم مفعول از باب افعال)	" " "
مظفر	مُظَفَّر	کامیاب قرار دیا ہوا (اسم مفعول از باب تفعیل)	" " "
مصاحب	مُصَاحِب	ساتھ رہا ہوا (اسم مفعول از باب مفاعله)	" " "
متدارک	مُتَدَارِك	تلافی کیا ہوا (اسم مفعول از باب تفاعل)	" " "
متبرک	مُتَبَرِّك	برکت حاصل کیا ہوا (اسم مفعول از باب تفاعل)	" " "
معتصم	مُعْتَصِم	اپنے آپ کو محفوظ رکھنے والا (اسم مفعول، از باب افعال)	" " "
منبعث	مُنْبَعِث	بیدار شدہ (اسم مفعول از باب افعال)	" " "
مبارکہ	مُبَارَكَة	برکت والا ہونا (مصدر از باب مفاعله)	" " "
متقن	مُتَّقِن	ماہر و حاذق آدمی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
متقن	مُتَّقِن	مستحکم و مضبوط بے عیب	" " "
محتشم	مُحْتَشِم	باوقار / باحیاء / باوضع	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مداخص	مُدَاخِص	مضبوط و طاقت ور آدمی	شروع میں محمد لگا جایا سکتا ہے
مغامر	مُعَاْمِر	جانناز/مہم جو	" " "
مکاشر	مُکَاشِر	قریبی پرہوسی	" " "
مکیس	مُکَيِّس	سمجھدار	" " "
ملائم	مُلَائِم	مناسب/موزوں/مطابق	" " "
ملاطف	مُلَاطِف	خوش طبع/مشفق	" " "
ملطف	مُلَطِّف	تسکین بخش	" " "
معوان	مِعْوَان	بڑا مددگار	" " "
معاذ	مِعَاذ	پناہ گاہ (مہم کے زبر کے ساتھ)	" " "
میم	مِيْم	مقاصد میں کامیاب	" " "
مشمّر	مُشْمِر	محنتی/مستعد/تجربہ کار	" " "
مشرق	مُشْرِق	روشن/چمکدار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
مراح	مَمْرَاح	چست/ پھرتیلا/ خوش و خرم/ زرخیز زمین	شروع میں محمد لگا جا سکتا ہے
مدود	مَمْدُود	دراز/ کشادہ/ وسیع	" " "
معراص	مِعْرَاص	نیا چاند	" " "
موسر	مُوسِر	مالدار/ خوشحال	" " "
میسر	مَيْسِر	سہولت رسانی	" " "
میسرہ	مَيْسِرَہ	سہولت/ آسانی (مصدر می)	" " "
میسور	مَيْسُور	آسانی/ سہولت (مفعول کے وزن پر مصدر)	" " "
مربوط	مَرْبُوط	وابستہ/ بندھا ہوا/ جڑا ہوا	" " "
ملتمع	مُلْتَمِع	چمکدار	" " "
مرتفق	مُرْتَفِق	استفادہ کرنے والا	" " "
مرتاح	مُرْتَاح	خوش و خرم/ بحالت سکون و آرام/ مطمئن	" " "
مليح	مَلِيح	دکھ/ جاذب صورت/ حسین	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ملیح	مَلِيح	باوقار آدمی	شروع میں محمد لگا جایا سکتا ہے
متناعم	مُتَنَاعِم	خوشحال اور دولت مند / سیدھا اور ہموار	” ” ”
متنعّم	مُتَنَعِّم	آسودہ حال / خوش عیش	” ” ”
منعام	مِنْعَام	فیاض / اکرم گستر	” ” ”
مذیف	مُذِيْف	کسی کے مقابلہ میں اونچا / پرشکوہ / بلند	” ” ”
مفتصر	مُفْتَصِّر	کامیاب / فتح یاب	” ” ”
مفتصر	مُفْتَصِّر	مددگار	” ” ”
مناصر	مُنَاصِر	مددگار	” ” ”
مستی	مُسْتَحِي	شرمیلا / غیرت مند	” ” ”
مکین	مَكِيْن	رتبہ والا / صاحبِ حیثیت	” ” ”
مخلص	مُخْلِص	وفادار / صاف دل / سچا / نیک نیت	” ” ”

حرف ’ن‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
نوح	نُوح	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام (غیر عربی لفظ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نعمان	نُعْمَان	بہت سے صحابہ کا نام؛ بمعنی خوشحال و آسودہ (فُعْلَان من نعم، الاشتقاق)	” ” ”
نعیم	نُعَيْم	صحابی کا نام؛ بمعنی خوشحال (تصغیر انعم و تصغیر نعم، بحوالہ الاشتقاق)	” ” ”
نعیمان	نُعَيْمَان	صحابی کا نام؛ بمعنی خوشحال (نعمان کی تصغیر، بحوالہ جمهرة اللغة)	” ” ”
نافع	نَافِع	کئی صحابہ کا نام؛ بمعنی فائدہ مند (اسم فاعل)	” ” ”
نذیر	نَذِير	صحابی کا نام؛ بمعنی آخرت و انجام سے ڈرانے والا / رہبر (اسم مشبہ)	” ” ”
نواس	نَوَاس	صحابی کا نام؛ بمعنی کثیر التحرك (فُعَال من ناس ينوس، اذا تحرك، الاشتقاق)	” ” ”
نفیر	نُفَيْر	صحابی کا نام؛ بمعنی چھوٹی سی جماعت (نفری تصغیر)	” ” ”
نابل	نَابِل	صحابی کا نام؛ بمعنی تیر اندازی میں ماہر (اسم فاعل)	” ” ”
ناجیہ	نَاجِيَه	صحابی کا نام؛ بمعنی نجات یافتہ / تیز رفتار و ثقی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
نبہان	نَبْهَان	صحابی کا نام، بمعنی معزز و شریف اور نیک نام ہونا (من النباہة، الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبیط	عَبِيط	صحابی کا نام، بمعنی کنوس کا پہلا پانی (انبط کی تصغیر، الاشتقاق)	” ” ”
نبیہ	نَبِیْہ	صحابی کا نام، بمعنی معزز و شریف / سمجھدار (اسم مشبہ)	” ” ”
نبیہ	نَبِیْہ	صحابی کا نام، بمعنی سمجھ جانا / بیدار ہونا / شریف ہونا (نبہ کی تصغیر)	” ” ”
نصر	نَصْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنی مدد (اسم مصدر)	” ” ”
نصیر	نُصَیْر	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنی مدد (نصر کی تصغیر)	” ” ”
نضر	نَضْر	صحابی کا نام، بمعنی جوہر و خالص	” ” ”
نضیر	نُضَیْر	صحابی کا نام، بمعنی انتہائی خوبصورت (اسم مشبہ)	” ” ”
نصلہ	نَضْلَہ	صحابی کا نام، بمعنی تیر اندازی میں غالب	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
نمیر	نَمِیْر	صحابی کا نام، بمعنی بے داغ / صاف ستھرا پانی (نمیر کی تصغیر، بحوالہ المنجد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نہار	نَهَار	صحابی کا نام، بمعنی دن / روشنی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
نہیر	نُهَیْر	صحابی کا نام، بمعنی چھوٹا سادریا (نہر کی تصغیر)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
نہیک	نَهِيك	صحابی کا نام، بمعنی دلیر و مضبوط (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
نوفل	نَوْفَل	صحابی کا نام، بمعنی بڑا فیاض/خوبصورت جوان	" " "
نقیب	نَقِيْب	قوم کا سردار و ضامن (المنجید)	" " "
نقاب	نِقَاب	بڑا عالم	" " "
ناصر	نَاصِر	مددگار/نفع رساں (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ناضل	نَاضِل	تیر اندازی میں غالب (اسم فاعل)	" " "
ناجی	نَاجِي	نجات پانے والا (اسم فاعل)	" " "
نادر	نَادِر	نایاب (اسم فاعل)	" " "
ناسک	نَاسِك	عابد/زاہد (اسم فاعل)	" " "
ناطق	نَاطِق	بولنے والا/صاحب عقل (اسم فاعل)	" " "
ناظر	نَاطِر	دیکھنے والا (اسم فاعل)	" " "
نظام	نِظَام	انتظام/ترتیب/سلیقہ/نظم و ضبط	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ناظم	نَاطِم	مرتب / انتظام کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
ناعم	نَاعِم	خوشگوار / خوشحال / ملائم / نرم و نازک	" " "
تظیم	نَظِيم	بڑا منتظم / سلیقہ مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نائب	نَائِب	قائم مقام	" " "
نبیل	نَبِيْل	شریف و معزز	" " "
نثار	نِثَار	پنچھاور، فدا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الحق / لگایا جاسکتا ہے
نجم	نَجْم	ستارہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
نجیب	نَجِيْب	بمعنی اعلیٰ نسب شخص / شریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ / الرحمن / لگایا جاسکتا ہے
ندیم	نَدِيْم	رفیق و ساتھی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نذر	نَذْر	نذرانہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الرحمن / لگایا جاسکتا ہے
نزیل	نَزِيْل	مہمان / مسافر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نفاست	نَفَاسْت	نقیس ہونا (ام مصدر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
نسیم	نَسِيم	نرم ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نشاط	نِشَاط	ہشاش بپاش ہونا (اسم مصدر)	" " "
ناشط	نَاشِطٌ	ہشاش بپاش (اسم فاعل)	" " "
نشیط	نَشِيْطٌ	بہت چست اور پھر تپلا (اسم مشبہ)	" " "
نصرت	نُصْرَتٌ	مدد/حمایت (اسم مصدر)	" " "
نصاح	نِصَاح	بڑا ہمدرد/بڑا ناصح	" " "
نصوح	نِصُوْحٌ	بالکل خالص	" " "
ناصح	نَاصِحٌ	نصیحت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
صیح	نِصِيْحٌ	بہت نصیحت کرنے والا (اسم مشبہ)	" " "
نظیر	نَظِيْرٌ	مانند/مثل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق لگایا جاسکتا ہے
نظیف	نَظِيْفٌ	صاف ستھرا/پاکیزہ (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نعمت	نِعْمَتٌ	انعام/رزق/آسودگی/قابل قدر (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں اللہ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
نعیم	نَعِيم	آسودہ حال/خوش و خرم (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نفس	نَفْس	پاکیزہ (اسم مشبہ)	" " "
نفی	نَفَى	صاف، خالص (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
نور	نُور	روشنی/سفید پھول/اکلی	" " "
نیر	نَيْر	روشن/چمکدار/خوبصورت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نیاز	نِیَاز	عاجزی و حاجت	" " "
نیاف	نِیَاف	لمبا/اونچا	" " "
نظافت	نَظَافَت	صفائی ستھرائی (اسم مصدر از باب کرم یکرّم)	" " "
نعمت	نَعْمَت	خوش عیش ہونا (اسم مصدر، نون کے زبر کے ساتھ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
نخبہ	نُخْبَه	منتخب کی ہوئی چیز (اسم مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نازہ	نَازَه	بلند کردار و پاک دامنی	" " "
نسبت	نِسْبَت	تعلق/رشتہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
نسیب	نَسِيب	مناسب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نسیق	نَسِيق	باسلیقہ/ باقاعدہ/ باترتیب	" " "
ناشد	نَاشِد	تلاش کرنے والا/متلاشی	" " "
نیق	نَيْق	بہت زیادہ نفاست پسند	" " "
نواق	نَوَاق	تجربہ کار/ ماہر معاملات	" " "
نائل	نَائِل	عطیہ/ بخشش/ بھلائی	" " "
نوال	نَوَال	بخشش/ حصہ	" " "

حرف ’ن‘ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ’’و‘‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
وابصہ	وَابِصَه	صحابی کا نام؛ بمعنی وہشت (برائے دشمنان)	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
واثلہ	وَائِلَه	صحابی کا نام؛ بمعنی کثرت و سخت (من الوثائل، بحوالہ، الاشتقاق)	” ” ”
وازع	وَازِع	صحابی یا تابعی کا نام؛ بمعنی فوج کا سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
واقد	وَاقِد	صحابی کا نام؛ بمعنی روشن	” ” ”
وائل	وَائِل	صحابی کا نام؛ بمعنی پناہ لینے والا	” ” ”
وداعہ	وَداَعَه	صحابی کا نام؛ بمعنی سکون و وقار	شروع میں محمد لگا جاسکتا ہے
ودفہ	وَداَفَه	صحابی کا نام؛ بمعنی سبز	” ” ”
ودیعہ	وَداِيعَه	صحابی کا نام؛ بمعنی امانت	” ” ”
ورد	وَرد	صحابی کا نام؛ بمعنی بہادر/گلاب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگا جاسکتا ہے
وردان	وَردَان	صحابی کا نام؛ بمعنی بہادر/گلاب (الفون زائدتان)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
وزر	وَزْر	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنی جائے پناہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وعله	وَعْلَه	صحابی کا نام، بمعنی پہاڑ کا بلند مقام	" " "
وهب	وَهْب	صحابی کا نام، بمعنی ہبہ	" " "
وهبان	وُهْبَان	صحابی کا نام، بمعنی ہبہ (الف نون زائد تان)	" " "
وهیب	وَهِيْب	بہت ہبہ کرنے والا	" " "
واثق	وَأْتِق	مضبوط و اعتماد والا (اسم فاعل)	" " "
وثیق	وَثِيْق	مضبوط/قابل اعتماد (اسم مشبہ)	" " "
وثاق	وَتَاق	مضبوطی/استحکام/باندھنے کی چیز سی وغیرہ	" " "
واجد	وَأَجِد	پانے والا (اسم فاعل)	" " "
وارث	وَأْرَث	میراث لینے والا (اسم فاعل)	" " "
واصف	وَأِصْف	تعریف کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
واعظ	وَأَعْظ	نصیحت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
واقف	وَاقِف	جاننے والا/وقف کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمدیا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
واہب	وَاهِب	ہبہ کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
وجاہت	وَجَاهَت	رعب و بدیہ (اسم مصدر)	" " "
وجیہ	وَجِيه	با اثر/ با صلاحیت/ صاحبِ قدر و منزلت (اسم مشبہ)	" " "
وسیم	وَسِيم	خوب صورت چہرے والا	" " "
وصیف	وَصِيف	خدمت کے قابل لڑکا	" " "
وکیع	وَکِيع	تابعی کا نام، بمعنی مضبوط (اسم مشبہ)	" " "
وقار	وَقَار	سنجیدگی/متانت/بردباری/پرشوکت آدمی	" " "
وکیل	وَکِیل	قائم مقام/کارندہ (اسم مشبہ)	" " "
ولی	وَلِيّ	دوست	شروع میں محمدیا آخر میں احمد/اللہ/الرحمن/ لگایا جاسکتا ہے
وهاج	وَهَّاج	روشن ستارہ	شروع میں محمدیا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وارد	وَإِرْد	بہادر/ دلیر	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
وسیط	وَسِیْط	ثالث	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وفاء	وَفَاء	پورا ادا کرنا (اسم مصدر)	” ” ”
وجدان	وَجْدَان	لطیف شعور	” ” ”
وصاف	وَصَاف	اوصاف بیان کرنے کا ماہر / تجربہ کار طبیب (اسم مبالغہ)	” ” ”
ودیع	وَدِیْع	خاموش طبع / سنجیدہ / پرسکون / بردبار / عاجزی پسند	” ” ”
وصیل	وَصِیْل	رفیق / ہمدرد / ساتھ رہنے والا	” ” ”

حرف ”و“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ”ہ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
ہارون	هَارُونُ	جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہود	هُودُ	ایک برگزیدہ نبی کا نام	” ” ”
ہمام	هَمَّامٌ	نبی ﷺ کا پسندیدہ اور کئی صحابہ کا نام، بمعنی بہت ارادہ کنندہ (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
ہشام	هَشَامٌ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی سخاوت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہاشم	هَاشِمٌ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی ماہر اللین	” ” ”
ہلال	هَلَالٌ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی نیا چاند	” ” ”
ہالہ	هَالَةٌ	صحابی کا نام، بمعنی چاند کا مدار	” ” ”
ہانی	هَانِيٌ	کئی صحابہ کا نام، بمعنی خدمت گزار	” ” ”
ہیب	هَيْبٌ	صحابی کا نام، بمعنی ایک مخصوص ہلکی ہوا	” ” ”
ہذیم	هَذِيمٌ	صحابی کا نام، بمعنی قطع کرنا (هَذْمٌ کی تغیر، بحوالہ الاشتقاق)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
ہرم	ہرم	صحابی کا نام؛ بمعنی زیادہ عمر والا/عقل/پختہ رائے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہرماس	ہرماس	صحابی کا نام؛ بمعنی مضبوط اور حملہ آور (یعنی دشمنوں پر)	" " "
ہزال	ہزال	صحابی کا نام؛ بمعنی دُبل پتلا	" " "
ہزبل	ہزبل	تابعی کا نام؛ بمعنی دُبل	" " "
ہشیم	ہشیم	محدث کا نام؛ بمعنی سخی (ہشام کی تفسیر)	" " "
ہلب	ہلب	صحابی کا نام (جن کے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ بھیرا، اور ان کے سر پر کافی بال اُگ آئے)	" " "
ہمیل	ہمیل	صحابی کا نام؛ بمعنی چھوٹا سا عمر رسیدہ (اسم تفسیر)	" " "
ہشیم	ہشیم	صحابی کا نام؛ بمعنی ایک ذائقہ دار درخت (بحوالہ الاختقاق)	" " "
ہشم	ہشم	سخی (اسم مشبہ)	" " "
ہدایت	ہدایت	رہنمائی (اسم مصدر)	" " "

حرف ”ھ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ’ی‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
یحییٰ	يَحْيَىٰ	جلیل القدر نبی اور کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
یونس	يُونُس	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	” ” ”
يعقوب	يَعْقُوبُ	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	” ” ”
يوسف	يُوسُف	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	” ” ”
ياسر	يَاسِر	صحابی کا نام، بمعنی آسان (اسم فاعل، از عثمانی مجرد)	” ” ”
يسار	يَسَار	کئی صحابہ کا نام، بمعنی آسانی / تو نگری (اسم مصدر)	” ” ”
يسر	يُسْر	صحابی کا نام، بمعنی آسانی / سہولت / مالی وسعت	” ” ”
ز	يُسَيْر	صحابی کا نام، بمعنی سہولت (يُسْر کی تصغیر)	” ” ”
يامين	يَا مِين	صحابی کا نام (خیر عربی لفظ)	” ” ”
يزيد	بَزِيد	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنی کثرت (علمی وزن یسبع)	” ” ”

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرگب طریقہ
یعلیٰ	یَعْلَىٰ	صحابی کا نام، بمعنی کامیاب (بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
یَعْمَر	یَعْمَرُ / یَعْمُرُ	صحابی کا نام، بمعنی لمبی عمر (بروزن یفعل، بفتح المیم وضمها)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
یعیش	یَعِيشُ	صحابی کا نام، بمعنی زندگی گزارنے والا (علیٰ وزن یبع)	” ” ”
یمان	یَمَان	صحابی کا نام، بمعنی بابرکت ہونا (الف زائدہ درین)	” ” ”
یامن	یَامِن	بابرکت / خوش بخت (بغیر یاء کے)	” ” ”
یافع	یَافِع	بلند و بالا	” ” ”
یفاع	یَفَاع	ہر بلند چیز جو بلند زمین پر ہو	” ” ”
یقظان	یَقْظَان	سوچ بوجھ کا آدمی / بیدار مغز	” ” ”

حرف ”ی“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

﴿ لڑکیوں کے اسلامی نام ﴾

حرفِ ”الف“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
آسیہ	آسِیَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بابرکت
آمنہ	آمِنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بے خوف/امن والی (اسم فاعل)
ایشیلہ	اِیْثِیْلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی اعلیٰ خاندان والی
اروی	اَرُوٰی	صحابیہ کا نام، بمعنی خوب رو
اسماء	اَسْمَاء	کئی صحابیات کا نام، بمعنی بلند
اسیرہ	اُسَیْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی خاندان/کنبہ/برادری/مضبوط زرہ (اسرۃ کی تصغیر)
امامہ	اُمَامَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی راہ نما
امۃ اللہ	اُمَۃُ اللّٰہ	صحابیہ یا نبی ﷺ کی بیٹ خادمہ، بمعنی اللہ کی بندی
امیہ	اُمِیْمَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی رہنمائی کرنے والی
انیسہ	اُنِیْسَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی اُنسیت والی
انیسہ	اُنِیْسَہ	اُنسیت والی
ایمن	اَیْمَن	دائیں/درست و ٹھیک
امہ	اَمَہ	اللہ کی بندی
امہ	اُمَّہ	جس کی اقتداء کی جائے
امیہ	اُمِیَّہ	اللہ کی چھوٹی سی بندی/قریش کا ایک قبیلہ (امہ کی تصغیر)
امینہ	اَمِیْنَہ	امانت دار، وفادار
اریبہ	اَرِیْبَہ	وسعت والی، کشادہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ازکی	اَزْکٰی	پاکیزہ
انیقہ	اَنِیقَہ	محبت والی
آنقہ	اَنِقَہ	پسندیدہ
آمرہ	اَمْرَہ	حکم دینے والی (اسم فاعل)
ابرار النساء	اِبْرَارُ النِّسَاءِ	خواتین میں نیکوکار/ پرہیزگار
ارشاد النساء	اِرْشَادُ النِّسَاءِ	خواتین میں ہدایت اور راہ دکھانے والی
امان النساء	اَمَانُ النِّسَاءِ	خواتین کی پناہ و حفاظت
اصلاح النساء	اِصْلَاحُ النِّسَاءِ	خواتین کی اصلاح کرنا
امۃ النساء	اُمَّةُ النِّسَاءِ	خواتین کی مقتداء
امۃ الرحمن	اُمَّةُ الرَّحْمٰنِ	اللہ وحدہ رحمن کی بندی
امۃ القدوس	اُمَّةُ الْقُدُّوسِ	اللہ وحدہ قدوس کی بندی
امۃ الخالق	اُمَّةُ الْخَالِقِ	اللہ وحدہ خالق کی بندی
امۃ الباری	اُمَّةُ الْبَارِیِ	اللہ وحدہ باری کی بندی
امۃ الغفار	اُمَّةُ الْغَفَّارِ	اللہ وحدہ غفار کی بندی
امۃ الوہاب	اُمَّةُ الْوَهَّابِ	اللہ وحدہ وہاب کی بندی
امۃ التواب	اُمَّةُ التَّوَابِ	اللہ وحدہ تواب کی بندی
امۃ الرزاق	اُمَّةُ الرَّزَّاقِ	اللہ وحدہ رزاق کی بندی
امۃ الغفور	اُمَّةُ الْغَفُوْرِ	اللہ وحدہ غفور کی بندی
امۃ الشکور	اُمَّةُ الشُّکُوْرِ	اللہ وحدہ شکور کی بندی
امۃ الصبور	اُمَّةُ الصَّبُوْرِ	اللہ وحدہ صبور کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
امۃ القیوم	أَمَّةُ الْقَيُّومِ	اللہ وحدہ تیوم کی بندی
امۃ النور	أَمَّةُ النُّورِ	اللہ وحدہ نور کی بندی
امۃ الرحیم	أَمَّةُ الرَّحِيمِ	اللہ وحدہ رحیم کی بندی
امۃ العزیز	أَمَّةُ الْعَزِيزِ	اللہ وحدہ عزیز کی بندی
امۃ العظیم	أَمَّةُ الْعَظِيمِ	اللہ وحدہ عظیم کی بندی
امۃ الجلیل	أَمَّةُ الْجَلِيلِ	اللہ وحدہ جلیل کی بندی
امۃ السميع	أَمَّةُ السَّمِيعِ	اللہ وحدہ سمیع کی بندی
امۃ الخبیر	أَمَّةُ الْخَبِيرِ	اللہ وحدہ خبیر کی بندی
امۃ البصیر	أَمَّةُ الْبَصِيرِ	اللہ وحدہ بصیر کی بندی
امۃ النصیر	أَمَّةُ النَّصِيرِ	اللہ وحدہ نصیر کی بندی
امۃ القدر	أَمَّةُ الْقَدْرِ	اللہ وحدہ قدر کی بندی
امۃ القدریم	أَمَّةُ الْقَدِيمِ	اللہ وحدہ قدیم کی بندی
امۃ اللطیف	أَمَّةُ اللَّطِيفِ	اللہ وحدہ لطیف کی بندی
امۃ الحلیم	أَمَّةُ الْحَلِيمِ	اللہ وحدہ حلیم کی بندی
امۃ العظیم	أَمَّةُ الْعَظِيمِ	اللہ وحدہ عظیم کی بندی
امۃ الکبیر	أَمَّةُ الْكَبِيرِ	اللہ وحدہ کبیر کی بندی
امۃ الحفیظ	أَمَّةُ الْحَفِیْظِ	اللہ وحدہ حفیظ کی بندی
امۃ المقیت	أَمَّةُ الْمُقِیْتِ	اللہ وحدہ مقیت کی بندی
امۃ المحیط	أَمَّةُ الْمُحِیْطِ	اللہ وحدہ محیط کی بندی
امۃ المقسط	أَمَّةُ الْمُقْطِطِ	اللہ وحدہ مقسط کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
امۃ المدبر	أَمَّةُ الْمُدَبِّرِ	اللہ وحدہ مدبر کی بندی
امۃ المصور	أَمَّةُ الْمُصَوِّرِ	اللہ وحدہ مصور کی بندی
امۃ الحسیب	أَمَّةُ الْحَسِيبِ	اللہ وحدہ حسیب کی بندی
امۃ الکریم	أَمَّةُ الْكَرِيمِ	اللہ وحدہ کریم کی بندی
امۃ الرقیب	أَمَّةُ الرَّقِيبِ	اللہ وحدہ رقیب کی بندی
امۃ الحجیب	أَمَّةُ الْمُحِيبِ	اللہ وحدہ حجیب کی بندی
امۃ الحکیم	أَمَّةُ الْحَكِيمِ	اللہ وحدہ حکیم کی بندی
امۃ المجید	أَمَّةُ الْمَجِيدِ	اللہ وحدہ مجید کی بندی
امۃ المتین	أَمَّةُ الْمُتَيْنِ	اللہ وحدہ متین کی بندی
امۃ الحمید	أَمَّةُ الْحَمِيدِ	اللہ وحدہ حمید کی بندی
امۃ المعید	أَمَّةُ الْمُعِيدِ	اللہ وحدہ معید کی بندی
امۃ الممیت	أَمَّةُ الْمُمِيتِ	اللہ وحدہ ممیت کی بندی
امۃ الرشید	أَمَّةُ الرَّشِيدِ	اللہ وحدہ رشید کی بندی
امۃ الودود	أَمَّةُ الْوَدُودِ	اللہ وحدہ ودود کی بندی
امۃ المملک	أَمَّةُ الْمَلِكِ	اللہ وحدہ مملک کی بندی
امۃ السلام	أَمَّةُ السَّلَامِ	اللہ وحدہ سلام کی بندی
امۃ المنان	أَمَّةُ الْمَنَّانِ	اللہ وحدہ منان کی بندی
امۃ الحنان	أَمَّةُ الْحَنَّانِ	اللہ وحدہ حنان کی بندی
امۃ المؤمن	أَمَّةُ الْمُؤْمِنِ	اللہ وحدہ مؤمن (امن دینے والے) کی بندی
امۃ المہیمن	أَمَّةُ الْمُهَيِّمِ	اللہ وحدہ مہیمن کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
امۃ الجبار	أَمَّةُ الْجَبَّارِ	اللہ وحدہ جبار کی بندی
امۃ الفتح	أَمَّةُ الْفَتْحِ	اللہ وحدہ فتح کی بندی
امۃ الستار	أَمَّةُ السَّتَّارِ	اللہ وحدہ ستار کی بندی
امۃ الباسط	أَمَّةُ الْبَاسِطِ	اللہ وحدہ باسط کی بندی
امۃ المعز	أَمَّةُ الْمُعِزِّ	اللہ وحدہ معز کی بندی
امۃ المذل	أَمَّةُ الْمُذِلِّ	اللہ وحدہ مذک کی بندی
امۃ الحکم	أَمَّةُ الْحَكَمِ	اللہ وحدہ حکم کی بندی
امۃ الواسع	أَمَّةُ الْوَاسِعِ	اللہ وحدہ واسع کی بندی
امۃ الباعث	أَمَّةُ الْبَاعِثِ	اللہ وحدہ باعث کی بندی
امۃ الواجد	أَمَّةُ الْوَاجِدِ	اللہ وحدہ واجد کی بندی
امۃ الماجد	أَمَّةُ الْمَاجِدِ	اللہ وحدہ ماجد کی بندی
امۃ الواحد	أَمَّةُ الْوَاحِدِ	اللہ وحدہ واحد کی بندی
امۃ الفاطر	أَمَّةُ الْفَاطِرِ	اللہ وحدہ فاطر کی بندی
امۃ القادر	أَمَّةُ الْقَادِرِ	اللہ وحدہ قادر کی بندی
امۃ القاهر	أَمَّةُ الْقَاهِرِ	اللہ وحدہ قاهر کی بندی
امۃ القہار	أَمَّةُ الْقَهَّارِ	اللہ وحدہ قہار کی بندی
امۃ الخلاق	أَمَّةُ الْخَلَّاقِ	اللہ وحدہ خلاق کی بندی
امۃ الغافر	أَمَّةُ الْغَافِرِ	اللہ وحدہ غافر کی بندی
امۃ الظاہر	أَمَّةُ الظَّاهِرِ	اللہ وحدہ ظاہر کی بندی
امۃ النافع	أَمَّةُ النَّافِعِ	اللہ وحدہ نافع کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
امۃ الحق	أَمَّةُ الْحَقِّ	اللہ وحدۃ الحق کی بندی
امۃ المبدیٰ	أَمَّةُ الْمُبْدِئِ	اللہ وحدۃ مبدیٰ کی بندی
امۃ المحیی	أَمَّةُ الْمُحْيِي	اللہ وحدۃ محیی کی بندی
امۃ الحیی	أَمَّةُ الْحَيِّ	اللہ وحدۃ حی کی بندی
امۃ الاحد	أَمَّةُ الْإِحَادِ	اللہ وحدۃ احد کی بندی
امۃ الصمد	أَمَّةُ الصَّمَدِ	اللہ وحدۃ صمد کی بندی
امۃ الابد	أَمَّةُ الْإِبْدِ	اللہ وحدۃ ابد کی بندی
امۃ المقتدر	أَمَّةُ الْمُقْتَدِرِ	اللہ وحدۃ مقتدر کی بندی
امۃ الوالی	أَمَّةُ الْوَالِي	اللہ وحدۃ والی کی بندی
امۃ الولی	أَمَّةُ الْوَلِيِّ	اللہ وحدۃ ولی کی بندی
امۃ المتعالی	أَمَّةُ الْمُتَعَالِي	اللہ وحدۃ متعالی کی بندی
امۃ البر	أَمَّةُ الْبَرِّ	اللہ وحدۃ بر کی بندی
امۃ الرب	أَمَّةُ الرَّبِّ	اللہ وحدۃ رب کی بندی
امۃ المنتقم	أَمَّةُ الْمُنتَقِمِ	اللہ وحدۃ منتقم کی بندی
امۃ العفو	أَمَّةُ الْعَوْفِ	اللہ وحدۃ عفو کی بندی
امۃ الرؤف	أَمَّةُ الرَّوْفِ	اللہ وحدۃ رؤف کی بندی
امۃ الغنی	أَمَّةُ الْغَنِيِّ	اللہ وحدۃ غنی کی بندی
امۃ المعنی	أَمَّةُ الْمُعْنِيِّ	اللہ وحدۃ معنی کی بندی
امۃ المعطی	أَمَّةُ الْمُعْطِي	اللہ وحدۃ معطی کی بندی
امۃ الہادی	أَمَّةُ الْهَادِي	اللہ وحدۃ ہادی کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
امۃ البدیع	اَمَّةُ الْبَدِیْعِ	اللہ وحدہ بدیع کی بندی
امۃ الباقی	اَمَّةُ الْبَاقِی	اللہ وحدہ باقی کی بندی
امۃ الواقی	اَمَّةُ الْوَاقِی	اللہ وحدہ واقعی کی بندی
امۃ الدائم	اَمَّةُ الدَّائِمِ	اللہ وحدہ دائم کی بندی
امۃ ذی الفضل	اَمَّةُ ذِی الْفَضْلِ	اللہ وحدہ ذی الفضل کی بندی
امۃ ذی القوۃ	اَمَّةُ ذِی الْقُوَّةِ	اللہ وحدہ ذی القوۃ کی بندی
امۃ ذی الجلال	اَمَّةُ ذِی الْجَلَالِ	اللہ وحدہ ذی الجلال کی بندی

حرف "ب" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
بَرِیْرَة	بَرِیْرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص درخت کا پھل
بَثِیْنَة	بَثِیْنَة	بقول بعض صحابیہ کا نام، بمعنی عمدہ
بَدِیْلَة	بُدَیْلَة	صحابیہ کا نام، بمعنی متبادل/عوض/شریف و کریم
بَرزہ	بَرزَة	صحابیہ کا نام، بمعنی بہادری میں پیش پیش
بَرکَة	بَرکَة	صحابیہ کا نام، بمعنی برکت اور زیادتی
بَرَوَع	بَرَوَع	صحابیہ کا نام، بمعنی نیکی (من البراعة، الواو زائده)
بادیہ	بَادِیَة	بقول بعض صحابیہ کا نام، بمعنی ظاہر و واضح
بریعہ	بَرِیْعَة	صحابیہ کا نام، بمعنی چمکیلی
بسرہ	بُسْرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی مضبوط و جوان
بشیرہ	بَشِیْرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی خوشخبری دینے والی
بقیرہ	بُقَیْرَة	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی سی گائے (بقرة کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
بہیہ	بُهَيْسَةَ	صحابیہ یا بنتِ صحابی، بمعنی دلیری
بہیہ	بُهَيْة	صحابیہ کا نام، بمعنی کشادہ
بیضاء	بَيْضَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی سفید و صاف
بریدہ	بَرِيْدَه	قاصدہ
بردہ	بُرْدَه	کالی چورس چادر
بریدہ	بُرِيْدَه	بردہ کے ہم معنی (بردہ کی تغیر، بحوالہ المغرب)
بارعہ	بَارِعَه	شرف و فضیلت والی/ ماہر/ باکمال
بازغہ	بَازِغَه	چمک دار، روشن
بریعیہ	بَرِيْعَه	عقل و جمال میں کامل
بیٹہ	بَسِيْطَه	وسیع
برکت	بَرَكْت	خیر و بھلائی
بلاغت	بَلَاعَتْ	فصح و بلیغ ہونا
بشارت	بَشَارَت	حسن و جمال
بصارت	بَصَارَت	جاننا/ دیکھنا
بصرہ	بَصْرَه	سفیدی مائل نرم پتھر (ہاں پر زبر کے ساتھ)
بصرہ	بُصْرَه	سفیدی مائل نرم پتھر (ہاں پر پیش کے ساتھ)
بصرہ	بِصْرَه	سفیدی مائل نرم پتھر (ہاں پر زیر کے ساتھ)
باصرہ	بَاصِرَه	دیکھنے والی/ قوتِ باصرہ/ آنکھ/ نگاہ
باقرہ	بَاقِرَه	علم میں وسیع (باترکی تائیف)
بارقہ	بَارِقَه	بجلی والا بادل/ کرن/ چمک

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
باطشہ	بَاطِشَہ	مضبوطی سے تھامنے والی
بشریٰ	بُشْرٰی	خوشخبری
بصیرت	بَصِيْرَت	عقل مندی/فہم و فراست
بلقیس	بَلْقِیْس	ملکہ سبا کا نام
برجیس	بَرْجِیْس	ایک ستارہ کا نام
کبرہ	کُبْرَہ	صبح/سویرا
کبیرہ	کَبِيْرَہ	سب سے پہلا پھل
کبیلہ	کَبِيْلَہ	مالِ غنیمت
بکلہ	بَکْلَہ	طبیعت
بلجہ	بُلْجَہ	صبح کی روشنی
بلیلہ	بَلِيْلَہ	ٹھنڈی اور مرطوب ہوا
براعت	بِرَاعَت	کمال/مہارت/فوقیت
بدر النساء	بَدْرُ النِّسَاء	عورتوں کا کامل چاند

حرف ”ت“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
تملک	تَمْلِک	صحابیہ کا نام، بمعنی مالک
تویلہ	تُوَيْلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی جماعت
تابعہ	تَابِعَہ	فرماں بردار، اطاعت گزار/خادمہ
تائبہ	تَائِبَہ	توبہ کرنے والی
تنزیلہ	تَنْزِيْلَہ	اتاری ہوئی، بھیجی ہوئی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
تسليم	تَسْلِيْمٌ	جنت کی ایک نہر
تسكين	تَسْكِيْنٌ	سکون پہنچانا
تکريم	تَكْرِيْمٌ	عزت دینا
تنزيه	تَنْزِيْهٌ	برائی سے دور رکھنا
تقبيل	تَقْبِيْلٌ	چومنا
تمرين	تَمْرِيْنٌ	مشق کرنا
تعظيم	تَعْظِيْمٌ	نعت دینا
تبسم	تَبَسُّمٌ	مسکرانا (اسم مصدر)
تيمين	تَيْمُنٌ	برکت حاصل کرنا (اسم مصدر)
تقانه	تَقَانَةٌ	کمال / ہوشیاری / پختگی
تتمه	تَتْمَمَةٌ	تکملہ
تمامه	تِمَامَةٌ	تکملہ
تذکره	تَذْكَرَةٌ	یاد دہیانی
تسويه	تَسْوِيَةٌ	برابری
تشبيه	تَشْبِيْهٌ	مشابہت
تکرمه	تَكْرَمَةٌ	اعزازی نشست
تراضي	تَرَاضِيٌّ	ایک دوسرے سے راضی ہونا

حرف ’ث‘ سے شروع ہونے والے اسلامى نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
ثبیۃ	ثُبَيْتَه	صحابیہ کا نام، بمعنی مضبوط/ظہرنا (بروزن جُھینہ، ثَبْت کی تصغیر)
ثویبہ	ثُوْبِيَه	چھوٹی سی جماعت (ثُبَّۃ کی تصغیر کان اصلها ثُوْبَة)
ثریا	ثُرَيَّا	ستاروں کا جھمکا
ثمیرہ	ثَمِيْرَه	کثیر پھلدار
ثمینہ	ثَمِيْنَه	آٹھویں
ثابتہ	ثَابِتَه	مضبوط (اسم فاعل)
ثقیبہ	ثَقِيْبَه	سرخ چہرے والی
ثقیفہ	ثَقِيْفَه	نہایت عقل مند و ذہین (اسم مشبہ)
ثاقبہ	ثَاقِبَه	روشن، کامل
ثامرہ	ثَامِرَه	پھل والی (اسم فاعل)
ثمرہ	ثَمْرَه	پھل
ثمامہ	ثُمَّامَه	ایک گنجان اور لمبی شاخ والا پودا

حرف ’ج‘ سے شروع ہونے والے اسلامى نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
جویریہ	جُوْبِرِيَه	صحابیہ کا نام، نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی چھوٹی سی لڑکی/ہوا (جاریہ کی تصغیر)
جمیلہ	جَمِيْلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی حسین، خوب رو
جبلہ	جَبَلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی فطرت/طبیعت
جدامہ	جُدَامَه	صحابیہ کا نام، بمعنی وہ بالیاں جو پہلی مرتبہ گاہنے میں نہ ٹوٹیں

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
جرباء	جَرُبَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی تاروں بھرا آسمان (اجرب کامونٹ)
جمرہ	جَمْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بہادر و جری
جعده	جَعْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک پودے کا نام/ گھنگریا لے بالوں کی لٹ
جمانہ	جُمَانِہ	صحابیہ کا نام، بمعنی موتی
جمیمہ	جُمَيْمَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پیشانی کے گھنے بال (جُمَّہ کی تغیر)
جمامہ	جَمَامَہ	آرام
جیدہ	جَيْدَہ	عمدہ
جھینہ	جُھَيْنَہ	فیاض اور مہربان (جھفہ کی تغیر)

حرف ’ح‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
حواء	حَوَاء	ام البشر اور کئی صحابیات کا نام، بمعنی سبزی یا سرخی مائل سیاہ (خوبصورتی)
حبیبہ	حَبِيبَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی پسندیدہ
حرملہ	حَرْمَلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک مخصوص پودا
حفصہ	حَفْصَہ	ام المؤمنین کا نام، بمعنی شیر یعنی بہادر کی بیٹی
حسانہ	حَسَانِہ	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی بہت خوبصورت
حقہ	حَقَّہ	صحابیہ کا نام، بمعنی صحیح ہونا/ ثابت ہونا
حلیمہ	حَلِيمَہ	نبی ﷺ کی رضاعی والدہ، بمعنی بردبار/ نرم مزاج
حمیدہ	حَمِيدَہ	قابل تعریف/ بہت تعریف کئے جانے والی
حامدہ	حَامِدَہ	حمد کرنے والی
حاسبہ	حَاسِبَہ	حساب دان

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
حافظہ	حَافِظَہ	حفاظت کرنے والی/نگران
حامزہ	حَامِزَہ	خوش مزاج/خوش طبع
حارثہ	حَارِثَہ	کمائی کرنے والی (یعنی آخرت کی) (اسم فاعل)
حسنہ	حَسَنَہ	خوبصورت
حسنى	حُسْنِیٰ	بہت عمدہ (احسن کی تائید)
حسنا	حَسَنَاء	خوبصورت (حسن کی تائید)
حدیقہ	حَدِیقَہ	باغ/باغیچہ/پھلدار درختوں والی زمین/چاردیواری والا باغ
حشمہ	حُشْمَہ	قربابت/رشتہ داری
حشمت	حِشْمَت	شرم و حیا/وقار
حصینہ	حَصِیْنَہ	باعفت/مضبوط
حاصنہ	حَاصِنَہ	پاک دامن عورت
حصناء	حَصْنَاء	پاک دامن عورت
حصیلہ	حَصِیْلَہ	حاصل شدہ/نتیجہ/پیداوار
حکمت	حِکْمَت	دانائی/علم و معرفت
حکیمہ	حَکِیْمَہ	دانش مند
حلیفہ	حَلِیْفَہ	اتحادی/معاہدکار
حجرہ	حَجْرَہ	گوشہ
حمدہ	حَمْدَہ	قابل تعریف
حمراء	حَمْرَاء	سرخ رنگ والی
حنہ	حَنَہ	پسندیدگی/بیوی (ہاء کے اوپر زبر ہے)

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
حنہ	حِنَّہ	رحم دلی / ترس (حاء کے نیچے زیر ہے)
حوراء	حَوْرَاء	گورے رنگ کی عورت
حواشہ	حُوَاشَہ	قربت / ارشتہ داری / جس سے حیاء کی جائے
حراست	حِرَاسَت	حفاظت / پہرہ
حصانہ	حَصَانَه	پاک دامن عورت
حمیت	حَمِيَّت	غیرت / خود داری
حمایت	حِمَايَت	حفاظت / انگرانی
حُسْنُ النِّسَاءِ	حُسْنُ النِّسَاءِ	عورتوں کا حسن و جمال
حیاء النساء	حَيَاءُ النِّسَاءِ	خواتین کی حیاء و غیرت

حرف ’خ‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
خدیجہ	خَدِيْجَہ	ام المؤمنین صحابیہ کا نام، بمعنی ناقص و ناتمام (بطور توضیح و عا جزی)
خولہ	خَوْلَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی غزال / ہرنی
خنساء	خَنَسَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی نیل گائے
خالدہ	خَالِدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی لمبی عمر اور دیر تک باقی رہنے والی (اسم فاعل)
خلیدہ	خُلَيْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی لمبی عمر والی (خالدہ کی تصغیر تخیم)
خیرہ	خَيْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پسندیدہ اور منتخب چیز
خُزَيْمَہ	خُزَيْمَہ	صحابیہ کا نام ایک مفید درخت
خدمت	خَدْمَت	خدمت / مدد
خادمہ	خَادِمَہ	خدمت گزار

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
خاشعہ	خَاشِعَہ	خشوع والی
خاضعہ	خَاضِعَہ	خضوع والی / متواضع
خالصہ	خَالِصَہ	مخصوص / خالص کی ہوئی چیز
خلساء	خَلْسَاء	گندمی رنگ
خضرہ	خَضْرَہ	سرسبز
خضرہ	خُضْرَہ	ہر رنگ / تازگی / نرمی
خضراء	خَضْرَاء	سبز / ہری
خشیبہ	خَشِيبَہ	فطرت / طبیعت
خضیمہ	خَضِيْمَہ	سبزہ / سرسبز زمین
خضیلہ	خَضِيْلَہ	ہر ابھر / باغ / خوشحال
خصلہ	خُصْلَہ	سرسبزی و شادابی / تروتازگی
خشونت	خُشُوْنَت	کڑختگی (اجنبی لوگوں کے لئے، عورت کے لئے اچھی صفت)
خصیبہ	خَصِيْبَہ	فیض / رساں / زرخیز
خصیصہ	خَصِيْصَہ	امتیازی وصف
خصوصہ	خُصُوْصَہ	حالتِ خصوص
خریدہ	خَرِيْدَہ	شرعی اور زیادہ خاموش رہنے والی لڑکی
خفیفہ	خَفِيْفَہ	ہلکی پھلکی
خلیقہ	خَلِيْقَہ	اللہ کی مخلوق / طبیعت / لائق / اچھے اخلاق والی
خملہ	خِمْلَہ	چادر / خصلت
خمیلہ	خَمِيْلَہ	چادر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
خوضہ	خَوْضَه	موتی
خرباق	خِرْبَاق	تیز چلنے والی
خربصہ	خَرَبَصَه	جوان اور پر گوشت عورت
خلیلہ	خَلِيلَه	دوست
خوثاء	خَوْتَاء	بھرے ہوئے بدن کی نرم و نازک نوعمر لڑکی
خلیۃ الرحمن	خَلِيْلَةُ الرَّحْمٰن	رحمن کی دوست
خیر النساء	خَيْرُ النِّسَاءِ	خواتین میں خیرتر

حرف ’ذ‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
درہ	دُرَّه	صحابیہ کا نام، بمعنی موتی
درایت	دِرَايْت	عقل و فہم / سمجھداری
دجمہ	دِجْمَه	طریقہ / ڈھنگ / عادت / مقرب دوست
دعامہ	دِعَامَه	ستون جس پر عمارت کھڑی کی جائے
دفینہ	دَفِيْنَه	مخفی و پوشیدہ رکھی ہوئی چیز
دانیہ	دَانِيَه	نزدیک / جھکی ہوئی
دہاسہ	دِهَاسَه	نرم خوئی / خوش اخلاقی
دیسہ	دِيْسَه	بہادر عورت
دیباچ	دِيْبَاج	قیقی ریشمین کپڑا
دیباچہ	دِيْبَاجَه	چہرے کے بشرہ کا حسن

حرف ”ذ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ذره	ذَرَّةٌ	صحابیہ کا نام، بمعنی مٹی کا دانہ
ذاکرہ	ذَاكِرَةٌ	ذکر کرنے والی
ذریہ	ذَرِيَّةٌ	ایک قسم کی خوشبو
ذکرئی	ذِكْرِيٌّ	یاد/ یادگار/ نصیحت
ذمارہ	ذِمَارَةٌ	بہادری
ذمامہ	ذِمَامَةٌ	شرم و حیا
ذناہ	ذُنَابَةٌ	تابع
ذریعہ	ذَرِيْعَةٌ	واسطہ
ذکیہ	ذَكِيَّةٌ	ذہین

حرف ”ر“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
رقیہ	رُقِيَّةٌ	کئی صحابیات و نبی ﷺ کی بیٹی کا نام، بمعنی تعویذ جس سے بیماری کا علاج کیا جائے (رقیۃ کی تصغیر)
رملہ	رَمْلَةٌ	ام المؤمنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنی ریت یا مقام
ریحانہ	رَيْحَانَةٌ	نبی ﷺ کی جاریہ کا نام، بمعنی خوشبودار پودا/ خوبصورت عورت
رزینہ	رَزِيْنَةٌ	صحابیہ کا نام، بمعنی باوقار/ بردبار
رائطہ	رَائِطَةٌ	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر
ریطہ	رَيْطَةٌ	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
رائعہ	رَائِعَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی انتہائی حسین
رفاعہ	رِفَاعَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بلندی/ بلند مرتبہ
رفیدہ	رُفَيْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک چھوٹا سا گروہ (رُفْدَہ کی تغیر)
رفیقہ	رُفَيْقَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی نرم
روضہ	رَوْضَہ	شاداب زمین/ خوبصورت باغ
رمیصاء	رُمَيْصَاء	ایک ستارے کا نام
رجاء	رَجَاء	درخواست/ کنارہ
رفاعہ	رِفَاعَہ	خوش گواری
رافقہ	رَافِقَہ	نرم/ شفیق/ مہربان
رفاہہ	رِفَافَہ	خوش حالی
رفاہیہ	رِفَافِيَہ	خوش حالی/ رزق کی فراوانی
رفیہ	رَفِيَہ	شفقت/ مہربانی
ربابہ	رِبَابَہ	سرداری
رقابہ	رِقَابَہ	نگرانی/ حفاظت
رقابت	رِقَابَت	پہرے دار
ربیعہ	رَبِيعَہ	باغ/ موسم بہار
رتمہ	رَقْمَہ	باغ
رقبہ	رَقْبَہ	نگرانی کی کیفیت
رہودیہ	رَهْوُدِيَہ	مہربانی/ نرمی
رہیفہ	رَهِيْفَہ	باریک اور نازک

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
راہنہ	رَاهِنَه	دائمی / تیار
راحہ	رَاحَه	مہربانی / رحم / لطیف ہوا
راضیہ	رَاضِيَه	پسندیدہ
رائعہ	رَائِعَه	اخلاقی اور فکر و فن کی امتیازی شان و خصوصیت
رَدَقَہ	رَوَقَه	پرکشش حسن و جمال
رُدَقَہ	رُوَقَه	انتہائی حسین
ریعہ	رَيْعَه	سرسبز مین
رَیْقَہ	رَيْقَه	سرسبز مین
رَیِّہ	رَيْه	سیرابی
راویہ	رَاوِيَه	روایت کرنے والی
ریدانہ	رَيْدَانَه	مقصد
ریشہ	رَيْشَه	قلم
ریاضت	رِيَاضَت	ورزش / مجاہدہ
رابعہ	رَابِعَه	چوتھی
رجیلہ	رَجِيْلَه	مضبوط قوی
رحلت	رِحْلَت	سفر / کوچ کرنا
رحلہ	رُحْلَه	منزل / سفر / منہائے سفر
رحمت	رَحْمَت	مہربانی / شفقت / بھلائی
رقیقہ	رَقِيْقَه	پتلی
رغیبہ	رَغِيْبَه	آرزو / مرغوب چیز / بڑا عطیہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
راجحہ	رَاجِحَہ	نفع بخش
راجعہ	رَاجِعَہ	رجوع کرنیوالی
راجیہ	رَاجِیَہ	امیدوار
راحت	رَاحَت	آرام/آسائش
رصافہ	رَصَافَہ	مضبوطی اور چنگلی
راستہ	رَاسِطَہ	پختہ/مضبوط
راشدہ	رَاشِدَہ	ہدایت والی
راعیہ	رَاعِیَہ	نگران/محافظ
راکبہ	رَاکِبَہ	مسافرہ/سوار
رافعہ	رَافِعَہ	بلند
رافقہ	رَافِقَہ	مہربانی کرنے والی
رخیمہ	رَخِیْمَہ	نرم و نازک
رشیدہ	رَشِیْدَہ	ہدایت یافتہ
رشیقہ	رَشِیْقَہ	ہلکی اور تیز/خوش قامت/خوش طبع
رضیہ	رَضِیَہ	پسندیدہ/مرغوب
رطابہ	رَطَابَہ	تر ہونا
رطوبہ	رُطُوبَہ	تر ہونا/تازگی
رعلہ	رَعْلَہ	ہراول دستہ/پیش رو جماعت
رفعت	رِفْعَت	شرف و قدر والی ہونا (اسم مصدر)
رفیقہ	رَفِیقَہ	ساتھن/ہم سفر

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
رَمْشَاء	رَمْشَاء	خوبصورت ساخت والی (ارش کی تائیس)
رَبِيَّة	رَبِيَّة	ہراول دستہ
رَبَابَه	رَبَابَه	عہد و پیمان
رَوَاء	رُوَاء	بہادر / رونق / ظاہری حسن و جمال
رَحْمَةُ اللّٰهِ	رَحْمَةُ اللّٰهِ	اللہ کی رحمت

حرف ”ز“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
زَيْنَب	زَيْنَب	نبی ﷺ کی بیٹی اور بہت سی صحابیات کا نام، بمعنی قوی
زَائِدَه	زَائِدَه	صحابیہ کا نام، بمعنی زیادہ / کثیر
زَخْرَفَه	زَخْرَفَه	مزین کرنا
زُبَيْدَه	زُبَيْدَه	چھوٹا سا مکھن (زبدۃ کی تفسیر)
زَابُوْقَه	زَابُوْقَه	گھر کا کونہ
زُبَيَّه	زُبَيَّه	اوپرچی جگہ
زَحْنَه	زَحْنَه	وادی کا موڑ
زَجْمَه	زَجْمَه	آہستہ بات
زُرْقَه	زُرْقَه	نیل گونی
زَرْنَقَه	زَرْنَقَه	مکمل خوبصورتی
زَاهِدَه	زَاهِدَه	متقی / پرہیزگار
زُهْرَاء	زُهْرَاء	حسین عورت
زَاهِرَه	زَاهِرَه	چمکدار صاف رنگ والی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
زہرہ	زَهْرَه	ایک پھول/چمک دمک/بہار
زہرہ	زُھْرَه	چمک دار سفیدی
زہیرہ	زُھَيْرَه	چھوٹا سا پھول/گلی
زعیمہ	زَعِيْمَه	سربراہ/ذمہ دار
زکانہ	زَكَانَه	فہم و فراست/سمجھ بوجھ
زکیہ	زَكِيَّه	بہتر نشوونما پانے والی/ عمدہ
زُلفہ	زُلفَه	قُرب/ نزدیکی/ مرتبہ
زینت	زَيْنَت	آرائشی/ زیبائش
زومہ	زُوعَه	تیز رفتار
زرمہ	زُرْعَه	بچ بھیتی
زین	زَيْن	زیب دینے والی چیز
زیب النساء	زَيْبُ النِّسَاءِ	خواتین کی زیب و زینت
زین النساء	زَيْنُ النِّسَاءِ	خواتین کو زینت دینے والی

حرف ”س“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
سارہ	سَارَه	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ
سودہ	سَوْدَه	ام المومنین و کئی صحابیات کا نام، بمعنی سیاہ چتروں والا، ہموار میدان (سود کی تائین)
سبیحہ	سُبَيْحَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی ساتویں
سدوس	سَدُوْس	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر/ ہرے رنگ کی چادر
سعدی	سُعْدَى	صحابیہ کا نام، ایک پودا

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
سفانہ	سَفَّانَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی موتی
سکینہ	سُكَيْنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پھر تیلی اور خوش مزاج لڑکی
سلامہ	سَلَامَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی عیوب و آفات سے بری ہونا
سمراء	سَمْرَاء	صحابیہ کا نام سفید بھیاہی مائل یعنی خوبصورت (اسم کی تانیث)
سمیہ	سُمَيَّہ	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹا سا آسمان (سما کی تفعیر)
سناہ	سَنَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی اونچائی/ بلندی
سنبلہ	سُنْبَلِہ	صحابیہ کا نام، بمعنی خوشہ/ ایک برج کا نام
سنینہ	سُنَيْنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی دندانہ/ ہم عمر (سن کی تفعیر)
سہلہ	سَهْلَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی نرم
سہیمہ	سُهَيْمَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی حصہ (سہم کی تفعیر)
سعادت	سَعَادَات	خوش نصیب، نیک بخت ہونا (اسم مصدر)
سعیدہ	سَعِيدَہ	خوش بخت
سکنہ	سُكْنِہ	اطمینان و سکون
سکینہ	سَكَيْنَہ	اطمینان/ سکون/ سنجیدگی
سلیقہ	سَلِيْقَہ	فطرت/ طبیعت/ سلیقہ مندی
سلیلہ	سَلِيْلَہ	نومولود لڑکی
سلمہ	سَلِمَہ	نرم و نازک ہاتھ پیر والی عورت
سلیمہ	سَلِيْمَہ	بے عیب/ صحیح سالم
سلمی	سَلْمٰی	سلامتی (فعلی، من السلم و السلم ضد الحرب بحوالہ الاشتقاق)
سلوہ	سُلُوْہ	تسلی بخش چیز

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
سنا	سَنَا	چاندکی روشنی/ تیز روشنی
سنایہ	سِنَايَہ	پوری مکمل چیز
سیدہ	سَيِّدَہ	محترمہ/ سردار
ساریہ	سَارِيَّہ	رات کو آنے والا بادل/ رات کی بارش
ساعہ	سَاعِہ	نیک بختی
سدرہ	سِدْرَہ	پیری کا درخت
سُمرہ	سَمْرَہ	ببول کا خوبصورت درخت
ساجدہ	سَاجِدَہ	سجدہ کرنے والی
سالکہ	سَالِكَہ	پابندِ شرع
سالمہ	سَالِمَہ	ثابت، تندرست
سائِحہ	سَائِحَہ	روزہ دار یا ہجرت کرنے والی
سعودہ	سُعُوْدَہ	خوش بختی
سلمہ	سَلْمَہ	سلامتی، تابعداری/ ایک مخصوص درخت (لام پر زبر)
سیمہ	سَيْمَہ	علامت/ نشان
سومہ	سُوْمَہ	علامت/ نشان
سیما	سَيْمَا	علامت/ خاص نشان
سویۃ	سَوِيَّہ	ساتھ ساتھ/ اعتدال
سیرہ	سَيْرَہ	ٹھنڈی صبح
سائقہ	سَائِقَہ	ریت اور سخت زمین کے درمیان والی زمین

حرف ”ش“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
شفاء	شِفَاء	کئی صحابیات کا نام؛ بمعنی دوا (اسم مصدر)
شمیلہ	شُمَيْلَه	صحابیہ کا نام؛ بمعنی جسم کو ڈھانپنے والی چادر (شملہ کی تصغیر)
شہیدہ	شَهِيدَه	حضرت ام ورقہ صحابیہ کا نام؛ بمعنی گواہی میں امین
شرف	شُرَاف	صحابیہ کا نام؛ بمعنی باعظمت
شریرہ	شُرَيْرَه	صحابیہ کا نام؛ بمعنی چستی/ تیزی (شرہ کی تصغیر)
شیماء	شَيْمَاء	بدن پر تل والی ہونا
شیمہ	شَيْمَه	عادت/ طبیعت
شقیقہ	شَقِيقَه	سگی بہن/ تیز بارش
شفقت	شَفَقَت	مہربان ہونا
شریفہ	شَرِيفَه	شریف
شرافت	شَرَّافَت	شریف ہونا (اسم مصدر)
شرفہ	شُرْفَه	شریف ہونا (اسم مصدر)
شبہ	شَبَه	جوان لڑکی
شبرہ	شَبْرَه	عطیہ
شبوورہ	شَبُوْرَه	صبح کے وقت کا کھر
شبیہ	شَبِيَه	مثل
شبیہ	شَبِيَه	کالے رنگ کے ساتھ سفیدی کا جمع ہونا، یعنی پرکشش (بحوالہ اشتقاق)
شجرہ	شَجْرَه	درخت/ اصل النصل
شجیرہ	شُجَيْرَه	ایک پودا (شجر کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
شجیعہ	شَجِيعَه	انتہائی دلیر
شاہدہ	شَاهِدَه	گواہی دینے والی
شہادت	شَهَادَات	گواہی / گواہی دینا
شوکت	شَوْكَت	دبدبہ
شمیم	شَمِيْم	بلند و عمدہ خوشبو
شاہیہ	شَاهِيَه	خواہش
شہامہ	شَهَامَه	خودداری / وقار
شافعہ	شَافِعَه	شفاعت کرنے والی
شفیقہ	شَفِيْقَه	مشفق / مہربان
شبرمہ	شُبْرُمَه	ایک جڑی بوٹی
شرذمہ	شَرِذْمَه	چھوٹی سی جماعت
شکلہ	شُكْلَه	کئی رنگوں کا مجموعہ / شبابہت
شکیلہ	شَكِيْلَه	مشابہ / خوبصورت
شارقہ	شَارِقَه	طلوع ہونے والی (شارق کی مؤنث)
شوفہ	شَوْفَه	نظر / منظر (القاموس الوحید)
شہبہ	شُهْبَه	وہ سفیدی جس میں سیاہی شامل ہو (القاموس الوحید)
شاگرہ	شَاكِرَه	شکرگزار / قناعت کرنیوالی
شمس النساء	شَمْسُ النِّسَاءِ	عورتوں کا سورج

حرف ”ص“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
صفیہ	صَفِيَّة	ام المؤمنین اور بہت سی صحابیات کا نام؛ بمعنی مخصوص کی ہوئی چیز
صفورہ	صَفْوَرَة	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ بمطہرہ کا نام
صادقہ	صَادِقَة	سچی
صدیقہ	صِدِّيقَة	سچی/مخلص
صائمہ	صَائِمَة	روزے دار
صابرہ	صَابِرَة	صبر کرنے والی
صالحہ	صَالِحَة	نیک صالح
صمہ	صَمَة	بہادر
صحبہ	صُحْبَة	زردی جو سفیدی اور سرخی مائل ہو
صباحت	صَبَاحَت	چہرے کا چمکدار اور خوبصورت ہونا
صبیہ	صَبِيحَة	خوبصورت
صائبہ	صَائِبَة	درست/ٹھیک
صقلی	صُقْلِي	دبلا پن
صغریٰ	صُغْرٰی	چھوٹی
صغره	صُغْرَة	سب سے چھوٹی اولاد
صغیرہ	صُغَيْرَة	چھوٹی
صفوہ	صَفْوَة	خالص چیز
صدیہ	صَدِيْعَة	بھلائی/نیکی/احسان
صنوہ	صُنُوَة	سگی بہن/بیٹی/پودا

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
صیانت	صِيَانَت	حفاظت
صائتہ	صَائِنَه	حفاظت کرنے والی / محافظ
صافیہ	صَافِيَه	صاف / خالص
صلہ	صِلَه	بدلہ / انعام / احسان
صداقت	صَدَاقَت	سچائی

حرف ”ض“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ضابطہ	ضَابِطَه	قاعدہ / قانون / ضبط کرنے والی
ضججہ	ضَجْجَه	راحت و آرام
ضراعہ	ضَرَاعَه	عاجزی / انکساری
ضفوفہ	ضَفُوفَه	خوشحالی
ضمانہ	ضَمَانَه	ضمانت / ذمہ داری
ضمیرہ	ضَمِرَه	دہلی اور چست
ضمیرہ	ضَمِيرَه	دہلی و چست (ضمیرہ کی تصغیر)

حرف ”ط“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
طلیحہ	طَلِيْحَه	چھوٹا سا شگوفہ / ببول کا درخت (طلحہ کی تصغیر)
طیبیہ	طَيِّبَه	علاج کرنے والی
طاہرہ	طَاهِرَه	پاک

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
طینہ	طِبْنَه	ہوشیاری / سمجھ
طیبہ	طَيِّبَه	پاکیزہ
طراوہ	طَرَاوَه	تازگی / شادابی
طوبیٰ	طُوبَىٰ	رشتک / سعادت / خیر / بہتر
طرفہ	طُرْفَه	نادر و عمدہ چیز
طریفہ	طُرَيْفَه	نادر و عمدہ (طرفہ کی تصغیر)
طلعہ	طَلَعَه	ظہور / جھلک / اچھور کے شکونے کا ٹکڑا
طلہ	طَلَّه	عورت / شبنم / خوشبودار چیز
طلاوہ	طَلَاوَه	رونق و بہار / خوبصورتی / آب و تاب
طلوہ	طُلُوَه	صبح کی سفیدی
طہفہ	طَهْفَه	نم / ایک مخصوص پوا
طعمہ	طُعْمَه	کھانے کی چیز / خوراک
طہیہ	طُهَيَّه	باریک و پتلا بادل (طہاۃ کی تصغیر)

حرفِ ”ظ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ظبیہ	ظَبِيَه	صحابیہ کا نام، بمعنی ہرنی
ظعنینہ	ظَعْنِيَنَه	عورت / بیوی / پاکی میں باپردہ بیٹی ہوئی عورت
ظافرہ	ظَاْفِرَه	کامیاب
ظہرہ	ظَهْرَه	مدد / پشت پناہی
ظہر	ظَهْرَه	مددگار
ظرافت	ظَرَاْفَت	عقل مند و داننا ہونا

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
عائشہ	عَائِشَة	ام المؤمنین اور کئی صحابیات کا نام؛ معنی خوشگوار زندگی گزارنے والی
عفرَاء	عَفْرَاء	صحابیہ کا نام؛ معنی سفید زمین
عائتہ	عَائِتَة	کئی صحابیات کا نام؛ معنی بہت خوشبو ملنے والی
عمارہ	عَمَارَة	صحابیہ کا نام؛ معنی سر ڈھانکنے اور چھت کی سجاوٹ کا کپڑا
عصمہ	عِصْمَة	صحابیہ کا نام؛ معنی خداداد منگلہ / پاک دامنی
عالیہ	عَالِيَة	صحابیہ کا نام؛ معنی بلند
عبادہ	عِبَادَة	صحابیہ کا نام؛ معنی عبادت کرنا
عتبہ	عُتْبَة	صحابیہ کا نام؛ معنی سخت و مضبوط / سرزنش کرنا (بحوالہ الاشتقاق)
عجماء	عَجْمَاء	صحابیہ کا نام؛ معنی ریت کا ٹیلہ
عذبہ	عَذْبَة	صحابیہ کا نام؛ معنی میٹھا
عزہ	عَزَّة	صحابیہ کا نام؛ معنی ہرن کی بچی
عقرب	عَقْرَب	صحابیہ کا نام؛ معنی آسمان کے ایک برج کا نام
عقیلہ	عُقَيْلَة	صحابیہ کا نام؛ معنی چھوٹی سی عقل مند
عمرہ	عُمْرَة	بہت سی صحابیات کا نام؛ معنی بیت اللہ کی مخصوص عبادت
عمیرہ	عُمَيْرَة	بہت سی صحابیات کا نام؛ معنی چھوٹا ساتاج (عمرہ کی تصغیر)
عنقودہ	عُنُقُودَة	صحابیہ کا نام؛ معنی انگورو وغیرہ کا گچھا
عویمیرہ	عُوَيْمِرَة	صحابیہ کا نام؛ معنی آباد / پر رونق (عامرہ کی تصغیر)
عبیدہ	عُبَيْدَة	عبادت کرنا (عبدہ کی تصغیر)
عذوبہ	عُذُوبَة	مٹھاس

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
عذره	عُذْرَه	دو شیزگی/پیشانی/بالوں کی لٹ
عذراء	عُذْرَاء	کنواری/سوراخ نہ کیا ہوا موتی
عقبی	عُقْبَى	آخرت/در بار الہی/انجام/بدلہ/جزاء
عقیلہ	عَقِيْلَه	شریف پردہ دار عورت
عیینہ	عُيَيْنَه	پانی کا چشمہ/آنکھ وغیرہ (عین کی تصغیر، مؤنث سماء تائے مقدرہ ظاہر)
عبده	عَبْدَه	عبادت کرنا
عابده	عَابِدَه	عبادت گزار
عادلہ	عَادِلَه	انصاف کرنے والی
عارفہ	عَارِفَه	معرفت رکھنے والی
عازمہ	عَازِمَه	قصد کرنے والی
عاصمہ	عَاصِمَه	پاک دامن عورت
عاقبہ	عَاقِبَه	نیک بدلہ/نتیجہ/انجام
عقبہ	عُقْبَه	انجام/بدل/حسن و جمال کی نشانی/ہمیت
عطیہ	عَطِيَّه	عطا/تحفہ/عطیہ/بخشش
عاطفہ	عَاطِفَه	شفقت/رشتہ داری/تعلق/مہربانی
عاکفہ	عَاكِفَه	پابند، ٹھہرنے والا (اسم فاعل)
عاقلہ	عَاقِلَه	عقل مند (اسم فاعل)
عالمہ	عَالِمَه	جاننے والی
عامرہ	عَامِرَه	آباد/پروقت
عشابہ	عِشَابَه	ہریالی/سبزے کی کثرت

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
عشرت	عِشْرَت	مخالطت، خوشحالی (بزبان عربی مخالطت و بزبان فارسی خوشحالی)
عصیمہ	عُصَيْمَه	پاک دامن (عصمہ کی تصغیر)
علیمہ	عَلِيْمَه	علم والی
عقیفہ	عَقِيْفَه	پرہیزگار/پارسا
عفت	عِفْت	عصمت/پارسائی
عرفجہ	عَرْفَجَه	ایک مخصوص درخت
عرفطہ	عُرْفُطَه	ایک مخصوص پودا
عروہ	عُرُوْه	قابل اعتماد چیز/حلقہ/ذریعہ اتحاد
عکرمہ	عِكْرَمَه	کبوتری
عنبسہ	عَنْبَسَه	شیر یعنی بہادر

حرف ”غ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
غزبلہ	غَزْبَلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی سی ہرنی/طلوع ہوتا ہوا سورج (غزالہ کی تصغیر)
غمریاء	غَمْرِيَاء	صحابیہ کا نام، بمعنی ایک ستارے کا نام (القاموس الوحید)
غزالہ	غَزَالَه	ہرنی
غزوہ	غَزْوَه	مطلوب چیز
غفیرہ	غَفِيْرَه	اصلاح کا ذریعہ/کثرت/زیادتی
غریبہ	غَرِيْبَه	عجیب چیز/حسین
غثرہ	غُثْرَه	خوشحالی و شادابی
غنیہ	غَنِيَه	بارش کا زبردست چھینٹا/پانی کی بڑی بوجھاڑ

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
عَدِيرَه	عَدِيرَه	گھاس اور پودوں والی زمین کا حصہ
عَادَه	عَادَه	نرم و ناز اندام لڑکی/ تروتازہ درخت
غِيَابَه	غِيَابَه	ہر چیز کی تہہ
عَانِمَه	عَانِمَه	مال غنیمت پانے والی
عَادِيَه	عَادِيَه	صبح کی بارش
غَزَارَه	غَزَارَه	کثرت/ بہتات
غَزَاوَه	غَزَاوَه	تازگی/ نزاکت
غَانِيَه	غَانِيَه	حسن و جمال کی وجہ سے زینت و آرائش سے بے نیاز
غَامِضَه	غَامِضَه	پوشیدہ
غَمَّازَه	غَمَّازَه	حسین لڑکی (القاموس الوحید)
غِيَابِيَه	غِيَابِيَه	ہر سایہ دار چیز
غَايَه	غَايَه	انتہا/ مقصد/ انجام

حرف "ف" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
فَاطِمَه	فَاطِمَه	بہت سی صحابیات کا نام، بمعنی دودھ یا (بری) عادت چھوڑنے والی
فَاضِلَه	فَاضِلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی فضل میں بلند مرتبہ/ ہیبت/ نعمت
فَاخِثَه	فَاخِثَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی ایک خوبصورت پرندہ
فَارِعَه	فَارِعَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی پہاڑ کا بلند مقام
فَرَوَه	فَرَوَه	صحابیہ کا نام، بمعنی مالدار (المنجد)
فُكَيْهَه	فُكَيْهَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی خوش طبع (فکھہ کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
فکاہہ	فُكَاہَہ	خوش طبعی
فاکہہ	فَاكِہَہ	مزید اچھل
فاتحہ	فَاتِحَہ	فتح کرنے والی / ابتداء
فتحہ	فُتِحَہ	کشادگی / وسعت
فحامہ	فَحَامَہ	عظمت / شان و شوکت
فارہہ	فَارَہَہ	خوبصورت لڑکی
فراہہ	فَرَاہَہ	چستی / چالاکي / مہارت / خوبصورتی
فصیہ	فَصِيہَہ	موسم کا معتدل وقت دن / چھٹکارا / رہائی / خلاصی
فلجہ	فُلَجَہ	کامیابی / مقصد برآری
فرح	فَرَح	خوشی
فرحت	فَرَحَت	خوشی / خوشخبری
فریدہ	فَرِيْدَہ	نفیس اور بیش قیمت موتی
فردہ	فَرْدَہ	اکیلی / تنہا / بے مثال
فردسہ	فَرْدَسَہ	گنجائش / وسعت
فراء	فَرَاء	حسین دانتوں والی عورت
فضیلت	فَضِيْلَت	حسن و اخلاق کا بلند درجہ
فطرہ	فِطْرَہ	فطری حالت / فطرتِ سلیمہ
فطانہ	فَطَانَہ	سمجھ / قوتِ فہم / ذہنی استعداد
فاغیہ	فَاغِيہَہ	خوشبودار پودے کی کٹی / خوشبو
فغمہ	فَغْمَہ	خوشبو کی مہک

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
قفاحہ	قُفَّاحَہ	شگوفہ کھلتے وقت کا پھول
فکرہ	فِکْرَہ	خاص خیال/ سوچی ہوئی رائے/ نظریہ
فائقہ	فَائِقَہ	بلند
فائزہ	فَائِزَہ	کامیابی کا ذریعہ/ پسندیدہ چیز
فنواء	فَنُوَاء	گھنے بالوں والی عورت
فنیقہ	فَنِیقَہ	ناز و نعم کی پروردہ عورت
فیئانہ	فَیْئَانَہ	لبے اور خوبصورت بالوں والی
فسیحہ	فَسِیْحَہ	وسیع/ کشادہ
فصیحہ	فَصِیْحَہ	خوش بیان/ خوش کلام
فردسہ	فَرْدَسَہ	گنجائش/ وسعت
فردوس	فِرْدَوْس	مکمل لوازم والا باغ/ جنت کا اعلیٰ مقام

حرف "ق" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
قریبہ	قُرْبِیَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی قُربت والی
قرۃ العین	قُرَّةُ الْعَیْنِ	حضرت عبادہ بن صامت کی والدہ کا نام، بمعنی آنکھوں کی ٹھنڈک
قریرہ	قَرِیْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی ٹھنڈک فراہم کرنے والی
قفیرہ	قَفِیْرَہ	دہلی تیلی
قفیرہ	قُفَیْرَہ	دہلی تیلی (قفیرہ کی تصغیر، بحوالہ تاج العروس)
قرابت	قَرَابَت	آپس داری/ رشتہ داری
قربت	قُرْبَت	مرتبے کے لحاظ سے نزدیکی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
قیمہ	قِيَمَه	مضبوط
قوامہ	قِوَامَه	انتظام / ذمہ داری / کفالت
قریبہ	قَرِيْبَه	قریت والی
قاسمہ	قَاسِمَه	تقسیم کرنے والی
قاصدہ	قَاصِدَه	پیغام رساں
قانتہ	قَانِتَه	فرماں بردار
قانعہ	قَانِعَه	قناعت کرنے والی (اسم فاعل)
قائلہ	قَائِلَه	اقرار کرنے والی، ماننے والی
قارئہ	قَارِئَه	پڑھنے والی (اسم فاعل)
قنعہ	قِنْعَه	بلند مقام
قدامہ	قُدَامَه	کسی چیز پر اقدام کرنا
قرہ	قُرَّه	ٹھنڈک
قسامہ	قَسَامَه	حسن / خوبصورت / مصالحت
قمر	قَمَر	چاند
قمر النساء	قَمَرُ النِّسَاءِ	خواتین کا چاند

حرف "ک" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
کبشہ	كَبِشَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی کف گیر
کبیشہ	كُبَيْشَه	صحابیہ کا نام (كَبِشَه کی تصغیر)
کبیرہ	كَبِيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی بڑی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
کریمہ	کَرِيْمَه	صحابیہ کا نام، بمعنی سخاوت کرنے والی
کثُم	كُثْم	صحابیہ کا نام بمعنی چہرے و رخسار پر زیادہ گوشت ہونا
کثُوم	كُثُوْم	بمعنی کثُم (بجوالہ، لسان العرب)
کثرہ	كَثْرَه	بہتات / مہربانی
کوثر	كُوْثَر	بڑی بھلائی / خیر کثیر / جنت کی ایک نہر کا نام
کشمہ	كُشْمَه	گلدستہ
کھلاء	كُخْلَاء	سرگین آنکھوں والی
کاظمہ	كَاطِمَه	غصہ پی جانے والی
کاملہ	كَامِلَه	کامل
کمامہ	كِمَامَه	کھجور کے شگوفے کا غلاف / کلی کا غلاف
کلیمہ	كَلِيْمَه	کلام کرنے والی
کنایہ	كِنَايَه	اشارہ
کیاسہ	كِيَاْسَه	ذکاوت و ذہانت / فہم و فراست / عقل و دانش
کیسہ	كَيْسَه	عقل مند ہوشیار / ذہین / فہیم
کباشہ	كِبَاثَه	اراک درخت کا پھل

حرف ”ل“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
لبابہ	لُبَابَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی خالص
لبنی	لُبْنَى	صحابیہ کا نام / ایک درخت جس سے شہد کی طرح دودھ نکلتا ہے (الہند)
لمیس	لَمِيْس	صحابیہ کا نام، بمعنی نرم و نازک جسم والی عورت (الجم الوسيط)

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
لیلیٰ	لَيْلَى	کئی صحابیات کا نام، بمعنی اندھیری رات (بمناسبت انتہائی خفیہ اور باپردہ) (اشتق من قولہم لَيْلَةُ لِبَلَاءِ)
لطیفہ	لَطِيفَةٌ	خوشگوار نکتہ / دلچسپ بات
لطیمہ	لَطِيْمَةٌ	مشک دان
لبیبہ	لَبِيْبَةٌ	عقل مند
لہوہ	لُھُوْہ	عطیہ / اعلیٰ ترین تحفہ
لیونہ	لُیُوْنَةٌ	نرم خوبی / مہربانی
لامعہ	لَامِعَةٌ	چمک دار / روشن
لقانہ	لِقَانَةٌ	ذہانت / عقلمندی
لباۃ	لِبَاۃ	مہارت / خوش اسلوبی / لیاقت
لطاقت	لَطَافَت	نزاکت / سبک پن
لطفہ	لَطْفَةٌ	ہدیہ / تحفہ
لعطہ	لَعَطَةٌ	سیاہی مائل سرخی
لحہ	لَحَّة	پاک دامن جاذب رعورت
لاعیہ	لَاعِيَةٌ	زرد پھول والا دامن کوہ کا پودا
لبیکہ	لَبِيْكَةٌ	کھجور / تازہ مکھن / مالیدہ
لؤلؤ	لُؤْلُؤٌ	موتی
لبوہ	لَبُوْہ	عقلند ہونا
لبوءہ	لَبُوْءَةٌ	عقلند ہونا
لیجہ	لَيْجَةٌ	مشک کا نافہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
لیاقت	لِیَاقَت	مہذب طرزِ عمل/حسن ذوق/صلاحیت
لیبّہ	لَبِیْقَہ	نرم خو/نرم اخلاق والی/پاکیزہ اخلاق والی/ذہین/ذکی
لدہ	لِدَہ	ہم عمر
لبدہ	لُبْدَہ	سر ڈھانکنے کا کپڑا

حرف ”م“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ماریہ	مَارِیَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی نیل گائے (الحیظ فی اللغۃ)
مریم	مَرِیْم	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور صحابیہ کا نام (غیر عربی لفظ، بحوالہ المصباح المنیر)
محبہ	مُحِبَّہ	صحابیہ کا نام، بمعنی محبت کرنے والی
محبّۃ	مُحِبَّتَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی بید/سرخم والی چیز
مزیدہ	مَزِیْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی زیادہ کی ہوئی (اسم مفعول)
مسرّۃ	مَسْرَۃ	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی خوش کرنا (مصدر)
مسیکہ	مُسِیْکَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی سہارے وفائدے کی چیز (مُسْکَۃ کی تصغیر)
معاذہ	مُعَاذَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پناہ و حفاظت میں آئی ہوئی (اسم مفعول)
مطیعہ	مُطِیْعَہ	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنی اطاعت گزار
ملیکہ	مُلِیْکَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنی چھوٹی سی ملکہ/صلاحیت/سلطنت (ملکَۃ یا ملکَۃ کی تصغیر)
منیبہ	مَنْیْبَہ	صحابیہ کا نام، بمعنی پاک دامن عورت (بحوالہ الحیظ فی اللغۃ)
میمونہ	مِیْمُونَہ	ام المؤمنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنی مبارک
مینہ	مِیْمَنَہ	برکت/خوش بختی/فوج کا دایاں بازو
معونہ	مَعُوْنَہ	مددگار

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
معاذہ	مَعَاذَہ	پناہ گاہ
مرضیہ	مَرَضِيَّہ	پسندیدہ
ملینہ	مَلِيْنَہ	نرم مزاجی / خوش خلقی
ماجدہ	مَاجِدَہ	بزرگی والی / خوش خلق (ماجد کی تائیت بحوالہ المنجد)
مادحہ	مَادِحَہ	تعریف کرنے والی (مادح کی تائیت)
ماہرہ	مَآہِرَہ	تجربہ کار / ماہر فن
مبارکہ	مُبَارَكَہ	بابرکت / خوش قسمت
مبشرہ	مُبَشِّرَہ	ہر لحاظ سے حسین
مبصرہ	مُبَصِّرَہ	صاحب بصیرت
ملائمہ	مُلَائِمَہ	مطابقت / مناسبت / موزونیت
منزلت	مَنْزِلَت	مقام و مرتبہ
محسنہ	مُحْسِنَہ	پاک دامن
محسنہ	مَحْسِنَہ	جمال و خوشنمائی کا ذریعہ
مختارہ	مُخْتَارَہ	منتخب / پسندیدہ / چنیدہ (مختار کی تائیت)
مدحت	مَدْحَت	تعریف
مسرت	مُسْرَت	خوشی (میم پر پیش کے ساتھ)
مومنہ	مُؤْمِنَہ	ایمان والی
مسلمہ	مُسْلِمَہ	اسلام والی یعنی مسلمان
مصباح	مِصْبَاح	چراغ (اسم آء)
معرفت	مَعْرِفَت	غور و فکر کے بعد کسی چیز کو پہچاننا

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
معروفہ	مَعْرُوْفَه	مشہور/ بھلائی/ احسان
مفیدہ	مُفِيْدَه	فائدہ مند
مقصودہ	مَقْصُوْدَه	مدعا/ مراد
مکرمہ	مَكْرُمَه	قابلِ اکرام و قابلِ قدر
ملساء	مَلْسَاء	چکنی/ ہموار
مکنونہ	مَكْنُوْنَه	پوشیدہ/ پردہ نشین
مایحہ	مَلِيْحَه	دکش/ جاذبِ صورت/ حسین
ممدوحہ	مَمْدُوْحَه	قابلِ تعریف
محمودہ	مَحْمُوْدَه	قابلِ تعریف
منعمہ	مُنْعَمَه	خوشحال/ نعمتوں والی
منیبہ	مُنِيْبَه	اللہ کی طرف رجوع کرنے والی
منیرہ	مُنِيْرَه	روشن/ واضح/ چمک دار
مزینہ	مُزِيْنَه	حسین و خوش قامت عورت
موعظہ	مَوْعِظَه	نصیحت
مفتاح	مِفْتَاح	کھولنے کا ذریعہ/ کنجی
مزنہ	مُزْنَه	پانی سے بھرا ہوا بادل
مازیہ	مَازِيَه	فضیلت/ برتری/ فوقیت/ کرم و مہربانی
مزیہ	مَزِيَه	کمال/ امتیازی وصف/ خصوصیت/ برتری
منفعہ	مَنْفَعَه	فائدہ

حرف ’ن‘ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
نانکہ	نَانَلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی عطیہ/بخشش/بھلائی (نانل کی تائیت)
نتیلہ	نُتَيْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنی وسیلہ/بخشش (نتیلہ کی تصغیر)
نسبیہ	نُسَبِيَه	حضرت ام عطیہ صحابیہ کا نام، بمعنی قرابت (نسبہ کی تصغیر)
نسبیہ	نَسَبِيَه	حضرت ام عمارہ صحابیہ کا نام، بمعنی قریبی
نسکہ	نَسِيْكَه	صحابیہ کا نام، بمعنی سونے چاندی کا ٹکڑا/ذبیحہ
نعم	نُعْم	صحابیہ کا نام، بمعنی خوشحالی
نعمی	نُعْمِي	صحابیہ کا نام، بمعنی آرام/آسودہ حالی
نفیصہ	نَفِيْصَه	صحابیہ کا نام، بمعنی پاکیزہ
نوار	نَوَار	صحابیہ کا نام، بمعنی محتاط عورت
نوبہ	نَوْبَه	صحابیہ کا نام، بمعنی باری
نحبیہ	نَحْبِيَه	فطرت/اکریم الطبع
نحلہ	نَحْلَه	بخشش/تحفہ
نخبہ	نُخْبَه	منتخب چیز
نزاہت	نَزَاهَتْ	برائی سے دوری/پاکدامنی
نزدن	نَزْدَنْ	ایک خوشبودار پودا
نزہت	نَزْهَتْ	تفریح
نشرہ	نَشْرَه	ہلکی ہوا
نجمہ	نَجْمَه	ایک ستارہ
ناعمہ	نَاعِمَه	خوشگوار/خوش و خرم/نرم و نازک

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
نوقہ	نَوْقَہ	ہر چیز کی مہارت
نیقہ	نَيْقَہ	نفاست و عمدگی / انتہائی لطافت و زراکت
نوعہ	نَوْعَہ	تروتازہ پھل
نیلہ	نَيْلَہ	عطیہ
نتیلہ	نَتَيْلَہ	وسیلہ / قرابت
نعمہ	نُعْمَہ	خوشی / آنکھ کی ٹھنڈک
نعمت	نِعْمَت	فائدہ / فضل / انعام
نعمت	نِعْمَت	خوشحالی / آسودگی
نعماء	نِعْمَاء	راحت و آرام / مال و دولت / خوشحالی
ناجیہ	نَاجِيَہ	نجات یافتہ / تیز رفتار اونٹنی
نہیدہ	نَهِيْدَہ	گاڑھا شاندار کھن
نادرہ	نَادِرَہ	نایاب / انوکھی
ناسکہ	نَاسِکَہ	عبادت گزار
ناصحہ	نَاصِحَہ	نصیحت کرنے والی
ناصرہ	نَاصِرَہ	مدد کرنے والی / مددگار / حامی
ناظمہ	نَاطِمَہ	انتظام کرنے والی
نافعہ	نَافِعَہ	نفع بخش
نائبہ	نَائِبَہ	قائم مقام
نبیلہ	نَبِيْلَہ	شریف و معزز
نبالہ	نَبَالَہ	شرافت و نجابت / ذہانت / عظمت و وقار
نباہت	نَبَاهَت	عزت و شرافت / سمجھ و دانائی

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
نَجِيَّة	نَجِيَّة	نجات پانے والی
نَجِيْبَة	نَجِيْبَة	اعلیٰ نسب / شریف
نَدِيْمَة	نَدِيْمَة	ہم نشین / رفیق / ہدم
نَذِيْرَة	نَذِيْرَة	انجام اور آخرت سے ڈرانے والی
نَسِيْم	نَسِيْم	نرم ہوا
نَشِيْطَة	نَشِيْطَة	راستہ میں حاصل ہونے والا مال غنیمت
نَصْرَة	نُصْرَة	مدد / حمایت
نَصِيْحَة	نَصِيْحَة	ہمدردانہ بات
نَصِيْرَة	نَصِيْرَة	عطیہ / مددگار
نَظِيْفَة	نَظِيْفَة	صاف ستھری / پاکیزہ
نَفَاسَة	نَفَاسَة	نفس ہونا
نَقِيْبَة	نَقِيْبَة	روح / دل / فطرت / مزاج / عقل / مشورہ
نَقِيْهَة	نَقِيْهَة	صاف / خالص
نَازِيْهَة	نَازِيْهَة	تیزی / پھرتی / جوش
نَجْمُ النِّسَاءِ	نَجْمُ النِّسَاءِ	عورتوں کا ستارہ
نُورُ النِّسَاءِ	نُورُ النِّسَاءِ	خواتین کا نور

حرف ”و“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
واجده	وَاجِدَة	پانے والی (واجد کی تانیث)
وجیہہ	وَجِيْهَة	وجاہت والی / نظر بد سے بچانے والا تعویذ
واعظہ	وَاعِظَة	نصیحت کرنے والی (واعظ کی تانیث)

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
واعیہ	وَاعِيَه	حفاظت و نگرانی کرنے اور یاد رکھنے والی
وسنی	وَسنَى	خوشحالی سے سرشار عورت
وسنانہ	وَسنَانَه	نیشلی آنکھ والی عورت
وقایہ	وَوقَايَه	بچاؤ کا ذریعہ
واقیہ	وَوقِيَه	بچاؤ کرنے والی
وثیقہ	وَثِيْقَه	دستاویز / تصدیق نامہ
واثقہ	وَاثِقَه	مضبوط و اعتماد والی (واثق کی تانیث)
وارثہ	وَارِثَه	میراث لینے والی (وارث کی تانیث)
وصیفہ	وَوصِيْفَه	خادمہ / نوعمر لڑکی
واہبہ	وَاهِبَه	عطا کرنیوالی
وجاہت	وَجَاهَت	رعب و دبدبہ
ودیعہ	وَودِيْعَه	امانت رکھی ہوئی چیز
وداعہ	وَودَاعَه	متانت و وقار / حلم و بردباری / عاجزی و مسکنت
ودیفہ	وَودِيْفَه	سرسبز باغ
وردہ	وَورْدَه	گلاب (الورد کی تانیث، بحوالہ المعجم الوسيط)
وردیہ	وَورْدِيَه	گلاب کا چمن یا کیماری
وسیمہ	وَوسِيْمَه	خوبصورت چہرے والی

حرف ”ه“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ہاجرہ	هَاجِرَه	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت اسماعیل کی والدہ کا نام
ہُریرہ	هُرَيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی چھوٹی سی بلی (ہرہ کی تغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
ہزیلہ	هَزَيْلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی تھوڑی سی ڈبلی (ہزلہ کی تغیر)
ہند	هِنْد	کئی صحابیات کا نام، بمعنی برداشت کرنا/ اونٹوں کا ریوڑ (بحوالہ الاشفاق)
ہادیہ	هَادِيَه	راہِ مستقیم دکھانے والی
ہانی	هَانِي	خدمت گزار
ہانم	هَانِم	معزز خاتون
ہالہ	هَالَه	چاند کا گھیرا (کنڈل)
ہدایت	هِدَايَت	راہ نمائی
ہینہ	هَيْنَه	نرم/ آسان

حرف ”ہی“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفُّظ	نسبت / معنی
یسیرہ	يُسَيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنی آسان/ سہل
یسریٰ	يُسْرٰى	آسان/ سہل (ایسر کی تائیف)
یافعہ	يَافِعَه	بلند و بالا
یاسمین	يَاسْمِيْن	چنبیلی (مغرب)
یمنہ	يَمَنَه	دائیں طرف
یمنی	يُمْنٰى	دائیں طرف

فقط

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ / 04 جولائی / 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی